

ایمان افروز

# یا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعِیْذُ بِکَ

اگست 1991ء سے ستمبر 2013ء تک

فخر المصنف حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کے ساتھ گزائے ہوئے  
قیمتی لمحات

ذیونگرانی

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

نظر ثانی

سید جمیل احمد رضوی

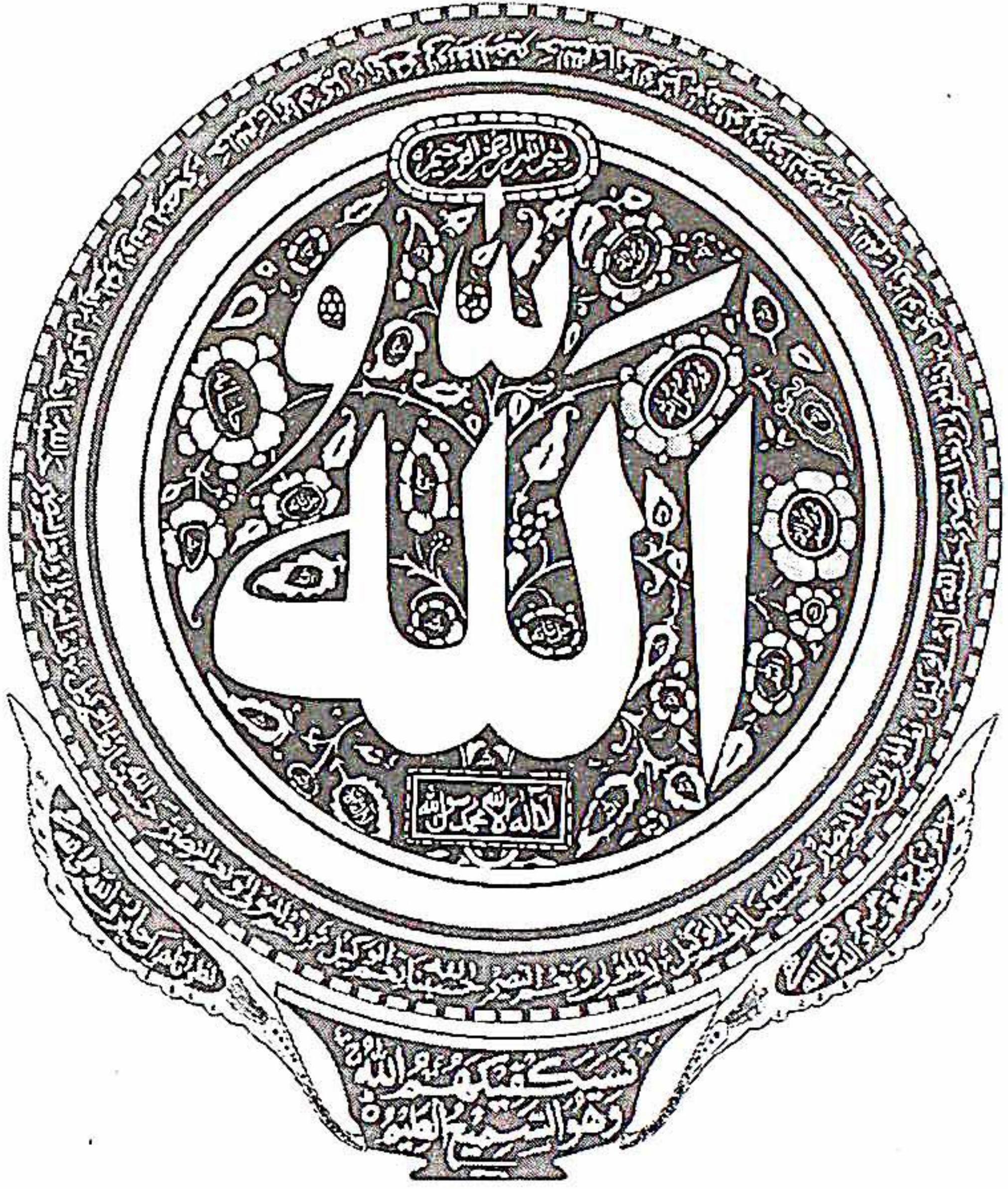
(سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی نیوکیپس، لاہور)

ترتیب

محمد معروف احمد شرقپوری







## تقطع اسم ذات

کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup>  
 نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا  
 جس سے آپ کے عشق الہی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ پتے پتے  
 میں اسم ذات نہایت خوبصورتی سے واضح کیا گیا ہے

# اعزاز

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی نے اپنے آخری ایام میں ”ایمان افروز یادداشتوں“ کے پہلے پروف 2004 تک کا مطالعہ فرمایا، شرقی پور شریف کے محمد بشارت گوندل (ایڈووکیٹ) قبلہ میاں صاحب کو ان یادداشتوں سے متعلق تمام واقعات پڑھ کر سناتے، اس پروف کے مطالعہ کے دوران آپ نے بشارت صاحب سے یہ تحریر بھی قلمبند کروائی:

”معروف ہمارا مخلص ساتھی ہے ہر وقت پاس نہیں ہوتا اس کا جو وقت میاں صاحب کے ساتھ گزرا وہ ضبط تحریر میں لے آیا۔“

بجگم میاں صاحب

ایمان افروز

# یادداشتیں

اگست 1991 سے ستمبر 2013ء تک

شیخ المشائخ حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف

کے ساتھ گزارے ہوئے قیمتی لمحات

زیر نگرانی

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

نظر ثانی

سید جمیل احمد رضوی

مرتب

محمد معروف احمد شرقپوری

ناشر

میاں محمد فرحان اللہ نقشبندی، آرائیاں شریف، رائے ونڈ روڈ، لاہور

0321-4520599

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

عنوان کتاب: ایمان افروز یادداشتیں ”اگست 1991ء سے ستمبر 2013ء تک  
 شیخ المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ  
 کے ساتھ گزارے ہوئے قیمتی لمحات“

مؤلف: محمد معروف احمد شرقپوری  
 زیر نگرانی: صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی  
 نظر ثانی: سید جمیل احمد رضوی (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لاہور)  
 پروف ریڈنگ: محبوب عالم تھابل (صاحبزادہ محمد عالم مختار حق)  
 خصوصی تعاون: میاں محمد یوسف نقشبندی (خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف)  
 کمپوزنگ: مسز محمد معروف احمد شرقپوری  
 ڈیزائننگ: محمد تنویر  
 طابع: آر۔ زیڈ پریس، بند روڈ لاہور  
 ناشر: میاں محمد فرحان اللہ نقشبندی، آرائیاں شریف، رائے ونڈ روڈ، لاہور  
 اشاعت اول: دسمبر 2016ء  
 تعداد: 1000  
 صفحات: 544

297-692  
 16615  
 125224  
 5

ملنے کا پتہ

میاں محمد فرید، آرائیاں شریف، رائے ونڈ روڈ، لاہور

0300-8167565

## فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
33	انتساب جمیل	1
34	بانی یوم مجدد	2
37	امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی "کامشن"	3
39	عرض ناشر	4
40	پیش لفظ	5
43	مقدمہ	6
60	علماء اور صالحین کے قدردان	7
62	تبلیغ اسلام کے علم بردار	8
64	میاں جمیل احمد شرقی پوری سے چند ملاقاتیں	9
67	ایک کتاب دوست درویش	10
73	ایک صوفی بزرگ کی مجلس	11
75	داستان جمیل	12
77	آفتاب نقشبندیہ	13
78	برسبیل تذکرہ	14
83	میاں صاحب اکٹھری کے کوزے میں بند نہیں کیا جاسکتا	15

صفحات ۱۳-۵۲-۲۵۱۷

86	سخن جمیل	16
88	ایک ہمہ جہت اور ہمہ گیر شیخ طریقت	17
93	ایک عظیم صوفی	18
96	ایک نہایت شائستہ گفتار پیر	19
98	جہان جمیل	20
100	ایک فقیر بے ریا	21
102	تعلیمات مجددیہ کے فروغ کے لیے تاریخی کردار	22
103	یادگار اسلاف، پیکر اخلاص	23
105	روحانیت کے پیکر	24
108	میاں شیر محمد شر قپوری کے مزار اقدس پر پہلی حاضری	25
109	روحانی ناشتہ	26
110	میاں شیر محمد شر قپوری سے ہماری شکایتیں لگاتا ہے	27
112	میاں صاحب کے ہمراہ کراچی کا پہلا سفر	28
114	میاں صاحب کی پیر محمد علی شاہ صاحب سے ملاقات	29
114	میاں صاحب کی حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ملاقات	30
115	ایکسٹنٹ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شر قپوری	31
115	ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی لاہور آمد	32
116	ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کرنا	33
118	میاں صاحب کو ہارٹ اٹیک	34



118	ذخیرہ کتب کی پنجاب یونیورسٹی لائبریری منتقلی	35
120	ڈھوک شیرربائی روانگی	36
123	کمانڈر ظفر کی لاہور آمد	37
123	ڈاکٹر آصف جلالی سے ملاقات	38
124	پیر شیخ محمد گل صاحب سے ملاقات	39
125	چین کی زیارت	40
125	میاں صاحب کا خواب	41
126	میاں صاحب کے پاؤں پر سوزش	42
126	سالانہ کیلنڈر کی تیاری	43
126	صاحبزادگان کی لاہور کی سیر	44
127	میاں صاحب کی وزیر صاحب سے ملاقات	45
127	میاں صاحب کی ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر آمد	46
128	میاں صاحب کے گردوں کا ٹیسٹ	47
128	میاں صاحب کو پچپش کی تکلیف	48
129	میاں صاحب کا خود پر ٹنگ کروانا	49
130	کتاب طالبان کا مطالعہ	50
130	ذکر خفی اور ذکر جہر	51
131	مسلم بی اے کا واقعہ	52
132	سعید چوک پر حاجی خوشی محمد کا انتظار	53

132	میاں غلام نقشبند کی کرامت	54
133	حضرت ثانی صاحبؒ کی نصیحت	55
133	بڑے پیشاب کی تکلیف اور اس کا آپریشن	56
135	اعلیٰ حضرت کے بارے میں واقعات کی تصدیق کرنا	57
136	اعلیٰ حضرت سید گھرانے کا بہت احترام کرتے تھے	58
136	حضرت مجدد پاک کی چٹی (سفید) مسجد تشریف آوری	59
137	کیمونزم، میکارتھی نزم اور سوادا عظیم	60
138	پیر محمد بھٹی کا واقعہ	61
139	مرنے کے بعد بھی ہونٹ کا ہلنا	62
140	حاجی عبدالرحمن کا واقعہ	63
141	ڈاکٹر طاہر ہارون سے چیک اپ	64
141	داراللمبلغین میں کمپیوٹر کی تعلیم	65
141	رائے ونڈا اجتماع میں سٹیکر تقسیم کرنا	66
143	میاں صاحب کی جوتی چوری ہو گئی	67
144	لابریری میں پر تکلف دعوت	68
144	حکیم عبدالمجید عقیقی کا واقعہ	69
145	اے۔ کے بروہی کا واقعہ	70
145	فیروز گاڑی بان کا واقعہ	71
146	اعلیٰ حضرت کا حکم نہ ماننا	72

146	حکیم علی احمد نیر واسطی کا واقعہ	73
147	بیل کے ماتھے پر اسم محمد ﷺ	74
147	حکیم مقبول احمد ملک سے ملاقات	75
147	دارالمبلغین میں کمپیوٹروں کی خریداری	76
148	شرقیہ پور شریف میں جماعت کی آمد	77
148	میاں صاحب خوش ہوئے	78
149	کتابوں کو پھاڑ کر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا	79
149	جیب کٹ گئی	80
150	باباجٹ سے طویل گفتگو	81
151	دارالمبلغین کی سالانہ رجسٹریشن	82
151	مولوی غلام رسول سے ملاقات	83
152	دیگر شہروں میں تبرک تقسیم	84
152	مولانا عبدالغفور صاحب کا واقعہ	85
153	میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد	86
153	صاحبزادہ میاں صالح کی اپنے استاد کو نصیحت	87
153	بغیر ٹکٹ کراچی کا ہوائی سفر	88
155	میاں صاحب کے دائیں کان کی سماعت کم ہو گئی	89
156	شیر ربانی فری ڈپنٹری کا قیام	90
156	ڈاکٹرز سے چیک اپ کرایا	91

156	میاں صاحب کے بارے میں خواب	92
157	ڈاکٹر شیر زمان کو فہرست کا پروف بھجوایا	93
157	میاں صاحب کی شاہ صاحب کے گھر آمد	94
158	میاں صاحب نے دانت نکلوایا	95
158	گوہر قلم نے فہرست کا ٹائٹل بنایا	96
159	پروفیسر محمد اقبال مجددی کے گھر آمد	97
160	میاں صاحب کا ایک اور دانت نکل گیا	98
160	گھر سے کھانا منگوایا کرو	99
161	دارالمبلغین میں کمپیوٹر کلاسز کا آغاز	100
161	میاں خلیل کی والدہ کی ضرورت اللہ پوری کرتا	101
162	میاں صاحب نے اپنی قبر کی نشاندہی کی	102
163	نئے دانت لگوانے کا مشورہ	103
163	ڈاکٹر عبدالجید سے چیک اپ	104
164	فدا حسین فدا نے قطعہ پیش کیا	105
164	عرس کے موقعہ پر بینرز کی تیاری	106
165	میاں صاحب کے دانتوں کی صفائی	107
165	میاں صاحب کی موٹر سائیکل پر سواری	108
165	میاں صاحب نے اپنا ووٹ کاسٹ کیا	109
166	مولانا یاسین سے ملاقات	110

166	افطاری اور نصیحت	111
167	میاں صاحب نے گھریبچے سے منع کر دیا	112
168	اعلیٰ حضرت سرکار کے ایک مرید کا واقعہ	113
168	حاجی آصف کی والدہ کی تیمارداری	114
168	ڈاکٹر محسن کے گھر آمد	115
169	ڈاکٹر محسن اور میاں آفتاب کی شرچپور شریف آمد	116
169	صاحبزادگان نے میاں صاحب کو پیسے دیے	117
169	شیر ربانی ڈائجسٹ کا اجراء	118
170	حاجی ارشد کی اہلیہ کا انتقال	119
171	میاں صاحب کی حاجی ارشد سے تعزیت	120
171	میاں صاحب کی بائیں آنکھ میں انفیکشن	121
171	میاں صاحب کی حاجی رفاقت سے ملاقات	122
172	میاں خلیل کا پیر طیب کے نام رقعہ	123
172	میاں صاحب کا تحفہ اور محمد اسلم کے آنسو	124
173	مولانا شاہ احمد نورانی کی شرچپور شریف آمد	125
184	حوزہ نقشبندیہ کی پہلی مشاورتی میٹنگ	126
185	علمی خطوط کو علیحدہ کیا گیا	127
185	دین محمد کاتب کا واقعہ	128
188	حوزہ نقشبندیہ کے سلسلہ میں جلسہ	129

193	ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی پاکستان آمد	130
194	نعیم عصمت کی شرقپور شریف آمد	131
194	رسالہ ”نقطہ نظر“ خریدنے کا حکم	132
194	میاں صاحب کی علیم تفضل سے تعزیت	133
195	ملک زاہد کی شرقپور شریف آمد	134
195	میاں صاحب کی سرگودھا روانگی	135
196	میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی	136
198	امروہ کے بیچ سے میاں صاحب کی داڑھ میں تکلیف	137
198	حوزہ نقشبندیہ کے سلسلہ میں مشاورتی مجلس	138
200	میاں صاحب کی ساجدہ علوی سے ملاقات	139
202	شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے نئے مضامین کی تیاری	140
202	ڈاکٹر ساجدہ علوی کی علمی سرگرمیاں	141
203	میاں صاحب کا ایکوٹیٹ	142
203	میاں سعید کا شوکت خانم ہسپتال سے چیک اپ	143
203	میاں جلیل کے گن مین پر گولیوں سے حملہ	144
204	میاں صاحب کی اللہ شریف روانگی	145
205	ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے اعزاز میں ایک علمی نشست	146
210	میاں صاحب کی عارف نوشاہی سے ملاقات	147
211	محمد عالم کو گردے کی تکلیف	148

212	حوزہ نقشبندیہ کے نام کی تجویز	149
212	”لطائف المدینہ“ کی اشاعت کا فیصلہ	150
213	حضرت مجدد الف ثانی کا کشف	151
213	کراچی سے مہمانوں کی شرفیور شریف آمد	152
214	میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی	153
215	میاں صاحب کی راو پنڈی روانگی	154
215	میاں صاحب کی صفدر اعوان اور حامد نواز سے ملاقاتیں	155
216	میاں سعید احمد کے صاحبزادوں کی ڈھوک آمد	156
216	میاں صاحب کی کھیوڑہ مائن کی سیر	157
217	میاں صاحب کی پنڈلیوں پر انفیکشن	158
218	یوم مجدد الف ثانی کا انعقاد	159
237	سلسلہ نقشبندیہ کی نایاب کتب شائع کرنے کا مشورہ	160
237	میاں صاحب کی نعیم عصمت سے ملاقات	161
238	”لطائف المدینہ“ محمد عالم کے حوالے	162
238	ثانی صاحب کے واقعات منور صاحب کی زبانی	163
239	میاں صاحب کی دیپالپور روانگی	164
240	خالی آٹے کی ٹینکی بھر گئی	165
240	میاں صاحب کی ذوالقرنین کی والدہ کے گھر آمد	166
240	ذخیرہ کتب دوسری جلد کی تیاری	167

241	دودھ کی سمیل پر جھگڑا	168
241	میاں سعید احمد شرقپوری کی اہلیہ کا آپریشن	169
242	ڈاکٹر ساجدہ علوی کے اعزاز میں ظہرانہ	170
242	ملک زاہد صاحب کی ٹانگ کا فریکچر	171
242	میاں خلیل کا بلڈ پریشر کنٹرول سے باہر	172
243	میاں صاحب کی علیم تفضل سے تعزیت	173
243	میاں تنویر نے چکوال کی سیر کی	174
244	میاں خلیل احمد شرقپوری مری سے غائب	175
244	میاں صاحب کی نصیحت	176
245	پروفیسر منور صاحب کے گھر افطاری	177
245	حرفان ہوٹل میں افطاری	178
246	میاں صاحب کو چلنے میں دشواری	179
246	میاں صاحب کے دانت محفوظ ہیں	180
247	حضرت ثانی صاحب کی کرامت	181
247	ڈاکٹر نوید اسلام سے چیک اپ	182
248	غیر مسلم کا کارنامہ	183
249	قے آنے سے میاں صاحب کی طبیعت بہتر ہوگئی	184
250	شارٹ کورسز کرانے والے اداروں کا معائنہ	185
250	اراکین حوزہ نقشبندیہ کی افطاری	186



251	میاں صاحب نے تعزیتی پیغام ریکارڈ کرایا	187
253	میاں صاحب کی ڈاکٹر شہباز ملک سے تعزیت	188
254	عید کے روز شر قپور شریف حاضری	189
254	میاں صاحب کے کراہنے کی آوازیں	190
254	آستانہ کے ماحول کو صحیح رکھنے کا حکم	191
255	قاضی ظہور اختر صاحب کا کارنامہ	192
256	صابر انصاری کے بیٹے کی شادی	193
256	میاں صاحب براستہ 'پتن' موہلو ال گئے	194
257	جلیانہ میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی کا عرس مبارک	195
257	میاں صاحب و یگن پر سوار ہو کر لاہور پہنچے	196
258	شیر ربانی نمبر کی تیاری میں مشورہ	197
258	حضرت زید فاروقی "کا واقعہ"	198
259	میاں صاحب نے ٹوٹے پل کے بارے میں بتایا	199
260	غفار خان کی پاکستان نہ دینے کی وصیت	200
260	میاں صاحب کی کالا باغ روانگی	201
261	میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت کا واقعہ سنایا	202
262	میاں صاحب کی رپورٹس بہتر نہ تھیں	203
263	لطائف المدینہ کا انگریزی ترجمہ	204
263	پروفیسر منور صاحب کا محتاط انداز	205

263	جلیانہ کی سیر	206
264	عرس شریف کے اخباروں میں اشتہارات	207
264	میاں صاحب گر گئے	208
264	ملک زاہد صاحب کے ساتھ لاہور کا سفر	209
265	سفر شام	210
265	مسجد حضرت خواجہ محمد زمانؒ کی توسیع	211
266	میاں صاحب کا لندن جانے کا پروگرام	212
266	عبدالوحید اور جاوید باجوہ سے تعزیت	213
267	ڈھوک شیر ربانی آنے کا حکم	214
267	نمک کی کان کی سیر	215
269	ڈاکٹر شیر زمان صاحب کو ڈائجسٹ کا پروف دکھایا	216
269	جنرل مجید کے فارم کی سیر	217
270	سردھی کی سیر	218
272	ڈاکٹر عبدالجید سے دانت بنوائے	219
272	مولانا شفیع اوکاڑوی کے چھوٹے بیٹے کی شرچہ پور شریف آمد	220
273	میاں صاحب کے دانتوں کی فلنگ	221
274	محمد افضل کی دعوت	222
274	میاں صاحب کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ	223
275	منہج انوار کا انگریزی ترجمہ	224

275	میاں صاحب کا بلڈ پریشر بڑھ گیا	225
276	رشوت کا بازار سرعام گرم	226
277	ثانی صاحب کے ہمراہ پروفیسر منور صاحب کا سفر	227
278	میاں صاحب کی فتح گڑھ تشریف آوری	228
279	میاں صاحب کی علم دوستی	229
280	نایاب کتب کی خریداری	230
280	ماسٹر احمد علی کے بیٹے کی وفات	231
281	جاوید ملک کو میاں صاحب نے خود پیسے واپس کیے	232
281	ڈاکٹر محسن نے دانت نکلوانے سے منع کر دیا	233
282	میاں صاحب کی گاڑی مرمت نہ ہو سکی	234
282	جاوید صدیقی کو نایاب تصاویر کی زیارت کرائی	235
282	دونایاب کتب کی تیاری	236
283	ساجدہ علوی صاحبہ کے قیمتی مشورے	237
285	حضرت توکل شاہ انبالوی اور ایک وہابی	238
287	حضرت ثانی صاحب کے سمجھانے کا انداز	239
288	حاجی محمد رمضان کے گھر سے الو نکل آیا	240
289	نعیم عصمت صاحب کی دعوت کا حکم	241
290	میاں صاحب کی ماسٹر احمد علی کے گھر آمد	242
290	بیرون ملک مسلمانوں کو درپیش خطرات	243

291	میاں صاحب کی عبدالسلام کے گھر آمد	244
292	شیرربانی ڈائجسٹ کے لیے بحریہ ٹاؤن کا اشتہار	245
292	بحریہ ٹاؤن کے اشتہار میں حاجی حیات کا اہم کردار	246
293	مولانا فاروق کے مختلف بیانات	247
295	اعلیٰ حضرت میاں شیرمحمد صاحب کی کرامت	248
296	میاں صاحب کی خاموشی	249
296	شیرربانی ڈائجسٹ کی مختلف شہروں میں ڈسٹری بیوشن	250
297	حضرت مجدد پاک کا پہلا سالانہ عرس مبارک	251
298	جنرل مشرف کا جلسہ اور عوام بے چارے	252
298	صاحبزادہ میاں سعید احمد اور صوفی سرور	253
299	عرس کے لیے میاں صاحب کا ادھار رقم لینا	254
300	دیوبندی اور وہابی بھی اعلیٰ حضرت کے معتقد	255
301	میاں خلیل احمد صاحب کے دوروں کی تفصیل	256
301	صاحبزادگان کو آپس میں محبت سے رہنے کی تلقین	257
302	میاں صاحب کی مفتی مکرم صاحب سے ملاقات	258
303	میاں صاحب کی ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر آمد	259
303	میاں صاحب کی منشا تائبش کے گھر آمد	260
303	میاں صاحب نے صبح تین بجے چار بسکٹ تناول فرمائے	261
304	امی جان کا شر قپور شریف میں محفل میلاد ﷺ کا انعقاد	262

305	حضرت سعدی اور سومہانوں کی دعوت	263
306	مولانا عبدالغفور شاہ صاحب کی شرقپور شریف آمد	264
307	وظائف پڑھنے کی اجازت	265
307	کوئٹہ سے حضرت ابوبکر آغا صاحب کی تشریف آوری	266
308	میاں صاحب کی داڑھ میں درد	267
309	میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد	268
309	ہومیو پیتھک میڈیسن استعمال کرنے کا مشورہ	269
310	ڈاکٹر ابوبکر صاحب سے چیک اپ	270
310	صاحبزادہ ابوبکر صاحب کے گھر ڈاکہ	271
311	میاں صاحب کا ایک اور وادنت مل گیا	272
311	ڈاکٹر مسعود صاحب سے ملاقات	273
313	میاں صاحب کی اقبال احمد فاروقی صاحب سے ملاقات	274
314	حاجی اللہ دتہ صاحب کی زوجہ کا انتقال	275
314	میاں صاحب سے شاہ احمد نورانی کی ملاقات	276
314	نذرانہ لینے سے انکار	277
315	میاں صاحب کی کرامت	278
315	محمد عالم صاحب کے گھر ڈاکہ	279
316	مولوی اسماعیل صاحب کا انتقال	280
316	ثانی صاحب کے عرس پر سب سے بڑا فور کلرا شہار	281

316	لاہور کے گرد و نواح میں بڑی فلیکس کا انتظام	282
317	”انوار جمیل“ ایک خوبصورت کوشش	283
318	خونناک زلزلہ	284
318	شرقیہ پور شریف سے امدادی سامان کشمیر روانہ	285
318	میاں خلیل احمد صاحب کی طبیعت مسلسل خراب	286
319	پریس حضرات کی شرقیہ پور شریف دعوت	287
319	ڈاکٹر محسن صاحب کی شرقیہ پور شریف آمد	288
320	میاں صاحب نے رات جاگ کر گزاری	289
320	اعلیٰ حضرت شیر ربانی ”کامرید“	290
321	ڈاکٹر ندیم محمود مرزا سے چیک اپ	291
322	امی جان کا مفید مشورہ	292
323	چوہدری پرویز الہی کی شرقیہ پور شریف آمد	293
324	نقشبندی پیر، شجرہ بتانے سے قاصر	294
325	میاں صاحب کی میاں محمد زبیر سے ملاقات	295
325	سعید احمد صدیقی صاحب پر فالج کا حملہ	296
325	آغا ابوبکر صاحب کا میاں صاحب سے بذریعہ فون رابطہ	297
327	محمد منشا تابش صاحب کی شرقیہ پور شریف آمد	298
327	نعیم عصمت کے بھائی کی شادی	299
328	صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد صاحب کی بارات	300

328	دعوت ولیمہ میں سات سو افراد کی شرکت	301
329	حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام سے ویب سائٹ تیار	302
330	میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد	303
330	عبدالرؤف صاحب کے داماد کا انتقال	304
331	میاں صاحب کی محمد الطاف سے تعزیت	305
331	ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی شرقیہ پور شریف آمد	306
333	ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کا UPS کا تحفہ	307
333	ڈاکٹر ساجدہ علوی کی اپنے خاوند کے ہمراہ بیت النور آمد	308
334	والد گرامی کے چہلم کا ختم اور پاکپتن شریف حاضری	309
335	میاں صاحب کی ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے ملاقات	310
336	ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی تعلیمی نظام پر تنقید	311
337	شرقیہ پور شریف میں حضرت مجدد پاکؒ کا عرس مبارک	312
338	میاں صاحب کے بائیں بازو میں شدید درد	313
348	میاں صاحب کا پیر فضل الرحمن مجددی سے فون پر رابطہ	314
348	میاں صاحب کے کمرہ سے سانپ برآمد	315
339	صاحبزادہ سعید شاہ گجراتی کی شرقیہ پور شریف آمد	316
339	محمد مقصود قادری کی شرقیہ پور شریف آمد	317
340	صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب نے گاڑی چلائی	318
340	سید ضیاء الدین شاہ صاحب کی شرقیہ پور شریف آمد	319

341	میاں صاحب کی آنکھوں میں انفیکشن	320
341	شوکت خانم لیبارٹری سے میاں صاحب کے ٹیسٹ	321
341	حکیم سلیم سے میاں صاحب کا علاج	322
342	چوہدری حنیف صاحب کی شر قیور شریف آمد	323
342	ڈاکٹر شیر محمد کی شر قیور شریف آمد	324
342	حضرت ثانی صاحب کی کرامت	325
343	شادی کارڈ پر اپنا نام لکھ لو	326
344	قدر آفاقی صاحب اور نماز مغرب	327
344	کمر کی تکلیف اور جنرل ہسپتال کا سفر	328
346	عطاء اللہ کو گولی لگ گئی	329
346	میاں صاحب کے سمجھانے کا انداز	330
347	پروفیسر منور صاحب کا ڈاکٹر نیازی سے چیک اپ	331
348	خانہ کعبہ کی زیارت	332
348	میاں صاحب کی کرامت	333
349	میاں صاحب کی چار سال بعد سٹیج پر تقریر	334
351	صاحبزادہ میاں ولید احمد کے گھر بیٹے کی پیدائش	335
351	میاں صاحب کی ڈاکٹر محسن نذیر سے تعزیت	336
351	ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کی افتتاحی تقریب	337
353	بیت النور ہوٹل میں حوزہ نقشبندیہ کی میٹنگ	338



364	پیر محبوب الرسول صاحب کی شرقپور شریف آمد	339
365	ڈاکٹر ظہور صاحب کا خواب	340
366	ملک حسن علی کا خواب	341
367	ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے شعر سنائے	342
367	”باتوں سے خوشبو آئے“ کی افتتاحی تقریب	343
368	میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی	344
369	میاں صاحب کی خواب میں بیعت کی	345
369	”جہان امام ربانی“ کی تیاری	346
369	جوہر آباد اور ڈیرہ اسماعیل تک کا سفر	347
371	ڈائری گاڑی کی چھت پر رہ گئی	348
372	توشہ شاہ نقشبند	349
372	رات سیٹھی صاحب کے گھر قیام کیا	350
373	ہونہار شاگرد	351
373	میاں صاحب کی جسٹس منیر احمد مغل صاحب سے ملاقات	352
374	نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر ایک شاہکار	353
374	عبدالحمید اولکھ صاحب کی شرقپور شریف آمد	354
375	ڈاکٹر ظہور صاحب کو مکتوبات مجدد کا تحفہ	355
376	میاں صاحب کا دانت اور ڈاکٹر علی کی زہر آزمائی	356
376	روزنامہ پاکستان کے دفتر نذیر حق سے ملاقات	357

377	میاں صاحب کی وصیت	358
377	جوہر آباد، طاہر شاہ کے ختم میں میاں صاحب کی شمولیت	359
378	میاں صاحب کی مولانا محمد صادق صاحب سے ملاقات	360
379	اعلیٰ حضرت شیر ربانی سرکار کی پیدائش کی جگہ	361
379	اعلیٰ حضرت سرکار اور کر نل محمد یوسف	362
380	پرندے اعلیٰ حضرت شیر ربانی پر سایہ کرتے تھے	363
381	میاں صاحب کی نعیم احمد نوری صاحب سے تعزیت	364
381	حنان علی عباسی ایک بہترین کالم نویس	365
381	میاں صاحب کی پشاور روانگی	366
382	اکبر بادشاہ کی گستاخی	367
383	قیامت کی نشانی	368
384	علماء مشائخ کانفرنس	369
388	جہان امام ربانی کانفرنس	370
389	میاں صاحب کا صدقہ	371
389	اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے عرس پر شدید طوفان	372
390	چکوال میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی کا عرس	373
390	میاں صاحب سے محبوب الرسول صاحب کی ملاقات	374
390	اسلم ثاقب کی والدہ کا انتقال	375
391	ثانی صاحب کے مرید کا انتقال	376

392	اعلیٰ حضرت سرکار کی تربیت	377
392	میاں صاحب کے ساتھ کراچی کا سفر	378
393	میاں صاحب کی رپورٹس تسلی بخش نہ تھیں	379
394	میاں صاحب نے میری عیادت کی	380
395	میاں شیر محمد شر قپوری کی عظمت کا اعتراف	381
395	میاں خلیل احمد بیہوشی کی حالت میں ہسپتال داخل	382
395	جسٹس منیر احمد صاحب کو جہان امام ربانی کا تحفہ	383
396	حضرت یوسف ہمدانی کی کرامت	384
397	حضرت عبید اللہ احرار کی کرامت	385
398	میاں خلیل احمد شر قپوری کی عیادت	386
399	میاں صاحب کا خواب	387
399	چوہدری محمد حنیف صاحب کی انڈیا روانگی	388
400	تابش قصوری صاحب کا میاں صاحب کو کتابوں کا تحفہ	389
400	میاں خلیل احمد شر قپوری فاطمہ میموریل منتقل	390
401	میاں صاحب کے آپریشن پر تحفظات	391
402	میاں صاحب کے بھانجے کا انتقال	392
402	صحابی کا واقعہ	393
402	علامہ غلام مصطفیٰ مجددی کے اشعار کو پسند فرمایا	394
403	حضرت مجدد پاک کی عظمت کا اعتراف	395

404	میاں صاحب کی طاہر رضا بخاری کے گھر آمد	396
404	میاں صاحب کی روزنامہ شیرربانی دفتر آمد	397
405	ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی لاہور آمد	398
405	میاں صاحب کی ڈاکٹر مسعود صاحب سے علمی نشست	399
417	میاں صاحب کے تحائف ڈاکٹر مسعود صاحب کی نذر	400
417	کمرور میں اضافہ	401
418	میاں صاحب کا سعید مجاہد آبادی کی لائبریری کا معائنہ	402
418	کمر کے اٹھارہ مہرے ٹیڑھے ہو گئے	403
419	میاں صاحب نے ڈائجسٹ کی تیاری خود کرائی	404
419	میاں صاحب کی سرگودھا اور چکوال روانگی	405
420	میاں صاحب نفیس کے پٹرول پمپ پر گئے	406
420	”حضرت مجدد اور اقبال“ کی تقریب رونمائی میں شرکت	407
421	میاں صاحب کی مفتی معظم صاحب سے ملاقات	408
421	ایک اچھی شرارت	409
422	صوفی سرور کو معافی مل گئی	410
423	میاں صاحب کے حکم پر محمود سعید کی سماع ہال روانگی	411
424	حکیم محمد موسیٰ صاحب کی پانچویں جلد کا مسودہ تیار	412
424	بم دھما کے اور میاں صاحب کی لاہور آمد	413
425	بشیر احمد صدیقی صاحب کو ڈاکٹر مسعود کا خط لندن فیکس	414

425	میاں صاحب نے مضامین منور حسین صاحب کو پہنچائے	415
426	شیخ گل صاحب کی میاں صاحب سے ملاقات	416
426	کرول باغ کا مزار اور انگریز حکومت	417
427	میاں صاحب کی صاحبزادہ مسرور احمد صاحب سے تعزیت	418
427	میاں صاحب کی صاحبزادہ مسرور احمد صاحب سے ملاقات	419
428	مصافحہ نہ کرنے والے بھی فیض حاصل کرتے ہیں	420
428	جیل اطہر کی میاں صاحب کو صوفی سرور کے لیے سفارش	421
428	واپڈا کی ہٹ دھرمی اور میاں صاحب کی نظر فیض	422
429	الحرماء ہال میں مجدد الف ثانی کا نفرنس	423
434	نذیر حق صاحب نے روزنامہ شیر ربانی کو پسند کیا	424
434	کیا اخبار کے لیے تمہارے پاس دو کروڑ ہیں	425
435	دو سال بعد شرقپور شریف حاضر ہوا	426
436	صبح پانچ بجے میاں صاحب کی اخبار کے دفتر آمد	427
437	میاں شیر محمد شرقپوری کے عرس پر اخبار کا کلر ایڈیشن شائع	428
438	جیل اطہر صاحب کے میاں صاحب کو مشورے	429
439	میاں جلیل احمد شرقپوری نے اپنی نگرانی میں ایڈیشن تیار کرایا	430
440	میاں صاحب نے شیراز بھٹی کو دعائیں دیں	431
441	حاجی آصف کالمٹان میں اخبار کے لیے اہم کردار	432
441	میاں صاحب کے فون پر بوگس کال	433

471	چوہدری محمد حنیف صاحب کی ترقی	472
472	میاں صاحب سے اردو بازار میں ملاقات	473
473	پروفیسر منور صاحب کی حضرت ثانی صاحبؒ سے عقیدت	474
473	طالبان کیسے بنے	475
474	200/- روپے کا تبرک	476
474	میاں صاحب سے شر قپور شریف میں ملاقات	477
475	میاں صاحب کے ساتھ ملتان روانگی	478
476	محمد یوسف (آرائیاں) کی والدہ کا انتقال	479
476	میاں صاحب کی اتفاق سے رہنے کی نصیحت	480
477	میاں صاحب کا زیادہ وقت قرآن کی تلاوت میں گذرتا	481
477	میاں خلیل احمد شر قپوری کی طبیعت ناساز	482
478	یونیورسٹی لائبریری سٹاف کی پر تکلف دعوت	483
479	میاں صاحب کا ملتان سے رابطہ	484
479	شر قپور شریف میں صفوں والے کمرہ میں آگ لگ گئی	485
480	حوزہ نقشبندیہ کے حوالے سے عالم صاحب کا اہم کردار	486
480	میاں صاحب کی عزیز بٹ صاحب کے گھر آمد	487
481	میاں صاحب کی آنکھ کا آپریشن	488
481	ڈاکٹر کا غیر ذمہ دارانہ رویہ	489
482	علیل طبیعت کے باوجود میاں صاحب کے سفر	490

483	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی بم دھماکے میں شہید	491
483	شرقیہ پور شریف بولو گے تو گاڑی میں بیٹھوں گا	492
485	نذیر حق صاحب کو نوکری جاری رکھنے کا مشورہ	493
485	حضرت صدیق اکبرؓ کے جلسہ میں ٹیلی فونک خطاب	494
485	میاں صاحب کی تسلی	495
486	وقت کی پابندی اور شاہ صاحب	496
489	میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مزار اقدس کی توسیع	497
489	میاں صاحب کی روزنامہ شیر ربانی دفتر آمد	498
489	میاں صاحب کی پریشانی	499
490	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی کا تعزیت نامہ اور اس کی تقسیم	500
490	شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری مکمل نہ ہو سکی	501
491	ماموں جان انتقال کر گئے	502
491	آصف اشرف جلالی سے ان کے مدرسہ میں ملاقات	503
492	میاں صاحب قرضے سے پریشان	504
493	میاں خلیل احمد ہسپتال سے اقبال ٹاؤن کوٹھی میں شفٹ	505
494	مانچسٹر میں میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا عرس مبارک	506
494	اکرام میاں صاحب سے اجازت لے کر واپس چلا گیا	507
495	مفتی نور حسین کی کتاب	508
495	بابا فیروز کی وفات	509

496	اس کتاب کی تیاری بارے میاں صاحب کا فرمان	510
497	شیراز بھٹی کے والد انتقال کر گئے	511
497	میاں صاحب کے کپڑے خون آلود	512
498	افطار پارٹی کینسل ہو گئی	513
498	زیر طباعت کتابوں کے بارے میں معلومات	514
499	حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر افطار پارٹی	515
499	بیت النور میں افطار پارٹی	516
500	حاجی اسلم کے گھر افطار پارٹی	517
500	جمعة الوداع	518
500	شیر ربانی اخبار کے آخری چند دن	519
501	دل خون کے آنسو رو رہا تھا	520
501	چوہدری محمد حنیف صاحب کے اعزاز میں دعوت	521
502	یادداشتیں کا پہلا پروف میاں صاحب کو دکھایا	522
502	میاں صاحب غنودگی کی حالت میں	523
502	میاں صاحب اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے	524
503	میاں صاحب کی وصیت	525
505	اشاریہ اشخاص	526
529	تمبرکات و تصاویر میاں صاحب	527



## انتسابِ جمیل

نبی مختار آمنہؑ کے لال، کل نبیوں کے سردار، شفیع الامت،  
رحمت عالم، نور مجسم، خاتم المرسلین، شفیع المذنبین،  
سراج السالکین، الصادق الامین، محبوب رب العالمین  
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام جن کی وجہ  
سے اسلام کی شمع قیامت تک روشن رہے گی، اور بروز  
قیامت مجھ جیسے گناہ گار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
شفاعت سے بہرہ مند ہوں گے۔

## بانی یوم مجدد

از صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی  
 پیرو مرشد فخر المشائخ والد گرامی حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی  
 11 ستمبر 2013ء کو اس دارفانی سے پردہ فرما گئے۔ آپ کے پردہ فرما جانے کے بعد مختلف  
 صاحب قلم حضرات نے اپنی معلومات اور قبلہ میاں صاحب کے ساتھ ذاتی ملاقات پر مبنی مضامین و  
 کتابیں شائع کیں جن میں پنجاب یونیورسٹی کے سابق چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی،  
 چوہدری محمد حنیف صاحب اور ڈاکٹر نذیر احمد شرقی پوری کے علاوہ دیگر مصنفین نے بے شمار مضامین  
 تحریر کیے جو ماہنامہ نوائے شرقیور اور ماہنامہ نور اسلام کے مختلف شماروں میں شائع ہوئے۔  
 صاحبزادہ میاں ولید احمد صاحب کی زیر نگرانی نور اسلام کا خصوصی نمبر ”فخر المشائخ نمبر“ شائع ہوا  
 جس میں میری بھی خدمات شامل حال رہیں۔

اب زیر نظر کتاب محمد معروف احمد شرقی پوری صاحب کی ”ایمان افروز یادداشتوں“ پر مبنی  
 ایک عظیم مجموعہ حقائق کی صورت میں سامنے آرہا ہے۔ جس کے چیدہ چیدہ اوراق پڑھ کر بے حد  
 خوشی محسوس ہوئی کہ برادر محمد معروف احمد نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ پیرو مرشد کے ساتھ  
 گزارے ہوئے لمحات لکھ کر آج عوام الناس کے مطالعہ کے لیے پیش کر رہے ہیں اس کتاب کی  
 تیاری اور پرنٹنگ و پبلشنگ کروانے کی ذمہ داری میاں محمد یوسف صاحب (آرائیاں) پوری  
 کر رہے ہیں جو کہ حضور والد گرامی کے نہایت قریبی و قابل احترام ساتھیوں میں سے ہیں اور میری  
 طرف سے سلسلہ نقشبندیہ شرقیور شریف کی خلافت و اجازت رکھتے ہیں۔

برادر محمد معروف صاحب 1991ء میں میرے والد گرامی سے بیعت ہوئے اور پھر  
 مسلسل آپ کے ساتھ تبلیغی کاوشوں میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ زیر نظر کتاب ”ایمان افروز  
 یادداشتیں“ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سن 2001ء کے آخر میں باقاعدہ ڈائری  
 لکھنا شروع کی۔ چونکہ معروف صاحب حضرت فخر المشائخ کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ کی دن بھر کی  
 جو مصروفیات ہوتی تھیں ان کو وہ بالعموم رات سونے سے پہلے ڈائری میں لکھ لیتے تھے۔ گویا یہ  
 روزنامہ قسم کی تحریری دستاویز ہے۔ یہ سلسلہ 02 نومبر 2009ء تک جاری رہا۔ پھر اس میں کچھ

تھقل پیدا ہو گیا۔ کتاب کے آخر میں سال 2013ء کی دو تاریخوں کا ذکر ہے۔ یعنی جولائی 2013ء اور یکم ستمبر 2013ء۔ اس طرح تقریباً انیس سال کا بہت گراں قدر ریکارڈ فراہم ہو گیا۔ مجالس کی گفتگو تو ہوا میں اڑ جاتی ہے لیکن لکھا ہوا باقی رہ جاتا ہے۔

نوشتہ بمائد سیاہ بر سفید  
نویسنده را نیست فردا امید

بعد میں اس قسم کے روزنامے ملفوظات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ تصوف میں ملفوظات کی روایت بہت تو انا ہے۔ ان سے جہاں شیوخ کے فیوض و برکات کا علم ہوتا ہے وہیں ان کے عہد میں سیاسی حالات اور سماجی مسائل کا پتا بھی چلتا ہے۔ سماج پر ان کے اثرات کا جائزہ بھی لیا جاسکتا ہے۔ معروف صاحب کے اس روزنامے سے بھی اسی قسم کے حالات کا علم ہوتا ہے۔ مصنف نے فخر المشائخ کے معمولات کو نہایت باریک بینی کے ساتھ نہ صرف دیکھا بلکہ ان کو عمیق مشاہدے کے بعد ضبط تحریر میں بھی لے آئے۔ ان کے مطالعہ سے ہمیں فخر المشائخ کی انتہائی مصروف معمولات زندگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے اسفار کی تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔ اتباع سنت کی ترویج کے لیے آپ کی سعی پیہم کا علم ہوتا ہے۔ تعلیمات مجدد الف ثانی کے فروغ کے لیے آپ کی کاوشیں سامنے آتی ہیں۔

قبلہ والد گرامی ” نے تعلیمات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کو عام کرنے میں پورے ملک کے اندر قریہ قریہ گاؤں گاؤں یوم مجدد الف ثانی کی تحریک شروع کی اور آپ کی تعلیمات کو عام کرنے کے مشن کا ساتھ اس طرح دیا کہ کہیں بھی کوئی آپ کو مدعو کرتا تو آپ بغیر تکلف کے دعوت قبول فرماتے اور اپنی گرہ سے خرچ کر کے بھی وہاں پہنچ جاتے۔ اس تحریک کو عام کرنے کے لیے جہاں آپ نے ہوائی جہاز، ریل گاڑی اور بسوں پر سفر کیا وہاں ایسے علاقوں میں بھی آپ تشریف لے گئے جہاں کوئی گاڑی جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ایسی جگہوں پر آپ کو اگر پیدل جانا پڑا تو وہ بھی آپ نے سفر کیے اور کہیں بیل گاڑیوں پر اور کئی کئی گھنٹوں اونٹوں پر ریگستانی علاقوں میں بھی اس تحریک کو پہنچا دیا اور حضرت امام ربانی کی تعلیمات کے متعلق ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں کتابیں چھپواتے رہتے اور مفت تقسیم فرماتے۔ آپ کی اس لگن کی بنیاد پر آپ کو تمام علماء و مشائخ بانی تحریک یوم مجدد الف ثانی ” قرار دیتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ محمد معروف احمد شرقپوری کی یہ کتاب آپ کے بارے میں بنیادی مآخذ و مصادر میں شمار ہوگی۔ حضرت فخر المشائخؒ کے متعلق تحقیق کرنے والے اس سے مستفید ہوں گے اس قابل ستائش پیشکش پر میں مصنف کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ کرے تاکہ وہ مزید علمی کام کر سکیں۔ اللہم زد فزد۔

میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

09/03/2016

## امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مشن

صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقی پوری نقشبندی مجددی

رب لم یزل کابے حد شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا کیا اور دین اسلام کی شمع ہمارے سینوں کے اندر روشن فرمائی۔ قرآن و حدیث کو ہمارے لیے راہنما بنایا اور اس کے ذریعے ہمارے لیے ہدایت کا سامان پیدا فرمایا۔ جن لوگوں نے قرآن و حدیث کے ذریعے ہدایت کا راستہ اختیار کیا سنت نبوی ﷺ کا عملی نمونہ بن کر ہمیں زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا۔ اللہ تعالیٰ کے ان انعام یافتہ لوگوں میں سے ایک گروہ صالحین کا ہے جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد حضور پر نور شافع یوم النشو ﷺ کے دین کی اشاعت میں اپنی تمام زندگی وقف کر دی۔ دین کی خاطر انہوں نے اپنی تمام زندگی کے معمولات کو پس پشت ڈال کر کام کیا۔ احیائے سنت نبوی ﷺ کے لیے عملی طور پر کام کرنے والوں میں ایک روشن نام آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقی پور شریف میں حضور فخر المشائخ قبلہ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددیؒ کا ہے۔ آپ نے تبلیغ دین کے لیے نہ صرف پاکستان کے کونے کونے میں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں اپنی بزم سجا کر لوگوں کے دلوں کو نور ایمان سے منور فرمایا۔ تقریر و تحریر کے ذریعے اسلام کی حقیقی روح سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لیے مشکل ترین حالات میں بھی بہترین انداز میں اپنی حکمت عملی کے ذریعے کوشش فرمائی۔ اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقی پوری نقشبندی مجددیؒ نے جس خانقاہی نظام کی بنیاد رکھی اور جس طریقے سے اور انداز سے احیائے سنت نبوی ﷺ کے لیے کام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس مشن کو حضور فخر المشائخ نے جاری و ساری رکھا۔ آپؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہم اعلیٰ حضرت شیر ربانی کے مشن کو مزید آگے نہیں بڑھا سکتے تو کم از کم اس مشن کے معیار کو نیچے بھی نہیں آنے دینا چاہیے۔

حضور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ کی ذات گرامی سے آپ کو ایک خاص انس تھا۔ تجدید دین کے لیے آپ کی جو کوشش تھی اس کو حضور فخر المشائخ نے اپنا آئیڈیل بنایا اور عوام الناس میں حضور امام ربانیؒ کے کارہائے نمایاں کو متعارف کرانے کے لیے دن رات سفر کر کے دنیا کے کونے کونے میں یوم مجدد الف ثانیؒ منعقد کیا۔ آپ کی اس کوشش کو

## پیش لفظ

دین اسلام لافانی دین ہے۔ اس کی حفاظت اللہ و تبارک تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے، حضور سید عالم خاتم الانبیاء ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت کے لیے اولیاء کرام کو پیدا فرمایا جو وارثان انبیاء ہیں۔ ان اولیاء کرام نے حق اور ناحق کو جدا، سنت و بدعت کے فرق کو واضح کیا، کفر سے نفرت کا درس دیا فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے افراد کو تقویٰ و طہارت کا پیکر بنا دیا، جہالت اور غفلت کی مدہوشی میں غرق شدہ لوگوں کو خدا پرست اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات اور سنتوں کا پیکر بنا دیا۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری نقشبندی مجددیؒ کا شمار بھی ان ستودہ اور پاک ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی اتباع رسول ﷺ میں گزاری۔ آپ فنا فی الرسول ﷺ کے مقام پر فائز تھے جہاں کہیں خلاف سنت حرکت دیکھتے فوراً ٹوک دیتے۔ میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے آپ کے خانوادہ میں حضرت میاں جمیل احمد شر قپوری نقشبندی مجددی کے دست راست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ پہلے دن سے ہی آپ نے مجھے بڑی محبت اور شفقت دی۔ آپ جہاں کہیں بھی جاتے مجھے اپنے ساتھ ہی رکھتے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی دین کی اشاعت میں گزاری، آپ کے ساتھ رہ کر مجھے بھی پڑھنے لکھنے کا ذوق پیدا ہوا، لہذا میں رات کو سونے سے پہلے ڈائری لکھ کر سوتا، ہر روز میں آپ کے معمولات کو لکھ لیتا۔ ایک روز قبلہ میاں صاحب حاجی خوشی محمد صاحب کے دفتر (ملتان روڈ، نزد شاہنور سٹوڈیو) تشریف فرما تھے۔ مجھے آپ نے کسی کام سے بھیجا۔ میری ڈائری آپ کے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رہ گئی۔ جب میں واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس ڈائری کا مطالعہ کر چکے تھے۔ مجھے آپ نے فرمایا تم میری ہر چیز نوٹ کر رہے ہو، میرے اس کام کو آپ نے بہت سراہا اور فرمایا اس کو تیار کرتے وقت کسی کو دکھا بھی دینا۔ 2008ء میں میں نے قبلہ میاں صاحب سے عرض کیا میرے پاس آٹھ ڈائریاں مکمل موجود ہیں بہت مواد اکٹھا ہو چکا ہے اس کو تیار کرنے میں بہت وقت چاہیے۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں یہ کام بھی کسی نہ کسی وقت مکمل ہو جائے گا۔ بہر حال یہ کام قبلہ میاں صاحب کی زندگی میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ 2004ء تک کے واقعات کا مطالعہ آپ نے کیا، شر قپور شریف

کے محمد بشارت گوندل ایڈووکیٹ قبلہ میاں صاحب کو اس ڈائری کے واقعات سناتے۔ آپ ان کی تصدیق کرتے اور بعض جگہوں پر درستگی بھی فرمائی۔ آپ نے بشارت گوندل صاحب سے فرمایا کہ ان ایمان افروز یادداشتوں میں بڑی اہم معلومات ہیں اور یہ ایک نایاب کتاب کی صورت میں تیار ہوگی۔ ڈائری کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ قبلہ میاں صاحب کو ایک مرتبہ کمر کی تکلیف ہوگئی، علاج معالجے کے باوجود آپ کی تکلیف میں کمی نہیں ہو رہی تھی۔ ایک روز آپ نے مجھے فرمایا کہ کمر کی تکلیف کو کتنے دن ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کوئی پندرہ سے بیس دن ہو گئے ہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے ذرا جلال میں فرمایا مجھے وہ دن بتاؤ جس دن مجھے تکلیف شروع ہوئی تھی۔ میں نے اپنی ڈائری نکالی، قبلہ میاں صاحب کو دن، وقت اور دیگر تفصیل سے آگاہ کر دیا۔

اس کتاب میں صرف ان واقعات کو درج کیا گیا جن سے کسی کی دل آزاری نہ ہو اور ان باتوں کو حذف کر دیا گیا ہے جن کے شائع ہونے سے اختلافی مسائل پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ یہ کتاب چونکہ قبلہ میاں صاحب کی حیات مبارکہ سے متعلق ہے اس کی تیاری میں بہت احتیاط سے کام لیا گیا ہے اس کے باوجود اگر اس میں کسی بھی قسم کی غلطی رہ گئی ہو تو بندہ ناچیز معافی کا طلب گار ہے۔ قطعہ اسم ذات جس کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری نقشبندی مجددی نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا اس کے حوالے سے یہ وضاحت ضروری ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری صاحب نے اسم ذات کو چھپوانے کے لیے جب عبدالرحمن گھڑی ساز کو لاہور بھیجا تو اس وقت دین محمد کاتب نے اس کو ٹریننگ پیپر ٹریسا تھا کافی سالوں تک ایسے ہی شائع ہوتا رہا۔ 2004ء میں قبلہ میاں جمیل احمد شرچپوری نقشبندی مجددی کے حکم کے مطابق اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری کے دست مبارک سے رقم کیے ہوئے اسم ذات کو دوبارہ کمپیوٹر پر ڈیزائن کروایا اس کی ڈیزائننگ محمد مقصود (چاند، فتح گڑھ) نے کی، اس کی ڈیزائننگ روزانہ صبح فجر کی نماز کے بعد محمد مقصود کے گھر پر ہی کی جاتی، اسم ذات کی ڈیزائننگ مکمل کرنے میں تقریباً ایک ماہ کا عرصہ لگا۔

یہاں پر اس امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جن شخصیات کے حوالے سے واقعات یادداشتوں کے متن میں درج ہیں، ان سے متعلقہ صفحات ان کو دکھا دیے گئے ہیں اور ان کی اصلاح کے مطابق مذکورہ متن کو درست کر دیا گیا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:-

- ۱۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب، ۲۔ صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری صاحب
  - ۳۔ سید جمیل احمد رضوی صاحب (ریٹائرڈ چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور)
  - ۴۔ جسٹس (ر) منیر احمد مغل صاحب، ۵۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب (ریٹائرڈ پروفیسر اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور)، ۶۔ طاہر رضا بخاری صاحب (ڈائریکٹر جنرل محکمہ اوقاف پنجاب)، ۷۔ ڈاکٹر علامہ محمد اشرف آصف جلالی صاحب (جامعہ جلالیہ رضویہ داروغہ والا)
  - ۸۔ علامہ راغب نعیمی صاحب (جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور)، ۹۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب (پروفیسر امیر یطس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)، ۱۰۔ پروفیسر خالد بشیر صاحب (ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ کالج، گجرات)، ۱۱۔ صابر حسین صاحب (ناظم اعلیٰ امام اہل سنت لائبریری، اٹک)، ۱۲۔ محمد مقصود حسین قادری نوشاہی (کراچی)، ۱۳۔ ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب، ۱۴۔ محمد نذیر رانجھا (اسلام آباد)، ۱۵۔ پروفیسر آغا حیدر، ۱۶۔ پروفیسر ڈاکٹر انجم طاہرہ صاحبہ، ۱۷۔ جمیل احمد نعیمی چنائی، ۱۸۔ محمد عبدالستار طاہر مسعودی، ۱۹۔ محمد محبوب الرسول قادری، ۲۰۔ علامہ غلام مصطفیٰ مجددی۔
- اس کتاب کی تیاری میں صاحبزادہ میاں عدیل احمد، صاحبزادہ میاں تنویر احمد، صاحبزادہ میاں حنان احمد، صاحبزادہ میاں محمد صالح، سعید احمد صدیقی، پروفیسر خالد بشیر، فیاض احمد سیٹھی، پروفیسر علیم تفضل، حاجی اللہ دتہ (شاہدرہ)، حکیم منور بیگ (غازی آباد) میاں محمد یونس، فاروق الحسن، طارق حسن، میاں عمران یونس، میاں محمد یوسف (آرائیاں)، محمد جہانگیر (ایڈووکیٹ)، محمد بشارت (ایڈووکیٹ)، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد، افتخار احمد (فتح گڑھ) امانت علی (دوگچ ٹاؤن)، حکیم محمد سعید (والٹن)، چوہدری آفتاب احمد (لاہور) محمد مظہر منیر (راولپنڈی)، صوفی محمد نذیر (تاجپورہ)، محمد زبیر، شاہ محمد (جلوموڑ) نے تعاون کیا۔
- اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد معروف احمد شرقپوری

10/01/2016



## مقدمہ

از سید جمیل احمد رضوی

سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور  
 زیر نظر کتاب بعنوان ”ایمان افروز یادداشتیں“ کے مصنف محمد معروف احمد شرچوری  
 صاحب ہیں۔ اس میں اگست 1991ء سے لے کر ستمبر 2013ء کے واقعات درج ہیں۔  
 درمیان میں تقریباً تین سال (از 2010ء تا 2012ء) کے واقعات شامل نہیں ہیں۔ یہ  
 روزنامہ قسم کی کتاب ہے۔ تاریخ نویسی اور سوانح نگاری میں روزنامہ کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔  
 ان کو بنیادی مآخذ (Primary Sources) میں شمار کیا جاتا ہے۔ ایسی کتابوں کو ملفوظات کے عنوان  
 سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ تصوف کے لٹریچر میں ملفوظات کی افادیت اور اہمیت مسلمہ ہے۔ عصر  
 حاضر کے اصول تحقیق میں ان کی کئی اعتبار سے درجہ بندی کی جاتی ہے۔ سماجی حالات کو سامنے رکھ  
 کر ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے پھر معاشرہ پر اس کے اثرات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ یہ انفرادی اور اجتماعی  
 دونوں قسم کے ہوتے ہیں۔ افراد سے مل کر معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ صوفیہ کے ملفوظات سے فرد اور  
 معاشرہ دونوں پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ صوفیائے کرام کے ملفوظات کے مطالعہ سے فضائل  
 اخلاق کی صفات پیدا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں اور رذائل اخلاق کی کدورت سے دامن بچایا  
 جاسکتا ہے۔ صوفیہ کی صحبت بھی اثر انداز ہوتی ہے، علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کہا جاتا ہے کہ صحبت کے اثرات مرتب ہوتے ہیں، الصحبۃ مئوثرۃ (صحبت  
 اثر انداز ہوتی ہے) مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:-

یک زمانے صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا  
 تاریخ تصوف میں ہمیں ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض متوسلین  
 صرف شیخ کی صحبت میں بیٹھتے تھے اور ان کی روحانیت سے بھرپور استفادہ کرتے تھے۔ گویا ایک  
 غیر مرنی طاقت ان پر اثر انداز ہوتی تھی اور اس طرح ان کی قلبی کیفیت ہی بدل جاتی تھی۔ یہ

حقیقت ہے کہ اچھی اور بری صحبت دونوں اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس بارے میں کسی فارسی شاعر نے کہا ہے:-

صحبت صالح ترا صالح کند  
صحبت طالح ترا طالح کند

زیر حوالہ کتاب کے پس منظر کے بارے میں بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددیؒ نے اپنا ذخیرہء کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو 09 اگست 2001ء کو بطور عطیہ دے دیا تھا۔ میاں صاحب نے اس ذخیرہ کی فہرست سازی کا کام راقم السطور کے ذمے لگایا۔ 10 نومبر 2001ء میں اس کی فہرست سازی کا کام شروع کر دیا گیا حضرت میاں صاحب نے محمد معروف احمد شرقی پوری صاحب کو مامور کر دیا کہ وہ بھی میرے ساتھ اس حوالے سے خدمات سرانجام دیں گے۔ چند روز کے بعد معروف صاحب نے بھی فہرست سازی کا کام شروع کر دیا جس کو میں دیکھ لیتا تھا اور تکنیکی اعتبار سے اس کو درست کر لیتا تھا۔ فہرست کی پہلی جلد 2002ء میں مکمل ہوئی اور اسی سال شائع ہو گئی۔ اس جلد کی فہرست بنانے کے دوران 26 جنوری 2002ء کو معروف صاحب نے بتایا کہ میاں صاحب خوشی محمد صاحب کے دفتر میں ملنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہم چار بجے پہرے چند منٹ پہلے لائبریری سے روانہ ہوئے اور چار بجے مذکورہ دفتر میں پہنچ گئے۔ اس ملاقات میں حضرت میاں صاحب نے بہت سی باتیں کیں جن کی تفصیل میری کتاب بعنوان: ”فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)“ دیکھی جاسکتی ہے۔ (۱) ذیل کا اقتباس زیر حوالہ کتاب کے متعلق ہے:

”... میاں صاحب مسکرا کر کہنے لگے کہ معروف ایک کتاب لکھ رہا ہے۔ میں صبح کتنے بجے اٹھا، کیا کیا کام کیے وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا کہ انہوں نے مجھ سے ڈائری لکھنے کی بات کی تھی۔ بعد میں یہی ملفوظات بن جاتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ میں نے اس سے کہا ہے کہ کھلا کھلا لکھے (یعنی) ایک لائن چھوڑ کر۔ میں نے کہا کہ اس سے اصلاح و ترمیم میں آسانی رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اصلاح تو کرنا پڑے گی“ (۲)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ معروف صاحب نے جو ڈائری لکھنے کا کام شروع کیا

تھا، اس کو حضرت صاحبؒ نے پسند کیا اور اس کو جاری رکھنے کی ترغیب بھی دی۔ اس کے شواہد اس

کتاب کے اندر بھی ملتے ہیں۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (سابق) پروفیسر انڈیا اسلامک ہسٹری، میکگل یونیورسٹی مانٹریال، کینیڈا نے بھی معروف صاحب کو اسی قسم کا مشورہ دیا تھا۔ صاحب کتاب (محمد معروف احمد شرچوری) (۳) 31 دسمبر 2005ء کے واقعات میں لکھتے ہیں:-

”--- یہاں سے فارغ ہو کر پروفیسر علیم تفضل، پروفیسر خالد بشیر صاحب اور رانا ندیم شہزاد کے ہمراہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلا گیا، جہاں سید جمیل احمد رضوی صاحب اور پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ (کینیڈا) سے ملاقات ہوئی، ساجدہ علوی صاحبہ ان دنوں پنجاب میں اٹھارہویں اور انیسویں صدی کے چشتی مشائخ پر تحقیقی کام کر رہی تھیں اور سید جمیل احمد رضوی صاحب ان کے معاون کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ ساجدہ علوی صاحبہ نے مجھ سے فرمایا آپ کو میاں صاحب کے معمولات اور ملفوظات قلمبند کرنے چاہئیں۔ میں نے عرض کیا کہ کھل تو نہیں مگر خاص خاص واقعات میں اپنی ڈائریوں میں محفوظ کر رہا ہوں۔“

ان یادداشتوں میں فخر المشائخ حضرت میاں صاحب کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ اگر ان کے موضوعات کو بیان کیا جائے تو مختصر طور پر ان کے موضوعاتی عنوانات یہ بنتے ہیں۔ کتاب اور کتاب خانوں سے محبت، علم دوستی، علم پروری، اشاعتی پروگرام، علمی مجالس، قیام حوزہ نقشبندیہ، اسفار اور مجددیت۔ اگر ان کی مزید درجہ بندی (Classification) کی جائے تو اور کئی موضوعات سامنے آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت کثیر الجہات تھی۔ عالم پیری اور علالت کے دور میں بھی آپ متحرک رہے اور اپنے مشن (دینی خدمات) کے لیے سرگرم عمل رہے۔ مجھے اس وقت علامہ اقبال کا یہ فارسی قطعہ یاد آ رہا ہے:

میارا بزم بر ساحل کہ آنجا نوائے زندگانی نرم خیز است  
بدریا غلط و باموجش در آویز حیات جاوداں اندر ستیز است (۴)

اس میں بتایا گیا ہے کہ ”حیات جاوداں“ مسلسل عمل اور جدوجہد میں پوشیدہ ہے زمانے میں مشکلات کا مقابلہ کرنا اور آگے بڑھنے کے لیے سرگرم عمل رہنے ہی میں ترقی کا راز پنہاں ہے۔ ساحل کی زندگی تو بہت دھیمی اور نرم خیز ہے۔ دریا کی موجوں سے برسر پیکار ہونے سے ہی جاودانی حیات ملتی ہے۔ (۵)

مکرمی جناب صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ  
السلام علیکم!

قائد اعظم لائبریری کے لیے آپ کی ہدیہ کردہ کتاب ”فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ  
میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لاہور“ کی دوسری جلد موصول  
ہوئی۔ یہ ایک توضیحی کتابیات ہے۔ جس سے محققین اور لائبریری کارنیں استفادہ کریں گے۔ اس  
سے پہلے اس کتاب کی جلد اول بھی قائد اعظم لائبریری کو موصول ہو چکی ہے۔ جہاں آپ کے  
ذخیرہ کتب کی تعریف کی جائے گی، وہیں اس فہرست کے مرتبین کی سعی کو بھی سراہا جائے گا۔  
اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔

قائد اعظم لائبریری ایک مرتبہ پھر آپ کے اس گراں قدر ہدیہ پر شکر گزار ہے اور ہم امید کرتے  
ہیں کہ آپ آئندہ بھی اپنے اس کتب خانے کے ساتھ علمی تعاون جاری رکھیں گے۔ والسلام  
مخلص

(محمد تاج) چیف لائبریرین، قائد اعظم لائبریری، لاہور

اس طرح متعدد دیگر کتب خانوں میں بھی آپ نے اپنے ذخیرہ کتب کی فہرست بھجوائی  
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی لائبریریوں کی ترقی اور نشوونما کی طرف بہت توجہ تھی۔  
کتب خانے علم کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ آپ  
علم کے فروغ اور نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔ یہ عظمت کردار اسلامی تعلیمات کے  
عین مطابق ہے اور اس سے آپ کے متوسلین کو بھی فروغ علم کی تعلیم ملتی تھی۔

آپ کا اشاعتی پروگرام

حضرت میاں صاحب کے اشاعتی پروگرام کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آپ نے ماہنامہ  
نور اسلام، شرقپور شریف کا اجراء نومبر 1955ء میں کیا۔ یہ موقر رسالہ مسلسل شائع ہو رہا ہے۔  
آپ کی زیر ادارت اس کے چھ خاص نمبر شائع کیے گئے۔ ان کے عنوان مع سال اشاعت درج  
ذیل ہیں۔

شیر ربائی نمبر (1969ء) امام اعظم نمبر (1975ء) اولیائے نقشبند نمبر (دو جلدیں 1979ء)

حضرت مجدد الف ثانی نمبر (تین جلدیں 1988ء) حضرت ثانی لا ثانی نمبر (1999ء) اور  
گولڈن جوبلی نمبر (2006ء) (۱۲)

حامد علی انصاری نے آپ کے اشاعتی پروگرام کی تفصیل دی ہے۔ اس کا ایک اقتباس  
ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

”حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شر قپوری نقشبندی مجددی کو شروع ہی سے  
اشاعت کا ذوق و شوق اور جذبہ کار فرما رہا ہے۔ آپ نے کچھ کتابیں خود تحریر کیں، کچھ  
زیور طباعت سے آراستہ مفید کتابیں بازار سے خرید کر لوگوں میں مفت تقسیم کیں۔ بعض  
کتابوں کو اپنے زیر سرپرستی شائع فرمایا۔ اہل علم و فضل پر یہ بات مخفی نہیں کہ دینی کتب کی  
اشاعت میں تبلیغ کا پہلو غالب ہوتا ہے اور مادی پہلو کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔“ (۱۳)

اس مضمون میں حامد علی انصاری نے کتابوں کی درجہ بندی کر کے ان کی تفصیل دی  
ہے۔ پہلے درجے میں ان کتابوں کی تفصیل دی ہے جن کے مصنف / مؤلف حضرت میاں  
صاحب خود ہیں۔ ان کی تعداد ۳۳ لکھی ہے۔ دوسرے درجے میں مکتبہ نور اسلام شر قپور شریف کی  
دیگر مطبوعات کے عنوان کے تحت تعداد 40 لکھی ہے (۱۴)

آپ دوسرے سکالرز کو بھی تحقیقی کام کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور اس کو شائع کرنے  
کی ذمہ داری بھی لیتے تھے۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی پر کام کرنے کے  
لیے تشویق دلاتے تھے۔ ان یادداشتوں میں اس حوالے سے واقعات ملتے ہیں۔ معروف صاحب  
19۔ اگست 2007ء کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

”کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد آپ جسٹس منیر احمد مغل صاحب سے ملاقات کرنے کے  
بعد ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے گھر چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کو ”حضرت مجدد الف  
ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال“ کے نام سے ایک کتاب پیش کی۔ یہ کتاب کمانڈر ظفر صاحب کی  
معرفت کراچی سے منگوائی تھی۔ ڈاکٹر ظہور احمد صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی  
”پر عربی زبان میں مضمون تیار کرنے کا وعدہ کیا۔ میاں صاحب نے ان سے فرمایا کہ آپ  
حنیف صاحب (کسان گھی فیصل آباد) کی یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں۔ ان کو اس کام  
کی طرف لگائیں کہ وہ حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں مختلف زبانوں میں کام

کروا کر شائع کر دیں۔ اگر ضرورت پڑے تو میری حنیف صاحب سے بات کروادیں،  
میں خود ان سے کہہ دوں گا۔“ (۱۵)

## علمی اجلاس

حضرت میاں صاحب ”علمی اجلاس بھی بلایا کرتے تھے۔ ان میں اپنے فاضل احباب اور صاحب علم نیاز مندوں کو مدعو کرتے تھے۔ اگر کوئی بیرون ملک سکالر آپ سے ملنے کے لیے آتا تو اس کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کرتے تھے۔ اور چند صاحب علم احباب و متوسلین کو شرکت کی دعوت دیتے تھے۔ ان کو علمی مجالس کے عنوان سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (مقیم کینیڈا) جب لاہور اپنے عزیزوں سے ملنے کے لیے آتی تھیں، تو حضرت میاں صاحب ان کے اعزاز میں ایسی علمی مجالس کا انتظام کرتے تھے۔ ان یادداشتوں میں ڈاکٹر صاحبہ کا ذکر کئی مقامات پر ملتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ کی میاں صاحب ”سے نیاز مندی تھی۔ ان کے علاوہ کئی اور مجالس کا ذکر زیر حوالہ کتاب میں ملتا ہے۔

زیر حوالہ کتاب سے ایک واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس میں الفاظ کی ساخت پر علمی بحث ملتی ہے۔ یہ بہت دلچسپ ہے۔ یہ 26 دسمبر 2003ء کے واقعات میں شامل ہے۔ اس علمی مجلس کے پس منظر کے متعلق معروف صاحب لکھتے ہیں۔

”آج کی غیر اعلانیہ علمی نشست جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب (ڈائریکٹر شیر ربانی فاؤنڈیشن مانچسٹر، انگلینڈ) و سابق صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور کے اعزاز میں سابقہ مقام پر ہی منعقد کی گئی۔ آپ گزشتہ ماہ لاہور تشریف لائے تھے اور کل ان کی واپسی ہے۔ لہذا میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی صاحب نے انہیں شایان شان طریقہ سے الوداع کہنے کے لیے حوزہ نقشبندیہ کے چند وابستگان کو بلوا لیا تھا۔ جن میں صدیقی صاحب کے برادر خرد جناب نذیر احمد صدیقی، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اور پروفیسر محمد اقبال مجددی وغیرہ شامل ہیں۔۔۔ بات کسی طور زمانہ قدیم کے متعلق چل نکلی جب زندگی بڑی سیدھی سادہ اور تکلفات سے مبرا تھی یعنی پتھر اور دھات کے زمانہ کی۔ اس ضمن میں صدیقی صاحب نے بتایا کہ پیالہ دراصل ”پی آلہ“ ہے یعنی

پینے کا آلہ (برتن) جو بعد میں کثرت استعمال سے پیالہ بن گیا۔ اس پر فاروقی صاحب نے پیالہ سازی کی تاریخ بتانا شروع کر دی کہ قدیم زمانے میں جب یہ آسائش مفقود تھیں، لوگ قدرت کے نشانوں سے ہی کام نکال لیا کرتے تھے جیسے آگ کے لیے چھماق سے کام لیتے، پانی پینے کے لیے چلو استعمال کرتے یا کپڑا بھگو کر پانی حاصل کر لیتے۔ اس لیے بستیاں زیادہ تر پانیوں (سمندر، دریا) کے آس پاس قائم کرتے۔ ایسا ہوا کہ ایک مرتبہ دریا کے کنارے چکنی مٹی ایک شخص نے بیٹھے بیٹھے اپنے گھٹنے پر لیپ کر دی اور جاتے ہوئے اسے اتار کر پھینک دیا۔ دوسرے روز اس شخص کا ادھر گزر رہا تو مٹی خشک ہو کر ایک پیالے کی شکل اختیار کر چکی تھی اور یوں پیالے نے رواج پایا“ (۱۶)

### حوزہ نقشبندیہ

حضرت میاں صاحب نے حوزہ نقشبندیہ کی بنیاد اپریل 2003ء میں رکھی اور اس کے لیے ایک مجلس انتظامیہ بنائی جس کے صدر آپ خود تھے اور محمد عالم مختار حق صاحب سیکرٹری مقرر ہوئے۔ نائب صدر پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب بنائے گئے۔ محمد معروف صاحب نے زیر نظر کتاب یادداشتوں میں حوزہ نقشبندیہ کی کارروائیوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی خواہش تھی کہ اس حوزہ کا ماہوار اطلاع نامہ شائع کیا جائے۔ اس حوالے سے معروف صاحب نے 10 دسمبر 2003ء کے واقعات میں لکھا ہے:-

”اس اجلاس میں میاں جمیل احمد صاحب شرقیوری نقشبندی مجددی نے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی اس تجویز کا ذکر کیا جس میں حوزہ کی طرف سے کوئی ماہوار اطلاع نامہ چھاپنے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ مجددی صاحب نے اس تجویز کا مشروط خیر مقدم کیا اور کہا کہ اس میں ماہوار پابندی نہیں ہونی چاہیے بلکہ جب اچھا اور مفید مواد میسر آ جائے تو اسے رسالہ کی صورت میں چھاپ دیا جائے۔ اس تجویز کو پسند کیا گیا“ (۱۷)

اس تجویز کے نتیجے میں جب بھی حوزہ نقشبندیہ کے حوالے سے کوئی اجلاس منعقد ہوتا تھا تو اس کی کارروائی کو ریکارڈ کر لیا جاتا تھا یا اس کو لکھ لیا جاتا تھا۔ بعد میں اس کو کتابچہ / پمفلٹ کی صورت میں شائع کر دیا جاتا تھا۔ محمد عالم مختار حق صاحب اس کو مرتب کرتے تھے اور حوزہ کی طرف

سے اس کو چھاپ کر تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اس طرح پانچ رودادیں شائع کی گئیں۔ معروف صاحب نے اپنی یادداشتوں میں پہلے چار کتابچوں میں سے طویل اقتباسات نقل کیے ہیں۔ ان اقتباس کو درج کرتے ہوئے روداد کے مرتب عالم صاحب کا حوالہ بھی دیا ہے۔ لیکن حوالہ نگاری کے اعتبار سے پوری کتابیاتی تفصیل کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہاں پر ان مآخذ کی مکمل کتابیاتی تفصیل (Bibliographical Details) درج کر دی جائیں تاکہ حوالہ اپنی مکمل صورت میں قارئین کرام کے سامنے آجائے اور یوں تحقیقی عمل میں آسانی بھی رہے گی۔

ذیل میں ان کتابچوں کی کتابیاتی تفصیل (مع مختصر تعارف) درج کی جاتی ہیں:

(1) محمد عالم مختار حق۔ روداد حوزہ نقشبندیہ (2003ء)۔ لاہور: حوزہ نقشبندیہ، 2004ء۔  
31+1 ص۔

یہ پہلی روداد ہے جو کتابچے کی صورت میں شائع کی گئی۔ اس میں 2003ء میں منعقد ہونے والے اجلاسوں کی کارروائی شامل کی گئی ہے۔ اس کے آخر میں ایک ضمیمہ ہے جس میں حوزہ نقشبندیہ کے عنوان کے تحت یہ ذیلی عنوانات ہیں: لائحہ عمل برائے علمی تحقیقات، اغراض و مقاصد برائے تحقیقات علمیہ۔ اس میں سکالرز کے نام دیے گئے ہیں۔

(2) محمد عالم مختار حق۔ روداد حوزہ نقشبندیہ (2004ء-2005ء)۔ لاہور: حوزہ نقشبندیہ، 2006ء۔ 48 ص۔

اس میں سال 2004ء اور 2005ء کے اجلاسوں کی کارروائی شامل کی گئی ہے۔ اس میں 7۔ مارچ 2005ء کو منعقد ہونے والی میٹنگ کی کارروائی آخری ہے۔ کتابچے کے آخر میں دو ضمیمے شامل ہیں۔

(3) محمد عالم مختار حق۔ ہفت مجالس علمیہ (باہتمام حوزہ نقشبندیہ لاہور)۔ لاہور: حوزہ نقشبندیہ، 2009ء۔ 80 ص۔

اس میں سات مجالس کی کارروائی شامل کی گئی ہے جو چار سالوں (از 2006ء تا 2009ء) پر مشتمل ہے۔ پانچ مجالس میں پروفیسر ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (مقیم کینیڈا) مہمان خصوصی کی حیثیت سے شامل ہوئیں۔ ایک میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (مرحوم) مہمان خصوصی تھے۔ آخری مجلس پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں 26 مئی 2009ء کو منعقد ہوئی جس میں



چیف لائبریرین چوہدری محمد حنیف صاحب کی بیسویں سکیل میں ترقی پر لائبریری کے عملے کو میاں صاحب کی طرف سے ظہرانہ پیش کیا گیا تھا۔ آخر میں پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب کا ایک تحقیقی مقالہ شامل کیا گیا ہے۔ اس کا عنوان ہے ”رسائل در دفاع حضرت شیخ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کا تعارف“۔

(4) محمد عالم مختار حق۔ مجالس جمیل (فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرچپوری نقشبندی مجددی مدظلہ کی علمی مجالس کی روداد)۔ لاہور: حوزہ نقشبندیہ، 2010ء۔ 77+3 ص۔

اس میں 2009ء اور 2010ء میں منعقد ہونے والی صرف تین مجالس کی روداد شامل ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (مقیم کینیڈا) کا ایک مضمون بعنوان ”خالد لطیف۔۔۔ ہماری آخری ملاقات“ بھی اس میں شامل ہے۔ بعد ازاں پیر غلام دستگیر نامی کا ایک رسالہ بعنوان ”حضرت میاں شیر محمد صاحب شرچپوری“ بھی اس کا حصہ ہے۔ اس کے صفحات نمبر از 55 تا 77 ہیں۔ آخر میں اس میں محمد شیراز فیض بھٹی کی ایک تحریر ”اظہاریہ“ کے عنوان سے شامل کی گئی ہے۔

(5) محمد عالم مختار حق۔ فیض جمیل (فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد مدظلہ نقشبندی مجددی کی تبلیغی کاوشیں)۔ لاہور: حوزہ نقشبندیہ، 2011ء۔ 64 ص۔

اس میں 2011ء میں رونما ہونے والے واقعات کو درج کیا گیا ہے۔ اس کی فہرست مندرجات کو یہاں پر نقل کیا جاتا ہے:

۱۔ احوال آنکہ (پیش لفظ) ۲۔ روداد یوم مجدد الف ثانی، ۳۔ خطاب مولانا شیر محمد نقشبندی، ۴۔ خطاب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، ۵۔ خطاب پروفیسر محمد اقبال مجددی، ۶۔ خطاب مولانا قاری فاروق احمد نقشبندی، ۷۔ خواجہ محمد نقشبندی سرہندی کا سفر حج، ۸۔ حاجی دین محمد کاتب، ۹۔ لطائف المدینہ کی اشاعت (ایک تعارف) از پروفیسر محمد اقبال مجددی، ۱۰۔ ترک سکا لرا سفر لاہور از محمد شیراز فیض بھٹی، ۱۱۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی۔۔۔ عرفان کے مجتہد اعظم از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی۔

آخر میں متفرق اقتباسات دیے گئے ہیں۔ از صفحہ 62 تا 64

حضرت میاں صاحب کی علالت کی وجہ سے کوئی اور روداد شائع نہ ہو سکی۔

حوزہ نقشبندیہ کے لائحہ عمل برائے علمی تحقیق میں ایک اہم نکتہ درج کیا گیا ہے اس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:-

”صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی کے ذخیرہ کتب مخزونہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کو سلسلہ نقشبندیہ کی کتب کے لیے مخصوص ذخیرہ بنا دیا جائے۔“ (۱۸)

حضرت میاں صاحب نے اس سلسلے میں کوششیں جاری رکھیں جس کے نتیجے میں مذکورہ ذخیرہ کتب میں کتابوں کی تعداد بارہ ہزار کے قریب ہو چکی ہے۔ یہاں پر یہ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنا گراں قدر ذخیرہ کتب بھی پنجاب یونیورسٹی لاہور کو بطور عطیہ دے دیا جس کی لائبریری میں منتقلی 2014ء میں شروع ہوئی اور 2015ء میں مکمل ہوئی۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی حضرت میاں صاحب کی دعا کا نتیجہ ہے کہ اس لائبریری میں سلسلہ نقشبندیہ کے متعلق بہت قیمتی منابع و مصادر جمع ہو رہے ہیں۔ اس ذخیرے کی افتتاحی تقریب لائبریری میں 26 مارچ 2015ء کو منعقد ہوئی۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر مجاہد کامران صاحب نے اس کا افتتاح کیا۔ علوم شرقیہ کے ماہرین نے مجددی صاحب کے ذخیرے کے بارے میں مقالات پڑھے اور تقریریں بھی کیں۔ اس رواد کو راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی) نے مرتب کیا جو یونیورسٹی کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کا ایک اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے جس سے اس ذخیرہ کتب کی وسعت اور اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ پروفیسر مجددی صاحب ہی کے الفاظ ہیں۔

”بنیادی طور پر یہ ذخیرہ کتب علم تاریخ کے مخطوطات و عکسیات اور مطبوعات پر مشتمل ہے۔ اس ذخیرہ میں دس ہزار مطبوعات، دو سو اڑسٹھ رسائل و جرائد، اڑھائی سو مخطوطات اور ایک ہزار سے زائد مخطوطات کے عکسیات ہیں جو نوادریں میں شمار ہونے کے لائق ہیں۔ اس ذخیرے میں انگلستان، ایران، افغانستان، عربستان اور ترکی میں محفوظ مخطوطات کے روٹوگرافز، مائیکروفلمز اور سی ڈیز قابل توجہ ہیں۔“ (۱۹)

28 جنوری 2016ء کو لاہور میں میری ملاقات مجددی صاحب سے ہوئی۔ انہوں نے میرے سوال پر بتایا کہ میرے ذخیرہ کتب میں 577 مطبوعہ کتب ایسی ہیں جو کمیاب اور نادر

ہیں اور یہ سلسلہ نقشبندیہ سے متعلق ہیں۔ چند روز پہلے فون پر بات کرتے ہوئے انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ میرے ذخیرے میں موجود مخطوطات اور عکسیات / مصورات کی زیادہ تعداد کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ کے لٹریچر سے ہے۔ اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں سلسلہ نقشبندیہ کے مصادر کثیر تعداد میں جمع ہو گئے ہیں۔ اس شعبے میں تحقیق کرنے والے اس لائبریری کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور ذخیرہ کتب حضرت میاں صاحب اور ذخیرہ کتب پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

حوزہ نقشبندیہ کی مجلس منعقدہ 3 دسمبر 2007ء کی کارروائی سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے جو پروفیسر مجددی صاحب کے بارے میں ہے۔ یہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (مرحوم) کے الفاظ ہیں:

”اس محفل میں پروفیسر محمد اقبال مجددی بھی تشریف فرما ہیں۔ یہ بڑے علم دوست اور محقق ہیں خصوصاً شعبہ نقشبندیہ مجددیہ میں وہ اتھارٹی کی حیثیت سے مانے جاتے ہیں۔ ان کے پاس ایسی نادر و نایاب کتابوں کے نسخے موجود ہیں جو شاید ہی کسی دوسرے کے پاس موجود ہوں۔ انہوں نے اس سلسلے میں تحقیقی کام سرانجام دے کر اہل علم سے داد و وصول کی ہے۔“ (۲۰)

اس مذکورہ بالا مجلس میں چوہدری محمد حنیف (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور) نے مجددی صاحب کے ذخیرہ کتب کے متعلق کہا تھا۔

”۔۔۔ انہوں نے کہا کہ ہم کتابوں کے محافظ ہیں۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، میاں جمیل احمد مدظلہ کی کتابوں کے ذخیرے ہماری تحویل میں محفوظ ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ مجددی صاحب بھی اسی طرح اپنا ذخیرہ کتب لائبریری کو عطیہ کر دیں۔“ (۲۱)

اس خواہش کا اظہار حضرت میاں صاحب کی موجودگی میں کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کو سات سال کے بعد پورا کر دیا۔ اس طرح لائبریری میں سلسلہ نقشبندیہ کے مصادر و منابع میں قابل قدر اضافہ ہو گیا جو تحقیق کرنے والوں کے لیے بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپ کے اسفار

حضرت میاں صاحب کے اسفار کے بارے میں کئی مضامین لکھے گئے ہیں۔ ان میں

سے ایک طویل مضمون علامہ محمد منشاء تابلش قصوری نے ماہنامہ نور اسلام کے فخر المشائخ نمبر میں لکھا ہے۔ یہ اس کی جلد اول میں شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے کافی تفصیل کے ساتھ آپ کے بیرونی ممالک کے اسفار کے حالات لکھے ہیں۔ ان میں سرہند شریف، افغانستان، اردن، فلسطین، شام، عراق، بغداد شریف، ترکی، تاشقند (و) بخارا، حرمین شریفین کے ذیلی عنوانات قائم کر کے حالات تحریر کیے ہیں۔ (۲۲)

علامہ محمد منشاء تابلش قصوری حضرت میاں صاحب کے سفر کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”حضرت فخر المشائخ نے جب بھی آستانہ عالیہ شیر ربانی و ثانی لاٹانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما شرقپور شریف سے باہر قدم رکھا تو صرف اور صرف خدمت دین متین، مقامات مقدسہ، مزارات اولیاء کرام سے حصول فیض و برکت ہی کو پیش نظر رکھا۔ سفر دور کا ہو یا قریب کا کسی وقت بھی آپ نے اپنے مشن سے اغماض نہیں برتا۔“ (۲۳)

معروف صاحب نے یادداشتوں میں سفر کی جزئیات تک تحریر کی ہیں۔ ان کو پڑھ کر آپ کی متحرک شخصیت آئینہ ہو جاتی ہے۔ جب آپ ظاہری حیات کے آخری سالوں میں علیل تھے، اس وقت بھی آپ نے اتنے سفر کیے کہ اس کتاب کو پڑھنے والا قاری ورطہء حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔ اس سے آپ کی استقامت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہاں پر اسی کتاب سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے جس کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ معروف صاحب 5 دسمبر 2004ء کے واقعات میں لکھتے ہیں:-

”فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی (چکوال) روانہ ہو گئے۔ صاحبزادہ میاں عدیل احمد اور قادر بھائی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے، زیادہ افراد ہونے کی وجہ سے میاں جلیل احمد صاحب کی گاڑی کو بھی ساتھ لے لیا جس کو شفیع ڈرائیور چلا رہا تھا۔ عطاء اللہ اور ایک خادم اس گاڑی میں تھے۔ انٹر چینج پر میاں عدیل صاحب کو شفیع ڈرائیور کے ہمراہ ان کے ننھیال بھیج دیا اور ساتھ تحفہ میں چادلوں کی ایک بوری بھی دی، خود میاں صاحب کلر کھار بادشاہوں کے دربار پر حاضری کے لیے تشریف لے گئے، تقریباً پون گھنٹے کے بعد میاں عدیل احمد صاحب بھی ادھر تشریف لے آئے، دوپہر بارہ

بچے ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے۔ ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی سے روانہ ہوئے، چکوال موڑ پر میاں عدیل احمد کو اتارا اور خود رات دس بجے کے قریب میانوالی تشریف لے گئے۔ میانوالی میں فیصل ہوٹل کمرہ نمبر 13 میں قیام کیا۔ رات کا کافی حصہ میاں صاحب نے جاگ کر گزارا، صبح فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد احمد آباد مولانا عبدالستار خان نیازی (تاریخ وفات 5۔ اپریل 2002ء) کے مزار پر تشریف لے گئے، ان کے مزار کا سنگ بنیاد مولانا شاہ احمد نورانی نے رکھا تھا، فاتحہ خوانی کے بعد میاں صاحب کالا باغ روانہ ہو گئے، پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے سفر بڑا ہی کٹھن اور دشوار گزار تھا۔ دریائے سندھ پر لوہے کے جال کا بہت بڑا پل تھا جس کا فرش لکڑی کے موٹے موٹے بلاک رکھ کر بنایا گیا تھا، گاڑی نے مشکل سے پل عبور کیا، نیچے پانی کی رفتار کو دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا، کالا باغ شہر میں تھوڑی دیر رکے، چائے پی، جامع مسجد فیضان مدینہ زیر تعمیر تھی، اس میں چندہ ڈالا اور ڈیرہ اسماعیل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ڈیرہ اسماعیل سے ساٹھ کلومیٹر پہلے ”پیرزاد“ کے مقام پر بنگش وزیرستان ہوٹل سے کھانا تناول کیا۔ میاں صاحب نے خود وال ماش اور سبزی کے سالن سے روٹی کھائی۔ ڈیرہ اسماعیل سے پہلے ایک سڑک۔۔۔ ٹانک کو جاتی تھی، میاں صاحب نے ٹانک جانے کا ارادہ کیا۔ اس علاقے کو ہر طرف سے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا، سڑک کہیں سے خستہ حالت اور کہیں سے بہتر تھی، زمین زیادہ تر ریتیلی تھی، ٹانک میں پندرہ سے بیس منٹ صوفی رشید سے ملاقات کرنے کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہو گئے، ڈیرہ اسماعیل سے ڈیرہ غازی خان، بھکر براستہ حیدر آباد، جھنگ اور پھر رات ساڑھے آٹھ بجے تقریباً گیارہ سو کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد میاں جلیل احمد صاحب کے دفتر فیصل آباد آ گئے، نماز اور کھانے کے بعد میاں صاحب آرام کرنے لیٹ گئے۔“ (۲۴)

اس اقتباس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس سفر کی کس طرح تصویر کشی کی ہے، پورا منظر سامنے آ جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں چھوٹی چھوٹی جزئیات کو محفوظ کیا گیا ہے۔ معروف صاحب نے کمال چابکدستی سے اس سفر کی منظر کشی کی ہے۔ اس قسم کی نثری تکنیک دوسرے اسفار کے حالات و واقعات میں بھی نظر آتی ہے۔

زیر نظر کتاب ”ایمان افروز یادداشتیں“ کے بہت سے دیگر پہلوؤں کے بارے میں لکھا جاسکتا ہے۔ مقدمہ پہلے ہی طویل ہو گیا ہے۔ اس ”مقدمہ“ کی تحریر کو یہاں پر ہی ختم کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ فخر المشائخ حضرت میاں صاحب کی شخصیت کثیر الجہات تھی۔

### حواشی

۱۔ اس ملاقات کی تفصیل درج ذیل حوالے میں دیکھی جاسکتی ہے:  
سید جمیل احمد رضوی، فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)۔ لاہور: چوہدری محمد حنیف، 2014ء، ص 56-60

۲۔ ایضاً، ص 58

۳۔ محمد معروف احمد شرقی پوری ایمان افروز یادداشتیں، واقعات 31 دسمبر 2005ء

۴۔ علامہ محمد اقبال، پیام مشرق مشمولہ کلیات اقبال فارسی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1990ء) ص 215

۵۔ چوہدری محمد حنیف، ”عرض ناشر“، فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں) ص 17-18

۶۔ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، ”حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا شعری ذوق و پسندیدہ اشعار (منتخب مطالعہ)“۔ ترتیب نو و اضافہ: سید جمیل احمد رضوی، مشمولہ ماہنامہ نور اسلام، فخر المشائخ نمبر، جلد 61، شمارہ 12 (دسمبر 2015ء) جلد اول، ص 384-385 (ان صفحات پر مسلسل جدوجہد کا ذیلی موضوعاتی عنوان موجود ہے)

۷۔ (علامہ) محمد اقبال، بانگ درا، مشمولہ کلیات اقبال اردو (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1982ء) ص 119

۸۔ ماہنامہ نور اسلام، شرقی پور شریف، فخر المشائخ نمبر، جلد اول، ص 385

۹۔ بانگ درا، ص 71

۱۰۔ محمد معروف احمد شرقی پوری ایمان افروز یادداشتیں، واقعات 20 اگست 2004ء، اس میں محمد عالم مختار حق المتوفی 6 مارچ 2014ء کی لائبریری کا ذکر آیا ہے۔ عالم صاحب حضرت میاں صاحب کے قریبی دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔ عالم صاحب کے انتقال کے وقت ان کی لائبریری میں چودہ ہزار سے زائد کتب موجود تھیں۔ یہ کتب خانہ بہت منظم تھا۔ مرحوم کو اس سے کتاب کی تلاش میں دقت نہیں ہوتی تھی۔ ان کے سوانحی حالات اور لائبریری کے متعلق معلومات کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے:

(i) محبوب عالم تھائل (مرتب) محمد عالم مختار حق اور ان کا کتب خانہ، لاہور: کتب خانہ، محمد عالم مختار حق

2012ء

(ii) محبوب عالم تھامبل (مرتب) 'تذکار جامع المعروف بہ دلکشا تذکرہ میاں محمد عالم لاہور: کتب

خانہ محمد عالم مختار حق' 2014ء

۱۱۔ محمد معروف احمد شریقی پوری، اہل علم و قلم کے خطوط بنام حضرت الحاج میاں جمیل احمد شریقی پوری نقشبندی مجددی، نظر

ثانی سید جمیل احمد رضوی (ارایاں شریف، رائے ونڈ روڈ، لاہور: میاں محمد فرحان اللہ نقشبندی، 2015ء)

ص۔ 117

۱۲۔ ان خاص نمبروں کی تفصیل ذیل میں دیے گئے حوالے میں دیکھی جاسکتی ہے:-

سید جمیل احمد رضوی، "ماہنامہ نور اسلام کے خاص نمبر"، مشمولہ ماہنامہ نور اسلام، شریقی پور شریف،

فخر المشائخ نمبر، جلد اول، ص۔ 317-337

۱۳۔ حامد علی انصاری، "فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شریقی پوری بانی تحریک یوم مجدد الف ثانی"، محولہ بالا،

ص۔ 236

۱۴۔ محولہ بالا، ص۔ 236-244 (ان صفحات پر کتابوں کی تفصیل درج کی گئی ہے)

۱۵۔ ایمان افروز یادداشتیں، واقعات 19۔ اگست 2007ء

۱۶۔ ایضاً، واقعات 26۔ دسمبر 2003ء

۱۷۔ ایضاً، واقعات 10۔ دسمبر 2003ء

۱۸۔ محمد عالم مختار حق (مرتب) 'روداد حوزہ نقشبندیہ (2003ء)' (لاہور: حوزہ نقشبندیہ، 2004ء) ص۔ 29

۱۹۔ سید جمیل احمد رضوی، ذخیرہ کتب پروفیسر محمد اقبال مجددی کی افتتاحی تقریب کی روداد (لاہور: پنجاب یونیورسٹی،

2015ء) ص۔ 18

۲۰۔ محمد عالم مختار حق (مرتب) 'ہفت مجالس علمیہ (لاہور: حوزہ نقشبندیہ، 2009ء)' ص۔ 37

۲۱۔ ایضاً، ص۔ 38

۲۲۔ اس طویل مضمون کا حوالہ درج ذیل ہے:-

علامہ مولانا محمد منشاء تائبش قسوری، "اسفار جمیل"، مشمولہ ماہنامہ نور اسلام، شریقی پور شریف، فخر المشائخ

نمبر، جلد اول، ص۔ 401-423

۲۳۔ ایضاً، ص۔ 403

۲۴۔ ایمان افروز یادداشتیں، واقعات 5۔ دسمبر 2004ء

## علماء اور صالحین کے قدردان

جسٹس (ر) منیر احمد مغل

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ و اصحابہ و  
 بارک وسلم) وہ کلمہ طیبہ ہے جس کی روشنی تا قیامت اور ما بعد بھی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ وہ  
 نفوس قدسیہ جو اس پاک کلمہ سے فیض یاب ہوئے اور انہوں نے اس فیض کو اور آگے بڑھایا وہ  
 حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین (ﷺ) کے ایسے برگزیدہ امتی ہیں جنہیں قرآن پاک میں  
 صالحین اور اولیاء اللہ کے مبارک القاب سے پکارا جاتا ہے۔ ایک دنیا ان کی تقویٰ شعاری کی گواہ  
 ہے اور ان کے ارشادات ان کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی رہنمائی کا کام کر رہے ہیں۔  
 ایسے ہی ایک ہم عصر بزرگ قبلہ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی ہیں جو سجادہ نشین  
 آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقی پور شریف تھے۔ نہایت ملنسار، بہت سادہ طبیعت، پروقار چہرہ مبارک،  
 باتوں میں خلوص اور محبت کا رنگ، علم کا سمندر، حد درجہ سخی، بن مانگے عطا کرنے کے عادی، ہر ایک  
 کو دعا دینے والے، علماء اور صالحین کے قدردان، کبھی کسی کی برائی بیان نہ کرنے والے، یوں  
 محسوس ہوتا تھا برسوں کی ملاقات ہے۔ ان لوگوں میں سے تھے جن کی لوگ دل سے عزت کرتے  
 ہیں۔ عزیز محمد معروف احمد شرقی پوری نے جس دلجمعی سے ان کی زندگی کے قیمتی لمحات قلمبند کیے ہیں  
 یقیناً ابدی سعادت لوٹ کر لے جانے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ میں تو  
 صرف یہ کر سکا کہ جب بھی تشریف لائے ان کی اور ان کے ساتھیوں کی جو تیاں سیدھی کر دیتا تھا۔  
 مکتوبات امام ربانی کا ترجمہ انگریزی میں کر کے ان کو ہبہ کر دیا تھا۔ بڑے خوش تھے۔ دیکھیں کب  
 منصبہ شہود پر آتا ہے۔ ان کے صاحبزادے میاں خلیل احمد مرحوم بھی بڑے پائے کے انسان تھے۔  
 یہ حضرات زندگی کا مقصد پا گئے۔ خود باعمل تھے دوسروں کو باعمل بنا گئے۔ حوزہ نقشبندیہ اور اس کا  
 کام قابل داد ہے۔ صاحبزادہ میاں ولید احمد کو اللہ تعالیٰ لمبی زندگی اور صحت و عافیت سے نوازے،  
 علم و عمل کا یہ کارواں ملت اسلامیہ کے اتفاق و اتحاد کو قائم رکھنے میں کامیابی سے رواں دواں  
 رہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ سلسلے کیا ہیں؟ یہ روحانی سلسلے شرعی شیطان ظلمت و جہالت سے نکال کر اللہ  
 تعالیٰ کی پناہ میں لانے والے اور در مصطفیٰ ﷺ کی سچی اور سچی اتباع کروانے والے اور ایک اللہ کا



بندہ بتا دینے والے سلسلے ہیں۔ ان کی کوئی دنیاوی غرض نہیں۔ ان کے ہاں تو عطاء ہی عطاء ہے۔  
سب سلسلوں کی بنیاد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

اولیاء اللہ کو نہ خوف ہو گا نہ غم یہ وہ لوگ ہیں جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
ﷺ پر ایمان لائے اور ساری زندگی تقویٰ شعار رہے۔ دین و دنیا کی سعادتیں صرف اور صرف  
غلامی رسول ﷺ کے صدقے ان کے نصیب رہیں۔ در مصطفیٰ (ﷺ) ہی اصل در ہے روز حشر  
بھی ان ہی کی شفاعت سے کام بننا ہے۔ بڑے ادب کا مقام ہے۔

ادب گاہست زیر آسمان از عرش نازک تر  
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید این جا  
امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان قادری بریلویؒ نے کیا خوب کہا ہے۔  
ٹھوکریں کھاتے پھر وگے ان کے در پر پڑ رہو  
قافلہ تو اے رضا! اول گیا آخر گیا

خاک پائے امت محمدیہ

منیر احمد مغل

11 فروری 2016ء

## تبلیغ اسلام کے علم بردار

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

حدیث نبوی ﷺ کی روایت اور امت تک پہنچانے کے جو وسائل اور ذرائع رہے ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں ہیں ہمارے بزرگان دین سلف صالحین نے بھی روایت حدیث اور نقل آثار کی روش کو اپناتے ہوئے اپنے اپنے عہد کے اساتذہ علماء اور صوفیاء کرام کے تذکروں کو ایک معمول بنایا۔ حدیث نبوی ہو یا ان بزرگوں کے احوال ہوں ان کا بھی نچوڑ دو امور ہیں ایک یہ کہ الفاظ اور جملے اور عبارات روایت کی جاتی ہیں اور احوال اور واقعات قلم بند کیے جاتے ہیں لیکن بزرگوں کے احوال اور قیمتی باتیں سرمایہ علم و عرفان کے طور پر منقول ہوتے چلے آ رہے ہیں۔

ہمارے صوفیائے کرام جو بر عظیم جنوبی ایشیا میں علم و عرفان کے سرچشمے اور تبلیغ اسلام کے علم بردار تھے ان کے ہاں بھی بزرگوں کے احوال اور واقعات نقل کرنے کے ساتھ ساتھ اقوال ملفوظات بھی جمع کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ حقیقت میں یہ بھی حدیث نبوی کی روایت اور آپ کے ارشادات اور واقعات کو لوگوں تک پہنچانے کے انداز کو پیش نظر رکھتے ہوئے جاری کیا گیا تو ملفوظات دراصل ہمارے ان بزرگوں کے اقوال اور ارشادات ہیں۔ ملفوظات اولیائے کرام کے احوال زندگی اور ان کی شخصیت کے بارے میں معلومات کا وسیلہ اور سرچشمہ بھی ہے۔ اس لیے تصنیف و تالیف کی روایت یہ رہی کہ ملفوظات کا مطالعہ اور ان سے استفادہ ایک لحاظ سے ان بزرگوں کے تذکرے مرتب ہونے کا سامان ہو گیا ہے۔

مجھے یہ دیکھ کر بے حد اطمینان اور خوشی حاصل ہوئی ہے کہ جناب معروف احمد شرچوری نے حضرت شیخ المشائخ جلال و جمال شرچوری شیخ میاں جمیل احمد شرچوری نقشبندی مجددی کے ملفوظات کے عنوان سے معلومات و احوال کا ایک قیمتی ذخیرہ مرتب کر دیا ہے۔ حضرت شیخ المشائخ ”میرے نزدیک (بلکہ حقیقت میں) اسلاف کی زندہ علامت اور نشانی تھے۔ ان کا طریقہ زندگی مجالس و محافل کا انعقاد اور ان میں شریک ہونے والوں سے سوال و جواب کے انداز میں گفتگو حضرت کا علم و معرفت کا ایک سرمایہ ہے۔“

میں جناب معروف صاحب کو اس بیش قیمت کوشش پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا

ہوں کہ حضرت شیخ المشائخ کی برکت سے یہ کتاب (مجموعہ ملفوظات) مقبولیت حاصل کرے اور  
دین و دنیا کے لحاظ سے خلق خدا کو نفع پہنچائے۔ آمین

ظہور احمد اظہر

مسند نشین سید علی ہجویری اپرو فیسر ایمرس عربی  
سابق ڈین و پرنسپل اور سینٹیل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور

10 اپریل 2016

## میاں جمیل احمد شریپوری سے چند ملاقاتیں

پروفیسر ڈاکٹر عارف نوشا ہی (اسلام آباد)

میاں صاحب سے میری ملاقاتوں کا سلسلہ انیس سوستر کی دہائی میں ۱۹۷۴ء کے بعد سے شروع ہوتا ہے جب میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد سے وابستہ ہو چکا تھا اور میاں صاحب مرکز کے کتاب دار ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی سے ملنے یا کتب خانے کو کوئی کتاب دینے وہاں آیا کرتے تھے۔ جب میاں صاحب سے راہ و رسم پیدا ہو گئے تو وہ جب بھی اسلام آباد اپنے کسی عقیدت مند کے ہاں آتے، مجھے پیغام بھجوادیتے اور میں ان سے ملنے جاتا۔ میاں صاحب بہت بے تکلفی سے ملتے اور گلے لگاتے۔ میں ۱۹۷۴ء میں محض انیس سالہ نوجوان تھا۔ میاں صاحب کا قد کاٹھ لمبا اور تن و توش ماشاء اللہ بھاری تھا، عمر کا بھی بہت زیادہ تفاوت تھا اور ان کی حیثیت ایک شیخ طریقت کی بھی تھی۔ ان سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مجھے ان سے ملتے ہوئے ایک حجاب اور خوف سا محسوس ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ان کے ملاقات کے پیغام بھجوانے پر میں کوئی عذر کر دیتا اور ملاقات سے گریز کرتا۔ ان مجالس میں وہ بشیر حسین ناظم مرحوم کو بھی بلواتے تھے۔ میاں صاحب جب اپنے کسی عقیدت مند کے ہاں بلواتے تو خوب ضیافت ہوتی۔ کھانے کا وقت ہوتا تو کھانا کھلاتے۔ کوئی اور وقت ہوتا تو مٹھائیوں سے تواضع کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ میاں صاحب کا خوان نعمت بہت وسیع تھا۔

میاں صاحب سے کچھ ملاقاتیں حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کے مطب، واقع ۵۵ ریلوے روڈ، لاہور پر بھی ہوتی رہیں۔ حکیم صاحب کے کہنے پر یا ان کی ہمت افزائی سے میں نے میاں صاحب کی سرپرستی میں نکلنے والے پرچے نور اسلام کے لیے مقالے بھی لکھے۔ یہ میرے علمی سفر کے ابتدائی دور کی باتیں ہیں۔ نور اسلام کے امام اعظم ابوحنیفہ نمبر اور اولیائے نقشبند نمبر کے لیے مقالات لکھے۔ امام اعظم نمبر (شالیج شدہ نومبر ۱۹۷۵ء) کے لیے میں نے مقالہ ”امام اعظم ابوحنیفہ کی زندگی کے مآخذ“ تحریر کیا۔ اولیائے نقشبند نمبر کا حصہ اول ۱۹۷۹ء میں شالیج ہوا جس میں ڈاکٹر محمد اختر چیمہ کے ایک فارسی مقالہ ”خواجہ محمد پارسا“ کا میرا اردو ترجمہ شامل تھا۔ اولیائے نقشبند نمبر کے لیے میں نے دو اور مقالات بھی لکھے۔ ایک حضرت بایزید بسطامی پر تھا اور دوسرا ترکی کے ایک معاصر نقشبندی مجددی بزرگ اور مبلغ اسلام، حسین حلمی ایشیق (۱۹۱۱-۲۰۰۱ء) کی علمی سطح پر تبلیغی کاوشوں کے تذکرے پر مبنی تھا۔ یہ مضمون ایشیق صاحب کے ادارے کی طرف سے

شائع ہونے والے منتخبات از مکتوبات معصومیہ کے آخر میں مکرر در مکرر شائع ہو رہا ہے۔

میاں صاحب سے ایک اور ملاقات یاد آ رہی ہے جو راول پنڈی صدر کے فلیش میں ہوئی۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر محمد نذیر انجھا صاحب سے فارسی میں تذکرہ زبدۃ الاولیا شیر ربانی لکھوایا اور اسے ۱۹۹۵ء میں شرق پور سے شائع کیا۔ میاں صاحب نے اس تذکرے کی رونمائی کی تقریب مذکورہ ہوئی۔ منعقد کی اور مجھے بھی مقالہ پڑھنے کا حکم دیا۔ میں تقریب میں گیا۔ ڈاکٹر شیر محمد زمان بھی مدعو تھے۔ جب سب اسکالر ز مقالات پڑھ چکے تو اختتامی کلمات کے لیے خود میاں صاحب اٹھے اور بہت حکمت سے یہ کہہ کر اس محفل کو سمیٹا کہ بزرگوں کا قول ہے کہ بزرگوں کی محفل میں دل کو اور علما کی محفل میں زبان کو قابو میں رکھنا چاہیے اور چونکہ اس محفل میں بزرگان اور علما دونوں موجود ہیں، اس لیے وہ مزید کچھ نہیں کہیں گے۔

میاں صاحب سے ایک ملاقات، لاہور میں ۱۱ جنوری ۲۰۰۲ء کو ہوئی جس کا کچھ احوال محمد معروف احمد شرقپوری صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

میاں صاحب سے میری آخری ملاقات ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو عمر ہسپتال، لاہور میں ہوئی۔ وہ وہاں بغرض علاج داخل تھے۔ اس ملاقات کی تقریب یوں تھی کہ استنبول سے میرے ترک محقق دوست،، پروفیسر ڈاکٹر نجدت طوسون (استاد الہیات فیکلٹی، مرمرہ یونیورسٹی) جو مشربا مجتہد دی ہیں اور کتابوں کے وسیلے سے میاں صاحب سے غائبانہ متعارف تھے، لاہور آئے تھے۔ میں نجدت صاحب سے ملنے اسلام آباد سے لاہور گیا۔ انھیں میاں صاحب سے ملاقات کا بے حد اشتیاق تھا۔ تو انھوں نے اپنے اشتیاق کا اظہار کیا۔ چنانچہ پروفیسر محمد اقبال مجددی اور شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ صاحبان کی وساطت سے اس ملاقات کا انتظام ہوا۔ پہلے میاں صاحب کے بڑے صاحبزادے مقیم لاہور کے ہاں دوپہر کی ضیافت ہوئی اور وہاں سے ہم لوگ عمر ہسپتال پہنچے۔ پروفیسر مجتہد دی صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ہسپتال میں میاں صاحب بستر علالت پر دراز تھے۔ نجدت صاحب کو متعارف کروایا کہ ترکی سے آئے ہیں۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ ان سے کس زبان میں بات چیت کروں؟ کسی نے کہا فارسی میں۔ کہنے لگے ”نوشاہی صاحب کے سامنے کیا فارسی بولیں!“ اور پنجابی میں ہی گفتگو کرتے رہے۔ اس گفتگو کا کچھ حصہ میں نے اپنے موبائل کے ساؤنڈ ریکارڈر پر محفوظ کر لیا جس کی مدد سے اس گفتگو کا ٹیب لبا ب لکھتا ہوں۔

”پہلے گفتگو کا محور حسین حلمی تھے۔ میاں صاحب اپنے استنبول کے ایک سفر میں ان

سے مل چکے تھے۔ میں میاں صاحب سے اس ملاقات کا احوال پوچھتا رہا۔ میاں صاحب نے بتایا استنبول میں وہ اپنی ٹوٹی پھوٹی فارسی سے کام چلاتے رہے۔ انہوں نے بتایا کہ علمی صاحب نے اپنا ایک آدمی دیا جو انھیں ترکی کے تاریخی شہر بُرہ سہ لے گیا۔ علمی صاحب نے بتایا کہ انھیں روزانہ ڈاک سے چار سو خطوط ملتے ہیں۔ مجددی صاحب نے پوچھا کہ کیا آپ کے نام بھی علمی صاحب کے خطوط ہیں تو میاں صاحب نے نفی میں جواب دیا اور اس بات کا اظہار کیا کہ ان کی مرتبہ اور شائع کردہ کتاب مسلک مجدد کو علمی صاحب نے اپنے ادارے سے بھی شائع کیا ہے (ایک بار یہ کتاب منتخبات از مکتوبات معصومیہ کے ساتھ ۲۰۱۰ء میں استنبول سے شائع ہوئی)۔ میاں صاحب نے علمی صاحب کی رد و ہابیت کے لیے کوششوں کو بھی سراہا۔ نجدت صاحب فارسی زبان میں میاں صاحب سے مخاطب ہوئے اور میاں صاحب کی تحسین کی کہ انہوں نے اپنا ذاتی ذخیرہ کتب، پنجاب یونیورسٹی کو دے دیا ہے۔ نجدت صاحب نے بتایا کہ انہوں نے سفر لاہور میں ذخیرہ میاں جمیل احمد سے کئی کتابوں کے عکس لیے ہیں۔ میاں صاحب نے پوچھا کیا آپ یہ عکس ترکی سے شائع کریں گے؟ میاں صاحب کو بتایا گیا کہ یہ عکسیات تحقیقی کاموں میں استعمال کے لیے بنوائے گئے ہیں۔ میاں صاحب نے باوجود بے کہ بستر علالت پر دراز تھے اور ہسپتال میں داخل تھے، اپنی مہمان نوازی کی عادت کو ترک نہیں کیا اور فروٹ چاٹ سے ہم لوگوں کی تواضع کی اور شیراز فیض بھٹی صاحب کو ہماری خدمت پر مامور کیا۔“

میاں صاحب نے ۲۰۰۳ء میں جب حوزہ نقشبندیہ بنایا اور پروفیسر محمد اقبال مجددی اس کی مجلس مشاورت میں شامل تھے تو اس کے مقاصد و اغراض پر میں نے بھی رائے دی تھی۔ اگرچہ حوزہ نقشبندیہ نے جو کچھ شائع کیا اس میں عملی طور پر میری مشاورت شامل نہ تھی اور سب کتابیں میاں صاحب یا مجددی صاحب کی صواب دید پر شائع ہو گئیں۔ لیکن ایک امید تھی کہ میاں صاحب کی سرپرستی میں کچھ علمی کام ہوتا رہے گا جس سے ہماری موجودہ خانقاہیں بالکل لا تعلق ہو چکی ہیں۔ اب میاں صاحب کی ۲۰۱۳ء میں وفات کے بعد یہ سلسلہ بھی منقطع ہو گیا اور یہ امید بھی دم توڑ گئی۔

پروفیسر ڈاکٹر عارف نوشاہی

(69 ماڈل ٹاؤن، ہوٹل، اسلام آباد)

28/04/2016

## ایک کتاب دوست درویش

پروفیسر محمد اقبال مجددی

۱۹۶۷ء کے آغاز کی بات ہے میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ، لاہور میں ایف اے کا طالب علم تھا کہ مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم سے حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری کا نام مبارک سنا اور ان کی علم دوستی کا اندازہ ہوا۔ پھر ایک روز خوش نصیبی سے حضرت میاں صاحب میری موجودگی میں حکیم صاحب کے مطب میں تشریف لائے تو تعارف ہوا اور میں دیکھتا ہی رہ گیا کہ اتنی مشہور خانقاہ کے سجادہ نشین اس قدر سادہ اور منسکرانہ طبیعت کے مالک بھی ہو سکتے ہیں، کیوں کہ میں نے پیروں کے جاہ و جلال اور ان کا رعب و دبدبہ تو سنا ہوا تھا، ان کے اخلاق اور انکسار کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا، حضرت صاحب نے دریافت کیا کہ تم کیا پڑھتے ہو؟ میں نے اپنے مضامین بتائے تو ساتھ ہی حکیم صاحب نے تعارف کرواتے ہوئے یہ بتایا کہ یہ لڑکا سلسلہ نقشبندیہ کے بارے میں بھی کچھ جانتا ہے اور مضامین بھی لکھتا رہتا ہے۔ بس حکیم صاحب کی زبان سے یہ بات سن کر حضرت صاحب قبلہ تو جیسے مجھ پر فریفتہ ہو گئے، گھر کا پتا دریافت فرمایا اور کچھ دنوں کے بعد غریب خانہ (وسن پورہ، اندرون ایک مور یہ پل) پر تشریف لے آئے اور اپنی شائع کردہ کچھ مطبوعات اور رسالہ نور اسلام کے چند شمارے عنایت کیے، فرمایا کہ تم نقشبندی بزرگوں کے بارے میں معلومات جمع کرو، ہم اس کو اپنے رسالہ میں شائع کریں گے۔

میں نے حضرت صاحب سے وعدہ کر لیا اور چند مضامین حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیے جس پر آپ بہت خوش ہوئے، اس طرح حضرت صاحب سے مخلصانہ روابط کا آغاز ہوا۔ میں کالج سے فارغ ہو کر حکیم صاحب کے مطب میں روزانہ جاتا تھا۔ وہاں متعدد مرتبہ حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی، مجھ سے پھر مضامین کا تقاضا کیا تو میں نے اپنی نصابی مصروفیت کا عذر کیا، حکیم صاحب نے سفارش کرتے ہوئے کہا کہ اسے زیادہ متوجہ نہ کریں بلکہ اسے ابھی اپنے نصاب پر توجہ دینے کی تلقین فرمائیے۔

اس طرح مجھے کچھ عرصہ مہلت مل گئی اور بی اے اور پھر ایم اے تاریخ کے لیے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخل ہو گیا لیکن حضرت صاحب نے غریب خانہ پر آنا بند نہ کیا برابر یہ سلسلہ

جاری رہا، یہاں تک کہ میں ایم اے کر کے ایک کالج میں تاریخ کا لیکچرر لگ گیا، بہت خوش ہوئے اور بہت سے تحائف سے نوازا، میں بھی اپنے نصیب پر رب کریم کا شکر گزار رہا۔

حضرت میاں صاحب کو حکیم صاحب نے مشورہ دیا کہ رسالہ نور اسلام کی علمی حیثیت کو ترقی دیں اور محققین سے مقالات لکھوائیں اور رسالہ کے خاص نمبر بھی مرتب کروا کر شائع کریں، اس سلسلہ میں حکیم صاحب نے کئی اہل علم حضرات سے رابطہ قائم کر کے ان سے مقالات لکھوانے کا وعدہ کیا۔ حکیم صاحب نے کہا کہ میاں صاحب آپ اولیائے نقشبند نمبر مرتب کروائیں تو میں کئی مضامین آپ کو لکھوا کر پیش کروں گا، میرے ذمے بھی کچھ مقالات مرتب کر کے دینے کا امر فرمایا۔ چنانچہ میں نے دو مقالات پیش کیے جو اس خاص نمبر کی زینت بنے۔

پھر حکیم صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی نمبر مرتب کرنے کا مشورہ دیا اور خود حکیم صاحب نے اپنے دوست و احباب سے اس موضوع پر مقالات لکھنے کے لیے مراسلت کا آغاز کر دیا۔ مجھ سے فرمایا کہ تم کس عنوان سے مضمون لکھو گے، میں نے کہا کہ میں ان دنوں ”حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں“ کے عنوان سے مواد جمع کر رہا ہوں جس پر حکیم صاحب اور حضرت صاحب نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور یہ مقالہ جلد مکمل کرنے کی ہدایت کی۔ اس عرصہ میں میں سن پورہ والے مکان سے سبزہ زار سکیم لاہور میں منتقل ہو گیا تھا خیال ہوا کہ یہ نئی آبادی تو شہر سے بہت دور ہے یہاں حضرت صاحب مجھ سے ملنے کہاں آئیں گے، لیکن بھلا موصوف کے مزاج عالی نے جدائی کب گوارا کی۔ ایک روز دیکھا کہ حضرت مجھ مسکین کے دروازہ پر دستک دے رہے ہیں، بڑی بٹاشت کے ساتھ فرمایا کہ تم جہاں بھی چلے جاؤ ہم تو تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔

میں نے شکر یہ ادا کیا تو فرمایا کہ نہیں یہ تو میرا فرض تھا، میں اس دوران اسلامیہ کالج لاہور کینٹ میں اسٹنٹ پروفیسر ہو کر جا چکا تھا۔ وہاں قریب ہی حضرت میاں صاحب کے ایک مخلص ساتھی محمد معروف صاحب رہتے تھے۔ حضرت صاحب ان کے ہاں اکثر جایا کرتے تھے، پھر آپ نے معروف صاحب کو میرے پاس کالج بھیجنا شروع کر دیا کہ اسے اپنے ساتھ لے آؤ۔ میں اکثر حضرت صاحب کے پاس ان کے وہاں جانے لگا، اس دوران رسالہ نور اسلام کا حضرت مجدد الف ثانی نمبر تین ضخیم جلدوں میں شائع ہو گیا، اب تو اس طرح کے لکھنے والے بہت ہی کم ہو



گئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت صاحب کو اپنے رسالہ کے لیے مضامین بھی زیادہ نہیں ملتے تھے، اس دوران میری کئی اصحاب سے واقفیت ہو گئی اور میں نے چند مضامین ان سے لکھوا کر پیش کیے جس پر حضرت میاں صاحب بہت خوش ہوئے۔ مقالات لے کر حکیم صاحب کے ہاں گئے تو انہوں نے بھی اطمینان کا اظہار فرمایا۔ اب تو اٹھتے بیٹھتے حضرت میاں صاحب مجھ سے کتابوں کے بارے میں پوچھنے لگے کہ فلاں کتاب کہاں سے ملے گی اور اسے کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ میں نے حکیم صاحب سے شکایت کی کہ میاں صاحب ان دنوں مجھے بہت تنگ کر رہے ہیں انہیں تو صرف کتاب سے دلچسپی اور غرض ہے۔ یہ بات سن کر حکیم صاحب نے تبسم فرماتے ہوئے کہا کہ شکر کرو کہ کوئی پیر کتاب کا طالب ہے ورنہ ہمارے ملک کے پیر تو حلوہ ماٹڈہ اور تعویذ دھاگے کے سوا کچھ نہیں کرتے ایسے میں حضرت میاں صاحب کو غنیمت جانو اور ان کی علمی مدد جاری رکھو۔

اب تو حضرت میاں صاحب حکیم صاحب سے آ کر فرمانے لگے کہ حکیم صاحب! اقبال مجددی سے کہیں میرے ساتھ بازار چلے اور سلسلہ نقشبندیہ کی اہم اور نادر کتابیں خریدنے میں میری مدد کرے۔ اب یہ سلسلہ جو شروع ہوا تو اس وقت تک چلتا رہا جب تک حضرت میاں صاحب میں چلنے پھرنے اور جستجو کرنے کی قوت رہی۔ اس طرح آپ نے سینکڑوں قیمتی کتابیں مختلف مارکیٹوں سے حاصل کیں۔ حضرت صاحب کے کتاب کا ذوق اب اتنا پروان چڑھ چکا تھا کہ آپ اہل علم کو اپنے آستانہ پر بلا کر یہ کتابیں دکھانے اور داد حاصل کرنے لگے تھے۔ اس سے یہ تحریک ہوئی کہ حضرت صاحب کے ذوق کتاب دوستی کو ایسی مہینزگی کہ حکیم صاحب کی صحبت میں اس کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ایک روز میں آپ کو لے کر پنجاب یونیورسٹی لائبریری گیا تو حضرت صاحب لائبریری کی سیڑھیاں چڑھ کر بالائی منزل پر جانے کے قابل نہیں تھے۔ میں نے اس وقت کے چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی صاحب کو جا کر بتایا کہ شرفیور شریف کے ایک بزرگ لائبریری میں تشریف لائے ہیں اور حکیم صاحب کے ذخیرے سے آرٹھر بوہلر کا وہ مقالہ دیکھنا چاہتے ہیں جو انہوں نے امریکہ میں نقشبندی سلسلہ میں لکھا تھا اور سال بھر یہاں مقیم رہ کر حکیم صاحب سے بھی استفادہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر میں سید جمیل احمد رضوی صاحب وہ مقالہ حکیم صاحب کے ذخیرے سے نکال کر حضرت میاں صاحب کی خدمت میں لے آئے۔ حضرت میاں صاحب نے آرٹھر بوہلر کا وہ مقالہ دیکھا۔ اس مقالے میں حکیم صاحب کی ایک خوبصورت تصویر

بھی شامل ہے۔ بعد میں مجھ سے کہنے لگے اتنی جلدی یہ مقالہ کیسے مل گیا، واپس آتے ہوئے راستے میں، میں نے حضرت صاحب کو بتایا کہ حکیم صاحب کے ذخیرہ کتب کی فہرست مرتب ہو چکی ہے جس کے انڈکس کی مدد سے چند منٹوں میں یہ کتاب تلاش کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دی گئی تھی۔ میں نے دبے لفظوں میں سہم کر عرض کیا کہ حضرت اگر آپ بھی اپنا ذاتی کتب خانہ اس لائبریری کو دے دیں تو لائبریری کا عملہ اسی طرح مرتب کر دے گا تو ہنس کر فرمانے لگے کہ حکیم صاحب کی کتابوں کو یہاں لانے کی شرارت تو تم نے ہی کی تھی اب میرے بھی پیچھے پڑ گئے ہو۔ اس طرح کئی مہینے گزر گئے ایک روز حضرت میاں صاحب میرے پاس گھر تشریف لا کر فرمانے لگے تم نے ٹھیک کہا تھا میری کتابیں بھی منتشر حالت میں پڑی ہیں۔ آپ نے اپنے ذخیرہ کتب کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ ضروری دفتری کارروائی کے بعد آپ کی شرائط کے مطابق اس ذخیرہ کتب کو لینے کا فیصلہ یونیورسٹی کی انتظامیہ نے کر لیا۔

اس طرح حضرت صاحب کی لائبریری بغیر اندراج اور فہرست کے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں منتقل ہونا شروع ہو گئی۔ سید جمیل احمد رضوی صاحب نے اس کی فہرست کی ترتیب کا آغاز کیا جس پر بہت مہینے صرف ہوئے اور اس کی ایک جلد تیار ہو گئی۔ اس جلد کی تیاری میں حضرت میاں صاحب کے دست راست معروف احمد نے پوری اعانت کی جب یہ جلد پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے شائع ہو کر آئی تو حضرت میاں صاحب بہت خوش ہوئے اور تاحیات لائبریری کو کتابیں عطیہ کرتے رہے۔ اس دوران حضرت میاں صاحب کو جسمانی طور پر کئی عوارض لاحق ہو چکے تھے لیکن کیا مجال ہے کہ آپ کی کتاب دوستی کے جذبے میں کوئی فرق آیا ہو۔ میرے ہاں تشریف لاتے تو سب سے پہلے یہی فرماتے کہ تمہارے پاس نئی کتابیں کون کون سی آئی ہیں۔ جب میں کتابیں دکھاتا تو ہر کتاب کے بارے میں معلومات لیتے، میں اپنی معمولی سی بساط کے مطابق عرض کرتا رہتا تو ہر بات پر بہت خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ کتاب مجھے بھی لا دو۔ اگر کوئی کتاب مقامی طبع شدہ ہوتی تو میں لا کر پیش کر دیتا، غیر ملکی کتابیں کہاں سے مہیا کرتا دوسری طرف بازار سے نہ ملنے والی کتابیں دیکھ کر حضرت میاں صاحب کا ذوق اور طلب کے پیش نظر جب حضرت میاں صاحب کو اپنی ہی کتاب پیش کرتا تو کہتے کہ نہیں نہیں یہ تو تم نے اپنے ذوق سے حاصل کی ہے میں کیسے لوں کوشش کرتے رہوان میں سے جو کتاب جس قیمت پر ملے حاصل

کرتے رہو چنانچہ میں مستقل طور پر حضرت صاحب کے لیے یہ خدمت انجام دیتا رہا۔ اس دوران حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا وصال ہو چکا تھا۔ اب حضرت میاں صاحب کے پاس کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی جن کے پاس جا کر حضرت میاں صاحب اپنی حاصل کردہ کتابوں کی تفصیلات بتاتے لیکن اس کے ساتھ ایک صاحب ذوق میاں محمد عالم مختار حق شریک شوق ہو گئے، تو حضرت میاں صاحب ان کو کتابیں دکھانے لگے۔

ایک روز مجھے حوالے کی ایک بڑی کتاب تاریخ بغداد (مضنف خطیب بغدادی) کا سراغ ملا کہ وہ ایک کتاب فروش کے پاس موجود ہے۔ حضرت صاحب تشریف لائے تو میں نے اس کتاب کے متعلق حضرت میاں صاحب کو بتایا کہ یہ کتاب چودہ جلدوں پر مشتمل ہے جس کے کچھ ضمیمے بھی ہیں۔ فرمایا فوراً لے لو، میں نے کہا حضرت صاحب دیر ہو گئی ہے ممکن ہے کتاب فروخت ہو گئی ہو جس پر آپ بے چین ہو گئے۔ میں نے محسوس کیا کہ جیسے کسی کو محبوب ترین چیز کھو جانے پر صدمہ ہوتا ہے۔ حضرت صاحب ایسے افسوس کے عالم میں کہنے لگے ابھی میرے ساتھ چلو اور کتاب لے لو لیکن میں جا نہیں سکتا تھا۔ میں نے وعدہ کیا کہ میں یہ کتاب ہر حال میں آپ کے لیے مہیا کروں گا۔

چنانچہ آپ کی دعاء سے یہ بیش بہا کتاب مہیا کرنے میں کامیاب ہو گیا جو آج آپ کے ذخیرے کی زینت ہے۔ میرا خیال تھا کہ اتنی مہنگی کتاب شاید آپ لائبریری کو عطیہ نہ کریں لیکن آپ نے تو کچھ دنوں کے بعد ہی وہ کتاب اپنے ذخیرے میں بھیج دی۔ اس طرح تاحیات آپ اپنے ذوق کی تسکین کے لیے مجھ مسکین کو کتابیں حاصل کرنے کی بار بار کوشش کرنے کی تلقین فرماتے رہے اور میں کبھی کاہلی کے ساتھ اور کبھی عجلت میں یہ فریضہ انجام دیتا رہا۔

اس دوران بڑا ہی عجیب واقعہ پیش آیا، ایک روز میں نے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے ہی حضرت میاں صاحب سے کہا کہ ہمارے سلسلے کے مخطوطات دن رات ضائع ہو رہے ہیں اور جو بڑی سرکاری لائبریریوں میں پڑے ہیں وہاں بھی ان کے وجود کو خطرہ ہے اس کے لیے توجہ فرمائیں تو مجھ سے دریافت کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کیا آپ کوئی ایسا ادارہ بنائیں جو سلسلہ نقشبندیہ کے نادر مخطوطات شائع کرے جس پر مجھے ہی حکم فرمایا کہ تم نادر الوجود مخطوطات کی ایک فہرست بناؤ پھر ہم ان کی اشاعت کے لیے اپنی کوشش کا آغاز کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے

میں میاں خوشی محمد کے ہاں ایک میٹنگ ہوئی جس میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی مرحوم بھی شریک ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر احباب بھی حاضر تھے۔ میں نے ایک لائحہ عمل لکھ کر پیش کیا چند مخطوطات کی فہرست بھی بنا کر خدمت عالی میں گزاری، تو فرمایا ٹھیک ہے آج ہی ہم اس ادارے کی بنیاد رکھتے ہیں اور تمام وسائل کو وہی برداشت کریں گے۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی سے فرمایا کہ اس ادارے کا نام تجویز کریں، ڈاکٹر صاحب نے کہا ان سے ہی پوچھیں۔ میں نے جھکتے ہوئے کہا اگر اس کا نام حوزہ نقشبندیہ رکھا جائے تو کیسا رہے گا، ڈاکٹر صاحب نے کہا نام تو ٹھیک ہے۔ نقشبندیہ فاؤنڈیشن وغیرہ تو اب عمومی نام ہو گئے ہیں بس یہی نام ٹھیک ہے۔

اس کا باقاعدہ پروگرام مرتب شکل میں شائع کیا گیا اور اہل علم کو اس کی کاپیاں ارسال کی گئیں اور اس پر ان کی رائے مانگی گئی، کئی اصحاب کی طرف سے نیک پیغامات وصول ہوئے۔ محمد عالم مختار حق مرحوم کو اس ادارے کا سیکرٹری بنایا گیا تو انہوں نے اس کی مختلف مجالس کی رودادیں مرتب کرنا شروع کر دیں جنہیں حضرت میاں صاحب نے اسی ادارے کے نام سے شائع بھی کیا۔ اور حضرت میاں صاحب نے اس سلسلے کا پہلا مخطوطہ 2004ء میں شائع کیا پھر اپنی صحت کی خرابی اور سرمائے کی کمی کی وجہ سے اس ادارے سے مزید مخطوطات شائع نہ ہو سکے۔

غرض یہ کتاب دوست درویش اپنی زندگی کے آخری ایام تک اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کتابوں کی باتیں کرنے والا ایک جوان شخص معلوم ہونے لگا جس پر حکیم صاحب اور عالم صاحب کی صحبت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور آج ایک بڑا ذخیرہ علمیہ آپ کی باقیات میں سے پنجاب یونیورسٹی کی زینت ہے۔

آپ کے قریب ترین مریدوں میں سے معروف احمد صاحب نے آپ کی مجالس مبارکہ میں ہونے والی باتوں میں سے چند نکات یادداشتوں کی صورت میں مرتب کر کے ایک حسین مجموعہ تیار کیا ہے جسے وہ شائع کر کے اہل ذوق و روحانیت کے لیے ایک ارمغان کے طور پر بڑی عقیدت اور محبت سے پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے اہل علم اس سے مستفید ہونگے اور دوسرے حضرات جنہوں نے حضرت کی باتیں سنی تھیں وہ بھی اس کی پیروی کریں گے۔

پروفیسر اقبال مجددی

16/02/2016

## ایک صوفی بزرگ کی مجالس

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

بزرگان دین کی زندگی ستاروں کی ضو کی طرح ہوتی ہے کہ جو راہ گیر بھی اس روشی سے بہرہ مند ہو اس کی زندگی منور ہو جاتی ہے۔ ہدایت کے یہ ستارے نجوم کیے گئے ہیں شرط صرف یہ ہے کہ روشنی کا احساس قوی رہے اور راستی کشید کرنے کی لگن باقی رہے۔ اسی لیے ارشادات، ملفوظات اور مکتوبات کو اہمیت حاصل رہی ہے، ان بزرگوں کی زندگیوں نہ صرف یہ کہ عقیدت کے مرکز ہوتی ہیں بلکہ صراط مستقیم پر قائم رہنے کے وسیلے بھی ہوتی ہیں۔ سعادت مند ہوتے ہیں وہ لوگ جو روشنی کی ان کرنوں سے براہ راست مستفید ہوتے ہیں اور کرم بالائے کرم ان افراد کا مقدر ہے جو ان کرنوں کو عوام تک بکھیرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ محمد معروف صاحب خوش قسمت نکلے کہ ایک پاکیزہ صحبت سے فیض پاتے رہے، شب و روز کا ساتھ سعادت کا دورانیہ رہا جو دیکھا وہ احباب کو بھی دکھایا۔

ایمان افروز یادداشتیں ایک ایسا مرقع ہے جس میں راہنمائی کا وافر سامان موجود ہے۔ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری صاحب ایک ایسے گھرانے کے باصلاحیت بزرگ تھے جس کا فیض دور و نزدیک تک یکساں پھیلا ہے، میاں شیر محمد شرقی پوری وہ آفتاب ہدایت تھے جن سے بڑے اکابر نے فیض پایا اور متعدد آستانوں کا مرکز صحبت رہا۔ ایسے قد آور بزرگ کی اولاد نے جانشین ہونے کا حق ثابت کر دیا۔ میاں جمیل احمد شرقی پوری کا فیض بھی دور دور تک پھیلا، معروف صاحب خوش قسمت رہے کہ شب و روز کا ساتھ رہا، جلوت میں دیکھا تو خلوت میں بھی، مسلسل پھیلتی ہوئی روشنی نے معروف صاحب کو خیزہ ہی نہیں کیا اس کا تذکرہ کرنے کی بھی توفیق بخشی، یہ مرقع ہدایت انہیں وابستگیوں کا مظہر ہے۔

ایمان افروز یادداشتیں دراصل ایسی وقائع نگاری کا ثبوت ہے جو تعلق بالخیر کی داستان ہے، رات کی تنہائیوں میں سعادت مند زندگی کس طرح جلوہ گر رہتی ہے، یہ بھی اس تحریر کا حصہ بنا ہے اور جلوہ توں میں زندگی کا کیا چلن ہویدا ہوا یہ بھی ان ایمان افروز یادداشتوں میں محفوظ ہے۔ معتقدین کی ہدایت کا دورانیہ تو منور ہوتا ہی ہے، عمومی زندگی میں طریق عمل کیا تھا اس کا بھی اظہار ہے، دین کے حوالے سے گفتگو کا مودبانہ انداز جو شریعت کا حصار میں رہا حرف حرف سے نمایاں ہو رہا ہے، یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ گفتگو کا انداز کیا تھا اور گفتگو میں ہدایت کے استعاروں کی جھلک کیسی تھی، نصیحت افروزی کا کس قدر سامان تھا، ساری تحریر پڑھنے کے بعد ایک تاثر یقینی ہے

کہ میاں صاحب کا ہر ارشاد حقیقتاً ارشاد ہوتا، تبلیغ دین کا معرفت آمیز طریق سا ہے جو اثر انداز بھی ہوتا تھا اور پاکیزہ زندگی گزارنے کا وسیلہ بھی بنتا تھا، مجلس کا ہر انداز اثر اندازی کا بھی جو ہر رکھتا تھا اور ثابت کرتا تھا کہ بزرگوں کی سیرت کا مطالعہ کیوں ضروری ہے۔ مجلس میں احباب کا وجود بھی سامنے اور قاری کو براہ راست دکھاتا ہے کون سے لوگ ہوتے ہیں جن کی صحبت اختیار کرنا لازم ہے اور ایسی مجالس میں طریق گفتگو کیسا ہوتا ہے، معروف صاحب نے ملنے والے احباب کا تذکرہ بھی کیا ہے، ایک ایک نام پر غور کیجئے تو علم کی مجالس پنچھی ہوئی معلوم ہوتی ہے، دنیا داری کے معاملات کا تذکرہ نہ ہونے کے برابر ہے، ایک سے ایک بڑھ کر عالم، دانش مند اور محقق کی فہرست تیار ہو سکتی ہے، کسی سے تصرف کی کیفیات کا سوال ہے اور سوال اپنے جاننے کے لیے نہ ہوتا بلکہ سامعین کی معلومات میں اضافے کا سبب بنتا تھا، کسی سے مواہب کی تطبیق کا سوال ہے تاکہ اگر کسی ابہام کی راہ پار ہا ہے تو مٹ جائے، کسی سے سیرت و کردار کی راستی کا سوال ہے کہ عوام کی راہنمائی کیسے ہو، غرضیکہ محفل کا ہر نکتہ ہدایت طلبی کا غماز رہتا، اصلاح سیرت کا اہتمام کیا جاتا اور نیکی پر کار بند رہنے کا درس دیا جاتا، ان محافل میں نقشبندیہ سلسلہ کی حکایت زیادہ مرغوب رہتی اور ان نقشبندی بزرگوں میں سے بھی حضرت مجدد الف ثانی کے کردار کا حوالہ خصوصی توجہ کا حامل رہتا، حیرت ہے کہ ایک صوفی بزرگ کی مجلس ہے مگر کرامت کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے، دراصل نقشبندی بزرگوں کے اتباع شریعت ہی سب سے بڑی کرامت تھی، مجلس میں بیٹھے ہوئے شریعت کے احکام کی بجا آوری آسان ہوتی ہے مگر سفر میں اتباع کے کئی زاویے نظر انداز ہو جاتے ہیں، ایمان افروز یادداشتیں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ممدوح مکرم جناب میاں صاحب کا سفر بھی وسیلہ ظفر ہی تھا، احکام کی بجا آوری ہدایت دلجمعی اور انہماک سے تھی، کئی سفر تو علم کی تلاش کی روشن دلیل ہیں یہ یادداشتیں صرف یاد کا سامان ہی مہیا نہیں کرتیں راہ راست کی پیروی کا درس بھی دیتی ہیں۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور اقبال مجددی کا بار بار ذکر اس بات کی ضمانت ہے کہ گفتگو صرف گفتگو کی حد تک نہ تھی، حرف حرف سے معانی کشید کیے جا رہے ہیں اور ہر کلمہ راستی کا پیغام دے رہا ہے، محمد معروف نے رات دن کی اقامت سے جو فیض پایا ہے وہ قارئین تک بھی منتقل کر دیا ہے یہ موقع صحبت رہنمائی کا حق بھی ادا کرے گا اور زندگی سنوارنے کے لیے بہترین سامان بھی بنے گا۔

میں اس تحریر پر محمد معروف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جس جذبے کے ساتھ یہ کلمات لکھے گئے ہیں وہ قارئین کو بھی حسنت سے بہرہ مند ہونے کی توفیق بخشیں گے۔

اللہ تعالیٰ اسی سعی کو قبول فرمائے اور ہدایت کا ذریعہ بھی بنائے، آمین

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی (صدر مرکز تحقیق، فیصل آباد) 11/11/2016

## داستان جمیل

مولانا محمد منشاء تائبش قصوری

نصف صدی سے زائد عرصہ گزر رہا ہے کہ ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف سے طلوع ہوا اور علمی و روحانی تبلیغ میں مصروف عمل ہے۔ اس مجلہ نور کے بانی فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کی ذات ستودہ صفات تھی جن کی بصیرت و فراست نے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ جن سے اہل علم و قلم ہمیشہ استفادہ کرتے رہیں گے۔ آپ ایک وقت میں کئی محاذ پر جان و دل، خلوص و حکمت سے مصروف عمل رہے مسند ارشاد پر متمکن ہونے کے ساتھ دارالمبلغین کے ناظم اعلیٰ، مساجد کی تعمیر کے دلدادہ، طلباء و طالبات کی دینی و روحانی تعلیم و تربیت کے خوگر، علماء و مشائخ اور اہل قلم کے سرپرست، مریدین کے رکھوالے جدید و قدیم ماہرین علم سے روابط میں بے مثال الغرض ہر شعبہء زندگی سے تعلق رکھنے والوں سے آپ کی آشنائی آپ کے معمولات کا حصہ تھی۔ پاک و ہند کے مزارات کی زیارت کے لیے سفر بھی آپ کا خاصہ رہا، تاریخی و قدیمی مقامات پر جانا اور معلومات حاصل کرنے میں بھی خاصی دلچسپی رہی۔ طبیعت میں نرمی، تواضع و انکساری، عاجزی کمال درجہ کی تھی تاہم جمال کے ساتھ بزرگان دین کے جلال کی بھی جھلک پائی جاتی جس کا انتہائی نازک وقت میں اظہار بھی سنت ہے۔

عزیز القدر محترم و مکرم محمد معروف احمد نقشبندی مجددی زید مجدہؒ نے حضرت فخر المشائخ کی یادداشتوں کو مرتب کر کے نہایت مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ قارئین کرام ان تاریخی یادداشتوں سے حسب منشاء استفادہ کر سکتے ہیں۔ مریدین و متوسلین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے لیے تو یہ نعمت سے کم نہیں۔ جناب معروف احمد صاحب تو شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے عظیم الشان تاریخی کارنامہ سرانجام دیا، اس پر موصوف کی خدمت میں ہدیہء تبریک و تحسین پیش کرنا ہوں نیز صاحبزادگان شرقپور شریف کا اپنے اکابر کے مشن کو ترقی و عروج پر گامزن کرنا بھی باعث برکت و راحت ہے۔ جسے حضرت شیخ المشائخ میاں جمیل احمد علیہ الرحمۃ نے نور اسلام کے تاریخی نمبر شائع کر کے آستانہ عالیہ نقشبندیہ شرقپور شریف کو چار چاند لگائے ایسے ہی حضرت الحاج میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی اور صاحبزادہ الحاج میاں ولید احمد جواد نقشبندی مجددی مدظلہما نے فخر المشائخ

نمبر دو ضخیم جلدوں میں شائع کر کے شاہکار تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے یہ نمبر حضرت فخر المشائخ کی مبارک زندگی کا حاصل ہے۔ مقالہ نگار حضرات نے حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ پر لکھ کر اپنے آپ کو خوب رنگ چڑھایا ہے۔

زیر نظر ایمان افروز یادداشتیں نہایت سبق آموز اور عہد آفرین ہیں۔ محترم جناب محمد معروف صاحب زید مجدہ نے میاں صاحب کے ساتھ رہ کر زندگی کے نشیب و فراز کو اچھی طرح دیکھا ان کے جمال و جلال کے شاہد عادل ہیں جس عقیدت و محبت اور عشق سے انہوں نے ایک عرصہ تک قلم تھامے رکھا یہ ان کا حسین ترین عمل ہے۔ بعض اوقات تو امتحان عشق میں ایسے پرچے حل کیے کہ بندہ پڑھ کر انہیں کامیابی پر کلمات تحسین سے نوازے بغیر نہیں رہ سکتا زیادہ نہیں تو 26 ستمبر 2001ء کی یادداشتوں کو ملاحظہ کیجئے جب حضرت میاں صاحب نے چکوال کے نزدیک ”ڈھوک شیر ربانی“ کا سفر فرمایا اور محترم معروف صاحب کو وہاں پہنچنے کا ارشاد ہوا۔

جناب معروف صاحب چکوال سے ”ڈھوک شیر ربانی“ کی طرف رکشہ لے کر رات کے وقت چل پڑے اور جن معاملات سے دوچار ہوئے وہ پڑھیے اور سچے عاشق جمیل کی ہمت کو داد دیجئے یہ امتحانی واقعہ مریدین کے لیے نشان منزل بن سکتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل و علیٰ حضرت کی ایمان افروز، روح پرور ایمان افروز یادداشتوں کو قبولیت کا ثمر عطا فرمائے اور قارئین کو مستفیض و مستفید ہونے کی نعمت مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین

بجاء خاتم المرسلین، رحمة للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ و باریک و سلم

محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پاکستان

یکم اپریل 2016/23 جمادی الثانی 1437ھ جمعہ المبارک



## آفتاب نقشبندیہ

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

آفتاب نقشبندیہ، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددیؒ ایک عظیم رہنما اور بہت بڑے مصلح تھے۔ آپ کا علمی اور روحانی ذوق بہت قابل تحسین ہے۔ آپ نے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ آپ نے نقشبندی تصوف اور افکار مجدد الف ثانیؒ کے فروغ کے لیے بہت جدوجہد کی۔

اہل اللہ کے شب و روز کے معمولات و واقعات میں لوگوں کے لیے بہت سی روشنی ہوتی ہے۔ اس لیے محترم محمد معروف احمد نقشبندی نے آپ کی یادداشتیں اکٹھی کر کے ایک خوبصورت کارنامہ سر انجام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قبلہ میاں جمیل احمد شرقی پوری قدس سرہ العزیز کے درجات کو بلند کرے اور محترم محمد معروف احمد شرقی پوری کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین

محمد اشرف آصف جلالی

12 جنوری 2016ء

## برسبیل تذکرہ

پروفیسر آغا حیدر

یہ 1991ء کے ادھر کا قصہ ہے کہ داتا کی نگری کا نوجوان اپنی والدہ محترمہ کے ایماء پر بیعت ہونے کے لیے شر قپور شریف کے سفر پر نکلا تو شر قپور شریف کے صوفی خانوادے کی پاکباز ہستی میاں جمیل احمد کے حسن اخلاق اور کمال جلال و جمال نے پہلی نظر میں اسے اپنا گرویدہ بنا ڈالا۔

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا

یہ سپہ کی تیغ بازی، وہ نگہ کی تیغ بازی

بیعت کیا ہوئی، عمر بھر کی وارفتگی و شوق کا طوق، بھولے بھالے معروف کے گلے پڑ گیا۔

اس دن سے معروف سائے کی طرح میاں جمیل احمد صاحب کے ساتھ رہنے لگا۔ سفر و حضر میں ان کی رفاقت کا شرف ملا۔ خلوتوں اور جلوتوں میں حقیقت و معرفت کی لذتوں سے فیض یاب ہوا۔

• صحبت اہل صفا، نور و حضور و سرور

سرخوش و پرسوز ہے، لالہ لب آب جو

یہ عجیب اتفاق ہے کہ وصل کے مہینے، گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں، کاروان

ہستی بڑی تیزی سے فنا کی راہ پر گامزن ہوتا ہے پھر خدا کا کرنا یوں ہوا کہ میاں صاحب، پر جوش،

پرسوز کش مکش حیات کی اسی بہاروں کا مزہ لوٹنے کے بعد راہی ملک بقا ہوئے۔ پیر صاحب کی

جدائی کا غم، مرید کے لیے روح فرسا واقعے سے کم نہ تھا۔ جب ذرا سنبھلے تو میاں جمیل احمد صاحب

کے ساتھ گزرے ہوئے نادر لمحات کو جنہیں وہ ان کی زندگی میں سمیٹنے کی کوشش کرتے رہے، اب

ایک کتاب کی شکل دینے پر آمادہ ہو گئے۔ سچ ہے زندگی کے حسین لمحات واپس نہیں آتے لیکن اچھے

لوگوں سے تعلقات اور ان سے وابستہ اچھی یادیں ہمیشہ دلوں میں زندہ رہتی ہیں۔

عزیز محمد معروف، کی قلمی کاوشیں (ڈائری) طباعت کے زیور سے آراستہ ہو کر بعنوان

”ایمان افروز یادداشتیں“ میرے ذوق مطالعہ کی تسکین کا سامان فراہم کر رہی ہے۔ ان

یادداشتوں کا مرکز و محور حضرت میاں جمیل احمد دامت برکاتہم کی ذات والا صفات ہے، جن کے

کمال علم اور حسن عمل کی ضو پاشیوں سے مذکورہ یادداشتوں کے صفحات جگمگا رہے ہیں۔ مناسب ہو گا اگر ان یادداشتوں پر قلم فرسائی سے پہلے معزز قارئین کے تجسس کی تہذیب کے لیے اعلیٰ حضرت میاں جمیل احمد صاحب کی عظیم شخصیت کی کتاب زندگی کے روشن اوراق کی نقاب کشائی کر دی جائے۔

حضرت میاں جمیل احمد صاحب، مشہور صوفی حضرت میاں شیر محمد شرچپوری نقشبندی مجددی کے برادر اصغر، حضرت میاں غلام اللہ شرچپوری کے فرزند ارجمند ہیں آپ نے 23 فروری 1933ء بروز جمعرات، سرزمین شرچپور شریف، نیک صالح گھرانے میں بوقت صبح صادق آنکھ کھولی، شریعت اور طریقت آپ کی گڑھتی میں ملی تھیں۔ بچپن میں فارسی، عربی اور دینی تعلیم اپنے والد مکرم سے حاصل کی۔ پرائمری کے بعد میٹرک کے لیے گورنمنٹ ہائی سکول شرچپور شریف میں نیک صالح مسلمان اساتذہ کرام سے فیض تلمذ پایا۔ میٹرک کے بعد ایک نامور حکیم سے طب کی کتابیں بھی پڑھیں، والد گرامی حضرت میاں غلام اللہ شرچپوری کے دست اقدس پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا۔ موصوف حضرت صاحب کی نگاہ فیض رساں نے ان کی تعلیم و تربیت اس نہج پر کی کہ آپ ان کے جانشین و سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ صاحب تصنیف بزرگ ہیں اور متعدد گراند قدر علمی و مذہبی تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ دیگر درگاہ نشینوں کے برعکس آپ طریق خانقاہی کو ترک کر کے جہاد زندگانی میں عملی طور پر گامزن ہو گئے۔ شاید یہ قول زریں آپ کو یاد تھا۔

• نام گر چاہے تو فیض کے اسباب بنا

پل بنا ، چاہ بنا ، مسجد و تالاب بنا

یہ حقیقت ہے کہ مخلوق خدا کی خدمت کرنے والا ہی مخدوم کہلاتا ہے اور خدا، مخدوم کے نام کو سدا قائم رکھتا ہے۔ خدمت خلق خدا، میاں صاحب نے ورثے میں پائی تھی۔ خوشامد، خود ستائی، خودنمائی سے سخت چڑھتی، اکثر فرمایا کرتے تھے ”ہم کون سے مرشد کامل ہیں بس سائیں ایک خادم کی حیثیت سے بٹھا گئے ہیں آنے والوں کو دال چپاتی کھلا چھوڑتا ہوں ورنہ مرشد کامل تو وہ ہوتا جو اس کے پاس مرید ہونے کو آئے اپنی نظر باطن سے اس کے سینے سے تمام کدورت اور زنگار، حسد اور گناہ کرنے کی خواہش کو صاف کر دے۔ پھر اس کے ہاتھ، اپنے ہاتھ میں لے اور خدا تک پہنچادے۔“

یہ عجز و انکسار اور نیاز مندی، ان کی عالی ظرفی، عالی نسبی اور فراخ دلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ باب العلم، شیر خدا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے اقوال زریں، صوفیائے کرام کے لیے حرز جان بنے ہوئے ہیں اور مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ ان کا ارشاد مبارک ہے۔

”کم ترین علم وہ ہے جو صرف زبان پر ہے اور اعلیٰ ترین وہ ہے جو حرکات و سکنات سے ظاہر ہو۔“  
 میاں جمیل احمد شرقپوری اس قول کی سچی تصویر تھے۔ انہوں نے ساری زندگی حصول علم اور تبلیغ اسلام میں بسر کی۔ اپنے دور کے علماء و فضلاء اور مشائخ و عظام سے ان کے دوستانہ مراسم تھے۔ انہوں نے اپنی ذاتی نادر کتابوں کا علمی سرمایہ، ڈیڑھ سو سے زائد بور یوں میں سمیٹ کر (دینی رسائل اور پمفلٹ ان گنت) پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس، لاہور کی عظیم لائبریری کو عطیہ کر دیں یہ وہی کتابیں ہیں جو سفر و حضر میں ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ اس کا خیر سے ان کے کثرت ذوق مطالعہ اور علم پروری و علم دوستی کا راز عیاں ہوتا ہے۔ اگر ان کی تبلیغی و علمی کاوشوں، کارگزاریوں اور سرپرستی کا حال لکھنا شروع کریں تو اس کے لیے ایک الگ دفتر درکار ہے۔ اجمالاً اسی پر اکتفا کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تاحیات، پرچم اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں سر بلند کیا۔ اس عظیم مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے آپ نے بیرون ملک متعدد دورے کیے۔ کئی بار حج بیت اللہ اور 19 مرتبہ سرکار رسالت مآب کے روضہ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ اندرون و بیرون ملک میلاد شریف، محافل، عرسوں، جلسوں کی لاتعداد ایمان افروز تقاریب کا انعقاد کیا۔ اشاعت و تبلیغ دین کی خاطر متعدد دینی و مذہبی کتب کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ پاکستان کے مختلف شہروں کے علاوہ سرزمین حجاز اور دیار غیر میں لذیز اور شفا بخش دسترخوان کا اہتمام کیا۔ میاں جمیل احمد نے اپنے بزرگوں کے جادہ صدق و صفا سے سرمو انحراف نہیں کیا بلکہ ان کے اقوال و افعال سے حتی المقدور استفادہ کیا۔

اور اب باتوں باتوں میں محمد معروف صاحب کی روح پرور ڈائری کا ذکر ہو جائے۔ زیر کتاب ”ایمان افروز یادداشتوں“ کی اہمیت و استناد کے لیے یہ کہہ دینا کافی ہے کہ میاں جمیل احمد شرقپوری نے اپنی زندگی ہی میں اس کتاب کے مسودات سن کر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی اور بے ساختہ یہ لکھوایا تھا کہ:-

”معروف ہمارا مخلص ساتھی ہے ہر وقت پاس نہیں ہوتا اس کا جو وقت

میاں صاحب کے ساتھ گزرا وہ ضبط تحریر میں لے آیا۔“

معروف صاحب نے جو دیکھا، اسے صاف اور سیدھے انداز میں بغیر کسی تصنع اور تکلف کے بیان کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ ہر قدم پر عقیدت و احترام کا دامن تھامے رکھا، میاں صاحب کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ان کی تحریر سے نیاز مندی کا اظہار ہوتا ہے، ان کے نیاز مندانہ تکلم سے بے اختیار یہ مصرع لب پر جاری ہو جاتا ہے

۔ وفاداری بشرط استواری، اصل ایماں ہے

زبان سادہ اور انداز دل نشین اور دل چسپ ہے کہ قاری واقعات کی بوقلمونیوں میں کھو جاتا ہے اور کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ معروف صاحب قلم تو نہیں مگر میاں صاحب کی نگاہ فقر نے انہیں اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ اپنی حیات مستعار کے مشاہدات و محسوسات کو صفحہ قرطاس کی زینت بنا سکے ہیں۔ انہوں نے بڑی دیدہ ریزی سے کام لیتے ہوئے، میاں جمیل احمد شرقپوری کی رفاقت میں 1991ء تا 2013ء کی یادیں قلم بند کی ہیں۔ یادوں کا سلسلہ 23 سال کے طویل عرصے پر محیط ہے۔ مورخ جب میاں جمیل احمد کی شخصیت، احوال و واقعات کے آئینے میں کچھ تحریر کرنا چاہے گا تو اس کے لیے معروف صاحب کی تحریر کردہ ڈائری کا مطالعہ از بسکہ لازمی ہوگا اس کے بغیر میاں صاحب کی شخصیت پر کچھ لکھنا ادھورا کام تصور ہوگا۔

زیر نظر کتاب کی عظمت اس سے عیاں ہے کہ اس کتاب میں مختلف صاحبان علم و فضل کے مختلف علمی روحانی واقعات کا تذکرہ ملتا ہے اگرچہ تمام واقعات کا مرکز و محور میاں جمیل احمد شرقپوری کی ذات والا صفات ہے لیکن ان واقعات سے جڑے ہوئے ضمنی واقعات سے ملک کی نامور شخصیات جن پر و فیروز، ڈاکٹرز، ایئر فورس، آرمی اور نیوی افسران، ریسرچ سکا لرز، تاجران اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ، مقتدر ہستیوں کا ذکر ملتا ہے۔ جن سے میاں صاحب کے دوستانہ مراسم تھے۔ کتاب کے بعض حصوں میں مشائخ عظام، مختلف شہروں، قصبوں اور تاریخی مقامات، نادر و نایاب کتب اور ان کے مصنفین کا تذکرہ ملتا ہے، سلسلہ نقشبندیہ اور حضرت مجدد الف ثانی کی تحریکوں اور مجددیت کے بارے میں معلومات کا گراں بہا مواد موجود ہے جس سے کئی مفید کتابچے، معلوماتی پمفلٹ ترتیب دیے جاسکتے ہیں۔

وقائع نگار کا یہ انداز پسندیدہ ہے کہ جہاں کہیں سہو واقعات نظر انداز ہوئے یا ضبط تحریر

میں نہیں آسکے وہاں انہوں نے برملا اظہار کیا ہے کہ وہ واقعات نوٹ نہیں کر سکے۔ اس اعتراف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واقعات سادہ اور مبنی پر حقائق ہیں۔ بلا کم و کاست مشاہدات کو قلم بند کیا ہے اور زیب داستان کے فن سے پہلو تہی کی گئی ہے۔

میاں جمیل احمد شرقپوری کی شخصیت پر یہ پہلی کتاب نہیں ہے اس سے پیشتر محترم سید جمیل احمد رضوی نے ”فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)“ کے عنوان سے کتاب تحریر کی ہے۔ پھر میاں صاحب کے ایک قدر دان ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی نے ”میرے مخدوم“ کے عنوان سے 114 صفحات لکھے، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے بیٹے سعید احمد صدیقی کو فالج کا عارضہ لاحق ہوا جس کا بقیہ کام معروف صاحب کو سونپ دیا گیا۔ قدر دانوں کی نگاہ میں معروف صاحب کی تحریر کردہ ڈائری ”ایمان افروز یادداشتیں“ زیادہ دقیق ہے کیونکہ معروف صاحب کا زیادہ وقت میاں صاحب کے ساتھ بسر ہوا۔ اس کتاب کا مطالعہ انہی صاحبان ذوق کے لیے سودمند ہوگا جو اس عظیم صوفی خانوادے کے ساتھ عقیدت و احترام کا رشتہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اگر یہ کتاب (ایمان افروز یادداشتیں) آپ نے خریدی ہے تو اجر و ثواب کے مستحق ہیں (جزاک اللہ) اور آپ کے روحانی ذوق کی آبیاری ہوتی رہے گی اور اگر ہدیہ آپ تک پہنچی ہے تو فیض یاب ہونے کے بعد دوسروں تک پہنچائیے تاکہ فیوض و برکات کا سلسلہ چلتا رہے، یہ صدقہ جاریہ ہے۔

از قلم

ایک عاجز بندہ، خدا

خاک پائے اولیا اللہ

18/06/2016

## میاں صاحب کو تحریر کے کوزے میں بند نہیں کیا جاسکتا

پروفیسر ڈاکٹر انجم طاہرہ صاحبہ

یہ کتاب جناب محمد معروف احمد شرچپوری کی اگست 1991ء سے ستمبر 2013ء تقریباً بائیس سال کی یادداشتوں پر مشتمل ہے جو انہوں نے فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرچپوری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیرربائی کی صحبت میں رہ کر قلم بند کیں۔ میاں صاحب موصوف کی یہ ایمان افروز یادداشتیں اردو کے صوفیانہ ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے جو اہل علم و عرفان کے لیے سرچشمہ فیض ثابت ہوگا۔ اس میں مولف محمد معروف احمد ان کے مرشد فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرچپوری صاحب اور مختلف مکاتب فکر کے علماء محققین اور دانشوروں کی علمی و ادبی مصروفیات، خدمات اور اس سلسلہ میں منعقد کی جانے والی تقاریب کا ایک بھرپور جائزہ ملتا ہے اس کے ساتھ ہی یہ ذکر الہی اور درود و نعت کی پر نور محافل اور عربی اور فارسی زبان کی ادبی اور تحقیقی نشستوں سے سجا ہوا ایک مرقع اور تذکرہ ہے۔ صوفیائے کرام نے ہمیشہ اپنی تبلیغی کوششوں کو پروان چڑھانے کے لیے خانقاہیں، دینی مدارس اور ادارے قائم کیے ہیں۔ اس سنت کی پیروی میں میاں جمیل احمد شرچپوری کی سرپرستی میں چلنے والے مختلف تنظیمی، تبلیغی، فلاحی اور اشاعتی اداروں کی تفصیل ملتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ میاں شیر محمد شرچپوری اور ثانی لاثانی میاں غلام اللہ کے احوال و کرامات کا ایک خوبصورت مجموعہ بھی ہے۔ مولف نے تمام چشم دید واقعات میاں صاحب کے ساتھ کیے گئے مختلف اسفار اور روزمرہ معمولات اور گفتگو کو اس تالیف میں ماہرانہ انداز سے سمویا ہے۔

عرفا کی ایمان افروز یادداشتیں لکھنے کے لیے جو سوز و گداز اور جذب و شوق ایک مرید دل گداختہ ایک سالک کو درکار ہوتا ہے وہ محمد معروف کی عبارات سے آشکار ہے۔ اس کے علاوہ ان یادداشتوں کو پڑھ کر میاں جمیل احمد صاحب کی شخصیت کی ہمہ جہتی آشکار ہوتی ہے۔ اس صوفی باصفاء دانشور اور مختلف النوع اداروں کے منتظم کے معمولات زندگی کے متعلق نہایت اہم معلومات اس کتاب میں ملتی ہیں، اگرچہ ان کی شخصیت کو تحریر کے کوزے میں بند کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے مگر مولف نے یہ کام بطریق احسن انجام دیا ہے۔ ان کا اسلوب بیان دلچسپ، زبان سادہ، رواں اور کہیں کہیں عامیانہ بھی ہے حتیٰ کہ ارادت مند قاری کی دلچسپی پہلی سطر سے شروع ہو کر آخر تک قائم

رہتی ہے۔

اس کتاب کے مؤلف یعنی معروف احمد ایک سچے خدمت گار اور مخلص ارادت مند کی طرح میاں جمیل احمد صاحب کے ہر حکم پر دن رات کی تمیز کیے بغیر تن دہی سے عمل کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ شیر ربانی ڈائجسٹ اور ماہنامہ نور اسلام کا مجدد الف ثانی نمبر، امام ابو حنیفہ نمبر، شیر ربانی نمبر اور گولڈن جوبلی نمبر کی پروف ریڈنگ، چھپائی، اس کے ساتھ ساتھ مختلف اشتہارات کی ملک بھر میں تقسیم کا کام اور دیگر تمام امور کی انجام دہی میں کبھی بھی اپنی ناسازی طبع کو حائل نہیں ہونے دیا۔ اپنے مرشد کے روحانی فیوضات سے بھی بہرہ ور ہوئے اور دروازہ اور پرخطر راستوں پر رات کے مہیب سنائے میں صرف ان کی تائید نظر اور روحانی اعانت سے بحفاظت سفر کیا۔ ان پر میاں جمیل احمد شر قپوری صاحب کو مکمل اعتماد تھا شاید اسی لیے جب انہوں نے ارادہ کیا کہ تمام کتب اور جرائد و رسائل پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کر دیے جائیں اور ان کو بعض احباب کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تو مؤلف کے نصیب میں سعادت آئی کہ اس ذخیرہ کتب کو مکمل حفاظت کے ساتھ منتقل کرے۔ مؤلف نے نہ صرف ان کتابوں کو میاں جمیل احمد شر قپوری صاحب کی مختلف رہائش گاہوں سے یکجا کیا بلکہ فہرست بنانے کے ساتھ ساتھ شکستہ کتابوں کی جلد بندی کا اہتمام بھی کیا۔ اور پنجاب یونیورسٹی لائبریری تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی نبھائی جو قابل تحسین امر ہے۔

مرتب نے مختلف علمی کارگزاریوں اور نقشبندیہ سلسلہ کی ترویج کے لیے مختلف حضرات سے میاں جمیل احمد شر قپوری صاحب کی مسلسل ملاقاتیں نہایت دلچسپ انداز سے پیش کی ہیں مثلاً: پروفیسر ساجدہ علوی، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، پروفیسر محمد اقبال مجددی، محمد عالم مختار حق، پروفیسر منور حسین، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، چوہدری محمد حنیف، سید جمیل احمد رضوی، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، پروفیسر علیم تفضل، دین محمد کاتب، ڈاکٹر انجم رحمانی اور ڈاکٹر عارف نوشاہی وغیرہ۔

حوزہ نقشبندیہ کے آغاز، لائحہ عمل، ارتقاء اور مختلف مراحل کی نہ صرف مکمل تصویر ہمارے سامنے آتی ہے، بلکہ نقشبندیہ سلسلہ کی نایاب کتب، قلمی نسخے، روٹو گراف یکجا کرنے میں مختلف ادیبوں اور محققین کی کاوشوں کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہونے والی تقاریب میں کی گئی تقاریر اور تجاویز نہایت اہم ہیں اور جن ممالک اور کتاب خانوں میں یہ کتب موجود ہیں ان سے منگوانے کی کاوشیں بھی مورد ستائش ہیں۔



اس دلچسپ اور معلوماتی کتاب کو پڑھ کر احساس ہوتا ہے گویا علمی اور ادبی مصروفیات کا ایک ان تھک اور لگاتار سفر ہے جو کسی طور ختم ہونے میں نہیں آتا۔ مراد و مرید دونوں ہی انتہائی لگن، خلوص سے نقشبندیہ سلسلہ کی خدمات میں کوشاں دکھائی دیتے ہیں۔ صحت کی خرابی کے باوجود کسی ایک لمحہ کے لیے بھی ایسے اندازہ نہیں ہوتا کہ ان کی جاری علمی و ادبی مصروفیات میں کوئی فرق پڑا ہو۔ ملفوظات اور صوفیائے کرام کی زندگی سے مثالیں سیرت کی تربیت اور شخصیت کی تعمیر میں بہترین کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کتاب سے ایسی مثالی تربیت کے علاوہ موجودہ نظام تعلیم، طریقہ تعلیم پر بھی دانشوروں کی گفتگو کا علم ہوتا ہے جو یقیناً لائق تحسین اور قابل تقلید ہے۔ محترم مؤلف نے انتہائی لگن اور محنت سے جو اطلاعات فراہم کی ہیں وہ جامع، درست اور مستند ہیں اس کے علاوہ انہوں نے وسیع تر معلومات کو خوبصورتی سے سمیٹا ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا کرے اور ان پر روحانی فیض کا سلسلہ جاری و ساری رہے کیونکہ اولیائے عظام کی روحانیت یقیناً اپنے متوسلین کو کبھی فراموش نہیں کرتی اور وصال کے بعد تو ان کی توجہات اور فیض و برکات اپنے عشاق اور طالبوں کی پہلے سے زیادہ دست گیری کرتی ہیں (ڈاکٹر معین نظامی، تذکار شاہ محبوب، تالیف حسیب احمد محبوبی، ص ۳۲)۔

ڈاکٹر انجم طاہرہ

شعبہ فارسی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

19 اپریل 2016ء

## سخن جمیل

جمیل احمد نعیمی چنائی

اس دنیائے آب و گل میں بے شمار لوگ آئے اور پیوندِ خاک ہو گئے۔ آج ان کا نام و  
نشاں بھی باقی نہ رہا

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے  
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

لیکن اسی خاکدانِ عالم میں ایسے نفوسِ قدسیہ بھی موجود ہیں کہ جن کے علم و فضل، زہد و  
تقویٰ، حسن اخلاق اور شفقت و محبت کا چرچا ہو رہا ہے۔ انہی ہستیوں میں ایک شخصیت قدوۃ  
السالکین زبدۃ العارفین، عالم باعمل، صوفی باصفا، پیکرِ تصوف و روحانیت حضرت قبلہ میاں جمیل احمد  
شرقی پوری علیہ الرحمہ کی بھی ہے۔ احقر کو سب سے پہلے آپ کی زیارت کا شرف 1963ء میں  
زیارتِ حرمین شریفین کے موقع پر حاصل ہوا۔ آپ مکہ مکرمہ میں جس ادب و احترام کے ساتھ رہے  
وہ صرف قابلِ شنید ہی نہیں بلکہ لائقِ دید تھا نیز مدینہ منورہ شریف میں جس عاشقانہ اور والہانہ انداز  
میں آپ رہتے تھے احقر اس کا چشم دید گواہ ہے۔ زیادہ تر وقت آپ کا مسجد نبوی شریف، مواجہہ  
شریف اور خاص طور پر قدیم شریفین میں گزرتا تھا اس کے علاوہ آپ مخدوم و محترم رہبر شریعت،  
پیر طریقت حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رضوی کی خدمت میں بالخصوص جو نماز عشاء کے بعد  
آپ کے دولت کدہ پر محفل میلاد شریف ہوا کرتی تھی جس کا دورانیہ تقریباً 70 سال رہا اور اب تک  
یہ سلسلہ ان کے فرزند ارجمند حضرت علامہ فضل الرحمن مدنی علیہ الرحمہ اور بعدہ ان کے فرزند دلہند  
حضرت ڈاکٹر محمد رضوان صاحب کے ذریعے اب تک جاری ہے۔ ان شاء اللہ العزیز یہ سلسلہ ہمیشہ  
جاری و ساری رہے گا۔

حضرت قبلہ میاں جمیل احمد شرقی پوری علیہ الرحمہ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی تھی  
کہ جو آپ سے ایک بار مل لیا کرتا تھا وہ دوبارہ بھی آپ سے ملنے کی خواہش رکھتا تھا۔ اس کے  
ساتھ ہی آنجناب کا تعلق علمائے کرام، مشائخِ عظام کے ساتھ بھی رہا۔ مشائخِ عظام میں کم ہی احقر  
نے کتابوں کے ساتھ ساتھ ذوقِ مطالعہ کا ایسا شائق دیکھا ہوگا۔ آج وہ ہماری نظروں سے بظاہر

اوجھل ہیں لیکن ان کے روحانی تصرفات آج بھی جاری و ساری ہیں۔

ازاول تا آخر اس ضخیم کتاب کا مطالعہ تو نہ کر سکا اس کے باوجود احقر مخدوم و محترم محمد معروف احمد شرقی پوری صاحب کی اس خدمت پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ان سطور کو مقبول و منظور فرمائے۔ اس شعر پر اپنی اس تحریر کو ختم کرتا ہے۔

زندگی ان کی ہے جو مرتے ہیں حق کے نام پر

اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

احقر جمیل احمد نعیمی چنائی

استاد الحدیث و ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ

فیڈرل بی ایریا، کراچی

18 رجب المرجب 1433ھ / 26 اپریل 2016ء

## ایک ہمہ جہت اور ہمہ گیر شیخ طریقت

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

فخر المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقشبندی مجددی (1935ء-2013ء) کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کے والد گرامی حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاٹانی شرق پوری نقشبندی مجددی (م 1347ھ/1957ء) شیر ربانی قطب ربانی حضرت میاں شیر محمد شرق پوری نقشبندی مجددی (م 1347ھ/1928ء) کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اسی روحانی خانوادے میں ہوئی۔ دربار کے علماء دین سے دینی علوم کی تکمیل کی۔ شرق پور شریف ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا، فارسی میں ملکہ حاصل کیا لیکن آپ نے مکتب سے زیادہ بزرگوں کے فیضان نظر سے بہت کچھ حاصل کیا۔ 1957ء میں اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ شرق پور شریف کی سجادگی پر آپ جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے راہ سلوک ایسی اختیار کی کہ اسلاف کی یاد تازہ کر دی۔ آپ مہمان نوازی اور دوست نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے حسن اخلاق سے لوگ متاثر ہوتے گئے اور آپ کے گرویدہ بنتے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا حلقہ ارادت اور حلقہ احباب بہت وسیع ہے یوں تو ان میں ہر شعبہء زندگی کے لوگ شامل ہیں لیکن ان میں علماء و مشائخ اور ارباب علم و دانش کی اکثریت نمایاں نظر آتی ہے۔

1955ء میں شرق پور شریف سے آپ نے ماہ نامہ ”نور اسلام“ کا اجراء فرما کر اسلام

کا نور دور دور تک پھیلایا۔ یوں تو اس کا ہر شمارہ ہی اہم ہوتا ہے لیکن آپ نے اس کے چند عظیم اور ضخیم نمبر شائع فرما کر اس کی شہرت کو بام عروج تک پہنچا دیا ہے۔ ان میں صدیق اکبر نمبر، امام اعظم نمبر، اولیاء نقشبند نمبر (2 جلدوں میں)، مجدد الف ثانی نمبر (تین جلدوں میں)، شیر ربانی نمبر، ثانی لاٹانی نمبر اور نور اسلام کا گولڈن جوبلی نمبر (پچاس سالہ، تین جلدوں میں) کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہے۔ ضرورت ہے کہ نور اسلام کے یہ خاص نمبر نئی آب و تاب کے ساتھ بار بار شائع ہوں اور ہر لائبریری کی زینت بنیں۔

فخر المشائخ نے مکتبہء نور اسلام شرق پور قائم کیا اور اس کے تحت کثیر تعداد میں کتب

شائع فرما کر زیادہ تر مفت تقسیم کیں۔ ان میں خزینہء معرفت، تتمہ معارج النبوت، مختصر حالات شیر ربانی و ثانی لا ثانی، مقالات یوم مجدد، مراۃ المحققین، ارشادات مجدد الف ثانی، منبع فیوض و برکات، صدائے حق اور عربی گرامر قابل ذکر ہیں، آپ نے ملک میں مختلف ملی اور مذہبی تحریکوں میں نمایاں حصہ لیا۔ جمعیت علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے 1971ء اور 1977ء کے عام انتخابات میں قصور شہر سے بھرپور کردار ادا کیا۔ 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں حصہ لیا۔

9 جنوری 1971ء کو جب ایک برطانوی یہودی نے ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان کے خلاف ایک ناپاک کتاب لکھی تو آپ تحفظ ناموس رسالت مآب کے لیے مردمیدان بنے اور ایک بڑے جلوس کی قیادت کی جس کے نتیجہ میں آپ گرفتار بھی ہوئے تھے۔ فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری مملکت خداداد پاکستان کے ان چند سجادہ نشینوں میں سے ایک تھے جو بیک وقت شیخ طریقت، مصلح اور مبلغ اسلام ثابت ہوئے۔ کبھی کسی مصلحت کا شکار نہ ہوئے تھے۔

1960ء میں آپ نے شرق پور شریف میں دارالمبلغین حضرت میاں صاحب قائم کیا جہاں سے اسلام کے مبلغ تیار ہو کر نکلتے تھے اسی طرح ملک کے طول و عرض میں بھی ایسے کئی ادارے قائم کیے، کئی مساجد تعمیر فرمائیں۔ اسی طرح قوم کی بچیوں کو علوم اسلامیہ سے آراستہ کرنے کے لیے 1993ء میں آپ نے جامعہ شیر ربانی برائے طالبات کا قیام عمل میں لایا۔ آپ ہوش سنبھالنے کے بعد تقریباً ہر سال حج بیت اللہ اور زیارت رسول اکرم ﷺ کے لیے حرمین شریفین کے سفر کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے۔ اسلامی ممالک کے تبلیغی اسفار، علماء و مشائخ کرام سے ملاقاتیں اور اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دی۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ اکثر و بیشتر ”مکتوبات امام ربانی“ کے مطالعہ میں منہمک رہتے اور چیدہ چیدہ مضامین نوٹ فرماتے رہتے تھے جنہیں بعد میں آپ نے ”ارشادات مجدد“ کے نام سے الگ کتابی صورت میں شائع کر کے عام کر دیا تھا۔ اسی طرح لوگوں کو آپ کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے آپ نے 1960ء میں تحریک یوم مجدد الف ثانی کا آغاز فرمایا۔ بس پھر کیا تھا ملک کے طول و عرض میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی حضرت مجدد الف

ثانی کی یاد میں نہایت شاندار انداز میں کانفرنسیں ہونے لگیں۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ آپ ایک ایسے شیخ طریقت تھے جو کتاب شناس، کتاب دوست اور علم پرور تھے، کتابوں کی تلاش و جستجو میں دور دور کے اسفار کیے اور کتابیں خرید کر اپنی لائبریری کی زینت بناتے رہے۔ آپ کی ذاتی لائبریری میں ذخیرہ کتب بہت بڑا تھا، آپ کے کتاب دوست حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری (م 1999ء) نے جب اپنا ذاتی کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کر دیا تو آپ نے بھی 9 اگست 2001ء کو ہزاروں کتابوں پر مشتمل اپنا جمع کیا ہوا ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کر دیا۔ اس ذخیرہ کتب کی فہرست پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور کی جانب سے شائع ہو چکی ہے۔ راقم نے آپ کو فون پر صرف ایک سوال کیا کہ حضرت! مجھے آپ کے ذخیرہ کتب کی فہرست چاہیے۔ بس چند دنوں کے بعد آپ کی جانب سے ایک پارسل میرے ہاتھ میں تھا۔ کھولا تو اس میں ”فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقش بندی مجددی“ کی جلد اول اور جلد دوم نظر نواز ہوئیں۔ اللہ اللہ ایسے شیخ طریقت کہاں؟ جنہیں ایک فون کریں اور پھر وہ مطلوبہ کتابیں ارسال فرمادیں۔

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبالے کر

معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ذخیرہ کتب کی فہرست کی مزید جلدیں بھی شائع ہو چکی ہیں لیکن ان تک راقم کی رسائی نہ ہو سکی، سچ تو یہ ہے کہ:

اب کے راہنما کرے کوئی

حضرت میاں صاحب کی عنایت سے ”نور اسلام“ آج تک اعزازی طور پر برابر مل

رہا ہے، الحمد للہ۔

فخر المشائخ ایک ہمہ جہت اور ہمہ گیر شیخ طریقت تھے آپ کے حلقہء احباب میں علماء، خطباء، شعراء، ادباء اور فقراء سبھی لوگ شامل تھے۔ آپ ہر ایک سے نہایت پیار و محبت سے پیش آتے تھے۔ جناب محمد معروف احمد شرق پوری نقشبندی مجددی اگست 1991ء میں اپنی والدہ ماجدہ کے حکم پر شرق پور حاضر ہوئے لیکن فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرق پوری نقشبندی مجددی بیرون ملک تبلیغی دورے پر گئے ہوئے تھے۔ آپ نے بیس دن بعد دوبارہ شرق پور حاضری دی۔ فخر المشائخ کی زیارت کی، پہلی ملاقات میں ہی بیعت ہو گئے۔ بس پھر کیا تھا اس دن کے بعد آپ

ہمیشہ کے لیے اپنے پیرومرشد فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرق پوری نقشبندی مجددی کے اسیر بن کر رہ گئے اور آپ کے متوسلین و خادمین میں بھی آپ صحیح معنوں میں ”معروف“ ہو گئے۔

پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور کی طرف سے جب ”فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقش بندی مجددی“ کی جلد اول اور جلد دوم سامنے آئی تو اس کے سرورق پر مرتبین کے دو نام سامنے آئے جن میں ایک نام سید جمیل احمد رضوی صاحب اور دوسرا نام محمد معروف احمد شرق پوری کا ہے۔

نومبر، دسمبر 2006ء میں جب ماہ نامہ ”نور اسلام“ شرق پور شریف کا پچاس سالہ گولڈن جوہلی نمبر تین جلدوں میں شائع ہو کر سامنے آیا تو اس کی تیسری جلد ”اشاریہ ماہ نامہ نور اسلام شرق پور شریف“ (دسمبر 1955ء تا نومبر، دسمبر 2005ء) پر مشتمل ہے جس کی ترتیب و تدوین کا سہرا بھی محمد معروف احمد شرق پوری کے سر رہا۔ معروف احمد شرق پوری نے اپنے پیرومرشد کے نام تمام خطوط کی جانچ پڑتال کی، علمی، تاریخی اور دعائیہ خطوط کی علیحدہ علیحدہ فائلیں بنائیں۔ علمی خطوط کو سن کے اعتبار سے ترتیب دیا اور ہر خط کو اپنے پیرومرشد کی نظر سے گزارا اور صرف وہی خطوط شائع کیے جنہیں پیرومرشد نے اپنی زندگی میں اجازت عنایت فرمائی۔ ان میں ایک خط راقم کا بھی ہے۔ ان کو ”اہل علم و قلم کے خطوط بنام حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرق پوری“ کے نام سے نہایت خوب صورت انداز میں کتابی صورت میں شائع کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فخر المشائخ کی ساری زندگی تبلیغ اسلام اور ترویج و اشاعت کے لیے وقف تھی اگست 1991ء سے ستمبر 2013ء (وفات تک) تک محمد معروف احمد شرق پوری اکثر اپنے پیرومرشد کے ساتھ رہے، سفر و حضر میں ساتھ رہے۔ آپ اپنے پیرومرشد کے ساتھ گزرنے والے قیمتی لمحات کو صفحہ قرطاس پر لائے ہیں۔ ان یادداشتوں سے حضرت فخر المشائخ کی تبلیغی، اصلاحی اور روحانی سرگرمیاں بھی سامنے آجاتی ہیں۔ آپ نے اپنی حسین یادوں کو سن کے اعتبار سے سلک مروارید کی طرح قلم بند کر دیا ہے۔ چونکہ معروف احمد آپ کے خادم ہیں، آئیں ان کی وساطت سے حضرت کی روحانی مجالس کا نظارہ کیجئے اور دیکھیں کہ علم و ادب اور شعر و سخن کے کیسے کیسے آفتاب و مہتاب حضرت کے دام محبت کے اسیر ہوئے ہیں آئیے آپ بھی ان روحانی مجالس کے جلیس بنیں اور اپنا ایمان تازہ کریں۔

خیال رہے کہ محمد معروف احمد شرق پوری آستانہ عالیہ شرق پور شریف کے وہ خادم ہیں جن پر ان کے پیر و مرشد فخر المشائخ بھر پور اعتماد فرماتے تھے۔ آپ نے جب اپنا ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی لاہور کو بطور عطیہ دینے کی تیاری کی تو سب سے پہلے جامعہ پنجاب لاہور کے وائس چانسلر کے نام ایک تفصیلی خط لکھا جس میں چند شرائط بھی تھیں۔ موضوع کی مناسبت سے شرط نمبر 6 ملاحظہ فرمائیے کہ آپ محمد معروف احمد شرق پوری پر کس قدر اعتماد فرماتے تھے:

”میرے بعد صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرق پوری مجددی ولدیت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقش بندی مجددی آستانہ عالیہ شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ اور محمد معروف احمد ولد محمد حسن قصوری، گلی نمبر 17، مکان نمبر 10 فتح گڑھ مغل پورہ، لاہور، میرے ذخیرے کو دیکھنے کے مجاز ہوں گے۔“

فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقش بندی مجددی، مرتبہ سید جمیل احمد رضوی، محمد معروف احمد شرق پوری، مطبوعہ لاہور: 2002ء۔ ص 11۔

زیر نظر کتاب ”ایمان افروز یادداشتوں“ کے پروف (2004ء) کا بھی فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے خود مطالعہ فرمایا اور بشارت ایڈووکیٹ صاحب سے یہ تحریر قلم بند کروائی:

”معروف ہمارا مخلص ساتھی ہے ہر وقت پاس نہیں ہوتا اس کا جو وقت میاں صاحب کے ساتھ گذرا وہ ضبط تحریر میں لے آیا۔“

قارئین کرام! اب آگے بڑھیے اور آستانہ عالیہ شیر ربانی شرق پور شریف کے خادم خاص محمد معروف احمد شرق پوری کی معیت میں فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری کی خدمت میں حاضری دیں۔ ان کی روحانی مجالس میں شرکت فرمائیے، کیف و سرور حاصل کریں اور مختلف بابرکت علمی شخصیات کی علمی گفتگو سماعت فرمائیے اور ان نفوس قدسیہ کی مصروفیات سے بھی آگاہی حاصل کریں اور پھر ان نیک لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ہم سب کو دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین۔

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

13 مارچ 2016ء



## ایک عظیم صوفی

پروفیسر خالد بشیر (گجرات)

احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے حصول علم کی بار بار تاکید کی ہے۔ علم کو آئندہ نسلوں میں منتقل کرنے کا ذریعہ کتاب ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کا حکم دیا اور اس طرح مسلمان عباسی دور میں علم کی بدولت دنیا کی سپر پاور بن گئے۔ چونکہ علم کے بغیر مالک حقیقی کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی اس لیے صوفیائے کرام نے شروع ہی سے اور حتیٰ کہ مسلمانوں کے دور زوال میں بھی کتاب خوانی کی روایت کو زندہ رکھا۔ عزیزم معروف احمد شرقی پوری نے ”ایمان افروز یادداشتیں“ لکھ کر صوفیائے کرام کی اس روایت کو آگے بڑھایا ہے اور آستانہ عالیہ شرقی پور شریف کے متوسلین پر خصوصاً اور عام قارئین پر عموماً بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ادب کی دنیا میں روزنامے اور یادداشتیں لکھنے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ برصغیر میں مغلیہ دور سے ہی اس صنف پر کام ہوتا چلا آ رہا ہے۔ ترک بابر، ترک جہانگیری، اکبر نامہ اور صوفیاء کے ملفوظات مثال کے طور پر ملفوظات خواجہ جمیری، ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء اور ملفوظات خواجہ مہاروی وغیرہ تصوف کی کتب کی زینت ہیں۔ لاہور کی ایک قابل قدر شخصیت سید جمیل احمد رضوی سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لاہور بھی ایک کتاب ”فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری (یادداشتوں کے آئینہ میں)“ لکھ چکے ہیں جس کی علمی ادبی حلقوں میں بڑی پذیرائی ہوئی ہے۔

معروف احمد صاحب کی یہ کتاب ماضی کے درتے کھول دیتی ہے جبکہ فخر المشائخ سکالرز، علماء، فضلاء اور دانشوروں کی شرقی پور شریف میں شاندار دعوتیں کیا کرتے تھے۔ غریبوں مسکینوں اور دکھی لوگوں کے مسائل حل کرتے اور روحانیت کے خواہش مندوں پر فیض کے خزانے لٹاتے تھے، روحانیت کے بحر بیکراں اولیاء کے سلطان قیوم عالم فخر المشائخ اپنے وقت کے عظیم ترین صوفی تھے۔ دو پہلوؤں میں آپ کی انفرادیت تھی، ایک تو یہ کہ تبلیغ دین کے لیے جتنے سفر آپ نے کیے اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ وسط ایشیا، مشرق وسطیٰ، ترکی یورپ اور برطانیہ کے بے شمار دورے کیے مدینہ منورہ میں کئی سال تک آپ دو ماہ قیام کرتے اور رباط شیر ربانی میں علماء اور صوفیاء

کی میزبانی کرتے۔ دوسرے آپ کی علم دوستی ایک ضرب المثل بن چکی ہے۔  
فخر المشائخ نے نہ صرف اپنے متوسلین کی تربیت کر کے ان کی زندگیوں میں انقلاب  
برپا کیا بلکہ لکھاریوں کی ایک ٹیم تیار کی۔ ان کی فہرست تو لمبی ہے لیکن مجھے جو یاد ہے اس کے  
مطابق اردو میں لکھنے والوں کی فہرست اس طرح ہے:-

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب، ۲۔ ابوالبقاء قدر آفاقی صاحب، ۳۔ قاضی ظہور احمد  
اختر صاحب، ۴۔ ماسٹر احمد علی صاحب، ۵۔ چوہدری محمد حیات نقشبندی (جلیانہ)، ۶۔ شیراز فیض  
بھٹی ایڈووکیٹ، ۷۔ محمد معروف احمد شرقیوری، ۸۔ ڈاکٹر نذیر احمد شرقیوری صاحب، ۹۔  
محمد بشارت گوندل ایڈووکیٹ، ۱۰۔ سعید احمد صدیقی صاحب، ۱۱۔ قاضی نور اللہ نقشبندی صاحب  
اسی طرح آپ نے انگریزی میں لکھنے والوں کی ایک ٹیم تیار کی جنہوں نے 6 سال تک  
شیر ربانی ڈائجسٹ سے ماہی شائع کیا جو آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کی زینت بنا رہا۔ ان کے  
نام حسب ذیل ہیں۔

1۔ پروفیسر منور حسین صاحب (سابق پرنسپل اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور)، 2۔ ڈاکٹر اظہر محمود  
صاحب (لیڈز یونیورسٹی، لاہور)، 3۔ پروفیسر علیم تفضل صاحب (ایم اے او کالج لاہور)،  
4۔ شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ، لاہور ہائی کورٹ، 5۔ پروفیسر خالد بشیر (سابق پرنسپل گورنمنٹ  
کالج، گجرات)، 6۔ پروفیسر انجم جاوید صاحب (لالہ موسیٰ)، 7۔ مس نبیلہ اسلم صاحبہ (پرنسپل  
JIPS، گجرات)، 8۔ شیخ رنگ الہی صاحب (CSP ریٹائرڈ، اسلام آباد)، 9۔ غلام محی الدین  
صاحب (سی ایس پی ریٹائرڈ، اسلام آباد)، 10۔ محمد معروف احمد شرقیوری

اس کتاب کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ فخر المشائخ نے عزیزم معروف احمد کی خصوصی  
تربیت کی ہے کیونکہ عرصہ 20 سال تک وہ فخر المشائخ کی دن رات خدمت میں رہے اور آپ کے  
شب و روز کے معمولات کو احاطہ تحریر میں لاتے رہے۔ فخر المشائخ اہل علم کے عظیم قدردان تھے۔  
آپ فرمایا کرتے تھے کہ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی نے جتنا علمی تعاون آستانہ عالیہ سے کیا ہے اور کسی  
نے نہیں کیا، شیراز بھٹی صاحب کے بارے میں مجھے فرمایا کرتے کہ تمہارا شاگرد بڑا تابعدار ہے  
اور ہماری بڑی خدمت کرتا ہے۔ اس دنیا فانی سے پردہ کرنے سے چند روز قبل آپ نے بابا  
عبدالغفور کے سامنے فرمایا کہ جتنا علمی کام لاہور میں معروف نے کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا، اس

تحریر کو لکھنے سے قبل میں نے بابا عبدالغفور سے اس بات کی تصدیق بھی کی۔

27 اور 28 فروری کی درمیانی رات بروز ہفتہ 2016ء فخر المشائخ کی مجھے خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ کی دائیں طرف معروف احمد اور بائیں طرف ڈاکٹر نذیر احمد شرچوری بیٹھے ہوئے تھے، آپ کے حلقہ میں اور بھی کافی متوسلین بیٹھے ہوئے تھے، ان میں اس وقت شیراز بھی اور سعید احمد صدیقی بھی نمایاں تھے باقی لوگوں کو میں پہچان نہ سکا۔ اس مکاشفے سے مجھے یہی اندازہ ہوا کہ آپ عالم برزخ میں بھی ان لکھاریوں کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قرب جتنا عزیزم معروف کو حاصل ہوا کسی اور کو نہیں۔ ہم تو گجرات سے آتے تھے اور زیادہ سے زیادہ دو یا تین دن آستانہ عالیہ پر قیام کرتے تو آپ اجازت دے دیتے کہ ”جاؤ! خالد بشیر واپس جاؤ اور اپنے بیوی بچوں کا خیال رکھا کرو“۔ لیکن زہے نصیب، معروف احمد تقریباً بیس سال مسلسل فخر المشائخ کے پاس چوبیس گھنٹے خدمت کرتا رہا۔ اس کتاب کو پڑھ کر فخر المشائخ کی عظمت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی اور عبدالستار خان نیازی جیسی نابغہ روزگار ہستیوں نے اس آستانہ عالیہ پر حاضری دی۔ گجرات کے ایک سکالر جناب علامہ اقبال احمد فاروقی جو بعد میں لاہور کے ہی ہو کر رہ گئے ”ماہنامہ جہان رضا“ کے شمارہ اگست ستمبر 2004ء میں لکھتے ہیں:-

میاں جمیل احمد شرچوری ایک بے نیاز پیر ہیں۔ وہ بے اعتنائی پر آئیں تو کروڑ پتی مریدوں کو دروازے کے باہر کھڑے ہونے کا حکم دیں۔ نواز نے کو آئیں تو ہم جیسے فقیر بے نوا کے گھروں پر علی الصبح چھاپے مار کر خوش کر دیں۔ وہ روایتی سجادہ نشینوں کی طرح دنیا داری کے پیچھے کبھی نہ بھاگتے اور نہ ہی وہ اللہ علم سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کی شام آتے دیکھی تو اپنی لاکھوں روپے کی نادر کتابیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کر دیں۔ وہ اکثر علمائے کرام اور سکالرز کی مجالس میں بیٹھتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات پر لکھنے کے پروگرام دیتے جاتے ہیں۔ کیا آپ کو ایسا پیر طریقت پسند آیا؟

چلے تو راہ طریقت کا شاہ سوار لگے      رکے تو شیر ربانی کا شاہ کار لگے

(مجالس علماء، مرتبہ: محمد عالم مختار حق، لاہور: مکتبہ نبویہ، 2007ء، 409 ص)

## ایک نہایت شائستہ گفتار پیر

پروفیسر علیم تفضل

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی سے میری ملاقات کا سلسلہ 1999ء سے میرے دوست شعبہ انگریزی کے پروفیسر خالد بشیر صاحب (گجرات) کی وساطت سے ہوا۔ پھر آہستہ آہستہ آپ کی روحانی و جمالی شخصیت اور پدرانہ شفقت کی وجہ سے ملاقات کا سلسلہ بڑھتا گیا یہ سلسلہ آپ کے اس دنیائے فانی سے پردہ فرمانے پر اختتام پذیر ہوا۔ میاں صاحب سے ملنے کے بعد میری شخصیت میں بہت زیادہ مثبت تبدیلیاں واقع ہوئیں، میرے والد گرامی حاجی محمد شفیع صاحب مجھے اکثر فرماتے تھے کہ علیم میاں صاحب سے ملنے کے بعد تم بدل سے گئے ہو اور شاید یہ وجہ ایک ایسی کسی نظر کرم کی تھی جس کی وجہ سے میری عادات و اطوار میں واضح تبدیلیاں وقوع پذیر ہو چکی تھیں اور اگر یہ کہا جائے کہ ان چودہ سالوں میں میری شخصیت میں 'From ignorance to knowledge' کا یہ سفر میاں جمیل احمد شرقی پوری سے ملاقات اور ان کی تعلیمات کا نتیجہ ہی تھا تو غلط نہ ہوگا۔

میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی کی شخصیت میں علمی عنصر نمایاں تھا۔ آپ کا مطالعہ وسیع اور دینی علوم میں مساوی دسترس رکھتے تھے۔ دینی و دنیاوی معاملات میں آپ کی آراء انتہائی مفید ثابت ہوتی تھیں۔ علمی و مذہبی محفلیں منعقد کروانے میں آپ بہت دلچسپی لیتے تھے۔ آپ مختلف مکتبہ ہائے فکر کے علماء و اسکالرز سے ملتے اور ان سے علمی و مذہبی نوعیت کے مختلف عنوانات پر مضامین اور کتابیں لکھواتے ان کی اشاعت کرواتے اور عوام الناس میں تقسیم کرواتے، اس طرح آپ کی علمی و مذہبی میدان میں خدمات ایک خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ اس کی ایک مثال حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کے تراجم اور یوم مجددی کی سالانہ تقریبات منانا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے جو آپ سے منسوب ہے۔

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی نہایت شائستہ گفتار اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ آپ جب گفتگو فرماتے تو تحمل، بردباری اور نفاست سے گفتگو کا آغاز کرتے۔ آپ کی گفتگو انتہائی سادہ اور پراثر ہوتی تھی۔ آپ کی بات دل سے نکلتی تھی اور دلوں کو مسخر

کردیتی تھی۔ آپ اپنی گفتگو کی شیرینی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں گھر کرتے تھے، آپ کی گفتگو سادہ، مختصر اور استدلال پر مبنی ہوتی تھی۔ آپ کی شخصیت میں جمال کا عنصر غالب تھا۔

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شر قپوری سے ملاقاتوں کے دوران میں نے کبھی بھی انہیں کوئی غیر شرعی بات کرتے نہیں سنا۔ آپ قرآن و سنت پر کار بند رہنے کی تلقین اور ہنجگانہ نماز پڑھنے کی پابندی کرنے کی تاکید کرتے۔ نماز باجماعت کا اہتمام کرتے اور نماز سے فرصت کے بعد دوسرے معاملات پر متوجہ ہوتے تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت اور تعلیمات سے بہت زیادہ متاثر تھے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کو پسند فرماتے تھے۔ آپ بدعات کو ناپسند فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری اور حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شر قپوری کے عرس مبارک کی تقریبات کو سادگی اور مذہبی عقیدت و احترام سے منانے کا اہتمام کرتے، لوگوں کو بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے اور اسلامی اقدار کو اپنانے کا درس دیتے۔ عقیدت میں بھی شریعت کی پیروی کا درس دیتے تھے۔ آپ اکثر فرماتے کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری کے پاس ایک شخص کچھ دن قیام پذیر رہا اور جانے سے قبل کہنے لگا میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا کہ کیا تم نے مجھے کوئی غیر شرعی کام کرتے دیکھا ہے۔ وہ شخص بولا: نہیں۔ اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا کہ یہی کرامت ہے۔

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شر قپوری کے پاس لوگ دعا کے لیے آتے تو سب کے لیے دعا فرماتے۔ میری آخری ملاقات میاں صاحب سے ڈاکٹر ہسپتال میں ہوئی، آپ کے آخری ایام میں بھی تحمل اور اطمینان روحانیت آپ کے چہرے پر نمایاں تھا۔

پروفیسر علیم تفضل

شعبہ انگریزی، ایم اے او کالج، لاہور

20/04/2016

## جہانِ جمیل

محمد عبدالستار طاہر مسعودی

حضرت انسان جہاں خود اس کائنات کا، اس نظام قدرت کا حصہ ہے، اس ایک انسان کے اندر بھی کئی جہاں آباد ہیں، کئی نظام رائج ہیں۔ اس جہان حسرت میں ایک سے ایک جہت ہے۔ اس مناسبت سے انسان کے کئی پہلوؤں پر بات ہو سکتی ہے۔

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری علیہ الرحمہ ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ آپ نے جس نیچ سے اور جس انداز سے کام کیا ہے وہ آپ کو اپنے بیشتر معاصرین میں ممتاز و منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ آپ نے مساجد قائم کروائیں۔ ڈپنریاں بنوائیں، وسیع دارالمطالعہ قائم کیا۔ یوم مجدد الف ثانی منانے کی داغ بیل ڈالی۔ دین کی ترویج و اشاعت کے لیے بہت سا کام کیا۔ معاصر اہل علم و اہل قلم سے روابط رہے۔ آپ کے مختلف شخصی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے تو ایک ”جہانِ جمیل“، ایک ”جہانِ فخر المشائخ“ آباد نظر آتا ہے۔

لائق صدمبار کباد ہیں برادر م میاں معروف احمد شرقی پوری صاحب جو شبانہ روز اپنے مرشد کریم کی صحبت میں رہے اور آپ کی جمالی و جلالی تمام کیفیات کا نہ صرف مشاہدہ کیا بلکہ اس منظر کا خود بھی حصہ رہے۔ اس پر مستزاد انہوں نے بڑی جانفشانی سے ہر روز ہونے والی ملاقاتوں اور مصروفیات کی روداد کو سینہء قرطاس پر محفوظ کیا جو آج ”ایمان افروز یادداشتوں“ کے زیر عنوان سے جلوہ گر ہو رہا ہے۔

زیر نظر کاوش کے ساتھ ساتھ برادر م معروف صاحب کی دیگر کاوشیں اور خدمات دیکھی جائیں تو یہ جوان رعنا فتانی الشیخ کا مرقع دکھائی دیتا ہے۔ ایسے دقیق کام معروف جیسا جواں ہمت ہی سرانجام دے سکتا ہے۔ اس ضمن میں وہ اپنی تمام تر صلاحیتیں، محبتیں اور عنایتیں بروئے کار لائے ہیں جس کا منہ بولتا ثبوت ان کی کاوشات ہیں۔

اللہ کریم کے حضور دعا ہے کہ اپنے محبوب کریم رؤف و رحیم علیہ التحیہ والتسلیم کے صدقے برادر م میاں محمد معروف احمد شرقی پوری اطال العمرہ کو استقامت عطا فرمائے۔ ان کے علم و قلم و علم و جان و مال و ایمان میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے مقاصد علمیہ میں انہیں

سرخرو فرمائے۔ معروف صاحب کی لگن اور ذوق و شوق دیکھتے ہوئے یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ آپ فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کی ذات ”ادارہ تحقیقات فخر المشائخ“ کہی جاسکتی ہے، انہوں نے ایمان افروز یادداشتیں رقم کر کے ”جہان جمیل“ یعنی ”جہان فخر المشائخ“ کی داغ بیل ڈال دی، اللہ تعالیٰ انہیں اور توانائیاں اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین

خاکپائے صاحب ولاں  
محمد عبدالستار طاہر مسعودی عفی عنہ  
14 اپریل 2016ء

## ایک فقیر بے ریا

محمد محبوب الرسول قادری

پیکر اخلاص و مروت برادر گرامی قدر محمد معروف احمد شرقی پوری کی تالیف ”ایمان افروز یادداشتیں“ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کی کمپوزنگ تقریباً مکمل ہے۔ جس محنت و جانفشانی سے موصوف نے اپنی یادداشتیں مرتب کی ہیں وہ مثالی ہیں کمال احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے افراط و تفریط کو قریب پھٹکنے نہیں دیا گیا۔ حضرت فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقی پوری کی تربیت و صحبت کا اثر ہے کہ دو جمع دو برابر چار کی طرح محمد معروف احمد شرقی پوری نے طمع سازی سے ہٹ کر حضرت میاں صاحب مغفور کے حوالے سے احوال مرتب کیے ہیں۔

یہ یادداشتیں موصوف کی ڈائری کے اوراق ہیں اور ایک صوفی بزرگ کی حیات مبارکہ کے روشن تذکار ہیں۔ حضرت میاں صاحب کے ساتھ ہماری رفاقت قریباً سولہ سترہ برس پر محیط ہے اور اس تعلق داری میں ہم اہل علم و دانش کی ایک کہکشاں کے ساتھ شریک تھے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی، علامہ سید نور محمد قادری، ملک شیر محمد اعوان (کالاباغ)، حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی، حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد منشاء تابش قصوری، میاں محمد عارف قادری ضیائی (مدینہ منورہ)، حضرت پیر سید محمد فاروق القادری، میاں محمد زبیر ضیائی، بھجوری، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، علامہ محمد شہزاد مجددی، محمد عالم مختار حق، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مولانا سید طالب حسین گردیزی، علامہ سید محمود احمد رضوی، شیخ القرآن مولانا فیض احمد اویسی اور مولانا غلام علی اوکاڑوی اس حوالے سے اس سلسلہ علم و عرفان کی اکائیاں تھیں۔ حضرت میاں صاحب شرقی پوری قدس سرہ ایک بے طمع، بے لوٹ، علم دوست کتاب دوست شخصیت تھے چھوٹوں کی حوصلہ افزائی ان کا معمول زندگی تھا۔ اہل فن کے قدردان تھے ان کے دسترخوان کی وسعت ضرب المثل تھی۔ طبیعت میں جذب کی کیفیت کا غلبہ رہتا مگر ان کا جذب ہمیشہ ان کے کنٹرول میں رہتا۔ ایک بڑے شیخ طریقت اور ملک کی معروف گدی کے سجادہ نشین ہونے کے باوجود علم کی اشاعت کے حوالے سے وہ ہر طرح کے رکھ رکھاؤ سے بے نیاز کارکنوں اور درویشوں کی طرح خود کام کرتے تھے۔ ایک طرف ان کے مریدین و عقیدت مندان پر جانیں نچھاور کرتے تو دوسری



طرف وہ اہل علم و قلم بلکہ کاتبوں تک کے ناز نخرے برداشت کرتے۔ اپنے حلقہ احباب میں برابری کی بنیاد پر ایک جیسا سلوک روارکتے تھے۔ بے تکلفی کا عالم یہ تھا کہ کئی مرتبہ اپنے کسی دوست کے پاس تشریف لے جاتے تو درویشوں کی بڑی جماعت ساتھ ہوتی اور لنگر کے ساتھ پھل فروٹ بھی ہمراہ لے کر جاتے۔ معاصرین میں ان کی انفرادیت بھی تھی۔

گرامی قدر محمد معروف احمد شر قیوری حفظہ اللہ آپ کے وفا شعار مریدین میں ایک باصلاحیت اور صاف گو صوفی صافی ہیں۔ انہیں حضرت میاں صاحب کا بھرپور اعتماد حاصل رہا اور طویل عرصہ سفر و حضر میں رفاقت کا اعزاز بھی نصیب ہوا۔ حضرت کے اسفار کے احوال موصوف نے اس انداز میں مرتب کر دیئے ہیں کہ گویا لمحہ بہ لمحہ ایک صوفی و شیخ طریقت کی زندگانی کی رپورٹ ہے۔ احتیاط کا عالم یہ ہے کہ معروف بھائی نے کوشش کی ہے کہ ایمان افروز یادداشتیں میں مندرجہ احوال کی تصدیق کا اہتمام بھی اشاعت سے پہلے کر لیا جائے۔ نوجوانی میں ہی وہ بیمار ہو گئے۔ اللہ کریم نے اپنے محبوب اور مقبول بندوں کے وسیلہ سے انہیں صحت عطا کی۔ خدا انہیں ہمیشہ تندرست رکھے اور دین کی خدمت کے لیے ان کو توفیقات مرحمت فرمائے۔ میری نظر میں ”ایمان افروز یادداشتیں“ عصر حاضر میں خانقاہی طبقے میں منفرد کتاب ہے جو مبالغہ سے پاک ہے اور ایک فقیر بے ریا کے موئے قلم کا شاہکار ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ مشائخ نقشبندی کے طفیل فاضل مصنف کی سعی کو شرف قبول عطا کرے اور اس کوشش و کاوش کو قبولیت و مقبولیت کا خلعت نصیب ہو۔ آمین۔

غبارِ راہِ حجاز

ملک محمد محبوب الرسول قادری (چیئر مین اسلامک میڈیا سنٹر)

26 مارچ 2016ء

## تعلیمات مجددیہ کے فروغ کے لیے تاریخی کردار

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی (شکر گڑھ)

مشائخ اہل سنت پاکستان میں فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت علمی فکری زندگی بسر فرمائی اور بھرپور کوشش فرمائی کہ کوئی لمحہ ضائع نہ ہونے پائے۔ آپ نے تعلیمات مجددیہ کے فروغ کے لیے بہت تاریخی کردار ادا فرمایا۔ ان کے احوال زندگی کا ایک ایمان افروز حصہ زیر نظر یادداشتوں میں مرقوم ہے۔ یہ جناب محمد معروف احمد شرقی پوری ادا مظلہ کی کاوش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مجھے یہ جان کر خوشگوار حیرت ہوئی ہے کہ اس عظیم شخصیت نے مجھ جیسے کم مایہ انسان کو بھی اپنی یادداشتوں میں یاد رکھا ہے۔ یہ کیا مقدر ہے۔ ہو سکتا ہے اسی کے طفیل میری مغفرت ہو جائے جس نے دنیا میں یاد رکھا، وہ آخرت میں بھی ضرور یاد رکھے گا۔ اس کا نام کرم فرمائی ہے۔ جناب معروف شرقی پوری ادا مظلہ نے حضرت میاں صاحب کے ساتھ بڑا قیمتی وقت بسر کیا ہے۔ مولا کریم ان کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

غلام مصطفیٰ مجددی

06/04/2016

## یادگار اسلاف، پیکر اخلاص

محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی

آستانہ عالیہ شرق پور شریف کے سجادہ نشین میاں جمیل احمد شرقپوری علیہ الرحمہ علم اور علماء سے محبت رکھنے والے معروف شیخ طریقت تھے۔ فقیر بھی چونکہ دینی کتب علماء و مشائخ کی خدمت میں پیش کرتا رہتا ہے اس لیے آپ فقیر سے بھی بے حد محبت فرماتے تھے۔ احقر کی آپ سے تین ملاقاتیں بڑی یادگار ہوئیں۔ پہلی ملاقات آپ سے لاہور میں آپ کے مرید صادق کے ہاں سبزی منڈی میں ہوئی۔ کراچی سے لاہور جاتے ہوئے ماہر رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کو کتب کا ایک پارسل عطا کیا اور فرمایا یہ کتب میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دینا اور میرا سلام بھی عرض کرنا۔ چنانچہ احقر نے لاہور آ کر میاں صاحب کے خادم خاص محترم جناب معروف شرقپوری صاحب سے فون پر رابطہ کیا۔ آپ نے بتایا اور میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا میاں صاحب میرے انتظار میں ہی تھے، سب سے پہلے مسعود ملت علیہ الرحمہ کی طرف سلام اور کتب کا پارسل میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا آپ نے تمام کتب باری باری کھول کر دیکھیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے حکم فرمایا کہ کمرے میں دسترخوان پر کھانا لگاؤ۔ آپ نے انواع و اقسام کے کھانے تیار کرائے جن میں بریانی، قورمہ، مرغ مسلم، زردہ، شیرمال اور متعدد اقسام کے فروٹ تھے۔ آپ نے مجھے بے تکلف ہو کر کھانا کھانے کو فرمایا، کھانا کھانے کے بعد حضرت مسعود ملت کے حوالے سے تقریباً دو گھنٹے گفتگو ہوتی رہی۔ میاں صاحب نے مجھے رخصت کرتے وقت آستانہ شیر ربانی کی طرف سے چھپنے والی کتب بھی تحفہ دیں۔

دوسری ملاقات آپ سے آستانہ شیر ربانی شرقپور شریف میں ہوئی، اس مرتبہ بھی آپ کی خدمت میں چند ایک کتب پیش کیں، کتابیں دیکھنے کے بعد آپ نے پہلے کی طرح مجھے کھانا کھلایا۔ کھانا کھانے کے بعد آپ نے معروف صاحب کو حکم دیا مقصود صاحب کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے مزار اقدس پر حاضری کے لیے لے جاؤ۔ دربار شریف پر حاضری کے بعد میں واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ تین گھنٹے تک آپ سے ملاقات رہی۔

میاں صاحب سے تیسری ملاقات ماڈل ٹاؤن لاہور میں حقی صاحب کے گھر ہوئی۔ حقی صاحب حضرت مسعود ملت علیہ الرحمہ کے عزیز تھے اور حضرت مسعود صاحب ان دنوں لاہور میں ان کے گھر قیام پذیر تھے۔ میں بھی لاہور آیا ہوا تھا اس وقت میں حضرت مسعود ملت کی خدمت میں حاضر تھا کہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی بھی اس وقت حقی صاحب کے گھر آگئے۔ کافی دیر پروفیسر مسعود صاحب سے علمی گفتگو کرنے کے بعد آپ میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے آپ کی خدمت میں چند ایک کتب پیش کیں اور دو گھنٹے تک آپ کی خدمت میں رہا۔

میاں صاحب سے اکثر بذریعہ فون رابطہ رہتا، میاں صاحب کتابوں اور علمی مجالس کے حوالے سے بات چیت کرتے اور میری کاوشوں کو سراہتے اور ڈھیروں دعائیں دیتے۔ ایک مرتبہ معروف صاحب کو کراچی بھیجا اور مجھے معروف صاحب میاں صاحب کی طرف سے چند ایک کتابوں کا تحفہ بھی دے کر گئے۔

مجھے جب مدینہ منورہ حاضری کا شرف حاصل ہوا تو وہاں سے میں نے قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں دو خطوط بھی ارسال کیے تھے۔ یہ خطوط معروف صاحب کی حالیہ چھپنے والی کتاب ”اہل علم و قلم کے خطوط بنام حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی“ میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ 11 ستمبر 2013ء کو فون پر خبر ملی کہ میاں صاحب دارفتا سے دار بقا کی جانب روانہ ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے۔ آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے  
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

خاکپائے علماء و فقراء

محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی

بانی و چیئر مین، فیض رضا لائبریری، کراچی

21 اپریل 2016ء

## روحانیت کے پیکر

شیراز فیض بھٹی (ایڈووکیٹ)

برادر محمد معروف احمد شر قپوری کا شمار آستانہ عالیہ شیر ربانی میاں شیر محمد شر قپوری و ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شر قپوری شر قپور شریف کے انتہائی مخلص ساتھیوں میں ہوتا ہے۔ وہ کافی عرصہ تک فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شر قپوری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شر قپور شریف کی خدمت پر مامور رہے اور علمی کاموں کی انجام دہی میں حضرت صاحب کے ساتھ ان کا ساتھ دیا۔ ان کی ایمان افروز یادداشتوں پر مبنی تصنیف جناب سید جمیل احمد رضوی کی کتاب ”صاحبزادہ میاں جمیل احمد شر قپوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)“ کے بعد اسی طرز کی دوسری کتاب ہے جس میں فخر المشائخ کے روزمرہ کے معمولات اور علمی دنیا میں ان کی خدمات کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ اس مجموعہ میں مولف نے ان اہم شخصیات کا تذکرہ بھی کیا ہے جن سے حضرت صاحب کی ملاقاتیں ہوئیں اور ان چند واقعات اور شخصیات کا بھی حوالہ دیا گیا ہے جن کا تذکرہ فخر المشائخ نے کیا یا ایسا تذکرہ فخر المشائخ کی مجلس میں ہوا۔ اس سارے مواد کا اکٹھا ہونا کوئی ایک دن یا چند دنوں کی کاوش کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس روحانی محبت اور توجہ سے منسوب ہے جو ہمارے پیر و مرشد نے اپنے رفیق خاص سے کی۔

یہ بات تو میرے ذاتی مشاہدے میں کئی بار آئی ہے کہ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شر قپوری نقشبندی مجددی نے روایتی سجادہ نشینان سے ہٹ کر وہ علمی خدمات سرانجام دیں جن کا عام علماء اور مشائخ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یوں تو محمد معروف احمد شر قپوری نے فخر المشائخ کی روزمرہ مصروفیات کو قرطاس و قلم کے سپرد کر دیا ہے لیکن اس کتاب ”یادداشتوں“ کے مجموعہ کی سب سے خوبصورت بات قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی اور فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شر قپوری نقشبندی مجددی کی شر قپور شریف میں ہونے والی ملاقات کی تفصیل ہے جو عام طور پر کسی کتاب میں موجود نہیں۔ دوسری چیز جو راقم کو متاثر کر سکی وہ حوزہ نقشبندیہ کا قیام اغراض و مقاصد اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت ہے جس میں قبلہ میاں صاحب نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔

اس کتاب کی ورق گردانی کے دوران جس چیز نے راقم کو مزید متاثر کیا وہ اس کا تاریخ وار اور مرحلہ وار واقعات کا بیان ہے جس کو ہر ایک موقع پر الگ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کی سب سے بڑی خوبی اشاریہ شخصیات ہے جو بہت کم کتابوں میں ملتا ہے۔ فخر المشائخ پر یہ کتاب ان کی زندگی کے مصروف ترین ایام کی ایک داستان ہے جو عام طور پر مریدین قلمبند نہیں کرتے ہمارے فخر المشائخ مصروف ترین افراد میں سے تھے جنہوں نے لوگوں کو نقشبندیہ اور مجددیت سے روشناس کروا کر عوام الناس کو سنت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی کی پہلی دو جلدوں کی تیاری، ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر، سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ، روزنامہ شیر ربانی اخبار، حوزہ نقشبندیہ کا قیام فخر المشائخ کی علمی مصروفیات کے اہم ترین دور میں محمد معروف احمد شرقی پوری نے جو کردار ادا کیا وہ قابل تحسین اور قابل ستائش ہے۔

محمد شیراز فیض بھٹی (ایڈووکیٹ)

10/01/2016

ایمان افروز

یادداشتیں

## میاں شیر محمد شر قپوری کے مزار اقدس پر پہلی حاضری

یہ اگست 1991ء کا واقعہ ہے کہ مجھے میری والدہ محترمہ نے شر قپور شریف جانے اور وہاں بیعت ہونے کو فرمایا۔ میں لاری اڈہ سے شر قپور شریف کو جانے والی بس میں سوار ہوا۔ بس کوئی دو گھنٹے بعد لاری اڈہ سے روانہ ہوئی، کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں سارے راستے میں بڑی تیز بارش ہونے کی وجہ سے، ڈھانکے کے قریب بس خراب ہو گئی۔ بس کی انتظامیہ نے ایک ویگن میں تمام سوار یوں کو بٹھا دیا ویگن جب شر قپور شریف کے چھوٹے اڈے پر پہنچی تو تمام سوار یوں کو اتار دیا گیا۔ میں لوگوں سے پوچھتا ہوا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری نقشبندی مجددی کے مزار اقدس پر پہنچ گیا۔ بارش کی وجہ سے مزار مبارک کے ارد گرد پانی کھڑا تھا، وہاں پر ایک موجود شخص نے مجھے برش کے ساتھ مزار اقدس کے فرش سے پانی صاف کرنے کو کہا، صفائی کرنے کے بعد میرے پوچھنے پر ایک شخص نے بتایا کہ یہاں کے سجادہ نشین میاں جمیل احمد شر قپوری ہیں اور ستاروں والی بلڈنگ ان کا آستانہ ہے۔ دربار اقدس پر حاضری کے بعد میں آستانہ پر آ گیا، وہاں ایک قطار میں آمنے سامنے بیٹھے لوگ لنگر شریف کھا رہے تھے مجھے بھی انہوں نے لنگر شریف کھانے کو کہا لیکن میں نے عرض کیا کہ مجھے میاں صاحب سے ملنا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میاں صاحب لندن گئے ہوئے ہیں اور تقریباً بیس دن بعد تشریف لائیں گے۔ میرے لیے یہ ایک نیا ماحول تھا بہر حال تھوڑی دیر رکنے کے بعد میں لاہور واپس آ گیا۔ بیس دن بعد میں دوبارہ شر قپور شریف چلا گیا۔ اس وقت لاہور سے شر قپور شریف کا کرایہ پانچ روپے تھا، آستانے پر پہنچا تو پتہ چلا میاں صاحب لندن سے واپس آ گئے ہیں اور وہ شہر کے اندر اپنی رہائش گاہ پر موجود ہیں تھوڑی دیر بعد تشریف لائیں گے۔ میں نے رکننا مناسب نہ سمجھا اور راستہ پوچھ کر ملکانہ دروازہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ میاں صاحب کی رہائش گاہ کے سامنے بیٹھک میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ میں نے ان سے میاں صاحب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا بیٹھ جاؤ میاں صاحب ابھی تشریف لاتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا لاہور سے بیعت ہونے کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تمہارا وضو ہے۔ میں نے کہا جی، میں نے ان سے ان کا نام پوچھا تو انہوں نے اپنا نام بابا حیات بتایا، ہم دونوں ابھی باتیں کر رہے تھے کہ بابا حیات



نے کہا میاں صاحب آگئے ہیں۔ میاں صاحب بیٹھک میں آنے کی بجائے مدرسہ دارالمبلغین کی طرف روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب کے چلنے کی رفتار بہت تیز تھی میں ہاکی کا کھلاڑی تھا پاکستان ریلوے ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ہاکی کھیلتا مگر مجھے بھاگ کر میاں صاحب کے ساتھ ملنا پڑتا، چند منٹ بعد میاں صاحب مدرسہ میں ایک کمرہ میں تشریف فرما ہو گئے۔ بابا حیات نے میاں صاحب سے کہا کہ ایک لڑکا لاہور سے بیعت ہونے کے لیے آیا ہے۔ میاں صاحب نے مجھے بیعت کیا، تین بجے تک میاں صاحب شرقپور شریف میں ہی رہے اور پھر لاہور روانہ ہو گئے۔ میری قبلہ میاں صاحب سے پہلی ملاقات تھی۔ میاں صاحب نے مجھے بھی اپنی گاڑی میں بٹھالیا اور شاہدرہ چوک پہنچ کر میاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کیا تم یہاں سے گھر جا سکتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں جی، شاہدرہ چوک کے قریب اتر کر میں وہاں سے گھر آ گیا۔

## روحانی ناشتہ

ایک ہفتے بعد میں دوبارہ میاں صاحب سے ملاقات کے لیے شرقپور شریف روانہ ہو گیا۔ میاں صاحب مہمان خانے میں حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی کے سالانہ عرس مبارک کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ میاں صاحب نے مجھے بھی عرس شریف پر آنے کو فرمایا۔ اس وقت اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے مزار اقدس کی پچھلی طرف حویلی میں عرس شریف منعقد ہوتا تھا۔ 17 اکتوبر کی سہ پہر میں شرقپور شریف پہنچ گیا، عشاء تک میں پنڈال میں بیٹھ کر علماء کرام کی تقاریر سنتا رہا۔ عشاء کی نماز کے بعد میں نے رات ایک مسجد میں سو کر گذاری، صبح فجر کی نماز کے بعد میں دوبارہ پنڈال میں آ گیا۔ ابھی تمام افراد ناشتے کی تیاری میں مصروف تھے، حویلی کے مین گیٹ کے دائیں طرف پانچ یا چھ کمروں میں لنگر شریف کی تیاری ہو رہی تھی میں ابھی کسی کو جانتا نہیں تھا مگر مجھے بابا حیات نظر آئے جو لنگر شریف کی تیاری میں مصروف تھے ناشتے میں چائے، لسی، حلوا اور روٹی تھی۔ میں نے بابا حیات سے کہا بابا جی مجھے بھی ناشتہ دیں۔ بابا حیات نے ذرا سخت الفاظ میں کہا بیٹھ جاؤ ابھی تیار ہوتا تو سب کو مل جائے گا۔ میں وہاں سے نکل کر ابھی باہر پنڈال میں آ ہی رہا تھا کہ مجھے میاں صاحب سٹیج پر آتے دکھائی دیے، میاں صاحب نے سٹیج پر بیٹھ کر ختم شریف خود پڑھنا شروع کیا۔ میں بھی سٹیج کے سامنے پنڈال کے

درمیانی حصہ میں آ کر بیٹھ گیا۔ میاں صاحب پڑھتے رہے لوگ آہستہ آہستہ اکٹھے ہوتے گئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ایک اور مولوی صاحب نے مانگ سنبھال لیا۔ چند منٹ گزرنے کے بعد میاں صاحب نے ایک صاحب جو سٹیج پر ہی بیٹھے ہوئے تھے اس کو بلا کر اس کے کان میں کچھ فرمایا۔ وہ شخص صفوں کو چیرتا ہوا میری طرف بڑھا میرے پاس آ کر اس نے مجھے اٹھنے کو کہا میں نے اپنا جوتا پکڑا اور ان کے ساتھ چل پڑا۔ وہ شخص مجھے میاں صاحب کے گھر پر لے گئے اندر کچھ پیغام دیا تھوڑی دیر بعد میاں صاحب کے کمرہ کا دروازہ کھلوا یا اس وقت میاں صاحب کے کمرہ کا ایک دروازہ باہر کی طرف بھی تھا جہاں آجکل کولر لگا ہوا ہے، مجھے اس شخص نے کمرہ میں بچھے کارپٹ پر بٹھا دیا۔ چند لمحوں بعد میرے سامنے ناشتہ آ گیا، مجھے دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ میں گھر میں روزانہ صبح تازہ مکھن والی روٹی اور دہی کے ساتھ ناشتہ کرتا تھا یہاں بھی تازہ مکھن اور دہی کا ناشتہ تھا۔ میں نے اس شخص کا نام پوچھا تو انہوں نے اپنا نام صوفی اللہ رکھا بتایا صوفی اللہ رکھا صاحب اے جی آفس میں ملازم اور ماہنامہ نور اسلام میں اپنی خدمات سرانجام دیتے ہیں وہ شیخوپورہ کے رہنے والے تھے، ناشتہ کرنے کے بعد مجھے صوفی اللہ رکھانے پنڈال میں ہی بٹھا دیا اور خود جا کر سٹیج پر بیٹھ گئے، ظہر کی نماز کے بعد دعا ہوئی۔ دعا کے بعد تمام حضرات میاں صاحب سے اجازت لے کر اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتے گئے۔ میں بھی لائن میں لگ کر میاں صاحب سے اجازت لینے لگا تو میاں صاحب نے مجھے اپنے پیچھے سٹیج پر ہی بیٹھنے کو فرمایا، مغرب کے بعد مجھے میاں صاحب نے کسی گاڑی والے کے ساتھ لاہور روانہ کر دیا۔ میں ہفتہ میں ایک مرتبہ شرقپور شریف ضرور آتا کبھی میاں صاحب سے ملاقات ہوتی اور کبھی دربار شریف پر سلام کرنے کے بعد لاہور آ جاتا لیکن اکثر ایسے ہوتا جب میں شرقپور شریف پہنچتا میاں صاحب مجھے ساتھ گاڑی میں بٹھا لیتے سارا دن میاں صاحب کے ساتھ گزارتا اور شام کو واپس گھر چلا جاتا، کبھی کبھار میاں صاحب مجھے لوہاری گیٹ کے نزدیک شیر ربانی پریس پر بلوا لیتے سارا دن میاں صاحب کے ساتھ گزارتا۔

## میاں شیر محمد شرقپوری سے ہماری شکایتیں لگاتا ہے

ایک مرتبہ شرقپور شریف میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے مجھے عبدالستار میمن (خانانی اینڈ کالیا) سے کراچی کی ایک ٹکٹ بنوانے کا حکم دیا اور ساتھ فرمایا کہ

عبدالستار سے کہنا ٹکٹ میں وہیل چیئر کا ضرور اضافہ کر دینا اگر ٹکٹ پر وہیل چیئر مینشن ہو تو انتظامیہ اس کا بندوبست پہلے سے کر لیتی ہے ورنہ کافی دیر انتظار کرنا پڑتا ہے۔ میں لاہور پہنچا تو عبدالستار صاحب کو میاں صاحب کی ایک ٹکٹ بنوانے کا کہا اور ساتھ ٹکٹ میں وہیل چیئر کا اضافہ کرنے کے بارے میں تاکید کی۔ اگلے روز مجھے کسی کام سے پھر شرقپور شریف جانا پڑ گیا، میری جب میاں صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ کافی جلال میں تھے، آپ نے فرمایا کیا تم نے عبدالستار کو ٹکٹ میں وہیل چیئر کا اضافہ کرنے کا پیغام دیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے وہیل چیئر کے بارے میں عبدالستار کو بڑی تاکید کی تھی۔ مگر پھر بھی میاں صاحب سے مجھے کافی ڈانٹ پڑی۔ کچھ دیر رکنے کے بعد میاں صاحب نے مجھے اجازت دے دی۔ میرا معمول تھا کہ میں جب بھی شرقپور شریف جاتا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے مزار پر حاضری کے لیے ضرور جاتا اگر میں رات شرقپور شریف میں ہی قیام کرتا تو بھی میں اعلیٰ حضرت سرکار کے مزار پر ضرور حاضری دیتا۔ بہر حال میاں صاحب سے اجازت لے کر میں سیدھا دربار شریف پر حاضری کے لیے چلا گیا۔ میں نے دربار شریف پر جا کر عرض کیا کہ حضور اگر میں نے عبدالستار کو پیغام صحیح طریقے سے نہیں پہنچایا تو میری غلطی ہے اور اگر میں نے عبدالستار کو میاں صاحب کا مکمل پیغام دیا ہے تو اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں، خیر میں دربار شریف پر حاضری دینے کے بعد واپس لاہور آ گیا۔ میاں صاحب اپنے پروگرام کے مطابق کراچی چلے گئے۔ چند روز بعد میں میاں صاحب سے ملنے شرقپور شریف چلا گیا، میں آستانے پہنچا تو میاں صاحب گھر کے اندر گئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد آپ باہر تشریف لائے تو میری طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے ”یہ بہت ڈاڈا بندہ ہے اعلیٰ حضرت سے ہماری شکایتیں لگاتا ہے“۔ اس وقت میرے ساتھ اور بھی کافی لوگ میاں صاحب کے انتظار میں تھے۔ میاں صاحب نے مجھے اپنے پاس بٹھا کر لنگر شریف کھلایا اور گاڑی میں ساتھ لے کر لاہور روانہ ہو گئے۔

اس کے بعد ہونے والی عرس شریف کی تقریبات میں قبلہ میاں صاحب مجھے حاجی ہاشم صاحب (کراچی) کے سپرد کر دیتے، حاجی ہاشم صاحب کی زندگی تک میں عرس شریف کی تقریبات میں حاجی ہاشم صاحب کے ساتھ ہی رہا۔

عرس شریف کے چند دن بعد آپ نے کراچی جانے کا پروگرام بنایا، آپ نے مجھے

فرمایا اگر تمہیں مشکل نہیں تو تم میرے ساتھ جا سکتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی حضور چلا جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا تو پھر ٹھیک ہے میں تمہارے لیے بھی ہوائی جہاز کی ایک ٹکٹ بنوا لیتا ہوں۔ میں اکثر ہا کی ٹورنامنٹ میں شرکت کے لیے پاکستان کے مختلف شہروں میں جایا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا آپ میری ہوائی جہاز کی ٹکٹ نہ بنوائیں میں ان شاء اللہ ٹرین پر ہی کراچی پہنچ جاؤں گا، لہذا جس دن آپ کراچی پہنچے میں بھی اسی روز ٹرین پر کراچی آ گیا، اس مرتبہ میاں صاحب نیوی کے ایک ہوٹل میں ٹھہرے آپ نے دو کمرے کرایہ پر لیے، ایک میں خود ٹھہرے اور دوسرے میں مجھے ٹھہرایا، بہر حال فجر کی اذان کے وقت مجھے اپنے کمرہ میں بلوا لیتے، میں پھر آپ کے پاس ہی رہتا۔

## میاں صاحب کے ہمراہ کراچی کا پہلا سفر

یہ میرا میاں صاحب کے ساتھ لاہور سے باہر پہلا سفر تھا، قبلہ میاں صاحب کے حکم سے کمانڈر ظفر اور عمر حیات صاحب مجھے ہر روز کراچی کی سیر کو لے جاتے شام کو واپس میاں صاحب کے پاس لے آتے، کمانڈر ظفر اور عمر حیات صاحب نے کراچی کے تفریحی مقامات میں سے اکثر کی مجھے سیر کرائی جس میں سمندر کی سیر بھی تھی، پانچویں روز میاں صاحب نے کمانڈر ظفر صاحب سے کہا آج پھر کلفٹن اور کیمائری کی سیر کو جانا ہے کمانڈر صاحب نے کہا حضور یہاں کی سیر تو ہو چکی ہے قبلہ میاں صاحب نے فرمایا آج کی سیر سب سے منفرد ہوگی۔ آج پہلی مرتبہ قبلہ میاں صاحب بھی ساتھ گئے، ابھی کلفٹن پر گاڑی پارکنگ میں لگائی تھی کہ کمانڈر ظفر صاحب کا ایک شاگرد کمانڈر ظفر صاحب کو سلام کرنے آ گیا وہ اس وقت حاضر ڈیوٹی تھا، کمانڈر ظفر صاحب کے کہنے پر اس نے نیوی کی کشتی منگوائی اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سمندر میں موجود نیوی کی ورکشاپس دکھائیں، سمندر میں ایسی جگہ بھی دیکھیں جہاں بڑے بڑے بحری جہاز مرمت اور تیار ہو رہے تھے، سمندر میں ہی راستے بنے ہوئے تھے جن میں گزر کر ہم میاں صاحب کے ساتھ مختلف ورکشاپوں کا معائنہ کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد کیمائری چلے گئے، کمانڈر ظفر صاحب کے دوست اور شاگردوں نے کافی خاطر مدارت بھی کی، جیسے قبلہ میاں صاحب نے روانگی سے قبل فرمایا تھا کہ آج کے سیر منفرد ہوگی واقعی ایسا ہی ہوا۔ اگلے روز بھی میاں صاحب ساتھ ہی گئے سمندر کے کنارے

کے ساتھ میلوں سفر طے کیا راستے میں سینکڑوں کی تعداد میں ہٹ (Hut) بنے ہوئے تھے، جو بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے، ایک ہٹ (Hut) کے قریب قبلہ میاں صاحب نے گاڑی روکی، سمندر کے کنارے چند ایک بچے نہا رہے تھے، مجھے بھی قبلہ میاں صاحب نے سمندر کے قریب جانے کو فرمایا۔ میاں صاحب خود گاڑی میں ہی رہے، وہ بچے سمندر کی لہروں کے ساتھ کھیلنے، اچھلتے کودتے مگر جب لہر کنارے کی طرف آتی تو میں ڈر سے پیچھے ہو جاتا، کئی مرتبہ جب ایسے ہی ہوا تو میاں صاحب نے گاڑی کا ہارن بجا کر مجھے آگے بچوں کے ساتھ نہانے کا اشارہ کیا، لہر جب سمندر کی طرف جاتی تو میں ذرا آگے چلا جاتا اور جب کنارے کی طرف آتی تو میں پیچھے ہو جاتا، بہر حال تھوڑی دیر رکنے کے بعد میں واپس میاں صاحب کے پاس گاڑی میں آ گیا۔ میاں صاحب نے فرمایا میں اتنی دور تمہیں سمندر کی سیر کرانے لایا ہوں اور تم پانی سے ڈر رہے ہو۔ میں نے عرض کیا حضور ایک مرتبہ میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ کراچی آیا تھا اس وقت میری عمر چھ یا سات سال تھی، والد صاحب سمندر کی سیر کو آئے سب نہا رہے تھے اسی دوران لہر آئی اور مجھے اور میرے بڑے بھائی طارق کو اپنے ساتھ سمندر میں لے گئی، مگر اتفاق سے اس وقت کافی لوگ نہا رہے تھے انہوں نے بڑی کوشش کے بعد ہمیں ان لہروں سے بچا لیا، شاید اس وجہ سے میرے دل میں ڈر سا بیٹھ گیا ہے۔

غلام قادر بھائی اکثر میاں صاحب کے ساتھ ہی رہتے، میں پہلی دفعہ میاں صاحب کے ساتھ کراچی گیا تو میاں صاحب نیوی کے ایک ہوٹل میں ٹھہرے پھر اس کے بعد زیادہ تر قادر بھائی کے گھر ہی ٹھہرتے، جوں جوں میاں صاحب کو چلنے پھرنے میں دشواری ہوتی گئی میاں صاحب پہلے کمانڈر ظفر صاحب کے گھر اور پھر بعد میں حاجی اشرف صاحب کے گھر ٹھہرنا شروع ہو گئے۔ آخری مرتبہ میاں صاحب جب کراچی گئے تو آپ فیاض احمد سیٹھی صاحب (گجرات) کے دوست عبدالستار صاحب کے گھر (گلشن اقبال) ٹھہرے، سیٹھی صاحب ایک ہفتہ قبل گجرات سے کراچی آ گئے تھے آٹھ سے دس دن وہ قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہے اور پھر میاں صاحب کے ساتھ واپس لاہور آئے۔ 1997ء تک میں نے باقاعدہ ڈائری لکھنی ابھی شروع نہیں کی تھی اس لیے اس عرصہ کے دوران میاں صاحب کے حوالے سے میرے پاس کوئی خاص مواد موجود نہیں، اس کے بعد میں نے جو وقت قبلہ میاں صاحب کے ساتھ گزارا اس کو محفوظ کرتا رہا۔

## میاں صاحب کی پیر محمد علی شاہ صاحب سے ملاقات

1992ء قبلہ میاں صاحب کے ہمراہ کرمانوالہ شریف چلا گیا ایک کمرہ میں کرمانوالہ شریف کے سجادہ نشین پیر سید محمد علی شاہ تشریف فرما تھے، قبلہ میاں صاحب ان کے سامنے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئے میں قبلہ میاں صاحب کے پیچھے بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد میاں صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا شاہ صاحب کو سلام کرو میاں صاحب کے حکم کے مطابق میں نے شاہ صاحب سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کیا، اس وقت صاحبزادہ صمصام علی شاہ بخاری اور صاحبزادہ پیر طیب علی شاہ بخاری بھی اس ملاقات میں موجود تھے۔

## میاں صاحب کی حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ملاقات

چند دن بعد قبلہ میاں صاحب مجھے حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر لے گئے، حکیم صاحب نے خمیرہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا، اس میں سے کچھ میاں صاحب نے مجھے بھی دیا، کافی دیر علمی گفتگو ہوتی رہی، اس کے بعد میاں صاحب واپس شیر ربانی پریس آ گئے۔

شرقپور شریف میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے مرید صوفی محمد یاسین صاحب رہتے تھے۔ ان کی عمر ایک سو برس سے زائد تھی۔ ان کو ملنے ان کے گھر چلا گیا، معلوم ہوا ان کی رہائش گاہ کے قریب ایک حویلی میں گئے ہوئے تھے۔ میں ان سے ملنے ان کی حویلی پر چلا گیا، نہایت دبلے پتلے، لمبا جسم، سفید داڑھی شریف چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے بارے میں کچھ فرمائیں۔ صوفی محمد یاسین صاحب فرمانے لگے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کی کیا بات تھی اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے تھے کہ لوگ مسجد میں گرمی کی وجہ سے زیادہ نہیں بیٹھتے مگر قیامت کے روز جب سورج سوانیزے پر ہوگا تو کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز انسان کے لیے پیدا فرمائی ہے مگر انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت سرکار کی کرامات کے بارے میں کئی ایک واقعات بھی سنائے۔ چند لمحوں بعد مغرب کی اذان ہونے لگی، صوفی یاسین صاحب نماز کے لیے مسجد کے لیے روانہ ہونے لگے۔ اس وقت ہم سب تین سے چار فٹ اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے، صوفی

یاسین صاحب میٹھی سے نیچے اترنے لگے تو میں نے سہارا دینے کے لیے اپنا ہاتھ ان کے آگے کیا تو انہوں نے جھٹک کر میرا ہاتھ پیچھے کیا فرمانے لگے ”کا کا اس کی ضرورت نہیں“، بغیر کسی سہارے کے نیچے اتر کر مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں مغرب کی نماز ان کے ساتھ پڑھنے کے بعد واپس قبلہ میاں صاحب کے پاس آ گیا۔

## ایکسیڈنٹ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شر قپوری

1997ء میں صاحبزادہ میاں جلیل احمد شر قپوری کا موٹر وے سے لاہور تشریف لاتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، میاں صاحب کی ایک ٹانگ کی ہڈی فریکچر ہو گئی تھی حسن ڈرائیور کو بھی چوٹیں آئیں میاں جلیل احمد صاحب تقریباً دو ماہ میوہسپتال میں داخل رہے۔ قبلہ میاں صاحب کے حکم کے مطابق دو پہر کو ہسپتال میں یہ نا چیز اور رات کو فاروق بھائی کھانا پہنچاتے رہے۔

## ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی لاہور آمد

جنوری 1998ء میں پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب لندن سے پاکستان آئے ہوئے تھے، جب وہ میاں صاحب سے ملاقات کرنے شر قپور شریف تشریف لائے تو میاں صاحب نے ان سے اپنی تمام کتب اکٹھی کرنے کو فرمایا۔ میاں صاحب اپنی مصروفیات کے پیش نظر مختلف اوقات میں مختلف جگہ پر بیٹھتے، فارغ وقت میں مطالعہ میں مصروف رہتے جس سے ہر جگہ کتابوں کا ایک نادر خزانہ جمع ہو جاتا۔ آپ کے یہ علمی خزانے آپ کی پرانی رہائش گاہ شر قپور شریف شہر ملکانہ دروازہ، دارالمبلغین حضرت میاں صاحب شر قپور شریف، جامع مسجد شیر ربانی ناخدا چوک و سن پورہ لاہور، جامع مسجد قادریہ شیر ربانی سمن آباد لاہور اور کاشانہ شیر ربانی، داتا گنج بخش لاہور میں موجود تھے۔ ان کتابوں کو بوریوں میں بند کر کے آپ کی نئی رہائش گاہ جو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری کے دربار شریف کے قریب ہے کی دوسری منزل پر اکٹھا کیا گیا۔ کھلی کتابوں کے علاوہ ان بوریوں کی تعداد ڈیڑھ سو کے لگ بھگ تھی۔ بوریوں سے کتابوں کو علیحدہ کر کے ایک جگہ اکٹھا کیا گیا، کتابیں مختلف موضوعات پر تھیں، جن میں رسائل، پمفلٹ وغیرہ بھی شامل تھے۔ سب سے پہلے کتابوں کو موضوع کے اعتبار سے علیحدہ کر کے الماریوں میں رکھ دیا جاتا

یہ لوہے کی الماریاں میاں صاحب نے خاص طور سے اسی مقصد کے لیے بنوائی تھیں، ہر کتاب کی تفصیل آٹھ عنوانات کے ذیل میں درج کی جاتی جن میں نمبر شمار، زمرہ، نام کتاب، نام مصنف، سن اور مقام طباعت، ناشر، کیفیت اور تعداد کی تفصیلات درج کی جاتیں۔

## ذخیرہ کتب لائبریری کو عطیہ کرنا

فروری 1998ء میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی لندن واپس تشریف لے گئے لیکن ان کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق لائبریری میں کام جاری رہا، کبھی کبھار چند وجوہات کی بنا پر ایک دو ماہ کام روکنا پڑا، پھر بھی دو سال میں لائبریری کی تنظیم کا کام مکمل ہو گیا، لیکن ابھی تک کوئی ایسی صورت پیدا نہیں ہوئی تھی کہ لائبریری ہر خاص و عام کے لیے کھول دی جاتی تاکہ علم کے متلاشی محققین اور قارئین اس نایاب ذخیرہ کتب سے استفادہ کرتے۔ اس کے لیے ایک پورے ٹیم ورک کی ضرورت تھی جو لائبریری کے قانونی تقاضوں کو پورا کر کے اس کا انتظام سنبھال سکے، ضروری انتظامات کے بغیر لائبریری کا محفوظ رہنا ممکن نہ تھا، جس کی وجہ سے یہ لائبریری ہر خاص و عام کے لیے کھولی نہ گئی، کبھی کبھار میں لائبریری میں جاتا تو کتابیں مٹی سے بھری ہوئی ہوتیں، قلیل وقت کی وجہ سے ہر کتاب کو نکال کر صاف کرنا ممکن نہ تھا، بلور کے ساتھ مٹی صاف کر دی جاتی لیکن بار بار یہ خیال آتا کہ ایسی صورت حال میں ان کتابوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ ایک دن میاں صاحب کے پاس اکیلا بیٹھا ہوا تھا میاں صاحب نے مجھے فرمایا اگر ان کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دے دیا جائے تو اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، میں نے عرض کیا بہت اچھا فیصلہ ہے۔ آپ نے فرمایا کسی ایک نے تو میرے اس فیصلے کی تائید کی، دو تین دن بعد کا شانہ شیر ربانی میں ماہنامہ نور اسلام کی میٹنگ تھی جس میں علمی دنیا سے تعلق رکھنے والے متعدد حضرات تشریف لائے، میٹنگ کے دوران میں نے میاں صاحب کے ذخیرہ کتب کو بطور عطیہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو دینے کی بات کی تو ہر ایک کی رائے مختلف تھی لیکن پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دینے کے حق میں کوئی بھی نہ تھا۔ اگلے روز میری میاں صاحب سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا، پنجاب یونیورسٹی کو کتابیں دینے کے حق میں کوئی بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ فیصلہ تو ہو چکا ہے کہ ان کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں رکھوانا ہے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ



لابریری شرقپور شریف میں ہی ہونی چاہیے تو وہ لابریری کے انتظامی امور سنبھال لے ہم اس کو نئی کتابیں خرید دیتے ہیں۔ ماہنامہ نور اسلام کی اگلی میٹنگ میں تمام حضرات کو میاں صاحب کا پیغام پہنچایا لیکن کوئی بھی اتنی بڑی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہ تھا۔ میاں صاحب نے مجھے پنجاب یونیورسٹی میں چیف لابریرین سید جمیل احمد رضوی صاحب سے ملاقات کرنے اور ان سے کتب پنجاب یونیورسٹی کو بطور عطیہ دینے کے بارے میں معلومات لینے کو فرمایا، ملاقات میں سید جمیل احمد رضوی نے مجھے ضروری معلومات فراہم کیں۔ چند دن بعد میاں صاحب خود پنجاب یونیورسٹی لابریری تشریف لے گئے میڈم خالدہ اختر، ڈپٹی چیف لابریرین کے کمرہ میں چیف لابریرین سید جمیل احمد رضوی صاحب سے ملاقات کی۔ میاں صاحب نے اپنا تمام ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی لابریری کو بطور عطیہ دینے اور دفتری کارروائی پوری کرنے کا فرمایا۔ جمیل احمد رضوی صاحب نے فرمایا جلد ہی ایک مکتوب وائس چانسلر کو پیش کر دیا جائے گا تاکہ کارروائی کا آغاز ہو، دو تین روز کے اندر ایک مکتوب وائس چانسلر کو پیش کر دیا گیا، ایک ہفتے بعد وائس چانسلر نے چیف لابریرین سید جمیل احمد رضوی صاحب کو ذخیرہ کتب دیکھنے اور رپورٹ کرنے کی اجازت دے دی۔ سید جمیل احمد رضوی اور چوہدری محمد حنیف صاحب (موجودہ چیف لابریرین) شرقپور شریف تشریف لائے کتابیں دیکھ کر چیف لابریرین سید جمیل احمد رضوی اور چوہدری حنیف صاحب بہت خوش ہوئے، رسائل کو بھی کتابوں کے ساتھ شامل کرنے کو فرمایا، شرقپور شریف سے واپسی پر سید جمیل احمد رضوی نے اپنے نیک تاثرات رپورٹ کی صورت میں وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور کو پیش کیے۔ چند دن بعد وائس چانسلر نے میاں صاحب کا ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی لابریری میں منتقل کرنے کی منظوری دے دی۔ میاں صاحب چاہتے تھے جو کتابیں غیر مجلد ہیں ان کو پہلے جلد کروایا جائے پھر یہ ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی کے حوالے کیا جائے، اس سلسلہ میں غیر مجلد کتابیں علیحدہ کر کے دفتری خانے لے جانے کے لئے گاڑنی میں لوڈ کر رہا تھا کہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری فریانی نے لگے کتابیں کہاں لے کر جا رہے ہو، میں نے عرض کیا حضور یہ کتابیں غیر مجلد ہیں ان کو جلد کروانے لاہور دفتری خانے لے جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا ان کتابوں کو گن کر دفتری کے حوالے کرنا اور گن کر واپس لینا تاکہ یہ نایاب کتابیں ضائع نہ ہوں۔ ابھی ان کتابوں کا انتظار تھا کہ غیر مجلد کتابوں کی جلد بندی ہو جائے تو تمام کتابیں اکٹھی پنجاب

یونیورسٹی لائبریری کو دے دی جائیں۔

## میاں صاحب کو ہارٹ اٹیک

لیکن 4 اگست 2001ء بروز ہفتہ کی شب آپ (میاں جمیل احمد شرقپوری) کو ہارٹ اٹیک ہوا، بیہوشی کی حالت میں آپ کو پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی سنٹر لاہور لایا گیا۔ ایمرجنسی میں آپ کو فوراً طبی امداد فراہم کی گئی، 5 اگست 2001ء بروز اتوار مجھے اطلاع ملی کہ میاں صاحب ہسپتال میں ہیں، ایمرجنسی میں آپ کا علاج کیا جا رہا تھا، تھوڑی دیر بعد آپ کو سی سی یو وارڈ میں شفٹ کرنے کی تیاریاں ہونے لگیں، یہ دن آپ کے ایکسرے، خون و دیگر ٹیسٹ میں گذرا۔ 6 اگست 2001ء بروز پیر آپ کی حالت قدرے بہتر لیکن نارمل نہ تھی۔ ڈاکٹر ابھی تک میاں صاحب کی صحت کے بارے میں متفکر تھے، دن میں کئی دفعہ چیک کرنے کے لیے تشریف لاتے، ڈاکٹروں کے مطابق میاں صاحب کا پچنا کسی معجزے سے کم نہیں تھا، بقول ایک ڈاکٹر میاں صاحب پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے جس کی وجہ سے بچ گئے ہیں ورنہ اتنے شدید اٹیک میں مریض کم ہی بچتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے ابھی میاں صاحب سے ملاقات پر بالکل پابندی عائد کی ہوئی تھی۔

## ذخیرہ کتب کی پنجاب یونیورسٹی منتقلی

17 اگست کو پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی سنٹر کے سی سی یو وارڈ میں میاں صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا جس طرح بھی ممکن ہو تم کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری پہنچا دو، اس سلسلہ میں میاں صاحب نے ماسٹر احمد علی اور حاجی ملک محمد حیات کو میرے ساتھ روانہ کر دیا۔ ابھی ہر کتاب پر ”ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی“ کی مہر لگانی تھی، لہذا فوری طور پر دو عدد مہریں بنوائیں، ہارٹ اٹیک کے دو ماہ پہلے سے میاں صاحب کو نیند نہیں آرہی تھی، دوائی کھانے سے میاں صاحب کو نیم بیہوشی جیسی کیفیت ہو جاتی، 8 اگست کی صبح فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب کو ہسپتال ملنے آیا تو آپ نے فرمایا جب تک کتابیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری منتقل نہیں ہو جاتیں اس وقت تک اس بات کو صیغہ راز میں رکھنا اور مجھے جلد از جلد شرقپور

شریف جانے کو فرمایا۔

ہزاروں کے حساب سے کتابیں اور رسائل تھے ہر کتاب کو تین مختلف جگہ پر مہر ثبت کرنا تھی لہذا ہم تینوں (ماسٹر احمد علی، حاجی محمد حیات اور یہ خادم) نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ مہر لگا کر آج کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری منتقل کر دیا جائے۔ اسی دوران آپ کا ٹیلی فون آیا، میاں صاحب نے پوچھا کتابیں کب تک پنجاب یونیورسٹی پہنچ جائیں گی۔ میں نے عرض کیا آج ان شاء اللہ ضرور پہنچ جائیں گی، میاں صاحب نے فرمایا کل تک پہنچ جائیں گی۔ میں نے سمجھا شاید میری آواز صحیح طرح آپ کو نہیں پہنچی، میں نے پھر عرض کیا حضور آج پہنچ جائیں گی مگر آپ نے پھر دوسری مرتبہ یہی کہا اچھا کل تک پہنچ جائیں گی، ٹیلی فون بند ہوا، ہم نے بڑی کوشش کی کہ کام ختم کر کے آج کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی منتقل کر دیا جائے مگر نہ ہی کام ختم ہوا اور نہ ہی یونیورسٹی لے جانے کے لئے گاڑی کا بندوبست۔ ظہور احمد اس وقت میاں صاحب کے پاس تھا۔ میاں صاحب نیند کی دوائی کھانے کی وجہ سے نیم بیہوشی کی حالت میں تھے، میاں صاحب ظہور احمد کو بار بار فرماتے کہ معروف کو اوپر سے بلاؤ یعنی بیہوشی کی وجہ سے آپ سمجھ رہے تھے کہ میں (میاں صاحب) شرقیہ پور شریف میں ہوں اور معروف اوپر لائبریری میں کام کر رہا ہے۔ ظہور میاں صاحب سے عرض کرتا حضور ہم ہسپتال میں ہیں، اوڑ معروف شرقیہ پور شریف میں ہے، تو پھر آپ فرماتے اچھا تو اس کو ٹیلی فون کرو، اس وجہ سے آپ مجھے بار بار ٹیلی فون کرتے اور کام کے متعلق پوچھتے، ایک گھنٹے میں آپ کا آٹھ سے دس بار ٹیلی فون آتا۔ 9 اگست بروز جمعرات صبح دس بجے ہم نے کتابوں کے تمام کارٹون ٹرک پر لوڈ کر لیے، رسائل کو بندلوں کی شکل میں رکھ لیا، ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے اس سے پہلے کہ ہم لاہور روانہ ہوتے، صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب تشریف لے آئے اور فرمایا، ان کتابوں کو کہاں لے جا رہے ہو، ہم نے عرض کیا جلد کروانے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا بارش کا موسم ہے بہتر ہے ان کے اوپر کوئی ترپال دے دو، کتابوں پر ترپال دے کر ہم شرقیہ پور شریف سے روانہ ہوئے، بارہ بجے کے بعد ہم پنجاب یونیورسٹی لائبریری پہنچ گئے جہاں چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی صاحب نے بڑا پر تپاک استقبال کیا، پہلے ٹھنڈے اور بعد میں گرم مشروبات سے ہماری تواضع فرمائی، اپنے عملے سے کتابیں ٹرک سے اتروا کر اپنی زیر نگرانی لائبریری کے اندر رکھواتے رہے، جب تک ٹرک میں سے تمام کتابیں اور رسائل

لابریری کے اندر نہ پہنچ گئے تب تک شاہ صاحب ٹرک کے پاس ہی کھڑے رہے۔

پنجاب یونیورسٹی لابریری سے فارغ ہونے کے بعد میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا، آپ کو اطلاع دی کہ تمام کتابیں لابریری منتقل کر دی گئی ہیں۔ میاں صاحب ہسپتال میں انتہائی نگہداشت وارڈ میں زیر علاج تھے ٹیسٹ کروانے پر پتا چلا کہ آپ کے پھیپھڑوں میں پانی چلا گیا ہے، بائیں گردے میں چھلی میٹر کی پتھری ہے، بلڈ پریشر کنٹرول سے باہر ہے اور کمزوری اتنی تھی کہ آپ سے چلا بھی نہیں جاتا تھا، لیکن آپ بڑے خوش نظر آ رہے تھے۔ اس خوشی سے شاید آپ کو یہ احساس ہی نہ رہا کہ مجھے چاروں طرف سے بیماریوں نے گھیر لیا ہے آپ بڑی خوش مزاجی سے باتیں کر رہے تھے جیسے خود مریض نہ ہوں بلکہ کسی مریض کی تیمارداری کے لئے آئے ہوں۔ اس کے بعد آپ نے کئی دفعہ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری سے فرمایا کہ میرے شرقپور شریف جانے کا بندوبست کرو لیکن ڈاکٹروں نے کم از کم دو ہفتے تک ہسپتال رہنے کا مشورہ دیا۔

## ڈھوک شیر ربانی روانگی

26 ستمبر 2001ء: تقریباً پندرہ دن ہسپتال میں رہنے کے بعد آپ شرقپور شریف آ گئے۔ ڈاکٹروں نے کسی بھی قسم کی ملاقات پر پابندی لگائی ہوئی تھی، مگر میاں صاحب گھر آنے کے چند روز بعد ہی لوگوں سے ملنا شروع ہو گئے۔ آپ ظہر کی نماز کے بعد باہر آتے اور مغرب تک لوگوں سے ملتے رہتے۔ ستمبر کے شروع میں میاں صاحب نے فرمایا چکوال کے نزدیک ایک ڈھوک شیر ربانی ہے وہ بہت صحت افزا علاقہ ہے وہاں جانا چاہیے، مگر ڈاکٹروں نے سفر سے منع کر دیا تھا، اس طرح فوری طور پر پروگرام نہ بن سکا۔ میاں صاحب کے بائیں گردے میں پتھری تھی چکوال کے نزدیک پیرکھارا شریف میں ایک بزرگ کا دربار ہے جہاں پتھری والے مریض جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحت یاب ہو کر لوٹتے ہیں، گھر والوں نے میاں صاحب سے خود ہی فرمایا کہ آپ پیرکھارا شریف چلے جائیں، لہذا 26 ستمبر روانگی کا دن مقرر ہوا۔ میں نے میاں صاحب کے ساتھ ہی جانا تھا مگر پنجاب یونیورسٹی لابریری میں کام کی غرض سے مجھے رکنا پڑ گیا، روانگی سے ایک روز قبل میاں صاحب نے مجھے فرمایا کل ہم نے جانا ہے اس سلسلہ میں ملتان سے

حاجی آصف کی گاڑی منگوائی ہے، اگر گاڑی لیٹ ہوگئی، شام کو آئی تو ہم پھر بھی روانہ ہو جائیں گے اور چکوال ہوٹل میں ٹھہر جائیں گے کیونکہ سد و وال سے آگے کا راستہ جنگل نما اور نہایت خطرناک ہے، سد و وال سے ڈھوک شیر ربانی کا ڈیڑھ کلومیٹر کا فاصلہ تھا۔ ملتان سے گاڑی وقت پر آگئی، میاں صاحب تین بجے سہ پہر تک ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے۔ میں یونیورسٹی سے فارغ ہو کر گھر آ گیا، سامان وغیرہ لیا اور حاجی اسلم (اعظم مارکیٹ) سے کچھ سامان اور رقم لے کر لاری اڈہ آ گیا کوچ پانچ بجے روانہ ہوئی اور تقریباً دس بجے چکوال پہنچ گئی، لیٹ ہونے کی صورت میں رات چکوال ٹھہرنے کی بات مجھے میاں صاحب کی یاد آئی۔ ابھی میں کوچ سے اتر ہی تھا کہ موٹر سائیکل رکشہ والے میرے آگے پیچھے ہو گئے کہ باؤجی کدھر جانا ہے میں نے کہا مجھے سد و وال سے آگے ڈھوک شیر ربانی جانا ہے۔ ایک رکشہ والے سے 60 روپے میں بات ہوگئی، میں راستوں سے ناواقف تھا میں نے سوچا رات ہوٹل میں ہی ٹھہرنا ہے اگر یہ رکشہ والا مجھے ڈھوک شیر ربانی پہنچا دے تو صبح کا وقت بچ جائے گا، لہذا میں یہ سوچ کر رات دس بجے ڈھوک شیر ربانی جانے کے لئے رکشہ میں بیٹھ گیا، ساڑھے دس بجے ہم سد و وال پہنچ گئے۔ سد و وال سے آگے راستے کا پتہ نہیں چل رہا تھا، ایسا لگتا تھا جیسے آگے جنگل ہے اور باقاعدہ کوئی راستہ نہیں، بڑی مشکل سے ایک گھر کا دروازہ کوئی دس مرتبہ کھٹکھٹایا، ایک شخص پسنل ہاتھ میں تھا مے باہر آیا۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے میں نے کہا مجھے ڈھوک شیر ربانی جانا ہے ہمیں راستہ نہیں مل رہا وہ بولا اس سے آگے تقریباً جنگل ہے مغرب کے بعد کوئی بھی ادھر نہیں جاتا بہتر ہے تم واپس چکوال چلے جاؤ اور صبح آنا۔ میں نے کہا آپ راستہ سمجھائیں۔ اس نے رکشہ والے کو راستہ سمجھایا رکشہ والا اگلے حالات سن کر ڈر گیا اور بولا بھائی میں آپ کو واپس لیے چلتا ہوں صبح اسی کرایہ میں آپ کو ڈھوک شیر ربانی پہنچا دوں گا۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ مجھے بھی راستہ سمجھاؤ اس نے کہا تھوڑا سا آگے جا کر پہلی روہی (برساتی نالہ)۔۔۔ زائیں اور دوسری روہی سے سیدھا چلتے جانا اس سے آگے بھی وہ سمجھاتا رہا میں نے رکشہ والے کو کہا تم فکر نہ کرو تمہیں کچھ نہیں ہوتا تم مجھے ڈھوک شیر ربانی پہنچا دو رکشہ والا رضامند ہو گیا مگر وہ چند قدم آگے ہی گیا تھا رکشہ روک کر میری منت سماجت کرنے لگا میرا ایک لاکھ روپے کا رکشہ ہے مہربانی کر کے واپس چلو مگر میں واپس جانے کو تیار نہ تھا۔ میں نے رکشہ والے کو دس روپے زیادہ کرایہ یعنی ستر روپے دیے اور کہا تم واپس چلے جاؤ، میں نے اپنا بیگ اپنے کندھے پر رکھا اور

پہلی روہی سے دائیں ہاتھ ہو کر ڈھوک شیرربانی کی طرف رواں دواں ہو گیا، دوسری روہی گزرنے کے بعد میں بھول گیا کہ اب مجھے کدھر جانا ہے میرے پاس اب واپسی کا بھی کوئی راستہ نہیں تھا، اب ایسے ہی تھا جیسے میں جنگل سے گذر رہا ہوں، مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب میں کیا کروں، چاندنی رات ہونے کی وجہ سے اردگرد کے ماحول کا اندازہ ہو رہا تھا، بہر حال میں نے رکنا مناسب نہ سمجھا کافی دیر چلنے کے بعد مجھے بڑی دور ایک روشنی نظر آئی۔ میں روشنی کی طرف چل پڑا، میں روشنی کے پاس پہنچا تو ایک شخص چارپائی پر سویا ہوا تھا۔ میں نے اس کو جگایا اور کہا مجھے ڈھوک شیرربانی جانا ہے، وہ شخص بڑے غور سے میری طرف دیکھ کر بولا، تم کہاں سے آئے ہو اس وقت یہاں کیسے پہنچے، میں نے کہا میں لاہور سے آیا ہوں اور سدوال سے آگے پیدل آرہا ہوں مجھے ڈھوک شیرربانی کا راستہ بھول گیا ہے۔ اس نے کہا اس وقت ادھر آنے سے تم کو کسی نے منع نہیں کیا میں نے کہا ابھی رات کے گیارہ بجے ہیں اس نے کہا مغرب کے بعد ادھر کوئی نہیں آتا اور تم گیارہ بجے کی بات کر رہے ہو خیر وہ کچھ دیر بولنے کے بعد اپنے کمرہ کے اندر گیا ایک لمبی سی چھٹری لے کر آیا بولا اس کو اپنے ہاتھ میں رکھنا ڈاکوؤں کے علاوہ خونخوار جانوروں سے بھی تمہارا پالا پڑ سکتا ہے، اس کے بتائے ہوئے راستے پر میں چھٹری گھماتا ہوا چل پڑا خیر آدھا پونا گھنٹہ چلنے کے بعد میں بخیریت رات بارہ بجے کے قریب ڈھوک شیرربانی پہنچ گیا۔ میں نے میاں صاحب کا دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہ سمجھا اور باہر چھوٹی سی مسجد میں ٹھہر گیا۔ جوں جوں وقت گذر رہا تھا سردی بڑھ رہی تھی میرے پاس کوئی چادر وغیرہ نہ تھی جس سے میں سردی سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا، بڑی مشکل سے تین بجے ایک بزرگ شخص مسجد میں داخل ہوا مجھے صفوں میں لپٹا دیکھ کر پوچھنے لگا کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا لاہور سے آیا ہوں اور میاں صاحب سے ملنا ہے۔ وہ مطمئن ہو کر وضو وغیرہ کرنے کے بعد نفل پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ میں بھی صفوں سے نکل کر استنجا اور وضو کرنے کے بعد فجر کی نماز کی تیاری کرنے لگا، فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب سے ملاقات ہوئی، میاں صاحب نے پوچھا کب آئے ہو میں نے عرض کیا رات بارہ بجے پہنچا ہوں، تمام ڈھوک والے پریشان تھے تم اس وقت کیسے آگئے۔ میں نے کہا بس میاں صاحب کی دعاؤں سے پہنچ گیا ہوں۔ اگلے روز میں میاں صاحب کے کمرہ میں ہی سو گیا، رات گیارہ بجے مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی میں نے ادباً میاں صاحب کے ہاتھ روم میں جانا مناسب نہ سمجھا، اور باہر

کھیتوں کی طرف رفع حاجت کے لیے چل پڑا، حاجت کے لئے ابھی دو چار منٹ ہی ہوئے تھے کہ مجھے ایک طرف سے رونے کی آواز آئی پھر ایسے لگا رونے کی آوازیں ایک سے زیادہ کی ہیں اگلے ہی لمحے مجھے ایسے لگا جیسے رونے کی آوازیں میرے قریب سے آرہی ہیں۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مجھے کتنی ساری آنکھیں نظر آئیں، میں اپنا ازار بند باندھے بغیر بھاگ کھڑا ہوا اور میاں صاحب کے کمرہ میں پہنچ کر سانس لیا، جب کہ ایک روز قبل میں جنگل میں دو گھنٹے چلتا رہا اور مجھے ایک بلی بھی نظر نہ آئی۔ اصل میں یہ سد و وال سے ڈھوک شیر ربانی کا سفر قبلہ میاں صاحب کی نظر کرم سے ہی طے ہوا تھا۔

## کمانڈر ظفر کی لاہور آمد

10 نومبر 2001ء: کمانڈر ظفر صاحب کراچی سے لاہور تشریف لائے گاڑی صبح نو بجے لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچنا تھی مگر لیٹ ہونے کی وجہ سے دوپہر 12 بجے پہنچی۔ کمانڈر ظفر صاحب کراچی سے قبلہ میاں صاحب کا کچھ سامان لے کر آرہے تھے، ماسٹر احمد علی شرچوری کمانڈر ظفر صاحب کو لاہور ریلوے اسٹیشن سے لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آج چونکہ فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرچوری نقشبندی مجددی کی تیاری کا پہلا دن تھا، لہذا میں اس کی تیاری کے سلسلہ میں مین لائبریری پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس سید جمیل احمد رضوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا، سارا دن کام کرنے کے بعد میں حرفان ہوٹل شادمان کمرہ نمبر 104 میں آیا تو میاں صاحب کے علاوہ کمانڈر ظفر اور حاجی اللہ دتہ شرچوری موجود تھے۔ میاں صاحب نے مجھے کھانا کھانے کو فرمایا اور پھر فضل الرحمن (شو مارکیٹ والے) کے گھر شادمان چلے گئے رات وہاں قیام کیا، کمانڈر ظفر صاحب اور حاجی اللہ دتہ صاحب ہوٹل میں ہی رہے۔

## ڈاکٹر اشرف آصف جلالی سے ملاقات

13 نومبر 2001ء: قبلہ میاں صاحب نے مجھے فجر کی نماز سے قبل جناب ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کو مدرسہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام دروغہ والا سے لانے کو فرمایا، میں ان کو لے کر تقریباً آٹھ بجے شادمان پہنچا۔ میاں صاحب نے جناب ڈاکٹر اشرف آصف جلالی

صاحب کے ذمہ چند ایک عربی کی کتابوں کی پروف ریڈنگ اور ان کی تصحیح کا کام سونپا، میاں صاحب کی خواہش تھی کہ ان کتابوں کو جلد از جلد شائع کیا جاسکے۔ گیارہ بجے میاں صاحب چیک اپ کے لیے پنجاب کارڈیالوجی سنٹر لاہور ڈاکٹر محسن نذیر کے پاس چلے گئے، چیک اپ کے بعد ڈاکٹر محسن صاحب کافی پریشان دکھائی دیے، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میاں صاحب دوایں روزانہ باقاعدگی سے لے رہے ہیں اور پریہیز میں کوتاہی تو نہیں کر رہے۔ میں نے کہا ایسا بالکل نہیں میاں صاحب مکمل پریہیز میں ہیں، ڈاکٹر صاحب نے کہا مگر بلڈ پریشر بڑھنا نہیں چاہیے، ڈاکٹر محسن صاحب سے فارغ ہونے کے بعد میاں صاحب نے مجھے ڈاکٹر شہریار سے رابطہ کرنے کو فرمایا، رات ساڑھے آٹھ بجے کا وقت ملا۔ اس وقت ڈاکٹر شہریار کا کلینک پنجاب کارڈیالوجی سنٹر کے ساتھ ہی تھا۔ میاں صاحب سوا آٹھ بجے ڈاکٹر شہریار کے کلینک پر پہنچ گئے، پہلے ای سی جی ٹیسٹ ہوا، ڈاکٹر شہریار نے میاں صاحب کی تمام رپورٹیں دیکھیں، چند ایک نئی ادویات 15 دن تک استعمال کرنے کو کہا۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر شہریار سے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا تو ڈاکٹر شہریار نے منع کر دیا۔ اس سے پہلے ڈاکٹر محسن نے بھی میاں صاحب کو روزہ نہ رکھنے کی تاکید کی تھی۔ چیک اپ کے بعد مال روڈ فضل دین اینڈ سنز سے ادویات لیں اور پھر شہر قیور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ شہر قیور شریف پہنچے تو صاحبزادہ میاں خلیل احمد شہر قیور نے فرمایا کہ لنڈی کوتل (صوبہ سرحد) سے شیخ محمد گل صاحب تشریف لائے تھے تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد واپس چلے گئے، میاں صاحب رات بارہ بجے تک بذریعہ ٹیلی فون شیخ محمد گل صاحب کے بارے میں معلومات لیتے رہے کہ وہ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں، مگر معلوم نہ ہو سکا، آخر کار آپ نے مجھے عشاء کی نماز پڑھنے کو فرمایا اور خود گھر تشریف لے گئے۔

## پیر شیخ محمد گل صاحب سے ملاقات

14 نومبر کو صبح پونے چھ بجے آپ گھر سے باہر تشریف لائے اور سیدھے مال مویشیوں والی حویلی پر چلے گئے، حویلی سے واپس آنے کے بعد آپ نے پھر شیخ گل صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر رابطہ نہ ہو سکا، تقریباً دس بجے حرفان ہوٹل سے مینجر غلام رسول کا ٹیلی فون آیا کہ شیخ محمد گل صاحب لاہور اسٹیشن پر ایک ہوٹل میں قیام پذیر ہیں۔ میاں صاحب نے شیخ گل صاحب



سے رابطہ کیا اور شرقپور شریف آنے کی دعوت دی، تقریباً دو گھنٹے بعد شیخ گل صاحب اپنے بیٹے اور ایک ساتھی کے ہمراہ شرقپور شریف تشریف لے آئے۔ میاں صاحب نے ان کا بڑی گرم جوشی سے استقبال اور نہایت پر تکلف کھانے کا بندوبست کیا۔ شیخ گل صاحب تین گھنٹے تک میاں صاحب سے محو گفتگو رہے، عصر سے پہلے شیخ گل صاحب واپس چلے گئے، ان کے جانے کے بعد میاں صاحب نے فرمایا شیخ گل صاحب اپنے علاقہ میں اہل سنت و جماعت کے ایک ستون ہیں، اسلام کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے ان کی بے بہا خدمات ہیں۔

## چین کی زیارت

15 نومبر کی صبح میاں صاحب نے مجھے ”چین“ دکھائی اور فرمایا میں 1994ء یا 1995ء میں افغانستان گیا تھا اس ”چین“ کو میں نے وہاں سے لیا تھا، ”چین“ نہایت گرم اور بناوٹ کے اعتبار سے ایسی ہوتی ہے جس میں دستاں پہننے کی ضرورت نہیں پڑتی، اس کی لمبائی سر سے لے کر گھٹنوں تک جاتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد لاہور سے میاں عبدالوحید اور ان کے بھائی عبدالخالق (سرتاج فلور مل والے) تشریف لے آئے۔ میاں صاحب نے ان کو ناشتہ کرایا تھوڑی دیر رکنے کے بعد میاں عبدالوحید صاحب واپس چلے گئے، ان کے جانے کے بعد میاں صاحب بار بار یہ شعر پڑھتے رہے:-

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے  
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے  
(امیر مینائی)

## میاں صاحب کا خواب

2 جنوری 2002ء ہائی کورٹ بار کے صدر جناب ثار کوثر صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ تشریف لائے، ثار کوثر پہلے دو دفعہ الیکشن میں کھڑے ہوئے مگر کامیاب نہ ہو سکے، اس دفعہ وہ الیکشن سے قبل میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی، جیتنے کے بعد ثار کوثر پہلی دفعہ شرقپور شریف آئے۔ میاں صاحب نے ان کی خاطر مدارت کی۔ عشاء سے قبل

واپس تشریف لے گئے۔ 7 جنوری کو میاں صاحب فجر کی نماز کے بعد باہر آئے تو آپ نے فرمایا آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے جسم پر خارش ہو رہی ہے اور میں تمہیں (معروف) آوازیں دے رہا ہوں، میری اچانک آنکھ کھلی تو تمہاری والدہ نے بتایا کہ معروف تو باہر ہے۔

## میاں صاحب کے پاؤں پر سوزش

8 جنوری 2002ء: صبح دس بجے پاؤں پر سوزش ہونے کی وجہ سے میاں صاحب پنجاب کارڈیالوجی سنٹر چیک اپ کے لیے گئے۔ ڈاکٹر محسن صاحب نے چیک اپ کے بعد مجھے تاکید کی تم روزانہ میاں صاحب کا ناشتے سے پہلے وزن چیک کیا کرو ہو سکتا ہے جسم میں پانی جمع نہ ہو رہا ہو، اگر وزن بڑھے تو فوراً مجھ سے رابطہ کرو، میوہ ہسپتال کے باہر سے ایک عدد ویٹ مشین خریدی تاکہ روزانہ وزن چیک کیا جاسکے۔

## سالانہ کیلنڈر کی تیاری

11 جنوری 2002ء: جمعہ کی نماز کے بعد ڈاکٹر خالد نے میاں صاحب کو چیک کیا اور پھر کافی تعداد میں حاضرین ملنے کے لیے آتے رہے، 2002ء کا سالانہ کیلنڈر میاں جلیل احمد شرقپوری فیصل آباد سے ڈیزائن کروا رہے تھے، بذریعہ ٹیلی فون میاں صاحب نے میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب کو جلد از جلد شائع کرنے کو فرمایا، رات 9 بجے میاں عدیل، میاں تنویر، میاں حنان اور میاں صالح اپنے استاد شرافت صاحب کے ہمراہ تشریف لائے، بچوں نے باری باری سورتیں اور قصیدہ بردہ شریف سنایا، میاں صاحب نے فرمایا، جو دس سورتیں یاد کرے گا اس کو سیر کرائی جائے گی۔

## صاحبزادگان کی لاہور کی سیر

12 جنوری 2002ء: کی صبح ناشتے سے قبل میاں صاحب کا وزن کیا جو 94 کلو تھا، میاں صاحب نے فرمایا آج میری طبیعت ٹھیک نہیں تم یونیورسٹی چلے جاؤ۔ 13 جنوری کو میاں صاحب نے حسب معمول صاحبزادگان سے قرآن پاک کی سورتیں اور قصیدہ بردہ شریف سنا اور

مجھے حکم دیا آج میاں عدیل، میاں تنویر، میاں حنان اور میاں صالح کو لاہور کی سیر کرا لاؤ۔ ریس کورس پارک، سوز و واٹر پارک، جلو پارک کی سیر کرنے کے بعد ہم سب حرفان ہوٹل (شادمان) آگئے، دوپہر کا کھانا ادھر سے ہی کھایا جس کا بندوبست جناب غلام رسول صاحب نے کیا ہوا تھا، تھوڑا آرام کرنے کے بعد والٹن ائر پورٹ پر جہازوں کی نمائش دیکھنے چلے گئے، مغرب کی نماز سے قبل واپس شرقپور شریف آگئے۔ رات کو میاں صاحب نے موہلنوال اور جلیانہ سے آٹھ من دودھ منگوایا جس کا کھویا تیار کرنا تھا، میاں صاحب ہر سال اس کھوئے سے سیشل گلاب جامن بنا کر علماء مشائخ، پروفیسرز اور دیگر حضرات کی خدمت میں بھجواتے۔

## میاں صاحب کی وزیر صاحب سے ملاقات

14 جنوری 2002ء: کی صبح میاں صاحب نے حاجی شیخ محمد ارشد (پشاور)، حاجی اللہ دتہ، شیخ طارق، خواجہ غلام جیلانی اور کراچی سے آئے ہوئے وزیر صاحب (جو حال ہی میں اپنے علاقہ میں ناظم منتخب ہوئے تھے) کو ناشتہ کرایا، ناشتے کے بعد میاں صاحب کے حکم پر وزیر صاحب کو دارالمبلغین حضرت میاں صاحب ”کا دورہ کرایا، لاہور پہنچنے پر وزیر صاحب دربار حضرت داتا گنج بخش“ حاضری کے لیے چلے گئے اور میں پنجاب یونیورسٹی چلا گیا۔ واپسی پر میں نے میاں صاحب کے حکم پر اردو بازار سے ”طالبان“ کتاب خریدی اور واپس شرقپور شریف آگیا۔

## میاں صاحب کی ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر آمد

15 جنوری 2002ء: صبح 6 بج کر 20 منٹ پر آپ کا وزن کیا۔ ڈاکٹر صاحب چیک کرنا چاہتے تھے کہ میاں صاحب کا وزن کم تو نہیں ہو رہا۔ ناشتہ کرنے کے بعد لاہور روانہ ہو گیا۔ تقریباً ایک بجے میاں صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ میں اعوان ٹاؤن میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر ہوں تم یونیورسٹی سے فارغ ہونے اور شاہ صاحب کو گھر چھوڑنے کے بعد ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے گھر آ جانا۔

17 جنوری کو میاں صاحب بار بار یہ شعر پڑھتے رہے۔

نہ میں سوہنی نہ گن پلے تے میں کس دا مان کریاں  
چارے میرے کونے چکڑ بھرے تے میں کس نوں مل مل دھواں  
صابن تھوڑا پانی گدلا میں بیٹھ کنارے روواں  
شیر ربانی جے نظر کرم کریں تے میں سدا سہاگن ہواں  
18 جنوری 2002ء: ماسٹر عظمت کو ساتھ لے کر میاں صاحب کے دیے ہوئے 40  
گفٹ پیک تقسیم کیے۔

20 جنوری کی صبح میاں صاحب نے جامعہ نظامیہ اور جامعہ نعیمیہ میں بھی اساتذہ کرام  
کو گفٹ پیک تقسیم کرنے، اور دارالمبلغین حضرت میاں صاحب میں بچوں کو کمپیوٹر کی تعلیم سے  
آراستہ کرنے کو فرمایا۔

## میاں صاحب کے گردوں کا ٹیسٹ

21 جنوری 2002ء: پونے پانچ بجے یونیورسٹی سے فارغ ہو کر حاجی خوشی محمد صاحب  
کی دکان پر چلا گیا جہاں میاں صاحب پہلے سے ہی تشریف فرما تھے۔ 5 بجے ڈاکٹر خالد صاحب  
تشریف لے آئے، آج گردوں کے ٹیسٹ کے لیے ڈاکٹر طاہر شفیع کے کلینک پر چلے گئے، چیک  
اپ کے بعد واپسی پر حاجی خوشی محمد کے ڈیرے پر آگئے، صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد، حاجی اسلم  
اعظم مارکیٹ والے، حاجی غلام محمد اور جاوید باجوہ پہلے سے موجود تھے، میاں صاحب نے میاں  
ولید احمد صاحب کو اپنی منزل دہرانے کے لیے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے بیٹے حافظ نعمان کے ساتھ  
ان کے گھر بھجوادیا۔

## میاں صاحب کو پیش کی تکلیف

22 جنوری 2002ء: آپ کو پیش کی بیماری لاحق ہوگئی۔ چلنے میں کمزوری بھی محسوس  
ہورہی تھی۔ میں نے لاہور نہ جانے کا مشورہ دیا مگر آپ نے فرمایا جانا ضروری ہے۔ پنجاب  
کارڈیالوجی میں ڈاکٹر محسن کو چیک کرایا کوئی خطرے والی بات نہیں تھی پھر حاجی خوشی محمد کی دکان پر  
آگئے، یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد میں مغرب کی نماز کے بعد حاجی خوشی محمد کے ڈیرے پر

آگیا جہاں حاجی محمد حیات، اشفاق پٹواری، اور حاجی رؤف موجود تھے، تھوڑی دیر کے، سبزی منڈی حاجی وقار سے چند منٹ ملاقات کی اور شر قپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ نماز عشاء سے قبل کچھڑی بنوا کر کھائی صاحبزادگان کو دل لگا کر پڑھنے اور وقت ضائع نہ کرنے کی تلقین کرنے کے بعد عشاء کی نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

## میاں صاحب کا خود پرٹنگ کروانا

23 جنوری 2002ء: کی صبح صاحبزادگان سے قرآن پاک کی سورتیں سننے کے بعد مجھے فرمانے لگے میں پہلے خود ہی لیتھو پریس مشینوں پر چھپوائی کا کام کروانا، بعض اوقات خود ہی رم (بڑے سائز کے کاغذ کا پیکٹ) اٹھا کر پریس پہنچاتا، کتابوں اور رسائل کو چھپوا کر خود ہی پوسٹ کرتا تھا۔ قبلہ میاں صاحب نے جب بہ سازی پر بھی فرمایا کہ بعض لوگ جبے سازی کا استعمال بھی کرتے تھے، مثال کے طور پر ایوب خان کے دور حکومت میں نوائے وقت پر پابندی لگ گئی تھی پھر نوائے پاکستان کے نام سے شائع ہوتا رہا، پہلے صفحے کے نیچے والے حصے پر نوائے وقت کا لوگو پرنٹ کر دیتے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ نوائے وقت والوں کا ہی اخبار ہے، پھر آپ نے حسن نظامی اور اے کے بروہی کی مثال دی کہ انہوں نے کس مفلسی کی حالت میں اپنی تعلیم جاری رکھی اور کس قدر نام روشن کیا، اے کے بروہی نے انسانی بنیادی حقوق کے حوالے سے ایک کتاب (Fundamental Rights) تحریر کی اس کتاب کو ریفرنس کے طور پر آج بھی عدالتوں میں پیش کیا جاتا ہے قابلیت کی بنا پر بروہی کے سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے۔ تھوڑی دیر بعد آپ لاہور کے لئے روانہ ہو گئے، راستے میں آپ نے فرمایا تاریخ میں آج تک کسی نے افغانستان پر مکمل قبضہ نہیں کیا، امریکہ بھی افغانستان میں مکمل طور پر کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا۔

24 جنوری 2002ء: کتابوں کی چھپوائی کے متعلق علامہ محمد اشرف آصف جلالی صاحب، ماسٹر احمد علی صاحب اور سعید صدیقی صاحب سے رابطہ کیا اور ان کتابوں کو جلد از جلد مکمل کرنے کو فرمایا، شام کے وقت آزاد کشمیر سے مفتی نذیر احمد اور لاٹانی بک پبلس (اردو بازار لاہور) والے شفیق احمد شاہ صاحب تشریف لائے۔ میاں صاحب نے ان کی چائے مٹھائی سے خاطر

مدارت کی، مفتی نذیر احمد شریقی پور شریف میں ہی رات ٹھہرے۔

## کتاب طالبان کا مطالعہ

25 جنوری 2002ء: کی صبح چھ بج کر پندرہ منٹ پر آپ نے مفتی نذیر احمد، حاجی اللہ دتہ اور حاجی غلام رسول کو ناشتہ کرایا۔ مجھے کتاب ”طالبان“ صفحہ 120 پڑھنے کو فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد میاں خلیل احمد شریقی پور بھی میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لے آئے۔ وہ کتاب ”طالبان“ کا مطالعہ کرنے لگے میاں صاحب نے فرمایا پہلے میں اس کتاب کو مکمل کر لوں پھر آپ پڑھ سکتے ہیں۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میاں صاحب نے کہا بتاؤ یہ کتاب کیسی ہے میں نے عرض کیا کتاب تو بہت اچھی ہے مگر اس میں اسامہ بن لادن کے مکتبہ فکر کا پتہ نہیں چلتا۔ میاں صاحب نے فرمایا اسامہ بن لادن جس علاقے میں ہیں وہ دیوبندیوں کے قبضہ میں ہے مگر اس کے والدین بکے سنی تھے اور وہ میلاد شریف کی محافل منعقد کرایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا شاہ فہد کی بیگم مکہ مکرمہ میں میلاد شریف کرایا کرتی تھی، سعودیہ کا وزیر پٹرولیم ذکی بنام پکاسنی تھا اس کے علاوہ عبدالباسط نامی امیر کبیر آدمی مکہ مکرمہ میں میلاد شریف کی محافل کا انعقاد کرتا اور ان جیسی اور بے شمار مثالیں ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا سعودیہ میں رہنے والے تمام لوگ دیوبندی یا وہابی نہیں۔ ان میں بے شمار لوگ سنی عقیدہ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔

26 جنوری 2002ء: کی صبح نوائے وقت میں قاضی حسین احمد کا کالم ”طالبان کیسے بنے“ پر تبصرہ کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد میاں مرغوب احمد صاحب کے ساتھ اپنے ذاتی معاملات پر گفتگو فرماتے رہے۔

## ذکر خفی اور ذکر جہر

27 جنوری 2002ء: کی صبح حاجی فضل احمد مونگا صاحب اور ماسٹر محمد انور قمر شریقی تشریف لے آئے ان کے ساتھ ذکر خفی اور ذکر جہر پر گفتگو ہوتی رہی۔ میاں صاحب نے فرمایا ذکر جہر مسلسل نہیں ہو سکتا جبکہ ذکر خفی مسلسل ہو سکتا ہے، ماسٹر انور قمر نے میاں صاحب کے بارے میں ایک قصیدہ لکھا تھا جو انہوں نے پڑھ کر سنایا۔ اس میں جو تعریفی الفاظ استعمال کئے گئے تھے وہ میاں

صاحب کو پسند نہ آئے۔ میاں صاحب نے اس قصیدہ کو نہ چھاپنے کا حکم دیا۔ دوپہر کے وقت عبدالستار مبین اپنے گھر والوں کے ہمراہ تشریف لائے، عبدالستار مبین کی کچھ عرصہ پہلے شادی ہوئی تھی۔ میاں صاحب نے ان کے لیے ایک پر تکلف دعوت کا بندوبست کر رکھا تھا، عبدالستار صاحب میاں صاحب سے ملاقات اور دعوت کھانے کے بعد مغرب کے قریب واپس لاہور روانہ ہو گئے۔ شرقپور شریف میں ایک شخص فوت ہو گیا تھا اس کے عزیز واقارب نے اس کا مزار بنانا شروع کر دیا تھا اس سلسلہ میں میاں ابو بکر صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے میاں صاحب سے فرمایا قبرستان میں ہر دوسرے شخص کا مزار بنانا درست نہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں ان حضرات سے بات کروں تاکہ اس سلسلہ کو یہیں روکا جاسکے۔ میاں صاحب نے فرمایا آپ درست کہہ رہے ہیں پیار محبت سے اس معاملے کو حل کریں لڑائی جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔

## مسلم بی اے کا واقعہ

30 جنوری 2002ء: آپ لاہور حاجی خوشی محمد کی دکان پر تشریف لائے، حاجی محمد حیات، ماسٹر احمد علی، حاجی خوشی محمد اور دیگر حضرات موجود تھے۔ میاں صاحب نے فرمایا عالم کی قدر کم ہوتی جا رہی ہے۔ مولانا محمد بخش مسلم بی اے کا ایک واقعہ سنایا، مسلم بی اے ایک دفعہ کسی دور دراز گاؤں میں تقریر کرنے گئے، مسجد میں کوئی نمازی موجود نہ تھا، بار بار اعلانات کرنے کے بعد چند ایک لوگ جمع ہوئے، مسلم صاحب نے ان کو اچھا خاصا وعظ کیا تقریر کے بعد ان کو ایک عدد سبز رنگ کی پگڑی بطور تحفہ دی گئی، مسلم صاحب کے پاس کرایہ کے لیے پیسے بھی کم تھے انہوں نے اپنی سادہ طبیعت کے مطابق گاؤں والوں سے کسی قسم کا تقاضا بھی نہ کیا۔ بڑی مشکل سے لاہور واپس آتا صاحب پہنچے، جہاں ایک قوالی ہو رہی تھی۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد وہاں نوٹوں کی بارش کر رہی تھی، مسلم صاحب نے کہا ہم سے تو یہ لوگ بہتر ہیں۔ مولانا محمد بخش مسلم 18 فروری 1887 کو چھتہ بازار لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں پیر بخش تھا۔ مولانا اصغر علی روجی سے درس قرآن اور اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی، منشی فاضل اور بی اے کا امتحان پاس کیا اور مسلم بی اے کے نام سے ہی مشہور ہو گئے، 1924ء میں اسلام کی حقانیت اور عیسائیت کے رد میں تقاریر کا سلسلہ شروع کیا جس سے بے شمار غیر مسلم آپ کی تقاریر

سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ کی خطابت کا شہرہ اتنا ہو گیا کہ امرتسر سے بھی لوگ آپ کی تقریریں سننے کے لئے آتے تھے، تیس سال تک ہفت روزہ ”بصیرت“ لاہور کے مدیر ہے اس کا دفتر مسلم مسجد کے ایک حجرہ میں قائم تھا۔ آپ کی تصنیف شدہ کتاب ”بیان الاخلاق“ نے ملک گیر شہرت حاصل کی۔ مسلم صاحب کے بارے میں گفتگو کے بعد میاں صاحب آریڈ پریس آگئے، عربی کی کتاب کا پروف لیا پھر شیر ربانی پریس آگئے، جہاں عبدالقیوم صاحب موجود نہ تھے، وہاں سے آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## سعید چوک پر حاجی خوشی محمد کا انتظار

31 جنوری 2002ء: کی صبح 7 بج کر 45 منٹ پر لاہور روانہ ہوئے، افتخار باورچی

بھی ہمراہ تھا، سعید چوک پھولوں کی منڈی کے پاس پہنچ کر آپ گاڑی سے نیچے اتر گئے اور ایک چارپائی پر بیٹھ گئے۔ حاجی خوشی محمد نے یہاں پہنچنا تھا مگر شاید تھوڑا لیٹ ہو گئے، میاں صاحب نے ہمیں اپنی گاڑی دے دی اور لاہور جانے کو فرمایا ہم میں سے کوئی بھی میاں صاحب کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا مگر آپ نے سختی سے جانے کا حکم دیا، ہم لاہور کے لیے روانہ ہو گئے، سکیاں پل سے پہلے حاجی خوشی محمد صاحب کو جاتے ہوئے دیکھا تو اطمینان ہو گیا۔

## میاں غلام نقشبند کی کرامات

3 فروری 2002ء: مہر محمد شریف ولد مہر نواب دین سکنہ محلہ حکیم گڑھی شرقپور شریف

میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے کہنے لگے ہمارے پاس ایک بھینس تھی بیمار ہو گئی چارہ وغیرہ کچھ نہ کھاتی تھی، میاں غلام نقشبند کی عمر ابھی سات برس تھی۔ میں نے ان سے عرض کیا حضور دعا فرمائیں بھینس صحت یاب ہو جائے۔ میاں غلام نقشبند میرے ساتھ خود اس بھینس کے پاس تشریف لے گئے اور بھینس سے فرمانے لگے کھاؤ یہ چارہ تمہارا ہے اور تم نے ہی کھانا ہے، دوسرے لمحے بھینس نے چارہ کھانا شروع کر دیا، شرقپور شریف میں ایک بابا شیر محمد کی گھوڑی بھی بیمار ہو گئی وہ بھی چارہ نہ کھاتی تھی میاں غلام نقشبند نے اس کو بھی چارہ کھانے کا فرمایا گھوڑی تندرست ہو گئی اور اس نے چارہ کھانا بھی شروع کر دیا۔ میاں غلام نقشبند مخزن المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی



مجددی کے صاحبزادے تھے ان کا وصال گیارہ سال کی عمر میں ہی ہو گیا تھا اور اب ان کا مزار اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے مزار اقدس کے ساتھ ہے۔

## حضرت ثانی صاحب کی نصیحت

4 فروری 2002ء: کو لاہور جاتے ہوئے میاں صاحب نے سردار محمد چوہدری (آئی۔ جی پنجاب) کی زندگی پر روشنی ڈالی، آپ نے فرمایا سردار محمد نے اپنی ملازمت کا آغاز بطور کانسٹیبل کیا، ترقی کی منزلیں طے کرتے کرتے (آئی۔ جی) پنجاب کے عہدے پر فائز رہے ان کو شرقپور شریف سے والہانہ محبت تھی، جب ان کی زوجہ کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے خصوصی طور پر میاں خلیل احمد شرقپوری کو جنازہ پڑھانے کے لیے بلوایا تھا۔

اس کے بعد مولانا روم کا فارسی کا یہ شعر پڑھا:

تانه گرید طفل کے جوشد لبن

ترجمہ: جب تک بچہ نہ روئے ماں کا دودھ جوش نہیں مارتا

لاہور پہنچے تو میاں صاحب نے تبرک کے حوالے سے بات کرتے ہوئے فرمایا، ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری ایک دفعہ کراچی گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کو ایک کھجور اور تھوڑا سا آب زم زم غلام نبی کو دینے کا حکم دیا۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اس تھوڑے سے تبرک کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس پر حضرت ثانی صاحب نے فرمایا صدیقی صاحب تبرک اتنا ہی ہوتا ہے۔

## بڑے پیشاب کی تکلیف اور اس کا آپریشن

ان دنوں آپ بڑے پیشاب (Fachulla) کی تکلیف میں مبتلا تھے، اس سلسلہ میں کینٹ لاہور میں ڈاکٹر ٹی اے شاہ کے کلینک پر شام ساڑھے پانچ بجے چیک کرایا گیا، ڈاکٹر صاحب نے کہا ادویات سے Fachulla کی پوزیشن مکمل طور سے ٹھیک نہیں ہو سکتی لہذا آپریشن ضروری ہے، اس سلسلہ میں ڈاکٹر محسن نذیر سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بھی آپریشن کا مشورہ دیا۔ آپریشن سے پہلے ڈاکٹر ٹی اے شاہ نے چند ایک ٹیسٹ فوراً کروانے کو کہا، چیک اپ

کے بعد شام کو ہی حمید لطیف ہسپتال نزد قذافی سٹیڈیم لاہور چلے گئے، میاں جلیل احمد شریقیوری بھی ادھر آگئے، مجھ سے میاں صاحب کی کیفیت اور اس آپریشن کے بارے میں ڈاکٹر ٹی اے شاہ کے تاثرات پوچھے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے وہاں پر موجود اپنے جاننے والے ڈاکٹر سے بھی مشورہ کیا، تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد میاں جلیل احمد شریقیوری ہسپتال سے روانہ ہو گئے۔ ٹیسٹ کروانے کے بعد میاں صاحب ملتان روڈ پر واقع حاجی خوشی محمد کے ڈیرے پر چلے گئے جہاں پر حاجی محمد حیات، ماسٹر احمد علی شریقیوری، ماسٹر عظمت اور افتخار باور جی پہلے سے موجود تھے۔ میاں صاحب نے ان کو لنگر شریف کھلایا اور پھر شریقیور شریف روانہ ہو گئے، شریقیور شریف ہم رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے پہنچے۔ میاں صاحب چند منٹ رکنے کے بعد گھر تشریف لے گئے اور میں پونے بارہ بجے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شریقیوری کے دربار شریف پر حاضری کے لئے چلا گیا، واپس آیا تو میاں صاحب نے گھر سے چائے بھجوائی جو ڈرائیور اشرف (حاجی آصف کا ڈرائیور جو ملتان سے گاڑی سمیت میاں صاحب کی خدمت کے لئے آیا ہوا تھا)، شفیع ڈرائیور، عطاء اللہ اور ایک کپ اس ناچیز نے پیا۔ 5 فروری بروز منگل میاں صاحب ساڑھے پانچ بجے باہر آئے غسل فرمایا نماز فجر ادا کی سامان گاڑی میں رکھا بغیر ناشتے کے لاہور روانہ ہو گئے ڈاکٹر صاحب نے رات بارہ بجے سے میاں صاحب کو کچھ بھی نہ کھانے کی تاکید کی تھی، سوا سات بجے حمید لطیف ہسپتال پہنچ گئے، جہاں ماسٹر احمد علی کے بیٹے ڈاکٹر خالد پہلے سے موجود تھے، میاں صاحب کو پہلے سی سی یو میں لے جایا گیا، کپڑے تبدیل کئے، ڈرپ لگائی گئی، 9 بج کر 15 منٹ پر میاں صاحب کو آپریشن تھیٹر لے جایا گیا، 9 بج کر 40 منٹ پر ڈاکٹر ٹی اے شاہ آپریشن تھیٹر میں داخل ہوئے، دو گھنٹے آپریشن جاری رہا، پونے بارہ بجے نرس نے آواز دی میاں جمیل احمد کے ساتھ کون ہے، ڈاکٹر خالد اور یہ خادم آگے بڑھے میاں صاحب کو آپریشن تھیٹر کے باہر سٹریچر پر لٹایا ہوا تھا، میاں صاحب سے پوچھا کہ آپریشن کیسا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا کہ آپریشن کب ہوا ہے، میاں صاحب نے رات کا کھانا کھایا ہوا تھا ڈاکٹر صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے ابھی تین گھنٹے تک کچھ بھی کھانے کو منع کر دیا، تین بجے تھوڑا بہت کھانے کے بعد دو آئی لی، عصر کی نماز کے بعد میاں صاحب فرمانے لگے، 1965ء میں جب فلڈ آیا اس وقت میں لاہور میں تھا چند دن لاہور رہنے کے بعد میں ٹانگے پر بیٹھ کر شاہدرہ سے اٹاری پہنچا، پانی اتنا زیادہ تھا کہ کئی مرتبہ راستے کی صحیح سمت

کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا، اٹاری سے آگے کوئی سواری نہ ملی اور میں پیدل ہی شرقپور شریف پہنچ گیا، اٹاری سے شرقپور شریف کا تقریباً 14 کلومیٹر کا فاصلہ بنتا ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور سعودیہ میں ہونے والے واقعات سناتے رہے۔

ڈاکٹر ٹی اے شاہ اگلی صبح 7 بجے چیک اپ کے لئے آئے میاں صاحب کے کمرہ میں آئے انہوں نے میاں صاحب کی حالت کو تسلی بخش کہا چند دن گرم پانی میں بیٹھنے کی تاکید کی اور گھر جانے کی اجازت دے دی، میں بل وغیرہ ادا کرنے کیش کا وٹنر پر چلا گیا مگر پتہ چلا کیشمیر نو بجے آئے گا، ساڑھے نو بجے میاں صاحب شرقپور شریف کے لئے روانہ ہو گئے اور میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلا گیا، یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد میں شرقپور شریف آ گیا۔ میاں صاحب ہر سال پشاور میں حاجی شیخ محمد ارشد کی زیر نگرانی ایک روحانی محفل کا انعقاد کراتے، اس میں دور دور سے بزرگ حضرات اور جدید علماء کرام کی ایک کثیر تعداد شرکت کرتی، آپریشن سے پہلے اس محفل کا انعقاد عید الاضحیٰ سے قبل رکھا گیا تھا مگر اب آپریشن کے باعث سفر کرنا بہت مشکل تھا، لہذا جمعہ کے روز پشاور میں حاجی ارشد صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں میاں صاحب کی طبیعت کے متعلق بتایا، مشاورت کے بعد طے ہوا کہ عید کے بعد 16 فروری کو پشاور میں محفل کرائی جائے گی۔ جمعہ کی نماز کے بعد زائرین کافی تعداد میں میاں صاحب سے ملتے رہے، عصر کے بعد کچھ فراغت ہوئی تو میاں صاحب نے مجھے 8 فروری نوائے وقت اخبار میں شائع ہونے والا سعید آسی کا کالم ”سبق“ اور نواز خان میرانی کا کالم ”سرحدی اور ثقافتی جنگ“ پڑھنے کو فرمایا، آپ تھوڑی دیر کے لیے گھر تشریف لے گئے اور میں کالم پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

## اعلیٰ حضرت کے بارے میں واقعات کی تصدیق کرنا

9 فروری 2002ء: یونیورسٹی سے فارغ ہو کر جب میں شرقپور شریف پہنچا تو میاں صاحب نے فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری پر چھپنے والی کتب کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے کیونکہ بعض قلم کاروں نے علامہ اقبال اور میاں صاحب کی ملاقات کو غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک کتاب کا حوالہ بھی دیا۔ میاں صاحب نے فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نے تو اپنی ساری زندگی کوئی غیر شرعی کام نہیں کیا، اس غلط رنگ میں

پیش کی گئی تحریر کا حوالہ دینے کے بعد آپ نے لا حول ولا قوۃ بھی پڑھا، میاں صاحب نے فرمایا تمام کتابوں کا مطالعہ کر کے ان واقعات کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے جس میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری کے بارے غلط تحریر شائع کر دی گئی ہیں حالانکہ ان واقعات کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میاں صاحب نے ماسٹر محمد عظمت کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ تمام کتابوں کا مطالعہ کر کے اس جیسے غلط واقعات کی نشاندہی کرے۔

میاں صاحب کے حکم کے مطابق میں اکثر غازی آباد میں چٹی مسجد جایا کرتا تھا وہاں کرمانوالہ کے مرید سمیع اللہ نوری، ثناء اللہ، حکیم محمد مظہر شاہ بخاری، جناب شیخ غلام رسول صاحب (عرف لبھا) اور دیگر ساتھیوں سے ملاقات رہتی، غلام رسول صاحب کی عمر 90 سال کے لگ بھگ تھی۔ (غلام رسول صاحب اپنی تاریخ پیدائش 1920ء بتاتے تھے) وہ پیر اسماعیل شاہ بخاری سے بیعت تھے، اکثر اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری اور شاہ صاحب کے واقعات سناتے۔ غلام رسول فرماتے ایک مرتبہ شاہ صاحب نے فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری نقشبندی مجددی نے مجھے اس مقام پر لاکھڑا کیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے زمین اور آسمان کے مخفی راز بھی بتا سکتا ہوں۔

## اعلیٰ حضرت سید گھرانے کا بہت احترام کرتے تھے

انہوں نے فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری سید حضرات کا بہت احترام کرتے تھے، آپ کا جب آخری وقت قریب تھا تو آپ غنودگی کی حالت میں تھے، شاہ صاحب اعلیٰ حضرت سرکار کی زیارت کے لیے شرچپور شریف گئے تو شاہ صاحب میاں صاحب کی چارپائی کے پاؤں کی طرف بیٹھنے لگے تو اعلیٰ حضرت میاں صاحب نے شاہ صاحب کو پاؤں کی طرف بیٹھنے سے منع فرما دیا اس کے بعد آپ پھر غنودگی میں چلے گئے۔

## حضرت مجدد پاک کی چٹی (سفید) مسجد شریف آوری

شاہ صاحب فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری نے مجھے ایک مرتبہ فرمایا تمہارے ہاتھوں لاہور کی ایک تاریخی مسجد آباد ہوگی، شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک وقت ایسا آیا

کہ مغلوں کے نزدیک لاریکس کالونی میں چٹی مسجد کا انتظام میرے ہاتھ آیا یہ وہی مسجد ہے جہاں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی تشریف لایا کرتے تھے۔ اس وقت یہ آبادی پرانا گنج کے نام سے مشہور تھی۔

## کیمونزم، میکارٹھی نزم اور سوادا عظیم

10 فروری 2002ء: صبح ساڑھے تین بجے میری آنکھ کھلی تو میاں صاحب کو مطالعہ

کرتے پایا، میاں صاحب نے مجھے 9 فروری نوائے وقت میں سجاد میر کا چھپنے والا کالم ”چاندنی راتیں، بہار کا موسم“ ڈھونڈنے اور پڑھنے کو فرمایا، کالم پڑھنے کے بعد میاں صاحب نے مجھے کیمونزم اور میکارٹھی نزم کی بنیاد کے بارے میں پوچھا (ان دونوں کی تفصیل دیکھنی ہے)، صبح دس بجے کے بعد کراچی سے ڈاکٹر سید مظاہر اشرفی اپنے صاحبزادے اور چند ساتھیوں کے ہمراہ میاں صاحب کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میاں صاحب نے ناشتے کے بعد ان سے سوادا عظیم کے موضوع پر گفتگو کی۔ میاں صاحب نے فرمایا چند دن پہلے صدر مشرف نے مدرسوں کا دورہ کیا تو سنیوں کے مدرسے میں طالب علموں کی تعداد 300 کے لگ بھگ اور دیوبندیوں کے مدرسے میں طالب علموں کی تعداد 3000 سے زائد تھی۔ آپ نے فرمایا آستانے بھی لڑائی جھگڑوں میں پڑ گئے ہیں سوادا عظیم کہاں ہے، ڈاکٹر مظاہر اشرفی اور ان ساتھیوں کے جانے کے تھوڑی دیر بعد سبزی منڈی لاہور سے راجہ وقار صاحب آگئے، آپ نے فرمایا لاہور میں ایک مولوی بشیر احمد جو (نعرہ) کے نام سے مشہور، ملتان کارہائشی اور اوقاف کی مسجد کا امام تھا، میں نے اس سے پوچھا تم محکمہ اوقاف میں ملازم ہو اور ایک مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہو مگر مجھے تم اس مسجد میں کم ہی نظر آتے ہو، وہ کہنے لگا حضور میری مسجد کے باہر بھنگی بیٹھے ہوئے ہیں اور میرا ان کے ساتھ معاہدہ طے پا گیا ہے۔ میاں صاحب نے پوچھا وہ کیا، مولوی نعرہ کہنے لگا میں ان کو تنگ نہیں کرتا وہ میری مدد کرتے ہیں جب بھی محکمہ اوقاف والوں کی ٹیم چیکنگ کے لئے آتی ہے وہ بھنگی کہہ دیتے ہیں مولوی صاحب ابھی جماعت پڑھا کر گئے ہیں۔ ایک دفعہ محکمہ اوقاف والوں کی ٹیم منگل کے روز مسجد میں آگئی، میں مسجد میں موجود نہ تھا، محکمہ والوں نے ان بھنگیوں سے پوچھا کہ مولوی صاحب کہاں ہیں تو وہ بھنگی کہنے لگے مولوی صاحب ابھی جماعت کی نماز پڑھا کر گئے

ہیں۔ محکمہ اوقاف کی ٹیم نے کہا آج تو منگل ہے اور مولوی صاحب جمعہ کی نماز کیسے پڑھا کر گئے ہیں۔ بھنگی بولے یہ ہمیں نہیں پتہ، ہم نے خود دیکھا ہے مولوی صاحب نے خود جماعت کرائی اور ابھی ابھی باہر گئے ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد ماسٹر انور قمر شرقپوری تشریف لے آئے میاں صاحب سے کہا میرا بیٹا ڈرائیوروں میں سعودیہ چلا گیا ہے دعا فرمائیں اس کی مشکلات آسان ہو جائیں، میاں صاحب نے فرمایا سعودیہ کے حالات اب تبدیل ہو گئے ہیں، اب سعودیہ میں ڈیوٹی ٹائم کے بعد اقامہ کے بغیر آپ باہر نہیں جاسکتے۔ اس سلسلہ میں سعودیہ میں ہونے والے چند ایک واقعات بھی سنائے، ایک شخص کی بیوی فوت ہو چکی تھی، وہ بازار سے کچھ سامان لینے کے لئے گیا، بچے چھوٹے تھے گھر کے باہر سے تالا لگا دیا تاکہ وہ باہر نہ نکل سکیں، بازار پہنچنے سے قبل پولیس والوں نے چیکنگ کی تو اس وقت اس کے پاس اقامہ موجود نہ تھا وہ اقامہ گھر بھول آیا تھا، پولیس والوں نے اس کو جیل میں بند کر دیا اس نے بڑی منت سماجت کی مگر پولیس والوں نے اس کی ایک نہ سنی، چھ دن بعد ایک افسر کو اس پر ترس آیا اس کو گھر جانے کی اجازت دی گھر پہنچا تو اس کے سارے بچے مر چکے تھے۔ اسی طرح ایک آدمی ڈلیوری کیس میں اپنی بیوی کو ہسپتال لے کر گیا، بچوں کو گھر چھوڑ آیا اور باہر سے تالا لگا دیا تاکہ باہر نہ نکل سکیں، ہسپتال سے واپس آتے ہوئے پولیس کے ہتھے چڑھ گیا، جلدی جلدی میں وہ اقامہ گھر بھول گیا تھا پولیس والوں نے اس کو بھی جیل بھیج دیا، پانچ چھ دنوں بعد جب رہائی ملی ہسپتال میں بیوی اور گھر میں بچے فوت ہو چکے تھے۔ میاں صاحب نے فرمایا اب تو سعودیہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھی جانا مشکل ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا میں ہر سال حج کے سلسلہ میں سعودی عرب جایا کرتا تھا ایک دفعہ شرقپور شریف کے حافظ برکت اور خان غلام خان حج کے لیے گئے میری وہاں ان سے ملاقات ہو گئی، مجھ سے جو ہوسکا میں نے ان کی خاطر مدارت کی، حج کے بعد واپس شرقپور شریف آئے تو حافظ برکت نے کہا ہم لوگ میاں صاحب کے مخالف تھے مگر پھر بھی میاں صاحب نے حج کے دوران ہم سے بہت اچھا سلوک کیا۔

## پیر محمد بھٹی کا واقعہ

ماسٹر انور قمر شرقپوری کے جانے کے بعد میاں صاحب نے مجھے فرمایا، شرقپور شریف کا

ایک پیر محمد بھٹی ہوا کرتا تھا جو ”پیرے“ کے نام سے مشہور تھا جو لاہور شہر میں ٹیکسی چلا کر اپنی گذر اوقات کرتا۔ ایک دن میں لاہور کے لیے روانہ ہوا تو راستے میں مجھے پیر محمد بھٹی مل گیا۔ اس نے مجھ سے کہا میاں صاحب بیٹھ جائیں میں بھی لاہور جا رہا ہوں، میں اس کے ساتھ لاہور آ گیا، اگلے دن پھر ایسے ہی ہوا، میرا معمول یہ تھا کہ میں صابن والا کارخانہ کے پاس سے گذر کر بڑا اڈہ لاریاں جایا کرتا تھا اور وہ مجھے راستے میں مل جاتا میں لاہور پہنچ کر لوہاری تھانہ اپنے دفتر کے قریب اتر جاتا شام سے پہلے میں واپس شرقپور شریف آ جاتا، تیسرے دن میں لاہور کے لئے نکلا تو پیر محمد بھٹی گاڑی لے کر آ گیا میاں صاحب آ جائیں اکٹھے ہی چلتے ہیں، لاہور پہنچ کر میں اس کو لے کر اپنے ایک دو کام کی غرض سے بھی ادھر ادھر لے گیا، بعد میں میں نے اس سے کرایہ پوچھا تو وہ کہنے لگا میاں صاحب میں نے آپ سے پیسے نہیں لینے۔ میں نے کہا اس کا مطلب ہے کہ کل سے میں تمہاری گاڑی استعمال نہ کروں، بہر حال اس ٹیکسی کا کرایہ 50 پیسے فی کلومیٹر ہوا کرتا تھا، پیر محمد بھٹی کہنے لگا حضور میں آپ سے 25 پیسے فی کلومیٹر لے لیا کروں گا، مجھے بھی آسانی ہوگئی۔ میں صبح زائرین سے مل کر پیر محمد بھٹی کی ٹیکسی میں بیٹھ کر لاہور آ جاتا سا رادن وہ میرے ساتھ رہتا شام کو میں اس کے ساتھ شرقپور شریف واپس آ جاتا، اس طرح سے مجھے بھی فائدہ ہوا۔ یہ میاں شیر محمد کا آستانہ ہے لوگ نذرانے کے طور پر آٹا چاول وغیرہ دیتے ہیں وہ پیر محمد بھٹی کو دے دیتا اس طرح کرایہ کے علاوہ اس کو بھی فائدہ ہوا، ایک دن لاہور جا رہے تھے پیر محمد بھٹی کہنے لگا شرقپور شریف کے نواح میں دس ایکڑ کا رقبہ -/3000 روپے میں فروخت ہو رہا ہے میاں صاحب وہ آپ لے لیں۔ میں نے اس سے کہا پیسے کس طرح ادا ہونگے۔ وہ کہنے لگا میاں صاحب پیسے آتے رہیں گے آپ بس وہ جگہ لے لیں۔ پیر محمد بھٹی کا شرقپور شریف میں کافی اثر و رسوخ تھا میں نے اس کو قسطوں میں تین ہزار روپے ادا کئے تھوڑے عرصہ بعد دربار شریف کے پچھلی طرف دس کنال کا رقبہ مبلغ -/4600 روپے میں لے کر دیا اس رقبہ پر اس نے -/300 روپے کمیشن بھی لی۔

## مرنے کے بعد بھی ہونٹ کا ہلنا

16 فروری 2002ء: شام پانچ بجے ڈاکٹر ٹی اے شاہ کو چیک کرانے ان کے کلینک

چلے گئے ڈاکٹر خالد اور افتخار باورچی ساتھ تھے۔ ڈاکٹر ٹی اے شاہ نے قبلہ میاں صاحب کو چیک

کرنے کے بعد کہا کہ الحمد للہ زخم اب بہتر ہے۔ چیک کرانے کے بعد واپس شرقپور شریف آگئے رات سونے سے قبل میاں صاحب فرمانے لگے میاں خلیل احمد کی والدہ کے عزیز میاں برکت علی صاحب لاہور کی اہلیہ فوت ہو گئی مرنے کے بعد بھی ان کے ہونٹ ہلتے تھے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ میں نے میاں صاحب سے پوچھا ہونٹ زیادہ ہلتے تھے یا کم میاں صاحب ہنس کر بولے زیادہ ہلتے تھے یا کم ہلتے تو تھے نا۔

## حاجی عبدالرحمن کا واقعہ

17 فروری 2002ء: فجر کی نماز سے قبل میاں صاحب مجھے فرمانے لگے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کے ایک خلیفہ عبدالرحمن تھے ان کا مزار اقدس بستی چراغ شاہ قصور میں ہے، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے اور بھی خلفاء تھے مگر حاجی عبدالرحمن کا کچھ اور ہی مقام تھا وہ زیادہ عرصہ شرقپور شریف میں ہی رہے۔ ایک دفعہ انہوں نے اعلیٰ حضرت سے حج کے لیے اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی اور ساتھ نصیحت کی کسی سے لڑنا جھگڑنا نہیں۔ حاجی عبدالرحمن حج کے لیے روانہ ہو گئے مکہ مکرمہ کے بدوؤں نے آپ کو لوٹ لیا یہاں تک کہ آپ کے تمام کپڑے بھی اتروا لیے۔ آپ الف ننگے ہو گئے انہوں نے شریعت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے اوپر ریت ڈال کر جسم کو ڈھانپ لیا۔ اعلیٰ حضرت سرکار کی نصیحت کو یاد رکھا کہ کسی سے لڑنا نہیں، بھوک پیاس اور پریشانی کے عالم میں آپ کو نیند کا غلبہ سا ہوا خواب میں دیکھتے ہیں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد تشریف لا کر فرماتے ہیں وہ ساتھ ندی ہے وہاں جا کر پانی پی لو انہوں نے اپنی پیاس بجھائی اور اتنے میں وہ بدو بھی آگئے انہوں نے حاجی عبدالرحمن سے معافی مانگی اور ان کے کپڑے واپس کر دیے، آپ حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں شرقپور شریف میں وہ ایک مسجد میں رہا کرتے تھے آخری وقت میں ان کو فالج ہو گیا تھا فالج کے بعد دین محمد صاحب نے ان کی بہت خدمت کی تھی۔ فالج کے باوجود وہ سہارا لیکر کھڑے ہو جاتے اور مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے، آہستہ آہستہ مسجد کا چکر لگاتے، والد گرامی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری نے ان کی وفات سے دو تین سال قبل ان کو قصور بھیج دیا تھا۔ وہیں ان کا مزار اقدس ہے اور ہر سال بڑی شان سے ان کا عرس منایا جاتا ہے۔



## ڈاکٹر طاہر ہارون سے چیک اپ

18 فروری 2002ء: آجکل میاں صاحب کے جسم پر سوزش اور پھنسیاں بن گئی تھیں اس سلسلہ میں جلد (skin) کے ماہر ڈاکٹر طاہر ہارون کو چیک کرایا غلام رسول (مینجر حرفان ہوٹل) کی معرفت ہماری باری جلدی آگئی، ڈاکٹر صاحب نے کچھ ادویات اور مرہم وغیرہ استعمال کرنے کو کہا۔ ڈاکٹر صاحب سے چیک کرانے کے بعد میاں صاحب واپس شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے، راستے میں آپ اس شعر کو بار بار پڑھتے:

تیر لگا جا باز تائیں، گھگی رہی زروئی  
مارن والے موئے محمد قدرت رب دی ہوئی

(میاں محمد بخش صاحب)

## داراللمبلغین میں کمپیوٹر کی تعلیم

27 فروری 2002ء: کی صبح ساڑھے تین بجے میاں صاحب کو وضو کرایا خود بھی کیا نماز ادا کرنے کے بعد میاں صاحب نے فرمایا ایک ہفتے کے اندر داراللمبلغین حضرت میاں صاحب میں کمپیوٹر لے آنا تاکہ مدرسے کے بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاسکے۔

## رائے ونڈا اجتماع میں سٹیکر تقسیم کرنا

28 فروری 2002ء: قبلہ میاں صاحب سارا سال حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے مکتوبات میں سے نماز کے متعلق سٹیکر چھپواتے جو پاکستان بھر میں لگائے اور تقسیم کیے جاتے تھے۔ مجھے بھی میاں صاحب نے پانچ ہزار کے قریب سٹیکر دیے تاکہ اس کو مختلف جگہوں پر لگایا جاسکے۔ آج جلیانہ روڑی میں چوہدری محمد حیات صاحب کے بیٹے محمد حق نواز کی شادی تھی، حاجی محمد حیات صاحب نے مجھے بھی دعوت دے رکھی تھی۔ میں امام علی اور رانا ندیم شہزاد کو ساتھ لے کر اپنی گاڑی میں شادی میں شرکت کے لیے چلا گیا۔ میرا پروگرام یہی تھا شادی

کے بعد ہم تینوں رائے وٹڈ اجتماع میں ان سٹیکروں کو چسپاں کریں گے۔ شادی سے فارغ ہو کر ہم تینوں ساڑھے چار بجے کے قریب رائے وٹڈ اجتماع میں پہنچ گئے۔ اجتماع بہت بڑا تھا گاڑی بسوں کے درمیان پارک کی اور سٹیکر لے کر ہم بسوں پر چسپاں کرنے لگے۔ بسوں پر سٹیکر لگاتے لگاتے ہم تینوں ایک دوسرے سے بہت دور نکل گئے۔ پچیس سے تیس بسوں پر سٹیکر لگانے کے بعد مجھے تھوڑی دیر اجتماع کا پنڈال نظر آیا۔ میرے دل میں خیال آیا کیوں نہ پنڈال میں جا کر اس سٹیکر کو دور دراز سے آنے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ باقی دونوں ساتھی کسی اور طرف نکل گئے تھے اس لیے میں ان سے مشورہ نہ کر سکا اور سٹیج سے تھوڑی دور میں راستے پر کھڑا ہو کر سٹیکر تقسیم کرنے لگا ابھی میں نے دس سے پندرہ کے قریب سٹیکر تقسیم کیے ہوئے کہ ایک شخص نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا یہ لٹرچر ادھر تقسیم نہ کرو۔ میں نے اس سے پوچھا کیوں؟ وہ کہنے لگا تمہیں جو کہا بس وہ کرو۔ میں نے اس شخص سے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا اور اسی راستے پر تھوڑا سا آگے جا کر سٹیکر پھر تقسیم کرنا شروع کر دیے۔ چند منٹ بعد آٹھ سے دس افراد آئے مجھے گھیرے میں لے کر کہنے لگے چلو تمہیں اپنے امیر کے پاس لے کر جانا ہے۔ وہ مجھے پکڑ کر ایک شامیانے کے نیچے بیٹھے ہوئے سفید داڑھی والے بزرگ کے پاس لے گئے۔ میں نے سٹیکر ان کو دکھایا انہوں نے سٹیکر کو بغور پڑھا، چند منٹ بعد کہنے لگے تم اس کو ادھر تقسیم نہ کرو۔ میں نے کہا اس میں لکھا ہوا ہے ”بندے کو اپنے رب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے“، اس میں کون سی ایسی اعتراض والی بات ہے۔ وہ بزرگ کہنے لگے ہم صرف اپنی جماعت کا ہی لٹرچر ادھر تقسیم کرنے دیتے ہیں۔ میں نے کہا کیا یہ سٹیکر اسلام سے ہٹ کر ہے یا آپ کی جماعت۔ اس پر وہ بزرگ ذرا غصے میں کہنے لگے تمہیں ایک مرتبہ بتا دیا ہے اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں وہاں سے اٹھ کر شامیانے سے باہر آیا تو لوگوں کے ایک کثیر جھوم نے مجھے گھیرے میں لے لیا، کوئی مجھ سے سٹیکر چھیننے، کوئی مجھے میرے گریبان سے پکڑ کر کھینچنے اور کوئی بیہودہ طریقے سے بات کرے، خیر دس سے پندرہ منٹ تک مجھے خوار کرتے رہے مگر میں نے سٹیکر ان کے ہاتھ نہ لگنے دیے۔ چند ہی منٹوں میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد میرے ارد گرد اکٹھی ہو چکی تھی۔ ایک شخص نے باواز بلند کہا اس کو پکڑ کر اجتماع کی حدود سے باہر چھوڑ آؤ۔ تین سے چار آدمی مجھے پکڑ کر اجتماع سے باہر نکال لائے جیسے کسی کو شہر بدر یا ملک بدر کیا جاتا ہے۔ ایک گھنٹہ تک میں اپنی گاڑی والی جگہ کو ڈھونڈتا رہا خیر رات ساڑھے سات بجے کے

قریب میں اپنی گاڑی کے پاس پہنچا۔ امام علی اور رانا ندیم بہت پریشان تھے مجھے دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور میری حالت دیکھ کر پریشان بھی ہوئے۔ بہر حال وہاں سے نکل کر ہم گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں اپنے ساتھ ہونے والے واقعہ کو سنایا۔ اگلے روز قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا گزشتہ روز ہونے والے واقعہ کے متعلق آگاہ کیا۔ آپ نے مجھے اجتماع میں جا کر آئندہ ایسی غلطی کرنے سے منع فرمایا۔

## میاں صاحب کی جوتی چوری ہو گئی

یکم مارچ 2002ء: آج میاں صاحب نے بچوں میں تقسیم کرنے کے لیے تین من مٹھائی کا آرڈر دیا شام کو اتراء (خوشاب) سے ظفر صاحب تشریف لائے وہ مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو ان کی جوتی چرائی گئی۔ میں نے میاں صاحب سے عرض کیا تو میاں صاحب نے فرمایا گھبراؤ نہیں تمہیں اس سے اچھی جوتی مل جائے گی، میاں صاحب نے فرمایا شاہ عالم مارکیٹ اور لوہاری بازار (لاہور) کے درمیان ایک غلام غوث نام کی مسجد تھی، گرمیوں کے دن تھے۔ میں آرام کی غرض سے مسجد چلا گیا، میں نے اپنی جوتی ایک ڈبے میں رکھی اور آرام کی غرض سے لیٹ گیا۔ میری نظر مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے شخص پر پڑی محسوس ہوا کہ یہ آدمی جوتی چور ہے۔ میں نے سوچا یہ شخص جائے گا تو آرام کروں گا مگر تھکاوٹ کی وجہ سے میری آنکھ لگ گئی۔ جب آنکھ کھلی تو وہ شخص میری جوتی سمیت غائب تھا، بہر حال ننگے پاؤں لوہاری بازار آیا، سڑک گرم ہونے کی وجہ سے میرے پاؤں بھی جلے، مجبوری کے تحت بانا کی دکان سے -30 روپے کی جوتی خریدی۔ اس قسم کی جوتی میں نے آج تک نہیں پہنی تھی، آپ نے فرمایا مسافر کو تین باتوں کا دھیان رکھنا چاہیے، ایک اس کو بے وقت کھانے کا عادی ہو، دوم زمین پر سونے کا عادی ہو اور سوم جب سوئے تو اپنی جوتی سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ میاں صاحب نے فرمایا میرے پاس ایک حافظ صاحب میاں شیر محمد صاحب کے عرس پر آیا کرتے تھے، ایک دن وہ میرے پاس آئے انہوں نے اپنی جوتی بغل میں دبائی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا حافظ صاحب یہ کیا ہے انہوں نے مجھے یہ شعر پڑھ کر سنایا:

جے جاناں مسافری تین گل بن لے پلے  
ویلے کو ویلے کھاوناں، بھونیں تے سونا تے سردے پٹھ کھلے

اس واقعہ کے بعد میاں صاحب نے مجھے اور ماسٹر احمد علی کو اسلامی کیلنڈر کا ڈیزائن تیار کروانے کو فرمایا۔

## لابریری میں پر تکلف دعوت

3 مارچ 2002ء: تین من مٹھائی کے تقریباً گیارہ سو ڈبے بنے جن کو تقسیم کرنے کے لیے حاجی محمد حیات اور ماسٹر احمد علی کو لاہور جامعہ نعیمیہ اور جامعہ نظامیہ بھیج دیا تا کہ وہ مٹھائی بچوں میں تقسیم کر دیں، 10 بجے کے قریب قائم مقام چیف لابریرین پنجاب یونیورسٹی محمد صدیق، سید جمیل احمد رضوی صاحب (ریٹائرڈ چیف لابریرین پنجاب یونیورسٹی، لاہور) اور چوہدری محمد حنیف صاحب ڈپٹی لابریرین تشریف لائے۔ میاں صاحب نے ان کی ایک پر تکلف دعوت کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ ملک صدیق صاحب نے میاں صاحب سے پوچھا آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا بلڈ پریشر 20 سال سے ہے، اگست میں بے ہوش ہو گیا تھا، پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، لاہور میں دو ہفتے تک داخل رہا۔ گردوں اور دانٹوں کی تکلیف کے بعد اب بھگنڈر کی تکلیف ہو گئی ہے۔ ایک ڈاکٹر نے کہا اس عمر میں آپریشن نہ کروائیں، مگر 5 فروری 2002ء کو اس کا آپریشن ہوا۔ اب علاج ہو رہا ہے زخم ابھی تک پوری طرح مندمل نہیں ہوا۔

پھر آپ نے سید جمیل احمد رضوی صاحب سے لغات القرآن اور فہرست سازی کے متعلق پوچھا، شاہ صاحب نے فرمایا پوری کوشش کر رہے ہیں کہ یہ کام جلد ختم ہو جائے۔ اشاریہ سازی کا کام بھی شروع کر دیا ہے، تھوڑی دیر بعد آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے، چند منٹ بعد تمام مہمانان گرامی بھی آگئے، کھانے کے دوران آپ نے چند ایک واقعات بھی سنائے:

## حکیم عبدالمجید عنتقی کا واقعہ

آپ نے فرمایا ایک نابینا شخص جس کا نام حکیم عبدالمجید عنتقی تھا اعلیٰ حضرت سرکار کو ملنے آیا، تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ حکیم صاحب کو بس کی اگلی سیٹ پر بٹھا دینا، اس خادم نے اعلیٰ حضرت کے حکم کے مطابق حکیم صاحب کو اگلی سیٹ پر بٹھا دیا، بس چلنے سے چند منٹ پہلے تھانیدار آ گیا بس کے عملے نے حکیم صاحب کو پچھلی

سیٹ پر بیٹھنے کو کہا تا کہ تھانیدار اگلی سیٹ پر بیٹھ سکے مگر حکیم صاحب بس سے مس نہ ہوئے۔ بہر حال بس کے عملے نے زبردستی حکیم صاحب کو چھلی سیٹ پر بٹھانے کی کوشش کی جس پر وہ ناراض ہو کر بس سے نیچے اتر گئے، جب ڈرائیور بس سٹارٹ کرنے کے بعد روانہ ہونے لگا تو اس کا ٹائر پھٹ گیا، بس کے عملے نے ٹائر بدل کر دوسرا ٹائر نصب کیا مگر وہ بھی پھٹ گیا، دوسری دفعہ ٹائر بدلنے کے بعد جب بس روانہ ہونے لگی اس کا تیسرا ٹائر بھی پھٹ گیا، بس کا عملہ اور وہ تھانیدار بڑے شرمندہ ہوئے انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ انہوں نے بڑی منت سماجت کی کہ حکیم صاحب بس میں سوار ہو کر آگے بیٹھ جائیں مگر حکیم صاحب اب بھند ہوئے کہ میں نے اس بس میں سوار ہی نہیں ہونا، ادھر اعلیٰ حضرت سرکار کو اپنے کشف سے یہ بات معلوم ہو گئی۔ انہوں نے ایک خادم کو اڈہ کی طرف روانہ کر دیا اور حکیم صاحب کو بس کی اگلی سیٹ پر بیٹھنے کا کہا، حکیم صاحب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچوری صاحب کے ارشاد پر اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے، بس روانہ ہوئی اور اپنی منزل مقصود پر صحیح سلامت پہنچ گئی۔

## اے۔ کے بروہی کا واقعہ

اے۔ کے بروہی صاحب کا واقعہ سنایا کہ وہ لندن میں پڑھنے کے لیے گئے۔ وہاں لوگ ملازمت کرتے ہیں اور پڑھائی بھی جاری رکھتے ہیں، کیوں کہ پیسے کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اخبار میں فرانسیسی پڑھانے کے لیے ٹیوشن کا اشتہار آیا، اے۔ کے بروہی صاحب نے کہا کہ میں پڑھاؤں گا۔ ان کے دوستوں نے کہا کہ تم نے تو فرانسیسی نہیں پڑھی۔ انہوں نے کہا میں خود پڑھنا شروع کر دیتا ہوں اور جا کر بچوں کو پڑھا دیا کروں گا۔

میاں صاحب نے ”حصول پاکستان“ جیسی کتابوں کے بارے میں پوچھا تو سید جمیل احمد رضوی صاحب نے کہا ”تحریک پاکستان“ کے متعلق کتب لائبریری میں موجود ہیں، میاں صاحب نے فرمایا ملک صدیق صاحب سے پڑھنے کے لیے ایسی کتابیں مستعار لیں گے۔

## فیروز گاڑی بان کا واقعہ

پھر میاں صاحب نے فیروز (گاڑی بان) کا واقعہ سنایا کہ فیروز شرچور شریف کا رہنے

والا تھا لاہور سے بیل گاڑی پر سامان لایا کرتا تھا اس کے پاس لوہے کی کڑا ہی نما ایک برتن تھا اس سے وہ مختلف کام لیتا تھا۔ اس میں آٹا گوندھ لیتا، آٹے کو چادر میں ڈال لیتا، کڑا ہی کو الٹا کر کے آگ پر رکھ دیتا اور روٹی پکا لیتا، پھر اسی میں بیل کے لیے چارہ بھی تیار کر لیتا اور بیل کے آگے رکھ دیتا۔ اس طرح وہ ایک چیز سے کئی کام لے لیتا تھا۔

## اعلیٰ حضرت کا حکم نہ ماننا

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری نقشبندی مجددی کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ لوگ آپ کے پاس آیا کرتے تھے پہلے تو کہہ دیتے کہ ہم آج ٹھہر جاتے ہیں۔ بعد میں انہیں اپنے کام یاد آجاتے۔ اسی طرح ایک صاحب حضرت میاں شیر محمد صاحب سے ملنے کے لیے آئے۔ میاں صاحب نے کہا کہ آج رات ٹھہر جاؤ۔ اس نے کہا میں نے کھیت کو پانی لگانا ہے۔ میاں صاحب نے کہا ٹھہر جاؤ نہر تو کبھی بند بھی ہو جاتی ہے لیکن اس نے اصرار کیا اور چل دیا۔ جب وہ نہر پر پہنچا تو وہ واقعاً بند تھی۔ پھر اس کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری کی بات نہ ماننے کا افسوس ہوا۔

## حکیم علی احمد نیر واسطی کا واقعہ

اس کے بعد میاں صاحب نے حکیم علی احمد نیر واسطی صاحب کا واقعہ سنایا کہ وہ اکثر ازراہ عقیدت اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری کے پاس آیا کرتے تھے، اعلیٰ حضرت نے ان کو ایک پگڑی اور ایک کلاہ دیا تھا۔ انہوں نے ان دونوں کو بہت احترام کے ساتھ رکھا۔ اس طرح سے ان کے مطب میں مریضوں کی لائیں لگی رہتی تھیں۔ ایک اور حکیم صاحب (غالباً حکیم ظفر یاب) کو بھی اعلیٰ حضرت سرکار نے یہی دو چیزیں دی تھیں مگر انہوں نے ان کی قدر نہ کی۔ جب حکیم نیر واسطی صاحب کے کام کو دیکھا تو وہ پھر شرچپور شریف آئے۔ اس وقت اعلیٰ حضرت کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرچپوری کا زمانہ تھا۔ انہوں نے ثانی صاحب کو یہ واقعہ سنایا اور خیال کیا کہ شاید مجھے پھر سے پگڑی اور کلاہ دوبارہ مل جائے۔ مگر حضرت ثانی صاحب نے فرمایا وہ تو اعلیٰ حضرت سرکار کا ہی کام تھا۔

## بیل کے ماتھے پر اسم محمد ﷺ

ظہر کی نماز کے بعد مہمانوں نے میاں صاحب سے اجازت لی، باہر صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری اور صاحبزادہ میاں ابو بکر شرقپوری صاحب تشریف فرما تھے صاحبزادگان سے مہمانوں کا تعارف کرایا، چند منٹ رکنے کے بعد دربار شریف حاضری دی، کنوئیں پر بیل (جس کے ماتھے پر اسم محمد ﷺ قذرتا لکھا ہوا تھا) میں نے مہمانوں کو دکھایا، وہاں سے مہمان لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس میٹنگ میں جناب ذوالفقار علی (فتح گڑھ) بھی موجود تھے، ملاقات کے یہ واقعات جناب سید جمیل احمد رضوی صاحب کی کتاب ”فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)“ میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔

## حکیم مقبول احمد ملک سے ملاقات

6 مارچ 2002ء: کو یونیورسٹی سے فارغ ہو کر رات نوبے شرقپور شریف پہنچا۔ میاں صاحب کے پاس مقبول احمد ملک نامی ایک حکیم تشریف فرما تھے، مقبول احمد ملک 56 اتحاد کالونی علامہ اقبال ٹاؤن سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے ایک نسخہ میاں صاحب کو استعمال کرنے کو کہا، میاں صاحب نے مجھے وہ نسخہ نوٹ کرنے کو فرمایا:

نسخہ: کدو کوریت میں دبا کر ہلکی آنچ پر بھون لیں جب کدو کے نچلے حصے کی رنگت تبدیل ہو جائے تو کدو کو پلٹالیں۔ دوبارہ کدو کو آنچ دیں جب کدو نرم پڑ جائے تو مشین میں ڈال کر اس کا جوس نکال لیں اس جوس کے ایک دو چمچ روزانہ استعمال کریں۔

## دارالمبلغین میں کمپیوٹروں کی خریداری

7 مارچ بروز جمعرات 2002ء: حاجی خوشی محمد کی گاڑی میں تین عدد کمپیوٹر رکھوا کر شرقپور شریف آ گیا، میاں صاحب نے ان کمپیوٹروں کو دارالمبلغین حضرت میاں صاحب میں بروز اتوار کو انسٹال کرنے کو فرمایا تاکہ مدرسے کے بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کی بھی تعلیم دی جاسکے۔

## شرقیہ شریف میں جماعت کی آمد

8 مارچ 2002ء، بروز جمعہ: آج شرقیہ شریف میں جماعت آئی ہوئی تھی میں نے میاں صاحب سے اس جماعت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ جماعت سیالکوٹ سے پیدل روانہ ہو کر شیرگڑھ پہنچتی ہے، جہاں حضرت داؤد بندگی کا مزار اقدس ہے، اسلام کی تبلیغ کے لیے اس جماعت کو حضرت داؤد بندگی نے شروع کیا تھا، سکھ حضرات مسلمانوں کے سخت مخالف ہیں مگر وہ بڑی عقیدت کے ساتھ حضرت داؤد بندگی کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ حضرت داؤد بندگی 27 رمضان المبارک 919ھ کو موضع سیت پور ضلع ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے قبل ہی آپ کے والد گرامی وفات پا گئے، پیدائش سے چند برس بعد والدہ محترمہ بھی انتقال کر گئیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے سلسلہ قادریہ کے شیخ حضرت محمود حامد گیلانی کے دست حق پر بیعت کی اور ان ہی سے خلافت پا کر شیرگڑھ میں مستقل قیام کیا، آپ نے ہزاروں غیر مسلموں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا، آپ 972ھ میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد ساہیوال سے حاجی اقبال صاحب آگئے، میاں صاحب کافی دیر ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔

## میاں صاحب خوش ہوئے

10 مارچ بروز اتوار: ذوالفقار علی (فتح گڑھ) کے ہمراہ تینوں کمپیوٹر مدرسہ دارالمبلغین حضرت میاں صاحب میں میاں صاحب کے کمرہ میں رکھ دیے، تمام کمپیوٹرز میں اردو کمپوزنگ اور انگریزی کمپوزنگ کے سافٹ ویئر انسٹال کیے تاکہ مدرسہ کے بچوں کو اردو اور انگریزی کی کمپوزنگ سیکھائی جاسکے۔ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب بھی مدرسہ آگئے آپ کو تینوں کمپیوٹر چلا کر دکھائے، آپ بہت خوش ہوئے، اس خادم اور ذوالفقار علی کو کافی دیر دعائیں دیتے رہے اور ساتھ یہ شعر بھی بار بار پڑھا:

دو موتوں سے پوت بنا نام رکھا پوت  
کرم کرے تو بھلا بھلا ورنہ موت کا موت



## کتابوں کو پھاڑ کر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا

13 مارچ 2002ء: صبح یونیورسٹی روانہ ہونے لگا تو میاں صاحب نے فرمایا یہ بہت

اچھا فیصلہ ہے کہ ہم نے تمام کتب پنجاب یونیورسٹی کو بطور عطیہ دے دی ہیں، کیونکہ بعد میں پتہ نہیں کیا حالات ہوتے، اسی سلسلہ میں میاں صاحب نے ایک واقعہ بھی سنایا کہ بیربل شریف میں ایک غلام مرتضیٰ ملک بزرگ تھے جو بڑے ذی علم اور کتاب شناس تھے۔ ان کے پاس بھی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے تینوں بیٹوں نے ہر کتاب کے تین حصے کر کے آپس میں ذخیرے کو تقسیم کیا۔ اس طرح ان کا ایک نادر کتابوں کا ذخیرہ ضائع ہو گیا۔ میں یہ واقعہ سننے کے بعد حسب معمول فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی تیاری کے سلسلہ میں پنجاب یونیورسٹی روانہ ہو گیا۔

## جیب کٹ گئی

آج تقریباً چار ماہ ہو گئے تھے، مغرب کی نماز کے بعد میں یونیورسٹی سے فارغ ہو کر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوا تو حضرت داتا صاحب شرقپور شریف والے سٹاپ پر بہت رش تھا بڑی دیر بعد ایک وگن آتی اور چند سیکنڈ میں سواریوں سے بھر جاتی۔ رات ساڑھے آٹھ بجے کے بعد ایک وگن آئی میں بھی ایسے تیسے کر کے گاڑی میں سوار ہو گیا سیٹ تو نہ ملی مگر کھڑے ہونے کی جگہ مل گئی۔ شاہدرہ کے قریب کنڈیکٹر نے کرایہ مانگا تو میں نے شلواری کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو پتہ چلا کہ میری جیب کسی نے کاٹ لی ہے، جیب میں چھ سو روپے تھے، میں نے شور مچانا مناسب نہ سمجھا۔ میری قمیص کی اوپر والی جیب میں سات روپے تھے مگر لاہور سے شرقپور شریف کا کرایہ دس روپے تھا، کرایہ پورا نہ تھا، اتوار کے روز جب کمپیوٹر فٹ کئے تو میاں صاحب نے خوش ہو کر مجھے چار روپے (سکوں کی شکل میں) بطور انعام دیے وہ میں نے اپنے بٹوے میں تبرک اور انعام سمجھ کر رکھ لئے تھے، اب کرایہ پورا کرنے کے لئے میں نے وہ سکے نکال کر کرایہ پورا کیا، آخر کار رات دس بجے کے قریب میں شرقپور شریف پہنچ گیا جیسے ہی میں میاں صاحب کے کمرہ میں داخل ہوا میاں صاحب نے مجھے دیکھ کر یہ شعر سنایا:

رب ساڈا کرم کرسی گلایا اکسن مینا  
بوہ والے شرمندہ ہوسن عیساں کرسی ٹھینا

## باباجٹ سے طویل گفتگو

15 مارچ 2002ء: صبح ماسٹر احمد علی صاحب اور حاجی محمد حیات کو میاں صاحب نے لاہور سعید احمد صدیقی صاحب کے پاس کچھ دستاویزات کو کمپیوٹر سے کمپوز کروا کر پرنٹ لانے کو فرمایا اور خود باباجٹ (شرقیہ شریف کے نواحی علاقے کارہائشی، اکثر میاں صاحب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتا) کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئے، باباجٹ ایک سادہ طبیعت کا آدمی تھا۔ میاں صاحب بڑی دیر تک اس کے ساتھ باتوں میں مصروف رہے۔ میاں صاحب نے منڈی یزمان آٹھ چک ضلع بہاولپور میں مدرسہ جامع البنات شیر ربانی کے قیام کے متعلق بھی باباجٹ اور ماسٹر احمد علی کے بیٹے ڈاکٹر خالد کو بتایا، یہاں ایک چھوٹی سی مسجد ہوا کرتی تھی جس میں بمشکل پانچ سات آدمی نماز ادا کر سکتے تھے، اس مسجد میں دیوبندیوں کا قبضہ تھا۔ ان کے مہتمم نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ تقریر کرنا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ میں مسجد میں گیا پانچ منٹ ٹھہرا وہاں دل نہ لگا فوراً واپس آ گیا میں نے چند ایک عقیدت مندوں کو اکٹھا کیا اپنے ہی ایک عقیدت مند کے خالی پلاٹ پر درود شریف پڑھ کر اذان دی، نماز ادا کی۔ نماز کے بعد ایک شخص نے مسجد اور مدرسہ کے لیے دو کنال کا رقبہ بطور عطیہ دے دیا، یہاں مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور اپنی نگرانی میں تعمیر کا کام شروع کروایا، دن کا کچھ حصہ بہاولپور میں گزارتا اور پھر واپس شرقیہ شریف زائرین سے ملنے آ جاتا، اگلے روز میں پھر صبح بہاولپور پہنچ جاتا، عملہ سمجھتا شاید میاں صاحب ادھر ہی ہیں۔ جب تک مسجد کی تعمیر مکمل نہ ہو گئی تب تک میں بہاولپور چکر لگاتا ہی رہا۔

میاں صاحب شرقیہ شریف میں ایک فری ڈسپنری کا قیام عمل میں لانا چاہتے تھے، آپ کا خیال تھا اس ڈسپنری میں ایکس رے، ای سی جی، آلہ بلڈ پریشر و دیگر آلات موجود ہوں جس سے نادار اور مفلس افراد استفادہ کر سکیں۔ آپ نے فرمایا جب شرقیہ شریف میں سیلاب آیا تو میں نے حکیم نیر واسطی کے ساتھ مل کر 1973ء میں ایک میڈیکل کمپ لگایا تھا جو ڈیڑھ ماہ جاری رہا۔ اس میں طبیہ کالج کے زیر تعلیم طلبہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس میں روزانہ ایک ہزار تک مریض

چیک کئے جاتے اور ان کو فری ادویات مہیا کی جاتیں۔

## دارالمبلغین کی سالانہ رجسٹریشن

16 مارچ 2002ء: میاں صاحب نے ماسٹر احمد علی شرقپوری، حاجی محمد حیات اور مجھے دارالمبلغین حضرت میاں صاحب کی سالانہ رجسٹریشن کا کلیمینس سرٹیفیکیٹ لینے کے لیے شیخوپورہ روانہ کر دیا، رجسٹریشن سے فارغ ہو کر میں پنجاب یونیورسٹی لاہور آ گیا، عصر کے بعد ذوالفقار علی کے ہمراہ حاجی اسلم سے سوٹ اور حاجی انعام اللہ (ساندہ) سے تیار کیا ہوا کھانا لے کر موٹر بائیک پر شرقپور شریف آ گئے، کراچی سے معین بھائی شرقپور شریف آئے ہوئے تھے۔ میاں صاحب نے ان کو کھانا کھلایا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے میاں صاحب سے عرض کیا، ذوالفقار علی (فتح گڑھ) کی والدہ کی طبیعت خراب ہے جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہے، میاں صاحب نے اس کی والدہ کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائی۔

## مولوی غلام رسول سے ملاقات

18 مارچ 2002ء: آج میری طبیعت خراب تھی، سارے جسم میں درد اور بخار بھی محسوس ہو رہا تھا، ناشتہ کرنے کے بعد یونیورسٹی چلا گیا، طبیعت سنبھل نہ سکی میں ساڑھے تین بجے ہی شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گیا، مغرب کی نماز کے بعد ماسٹر عظمت کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کے پاس دوائی لینے چلا گیا، رات کو میاں صاحب نے ظفر (مونا مانیکا) کو بھی اپنے کمرہ میں بلا لیا تاکہ وہ میاں صاحب کو اٹھانے اور بٹھانے میں مدد کر سکے، اگلی صبح ناشتہ کرنے کے بعد دوائی کھا کر میں لنگر خانے میں آرام کرنے لیٹ گیا، دس بجے کے قریب میری آنکھ کھلی تو اشفاق پٹواری نے کہا میاں صاحب بلا رہے ہیں، میاں صاحب نے فرمایا تمہاری طبیعت خراب ہے یہاں ہر وقت لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے، ہو سکتا ہے تمہیں یہاں صبح آرام میسر نہ ہو، لہذا تم گھر چلے جاؤ، میں نے عرض کیا ابھی آپ کا زخم بالکل ٹھیک نہیں ہوا لہذا میں ابھی آپ کے پاس ہی رہوں گا۔ قبلہ میاں صاحب نے میری بات سن کر بہت دعائیں دیں۔ بارہ بجے کے بعد مولوی غلام رسول (چکسواری والے) اپنے ایک مدرس کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے میاں

صاحب نے پہلے کھانے سے ان کی تواضع کی، دو بجے داراللمبلغین حضرت میاں صاحب چلے گئے جہاں میاں صاحب نے ان کے والد صوفی احمد یار کے ایصالِ ثواب کے لیے ایک محفل کا انعقاد کیا ہوا تھا، تلاوت قرآن پاک سے محفل کا آغاز ہوا، نعت خوانی کے بعد سلام اور بعد میں ختم شریف پڑھا گیا، حاضرین میں تبرک تقسیم کرنے کے بعد میاں صاحب واپس گھر آ گئے، مولوی غلام رسول صاحب کے جانے کے ایک گھنٹہ بعد شیخوپورہ سے قاری فیاض صاحب تشریف لے آئے آپ کافی دیر ان سے محو گفتگو رہے۔

رات سونے سے پہلے بار بار یہ شعر پڑھتے رہے:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

## دیگر شہروں میں تبرک تقسیم

22 مارچ 2002ء: آج آپ نے مجھے اور ماسٹر عظمت کو تبرک تقسیم کرنے کے لیے چکوال، گجرات، سرانے عالمگیر اور اسلام آباد بھیجنا تھا، مگر بابا غفور اپنے بھائی کے ختم شریف پر اپنے گاؤں چلا گیا جس کی وجہ سے میاں صاحب نے ماسٹر عظمت، اشفاق پٹواری اور حاجی عبدالرؤف (موہلنوال) کو لنگر تقسیم کرنے کے لئے بھیج دیا۔

## مولانا عبدالغفور صاحب کا واقعہ

15 اپریل 2002ء: میاں صاحب نے مولانا عبدالغفور صاحب (آزاد کشمیر) کے بارے میں بتایا کہ وہ بڑے پائے کے بزرگ گزرے ہیں۔ ایک دفعہ ان کے پاس سے ایک فقیر گزرا آپ تعظیماً کھڑے ہو گئے، وہ فقیر واپس آیا آپ پھر کھڑے ہو گئے، فقیر تیسری مرتبہ پھر گزرا آپ تیسری مرتبہ بھی کھڑے ہو گئے۔ حاضرین محفل نے پوچھا حضور اس فقیر میں کون سی ایسی بات ہے کہ اس کے گزرنے پر آپ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مولانا عبدالغفور صاحب نے فرمایا یہ فقیر حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد پاک میں سے ہے اس لئے میں تعظیماً کھڑا ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جو لوگ ادب کرتے ہیں وہ ضرور ترقی کرتے ہیں۔

## میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد

8 اپریل 2002ء: میاں صاحب تقریباً پندرہ دنوں سے سو نہیں رہے تھے روزانہ رات ایک ڈیڑھ بجے اٹھ جاتے اور مطالعہ کرتے رہتے۔ آج صبح ناشتے سے پہلے آپ نے فرمایا میری بائیں ٹانگ میں شدید درد ہے ڈاکٹر خالد کو بلاؤ، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر خالد آگئے۔ میاں صاحب کو چیک کرنے کے بعد دوائی بھی دی۔

## صاحبزادہ میاں صالح کی اپنے استاد کو نصیحت

9 اپریل 2002ء: میاں صاحب نے فرمایا بعض اوقات چھوٹے بچے سے بھی ایسی بات ہو جاتی ہے جس کو بڑے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ میاں خلیل احمد شرقپوری کے چھوٹے بیٹے میاں صالح جن کی عمر ابھی تقریباً آٹھ برس ہے انہوں نے اپنے استاد ماسٹر شرافت سے کہا ہے کہ آپ سکول میں لڑکیوں والے حصے میں نہ جایا کریں۔ آپ نے فرمایا ماسٹر شرافت تو بچے اور بچیوں دونوں کا استاد ہے مگر میاں صالح نے بات بالکل ٹھیک کی ہے۔

## بغیر ٹکٹ کراچی کا ہوائی سفر

11 اپریل 2002ء: ماسٹر انور قمر شرقپوری نے حال ہی میں نقوش شرقپور کے نام سے ایک کتاب شائع کی تھی اس میں کافی زیادہ اغلاط تھیں۔ میاں صاحب ماسٹر انور قمر کو خواجہ غلام جیلانی (شرقپور شریف کے رہائشی اور ٹیلی فون کے محکمہ میں ملازمت کرتے تھے) کے سامنے کتاب میں سے نکال نکال کر وہ غلطیاں دکھا رہے تھے، میاں صاحب جلال میں بھی تھے، نقوش شرقپور ابھی شائع نہیں ہوئی تھی۔ میں لاہور جانے کے لئے ویکنوں والے اڈے کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے ماسٹر انور قمر صاحب ملے، سلام کے بعد انہوں نے کہا اس کتاب میں تمہارا کراچی والا واقعہ بھی شائع ہو رہا ہے، میں چند لمحے رکنے کے بعد لاہور روانہ ہو گیا، راستے میں مجھے خیال آیا میاں صاحب کو اس کتاب کے بارے میں کافی تحفظات ہیں، اس کتاب کے شائع ہونے سے پہلے مجھے کراچی والے واقعہ کو پڑھ لینا چاہیے، میں وقت نکال کر ماسٹر انور قمر کے گھر چلا گیا اور عرض

کیا کہ کراچی والا واقعہ مجھے پڑھائیں، اس واقعہ کو پڑھ کر مجھے افسوس ہوا اور میں نے ماسٹر صاحب کو منع کر دیا کہ آپ اس کو شائع نہ کریں، اصل واقعہ کچھ اس طرح سے تھا:

میاں صاحب کراچی گئے ہوئے تھے، آپ کا حاجی محمد حیات کو ٹیلی فون آیا کہ معروف کو لیکر جلد کراچی آؤ اور ساتھ میں آرزیڈ پریس سے چھپے ہوئے دس ہزار اسٹیکر لیتے آنا۔ میاں صاحب سارا سال یہ اسٹیکر چھاپ کر پاکستان کے مختلف شہروں میں آویزاں کرتے، اسٹیکر کا مضمون یہ ہے: ”بندے کو رب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے“، یہ دس ہزار اسٹیکر دو پیکٹوں میں بند تھے، ہم پہلے لاہور ریلوے اسٹیشن گئے، سیٹ نہ ملی حیات صاحب نے کہا ایر پورٹ چلتے ہیں میاں صاحب نے ویسے بھی جلدی آنے کو فرمایا ہے، ایر پورٹ پہنچے تو معلوم ہوا یہاں بھی سیٹ نہیں ہے۔ ایر پورٹ پر موہنوال کا ایک لڑکا محمد شفیق کام کرتا تھا معذور مسافروں کو وہیل چیئر پر بٹھا کر جہاز کے اندر اور باہر لے جانے کی ڈیوٹی سرانجام دیتا، جب بھی میاں صاحب نے بذریعہ جہاز سفر کرنا ہوتا ہم شفیق کو اطلاع کر دیتے اور وہ بڑی عقیدت سے میاں صاحب کو جہاز کے اندر لے جانے اور باہر لے کر آنے کی ڈیوٹی سرانجام دیتا۔ ہم نے محمد شفیق سے رابطہ کیا اور اس سے کہا دو سیٹیں چاہئیں میاں صاحب نے کراچی بلایا ہے، تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس نے بھی یہی جواب دیا جہاز فل ہے چانس پر انتظار کریں۔ یہ کہہ کر وہ دوبارہ ایر پورٹ کے اندر چلا گیا، شام ساڑھے سات بجے جہاز کی روانگی کا وقت تھا، سات بج کر پندرہ منٹ پر شفیق دو عدد بورڈنگ کارڈ باہر لے کر آیا ایک پر حاجی محمد حیات اور دوسرے پر میرا نام لکھا ہوا تھا، وقت بہت تھوڑا تھا اس نے بہت جلدی میں دونوں پیکٹوں کو بک کر لیا اور باقی چیکنگ وغیرہ کے معاملات بھی اپنی نگرانی میں منٹوں میں مکمل کروا کر ہمیں جہاز میں بٹھا دیا، جہاز میں بیٹھنے سے قبل حاجی محمد حیات نے اس کو دو عدد ٹکٹوں کی رقم ادا کر دی مگر وقت اتنا نہیں تھا کہ ٹکٹ بنوا کر ہم ساتھ لے کر آتے، بہر حال محمد شفیق نے کہا میں ٹکٹیں بنوالوں گا آپ خیریت سے جہاز میں بیٹھ کر میاں صاحب کے پاس پہنچیں۔ ہم دونوں ابھی اپنی سیٹوں پر بیٹھے ہی تھے کہ دروازے بند ہو گئے اور جہاز کراچی کے لیے فلائی اوور کر گیا۔ کراچی ایر پورٹ پہنچ کر ہم لفٹر پر اپنے سامان کا انتظار کرنے لگے، سامان آیا ٹرالی پر رکھا اور گیٹ کی طرف چل پڑے، ٹرالی میرے ہاتھ میں تھی اور حاجی محمد حیات مجھ سے چند قدم آگے تھے، مجھے ایک افسر نے رکنے کا اشارہ کیا میں نے ٹرالی روک لی، جب تک افسر میرے

پاس پہنچتا حیات صاحب گیٹ سے باہر نکل گئے تھے۔ افسر نے مجھ سے کہا ان پیکٹوں کی رسید دکھاؤ میں نے کہا رسید تو میرے پاس نہیں ہے، اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے سامان بک ہو کر آیا ہے اور اس کی رسید تمہارے پاس نہ ہو اچھا تو تم اپنی ٹکٹ دکھاؤ میں نے کہا ٹکٹ بھی میرے پاس نہیں ہے، افسر بولا ٹکٹ اور سامان کی رسید تمہارے پاس نہیں تم کراچی کیسے آئے۔ میں نے کہا کہ میں لاہور ایئر پورٹ دیر سے پہنچا جلدی جلدی میں ٹکٹ شاید ادھر ہی رہ گئی ہے، اس افسر نے کہا یہ بہت بڑی گڑبڑ ہے۔ اس نے چار پانچ اور سیکورٹی اہلکار بلوائے، ان سب نے میری تفتیش شروع کر دی، کدھر رہتے ہو کیا کرتے ہو، طرح طرح کے سوالات کرنے لگے، ابھی سوالات کی بوچھاڑ ہو ہی رہی تھی اس افسر نے میرے پیکٹوں کو زور سے پاؤں مار کر چیک کیا کہ کہیں اس میں غیر قانونی اشیاء تو نہیں، اس افسر نے جیسے ہی پاؤں لگایا میں نے اس افسر سے کہا تمہیں شرم آنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کو تم پاؤں لگا رہے ہو، کیا تمہاری تعلیم اور وردی نے تمہیں یہ سبق دیا ہے، میری بات کو سن کر اس افسر نے ایک پیکٹ کو پھاڑا اور اسٹیکر کو پڑھ کر فوراً سجدے میں گر گیا، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگا، یا اللہ مجھے معاف کر دے جیسے ہی اس نے سجدے سے سر اٹھایا مجھے کہنے لگا بیٹا تم جاؤ، میں ٹرالی پکڑ کر باہر آ گیا، جہاں حیات صاحب میرا انتظار کر رہے تھے۔ حیات صاحب نے پوچھا خیر تھی اتنی دیر لگا دی میں نے کہا جلدی جلدی میں شفیق شاید ان پیکٹوں کی رسید ہمیں دینا ہی بھول گیا، حاجی محمد حیات نے جیب میں ہاتھ ڈالا، دو رسیدیں نکال کر دکھائیں اور کہا کہیں یہ تو نہیں، میں نے کہا باباجی انہی کی وجہ سے میں ایئر پورٹ کے انڈر لائن حاضر تھا اور آپ نے ان کو جیب میں ڈالا ہوا ہے، کراچی غلام قادر کے گھر پہنچ کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایئر پورٹ والا تمام واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا تم نے کراچی ایئر پورٹ پر محمد شفیق کا نام نہ لیکر بہت اچھا کیا، اس نے تمہاری مدد کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی برکت دے۔

## میاں صاحب کے دائیں کان کی سماعت کم ہو گئی

21 اپریل 2002ء: آج صبح فجر کی نماز سے قبل میاں صاحب کو وضو کر رہا تھا، میاں صاحب نے ابھی ہاتھوں کو صابن لگایا ہی تھا کہ فیصل آباد سے جاوید باجوہ کا فون آ گیا میں نے رسیور اٹھا کر میاں صاحب کے دائیں کان پر لگایا۔ میاں صاحب ہیلو ہیلو کرتے رہے بات نہ ہوئی

میں نے رسیور اپنے کان سے لگایا تو باجوه صاحب کی آواز آرہی تھی میں نے ان سے کہا میاں صاحب ہیلو ہیلو کر رہے ہیں آپ آگے سے بول کیوں نہیں رہے، انہوں نے کہا میں تو بول رہا ہوں میں نے دوبارہ رسیور میاں صاحب کے کان سے لگایا میاں صاحب پھر ہیلو ہیلو کرتے رہے مگر بات نہ ہوئی، رسیور میاں صاحب کے بائیں کان سے لگایا تو جاوید باجوه صاحب کی میاں صاحب کے ساتھ بات ہوگئی، وضو کرانے کے بعد میاں صاحب نے کہا دائیں کان کو چیک کرانا چاہیے۔

## شیر ربانی فری ڈسپنسری کا قیام

آج دوپہر 12 بجے شرقپور شریف میں شیر ربانی فری ڈسپنسری کا باقاعدہ افتتاح تھا، دس بجے ڈاکٹر حضرات اور مہمانان گرامی آنا شروع ہو گئے، سب سے پہلے علامہ اقبال ٹاؤن سے ڈاکٹر سمیع اللہ شیخ تشریف لائے انہوں نے میاں صاحب کا کان چیک کیا اور ایک ڈراپس (Joda Gloycren) استعمال کرنے کو کہا، اس ڈراپس کو کافی دفعہ کان میں استعمال کیا مگر کوئی افادہ نہ ہوا۔

## ڈاکٹرز سے چیک اپ کرایا

23 اپریل 2002ء: صبح دس بجے میاں صاحب پنجاب کارڈیالوجی میں ڈاکٹر محسن نذیر کو چیک اپ کرانے کے لیے چلے گئے، شام چھ بجے کان کے سپیشلسٹ ڈاکٹر اقبال بٹ کو شادمان ان کے کلینک پر چیک کرایا، ڈاکٹر اقبال نے چیک اپ کے بعد کہا دایاں کان مکمل بند ہو گیا ہے اور بائیں کان کو بھی علاج کی ضرورت ہے ورنہ یہ بھی بند ہو جائے گا، اسی سلسلہ میں کان کے ایکسرے اور چند ایک ٹیسٹ کروائے جن کی رپورٹس 26 اپریل کو ملنا تھیں۔

## میاں صاحب کے بارے میں خواب

5 مئی 2002ء: صبح فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب آرام کرنے لگے اور میری بھی آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھتا ہوں میاں صاحب ایک دیوار سے گر پڑے ہیں سر اور جسم کے باقی حصے پر بھی چوٹیں آئیں۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگا خواب میں ایسا لگا جیسے میاں صاحب اور میں کسی



اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں میاں صاحب اس اونچی جگہ سے اچانک نیچے اتر آئے، چند منٹوں بعد میں بھی نیچے اتر آیا مگر مجھے میاں صاحب کہیں نظر نہ آئے۔ میں میاں صاحب کو تلاش کرنے کے لئے ادھر ادھر بھاگا اسی لمحے ایک طرف سے آواز آتی ہے کہ میاں صاحب جی ٹی روڈ کی طرف چلے گئے ہیں۔ میں بھی جی ٹی روڈ کی طرف جانے کی تیاری کرنے لگا مگر اس کے فوراً بعد میری آنکھ کھل گئی، اس خواب کی وجہ سے میں چند دن پریشان رہا مگر میں نے اس خواب کا کسی سے بھی ذکر نہ کیا۔

## ڈاکٹر شیر زمان کو فہرست کا پروف بھجوایا

18 مئی 2002ء: میاں صاحب نے اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئر مین ڈاکٹر محمد شیر زمان سے رابطہ کیا اور انہیں فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کے متعلق بتایا، ڈاکٹر صاحب نے چھاپنے سے قبل ایک پروف مانگا جو میاں صاحب نے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے بھائی نذیر صدیقی کے ہاتھ اسلام آباد بھجوادیا۔ میاں صاحب نے نذیر صدیقی کو کتاب کا پروف 14 مئی کو دے دیا تھا، چار دن بعد بھی کتاب کا پروف ڈاکٹر شیر زمان کے پاس نہ پہنچا تو میاں صاحب نے فرمایا ابھی ان کو بشیر احمد صدیقی کے مقام تک پہنچنے میں بہت وقت چاہیے، میاں صاحب نے فرمایا آجکل میرے دانتوں میں درد ہے میوہ ہسپتال کے قریب ڈاکٹر سلطان جاوید صاحب کو دانت چیک کرانے چاہئیں، میں نے میاں صاحب کے دانت چیک کیے تو ایک دانت بہت زیادہ ہل رہا تھا جبکہ دوسرا قدرے کم تھا۔

## میاں صاحب کی شاہ صاحب کے گھر آمد

20 مئی 2002ء: آج صبح ساڑھے چھ بجے میاں صاحب سید جمیل احمد رضوی (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، قائد اعظم کیمپس لاہور) کے گھر تشریف لے گئے، میاں صاحب نے شاہ صاحب سے فرمایا ذخیرہ کی فہرست کی پہلی جلد تیار ہونے کو ہے، اب دوسری جلد کے بارے میں کیا خیال ہے کتابیں اکٹھی ہو رہی ہیں بلکہ کافی ہو بھی چکی ہیں۔ شاہ صاحب نے کہا حضور ابھی تو پہلی جلد کی تھکاوٹ نہیں اتری یہ جلد پہلے چھپ جائے تو پھر دوسری

بھی دیکھ لیں گے۔ میاں صاحب نے شاہ صاحب کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی ہمت کی داد دی۔ شاہ صاحب نے فرمایا اب تو معروف بھی دوسری جلد کی تیاری کر سکتا ہے اس کو کافی حد تک ٹریننگ ہو گئی ہے۔

## میاں صاحب نے دانت نکلوایا

میاں صاحب شاہ صاحب کے پاس تھوڑی دیر رکنے کے بعد میوہسپتال کے قریب ڈاکٹر سلطان جاوید کو اپنے دانت چیک کرانے آگئے۔ ڈاکٹر سلطان جاوید نے میاں صاحب کی اجازت سے زیادہ ہلنے والا دانت نکال دیا دانت بالکل صحیح تھا اس کو نہ کیڑا لگا ہوا تھا اور نہ کسی قسم کی بیماری۔ ڈاکٹر صاحب نے پرہیز میں برش کرنے اور سخت چیز نہ کھانے کا مشورہ دیا، زیادہ تکلیف ہونے کی صورت میں (Emoxil) کپسول کھانے کو دیا، ڈاکٹر صاحب سے فارغ ہو کر چند ایک دستاویزات دینے واپس سید جمیل احمد رضوی صاحب کے گھر چلے گئے اور پھر شر قپور شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

## گوہر قلم نے فہرست کی کتاب کا ٹائٹیل بنایا

22 مئی 2002ء: فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شر قپوری نقشبندی مجددی کا ٹائٹل کتابت کروانا تھا اس سلسلہ میں جناب مولانا محمد منشاء تائبش قصوری صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے فرمایا لاہور میں اس وقت نفیس رقم اور گوہر قلم اچھے کاتب ہیں جو انٹرنیشنل معیار کے مطابق کتابت کرتے ہیں، میں ایڈریس سمجھ کر مزنگ چونگی اچھرہ مارکیٹ سے پہلے گوہر قلم صاحب کے دفتر چلا گیا گوہر قلم صاحب چمڑے پر قرآن پاک کی آیات لکھ رہے تھے، ان کے دفتر کے اندر بے شمار نمونے آویزاں تھے جن کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو شاید اسی کام کے لیے پیدا کیا ہے، حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار اقدس کے ارد گرد بھی پتھروں پر ان کے کافی اشعار لکھے نظر آتے ہیں، بہر حال میں نے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک صفحہ ان کو دکھایا جس میں کتاب کا نام، مصنفین کا نام اور ناشر کا نام درج تھا عرض کیا مجھے اس کی کتابت کرانی ہے۔ انہوں نے کہا میرے پاس ابھی وقت نہیں۔ میں نے عرض کیا کب تک کتابت ہو سکتی ہے میں تین چار ماہ

انتظار کر سکتا ہوں میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا دو دن بعد آ جانا۔ دو دن بعد میں ان کے دفتر آ گیا اور ساتھ گلگلے (گلاب جامن، شرقپور شریف کی سوغات) کا ایک کبہ لیتا آیا، میں جب گوہر قلم صاحب کے دفتر پہنچا تو کچھ کتابت فرما رہے تھے اور ٹیلی فون کارسیور کان سے لگائے کسی وزیر سے گفتگو میں مصروف تھے، جب فون رکھا تو انہوں نے کتاب کا ٹائٹل کتابت کیا ہوا میرے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ میں نے اس کا ہدیہ پوچھا جو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے ان کو ان کا کتابت کیا ہوا ٹائٹل واپس کر دیا عرض کیا جب تک آپ اس کا معاوضہ نہیں لیں گے میں کتابت نہیں لے جاؤں گا، اس پر میں نے ان کو اعلیٰ حضرت سرکار اور دین محمد کاتب والا واقعہ بھی سنایا، کچھ دیر بعد فرمانے لگے تم کبھی کبھار مجھ سے ملنے آیا کرو پھر معاوضہ لوں گا۔ میں نے یہ شرط مان لی اور اپنی مرضی سے کچھ رقم ان کو دی جو انہوں نے بغیر دیکھے اپنی جیب میں رکھ لی۔

سعید احمد صدیقی صاحب کی معرفت اردو بازار سے فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کا ٹائٹل ڈیزائن کروایا جس کا ایک پرنٹ شاہ صاحب کو دکھا کر شرقپور شریف آ گیا، مغرب کی نماز کے بعد میاں صاحب گھر چلے گئے کافی دیر بعد باہر آئے تو مجھے فرمانے لگے، گھر والے کہتے ہیں اب آپ کی طبیعت بہتر ہے گھر کے اندر آرام کیا کریں، دو تین روز سے میاں صاحب کو نیند آنی شروع ہو گئی تھی ورنہ ساری رات مطالعہ کرتے یا ویسے ہی لیٹ جاتے۔

## پروفیسر محمد اقبال مجددی کے گھر آمد

29 مئی 2002ء: صبح چھ بجے آپ پروفیسر اقبال مجددی کے گھر تشریف لے گئے،

پروفیسر اقبال مجددی پاکستان میں واحد شخصیت ہیں جن کے پاس سب سے زیادہ نقشبندی سلسلہ کا مواد ہے، تین ماہ قبل ان کی اہلیہ کی رحلت ہو گئی تھی آپ نے ان سے تعزیت کی، اس وقت اقبال مجددی صاحب حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ پر ایک کتاب لکھ رہے تھے اس سلسلہ میں وہ کابل اور سعودی عرب کی لائبریریوں میں بھی گئے، میاں صاحب نے اقبال مجددی سے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر لکھی جانے والی کتاب کے بارے میں تفصیل سے معلومات لیں، آخر میں اقبال مجددی صاحب نے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ اپنی کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی میں بطور عطیہ

دے دیا انہوں نے کہا عجیب بات ہے آج کل کے پیر حضرات کو دعوتوں اور مریدوں کے جھگڑوں سے باہر نکلنے کی فرصت نہیں اور آپ بڑھ چڑھ کر علمی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا وہ تو پیر حضرات ہوتے ہیں میں کوئی پیر تھوڑے ہی ہوں۔ ملاقات کے بعد میاں صاحب حاجی خوشی محمد کی دکان پر چلے گئے۔

## میاں صاحب کا ایک اور دانت نکل گیا

شام ساڑھے چھ بجے ڈاکٹر سلطان جاوید کے کلینک پر گئے میاں صاحب کا دوسرا دانت بھی ہل رہا تھا ڈاکٹر صاحب نے اس کو بھی نکال دیا۔ یہ بھی دانت بالکل صحیح تھارات ساڑھے دس بجے شرقپور شریف آگئے بارہ بجے کے قریب آرام کے لئے لیٹ گئے مگر میاں صاحب ساری رات تکلیف میں ہی رہے، ان کے ہلکے ہلکے کراہنے کی آواز مجھے وقتاً فوقتاً سنائی دیتی رہی۔

## گھر سے کھانا منگوا یا کرو

3 جون 2002ء: شرقپور شریف گھر کے اندر سے امی جان کا پیغام آیا تمام لوگ اندر سے کھانا منگواتے ہیں تم بھی منگوا لیا کرو، میں خادمہ کو کوئی جواب نہ دے سکا اور خاموش ہی رہا، مغرب کی نماز کے بعد امی جان نے خود ہی دودھ کا جگ اور کھانا بھجوا دیا اگلے روز جب میں لاہور سے شرقپور شریف آیا، عطاء اللہ (ڈرائیور) نے کہا امی جان نے میری ڈیوٹی لگائی ہے کہ معروف جب بھی آئے تم اندر سے کھانا منگوا کر اس کو کھلانا اور اگر تم نے لا پرواہی برتی تو میاں صاحب سے تمہاری پٹائی ہو جائے گی، چونکہ مجھے کئی دفعہ نو دس بج جاتے، لنگر خانے میں کئی دفعہ لنگر شریف موجود ہوتا بعض اوقات مہمان زیادہ آنے کی وجہ سے ختم بھی ہو جاتا تھا، مگر میں گھر سے کبھی نہ منگواتا، میں نے عطاء اللہ اور ظہور کو کہا اب امی جان کا پیغام آئے تو تم کہنا معروف کہتا ہے مجھے جب ضرورت ہوگی میں اندر سے منگوا لوں گا، مگر میں نے عطاء اللہ اور ظہور کو گھر سے کھانا منگوانے کو منع کر دیا، کیونکہ میرے علاوہ اور بھی کئی خادم آستانے پر رہتے تھے میں نہیں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے ایک ایسی روایت قائم ہو کہ دیکھا دیکھی ہر کسی کا کھانا گھر سے آرہا ہو، ویسے بھی لنگر خانے میں موجود کھانا بھی تو گھر سے ہی آتا ہے، پوری دنیا سے لوگ حاضری کے لیے آئیں تبرک جان کر یہی

لنگر شریف کھائیں اور میں اس کو چھوڑ کر اپنے لئے علیحدہ کھانا منگواؤں یہ مناسب نہیں تھا۔

## داراللمبلغین میں کمپیوٹر کلاسز کا آغاز

22 جون 2002ء: داراللمبلغین حضرت میاں صاحب میں کمپیوٹر کلاسز کا باقاعدہ

آغاز ہوا صبح سات بجے سے آٹھ بجے تک کا وقت مقرر ہوا۔ میں لاہور سے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد موٹر سائیکل پر شہر قبور شریف آتا بچوں کو کمپیوٹر کی تعلیم دیتا اور میاں صاحب سے مل کر واپس لاہور چلا جاتا، داراللمبلغین حضرت میاں صاحب میں پہلی مرتبہ میں جو طالب علم کمپیوٹر کی تعلیم لینے آئے، ان کے نام یہ ہیں، محمد رؤف (موہلنوال)، عدیل عارف، ثار احمد، انظر اقبال اور امانت علی رضوی۔

## میاں خلیل کی والدہ کی ضرورت اللہ پوری کرتا

28 جون 2002ء: شام کو ڈاکٹر حضرات شیر ربانی فری ڈسپنسری سے فارغ ہو کر میاں

صاحب کے پاس آئے۔ آپ نے پوچھا ڈسپنسری کیسی چل رہی ہے۔ انہوں نے کہا بہت اچھی روزانہ 150 سے زائد مریضوں کو چیک کرنے کے بعد فری ادویات دی جا رہی ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا عنقریب ایک سرے مشین اور الٹرا ساؤنڈ مشین بھی ڈسپنسری میں آجائے گی، اس کے بعد میاں صاحب نے مثال دے کر تمام ڈاکٹروں کی ٹیم کو سمجھایا کہ اگر کوئی شخص کسی امیر آدمی کا کام کرے تو وہ اس کو اس کام کا معاوضہ دے دیتا ہے، اور اگر کوئی کسی اللہ کے بندے کا کام کرے تو کیا وہ بزرگ اس کو خالی ہاتھ واپس جانے دے گا؟ میاں صاحب نے فرمایا بیماریوں کی وجہ سے اب تو میں ملک سے باہر نہیں جاتا اور پہلے میں اکثر پاکستان سے باہر جایا کرتا تھا، میاں خلیل کی والدہ کہتی ہیں مجھے جب بھی کسی چیز کی ضرورت پڑتی بازار سے منگوانے سے قبل وہ گھر میں آجاتی، ایک دفعہ میاں ولید احمد جو ادب بہت چھوٹے تھے، اور آم کھانے کے متعلق بھند تھے۔ میں ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ آم کس سے منگواؤں ایک شخص آیا اور آموں کی پٹی دے کر چلا گیا، اس طرح کی میاں صاحب نے اور بھی مثالیں سنائیں۔ میاں صاحب کی ان باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو نیکی کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات خود پوری کرتا ہے۔

## میاں صاحب نے اپنی قبر کی نشاندہی کی

10 اگست 2002ء: کی صبح نوبے میاں صاحب نے مجھے میاں غلام نقشبند کے مزار کے چھلی طرف ایک قبر کی جگہ دیکھنے کو فرمایا، مطلب ایک نئی قبر کی جگہ بن سکتی ہے یا کہ نہیں۔ میں نے دیکھ کر میاں صاحب سے عرض کیا کہ دو قبریں بن سکتی ہیں، آپ نے فرمایا میری زندگی کا کوئی پتہ نہیں اگر کوئی ایسی ویسی صورت پیدا ہو جائے تو مجھے پہلے دربار شریف اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے بائیں طرف اور اگر وہاں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو پھر میاں غلام نقشبند کے مزار کی چھلی طرف دفنا دینا، اس سے پہلے 17/18 اکتوبر 2001ء ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرقپوری کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر بھی میاں صاحب نے اپنی تقریر میں اعلان کیا تھا کہ ہو سکتا ہے اگلے سال میری آپ سے ملاقات نہ ہو۔

نوٹ:

(حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری کے مزار مبارک کی تعمیر جب 2013ء میں شروع ہوئی تو آپ نے مرقد مبارک کے دائیں اور بائیں طرف قبروں کی جگہ چھوڑنے کا حکم دیا اور انجینئر صاحب نے ایسا ہی کیا۔ اس مسودے میں یہ نوٹ بشارت گوئندل صاحب نے میاں صاحب کے حکم کے مطابق خود نوٹ کیا)

عصر تک آپ یہ شعر پڑھتے رہے:

دکھاں پایا زور محمد نہیں خبر اس دم دی

چٹا کاغذ داغی ہویا پھری سیاہی غم دی

مغرب کی نماز کے بعد آپ یہ شعر پڑھتے رہے

ڈگ پین آسماناں تو نہیں مر دے

قائم جتاں دی زمین تے ڈھیریاں نے

ان کا کرم کرم ہے میری زندگی کے ساتھ

ایسا کرم ہوا ہے جو نہ ہو گا کسی کے ساتھ

## نئے دانت لگوانے کا مشورہ

7 ستمبر 2002ء: میاں صاحب اس وقت کراچی میں تھے، لاہور کے لیے سیٹ بک کرانے کے لئے کمانڈر ظفر صاحب کو پی آئی اے کے دفتر بھیجا۔ میاں صاحب نے مجھ سے فرمایا جو دانت نکل گئے ہیں ان کی جگہ نئے دانت لگوائے جائیں تاکہ باقی دانتوں کو سپورٹ مل جائے۔ میں نے عرض کیا بہت بہتر ہے مگر آپ ڈاکٹر سلطان جاوید سے دانت لگوانا نہیں چاہتے تھے کیونکہ وہ میاں صاحب سے اپنے کام کا معاوضہ نہ لیتے تھے۔ میاں صاحب نے فرمایا ایک دفعہ میں نے حاجی اشرف بھائی کی معرفت دانت چیک کرائے تھے ان سے رابطہ کر لیں میں نے عرض کیا دانتوں کی ایڈجسٹمنٹ میں کئی دن لگ جاتے ہیں لہذا بہتر ہے کہ ہم لاہور سے ہی لگوائیں، حاجی اسلم صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا بادشاہی مسجد کے قریب ڈاکٹر عبدالمجید دانتوں کے نہایت قابل ڈاکٹر ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں ان سے ملاقات کا وقت لے لیتا ہوں۔ میاں صاحب نے حاجی اسلم صاحب کو وقت لینے کی اجازت دی۔

## ڈاکٹر عبدالمجید سے چیک اپ

16 ستمبر 2002ء: حاجی اسلم صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے میاں صاحب کے تمام دانتوں کو چیک کیا اور مشورہ دیا آپ کے مزید کچھ دانت ہل رہے ہیں ان دانتوں کو نکالنا مناسب نہیں جس جگہ سے جو دانت نکل گئے ہیں ان کی جگہ نئے دانت لگا دیتے ہیں، میاں صاحب کے اوپر والے جڑے سے سامنے کے تین دانت اکٹڑ چکے تھے، نیچے کے دائیں طرف دو داڑھیں اور بائیں طرف کی ایک داڑھ نکل چکی تھی، ڈاکٹر صاحب نے دانتوں کا سائز لیا اور ہفتہ کے روز دوبارہ آنے کو کہا، لہذا 21 ستمبر بروز ہفتہ میاں صاحب حاجی اسلم کو ساتھ لے کر ڈاکٹر عبدالمجید کے کلینک پر تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اوپر کے تین دانت لگائے اور مشورہ دیا کہ ابھی نیچے کی داڑھیں نہ لگوائیں، پہلے اوپر والے دانتوں کو آپ چند روز استعمال کریں اگر تکلیف محسوس نہ ہو تو چند دن بعد باقی بھی لگا دیں گے۔ چار دن اوپر والے دانتوں کو استعمال کرنے بعد 26 ستمبر کو ڈاکٹر صاحب کے کلینک پر چلے گئے۔ ڈاکٹر

صاحب نے نیچے والے دانت بھی لگا دیے۔ میاں صاحب نے کلینک سے باہر نکلتے ہوئے فرمایا یہ ڈاکٹر کافی سمجھدار ہے۔

ڈاکٹروں نے میاں صاحب کے دائیں کان میں آلہ سماعت اور بائیں کان میں سوڈیم کلورائیڈ استعمال کرنے کا مشورہ دیا تھا، مگر سوڈیم کلورائیڈ کے استعمال سے بائیں کان کی سماعت میں بھی کمی ہو رہی تھی، بہر حال سوڈیم کلورائیڈ کا استعمال بند کر دیا۔

## فدا حسین فدا نے قطعہ پیش کیا

27 ستمبر 2002ء: آج آپ صبح گیارہ بجے عرفان ہوٹل (شادمان) آگئے ظہر کی نماز ادا کی، عطاء اللہ کے ہمراہ مجھے فدا حسین فدا کو لینے کے لئے بھیج دیا، وہ پہلے ہی سے میرے انتظار میں تھے، میاں صاحب کے فرمان کے مطابق انہوں نے صاحبزادہ میاں غلام نقشبند جو گیارہ سال کی عمر میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے تھے، حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرچوری اور حضرت میاں غلام احمد کی تاریخ وصال پر ایک ایک قطعہ لکھا، میاں صاحب تینوں قطععات دیکھ کر بہت خوش ہوئے، میاں صاحب نے ان کو پیسے دینے کی کوشش کی مگر فدا حسین صاحب نے پیسے لینے سے انکار کر دیا، انہوں نے میاں صاحب سے پانی دم کرایا اور اپنے خستہ حال مکان کے لیے دعا کروائی، مغرب کی نماز سے قبل میں فدا حسین صاحب کو موچی دروازے ان کی رہائش گاہ پر چھوڑنے چلا گیا۔ اگلے روز میں دارالمبلغین حضرت میاں صاحب میں کمپیوٹر کی کلاس لینے چلا گیا، ذوالفقار علی کو میاں صاحب نے لاہور بھیج دیا (ذوالفقار کی ہال روڈ پر کمپیوٹر کی دکان تھی)، دس بجے کے قریب میاں صاحب نے گوجرانوالہ میں صوفی عبدالرشید سے رابطہ کیا اور قرآن پاک کے پہلے آٹھ پارے منگوائے ان پاروں میں ہر لفظ کا ترجمہ کیا ہوا تھا، نوائے وقت میں کالم نگار حسین جاوید اور جنگ اخبار کے عرفان نذیر سے رابطہ کیا مگر اس دن دونوں حضرات چھٹی پر تھے۔

## عرس کے موقع پر بینرز کی تیاری

13 اکتوبر بروز جمعرات 2002ء: حضرت میاں غلام اللہ شرچوری کے سالانہ عرس مبارک کی تیاری کے سلسلہ میں آپ نے مجھے فیصل آباد حاجی اکرم (عرف بھولا) کے پاس بھیج دیا،



حاجی اکرم صاحب نے تمام بینرز پہلے ہی تیار کر لیے تھے۔ میں ان بینرز کا ایک ایک نمونہ لے کر صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے دفتر آ گیا، رات کو وہاں سے گاڑی شرقپور شریف آنی تھی تاکہ بینرز بھی اسی گاڑی میں شرقپور شریف پہنچ جاتے۔ میں بس پر بیٹھ کر رات ایک بجے لاہور آ گیا۔

## میاں صاحب کے دانتوں کی صفائی

15 اکتوبر بروز ہفتہ 2002ء: میاں صاحب دانتوں کی صفائی کرانے ڈاکٹر عبدالحمید کے کلینک پر چلے گئے ڈاکٹر صاحب نے مشین کے ساتھ دانتوں کی صفائی کی بعد میں میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں مبلغ دو ہزار روپے دیے جو ڈاکٹر صاحب نے بار بار انکار کے بعد قبول کر لیے۔

## میاں صاحب کی موٹر سائیکل پر سواری

18 اکتوبر 2002ء: ظہر کی نماز کے بعد میاں صاحب موٹر سائیکل پر بیٹھ کر میرے ساتھ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے دربار اقدس پر حاضری کے لیے چلے گئے، افتخار، عطاء اللہ، فلک شیر اور رؤف ڈوگر ہمراہ تھے۔ میاں صاحب نے ان چاروں کو دربار شریف سے چند قدم پہلے جوتیوں والی جگہ پر رکنے کو فرمایا۔ میں میاں صاحب کے ساتھ مزار شریف پر چلا گیا۔ میاں صاحب چند منٹ اعلیٰ حضرت کی قبر مبارک کے پاؤں کی طرف باادب کھڑے رہے پھر اسی طرح حضرت میاں ثانی صاحب کی قبر مبارک پر کھڑے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور پھر پھولوں والے کے پاس چند منٹ کرسی پر بیٹھے رہے، آپ اس وقت جلال میں تھے، پیدل چل کر وضو والی جگہ کے پاس آئے میری موٹر سائیکل ادھر ہی کھڑی تھی، آپ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر واپس گھر آ گئے۔

## میاں صاحب نے اپنا ووٹ کا سٹ کیا

10 اکتوبر 2002ء: صبح ساڑھے نو بجے میاں صاحب اپنا ووٹ ڈالنے شرقپور شریف

کے سرکاری سکول آگئے حاجی محمد حیات، سمین اکبر ہمراہ تھے۔ میاں صاحب نے ہم سب کو پولنگ اسٹیشن کے باہر رکنے کا حکم دیا، خود ہی ووٹ کا سٹ کرنے گئے۔ اس الیکشن میں آپ کے چھوٹے بیٹے صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقی پوری پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے قومی اسمبلی کی ٹکٹ پر حصہ لے رہے تھے ان کے مقابلے میں مسلم لیگ (ق) کے میاں محمد اظہر صاحب تھے۔ انہیں اس الیکشن میں شکست ہوئی اور صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقی پوری قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

## مولانا یاسین سے ملاقات

12 اکتوبر 2002ء: آج میرے دانتوں میں درد اور بڑے پیشاب والی جگہ کے اندر ایک پھنسی (گڑھ) نکل آیا تھا ڈاکٹر خالد کو چیک کرایا تو انہوں نے شیخ زید ہسپتال میں چیک کرانے کا مشورہ دیا میں نے میاں صاحب سے مشورہ کیا تو آپ نے دانت حاجی اسلم (اعظم مارکیٹ) کی معرفت ڈاکٹر عبدالجمید (نزد شاہی مسجد لاہور) کو چیک کرانے کا فرمایا، جنہوں نے میاں صاحب کے مصنوعی دانت بنائے تھے، مجھے علاج کے سلسلہ میں مبلغ دس ہزار روپے بھی دیے، حاجی اسلم صاحب کی معرفت دانت چیک کرائے، اگلے روز میاں صاحب کے حکم پر برکت پورہ سے مستری جمیل کو شرقی پور شریف لے کر آیا، میاں صاحب نے مجھے لاہور بھیج دیا اور مولانا یاسین صاحب سے ملاقات کرنے کی تاکید کی، میں ذوالفقار کے ہمراہ لاہور آ گیا، لاہور پہنچ کر مولانا یاسین صاحب کو میاں صاحب کا پیغام دیا اس کے بعد ڈاکٹر خالد کے ہمراہ شیخ زید ہسپتال چلا گیا جہاں انہوں نے مجھے ایک سرجن کو چیک کرایا، ڈاکٹر صاحب نے چیک کرنے کے بعد مرچیں وغیرہ بند کر دیں ایک انجیکشن لگایا اور کہا اگر اس انجیکشن سے بہتری نہ آئی تو آپریشن لازم ہے۔ ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد ذوالفقار کے ہمراہ آرزیڈ پریس آ گیا جہاں کیلنڈر 2003ء کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

## افطاری اور نصیحت

17 نومبر 2002ء: آج گیارہواں روزہ تھا میاں صاحب نے شرقی پور شریف کے 35 سے 40 افراد کی افطاری کا بندوبست کیا ہوا تھا، افطاری میں کئی طرح کے پھل، سمو سے،

گوشت، پلاؤ، زردہ اور چائے وغیرہ کا بندوبست تھا، انتظامی امور میں افتخار باورچی، ماسٹر عظمت، خواجہ غلام جیلانی اور ان کا چھوٹا صاحبزادہ، طارق گھڑی ساز اور یہ خادم شامل تھا۔ افطاری کا سامان لگانے کے بعد میں روزہ کھو۔ لہذا باہر بابا غفور صاحب کے پاس چلا گیا۔ مہمانوں کے جانے کے بعد میاں صاحب نے افتخار باورچی سے پوچھا معروف نے افطاری کر لی ہے۔ اس نے کہا معروف نے باہر لنگر خانے میں افطاری کی ہے، مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد میاں صاحب کے پاس پہنچا تو میاں صاحب نے پوچھا تم نے لنگر شریف کھا لیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں جی، آپ نے فرمایا کہاں کھایا ہے میں نے عرض کیا باہر لنگر خانے میں، آپ نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد مجھے نبی پاک ﷺ کی ایک حدیث پاک سنائی کہ اتنے سخت نہ ہو کہ ٹوٹ جاؤ، اتنے نرم نہ ہو کہ ہر کوئی استعمال کر جائے اور ساتھ پوچھا تم نے افطاری ہمارے ساتھ کیوں نہیں کی۔ میں نے عرض کیا میں ہر روز سحری و افطاری باہر لنگر خانے میں کرتا ہوں اور آپ کے پاس افطاری کرنے سے بابا غفور اور دیگر خادمین میرے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ آج مرغ پلاؤ دیکھ کر ہمیں بھول گیا ہے، لہذا مجھے یہی مناسب لگا کہ میں افطاری باہر ہی کروں، ویسے بھی باہر ہو یا اندر دونوں لنگر شریف آپ کے ہی ہیں۔ آپ نے میرا جواب سن کر شاباش دی اور کافی دیر تک مجھے دعائیں دیتے رہے۔

## میاں صاحب نے گھر بچنے سے منع کر دیا

23 نومبر 2002ء: حاجی مشتاق، امام علی کے والد اپنا مکان بیچنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مجھے دعا کے لیے کہا تھا کہ میاں صاحب سے عرض کریں ہمارا مکان بک جائے۔ میں نے میاں صاحب سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا امام علی کے والد کو کہنا اگر انہوں نے کسی کا قرضہ دینا ہے تو مکان بیچ لیں ورنہ نہ بیچیں اور گھر کے اندر روکھی سوکھی کھا کر گزارا کریں اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔ عصر کی نماز کے بعد ذوالفقار کے ہمراہ شرقپور شریف چلا گیا جہاں میاں صاحب نے پولیس والوں کی دعوت کی ہوئی تھی، عرس مبارک کے موقع پر انتظامی امور سنبھالنے کے لئے میاں صاحب پولیس اہلکاروں اور دیگر افراد کو شرقپور شریف دعوت دیتے انہیں سیکورٹی اور دیگر معاملات احسن انداز سے سرانجام دینے کی نصیحت کرتے، آخر میں وسیع لنگر شریف کا انتظام ہوتا۔

## اعلیٰ حضرت سرکار کے ایک مرید کا واقعہ

29 نومبر 2002ء: فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب میرے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر کنوئیں پر چلے گئے۔ آپ نے فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے پاس ایک حکیم فتح محمد رہا کرتا تھا، وہ اکثر اعلیٰ حضرت سے لوگوں کی شکایتیں کرتا ایک دفعہ آپ نے اس کو کچھ رقم دی اور فرمایا جاؤ تم سیر کر آؤ یہ 1924ء کا واقعہ ہے، پاکستان بننے کے دو سال قبل وہ شرقپور شریف آیا۔ اس وقت اعلیٰ حضرت اس دنیا فانی سے پردہ فرما چکے تھے، حکیم فتح محمد بہت مہنگا حکیم تھا چھوٹی چھوٹی بیماری کے بھی وہ پانچ سو روپے اور عمدہ کھانے کا تقاضا کرتا، زیادہ تر شرقپور شریف کے قصاب حضرات اس کے پاس علاج کے سلسلہ میں جاتے۔

## حاجی آصف کی والدہ کی تیمارداری

03 دسمبر 2002ء: حرفان ہوٹل میں افطاری کرنے کے بعد ڈاکٹر خالد کے ہمراہ شیخ زاید ہسپتال روانہ ہو گئے جہاں میاں آصف (ملتان والے) کی والدہ کا آپریشن تھا، تیمارداری کے بعد آصف صاحب میاں صاحب کے ساتھ ہی شرقپور شریف آ گئے، پندرہ منٹ ٹھہرنے کے بعد میاں آصف واپس لاہور آ گئے۔

## ڈاکٹر محسن کے گھر آمد

04 دسمبر 2002ء: سحری اور نماز پڑھنے کے بعد میاں صاحب لاہور ڈاکٹر محسن کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کیا آپ رات لاہور میں ہی تھے۔ آپ نے فرمایا نہیں، ہم تو شرقپور شریف سے آرہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بہت حیران ہوئے اور آپ کی ہمت کی داد دی، ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کی رپورٹس دیکھیں جو حوصلہ افزا تھیں۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب اور اپنے بھتیجے میاں آفتاب صاحب کو عید کے سلسلہ میں گفٹ بھی دیے، تھوڑی دیر رکنے کے بعد آپ پروفیسر اقبال مجددی (اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور میں تاریخ کے پروفیسر تھے) کے ہاں تشریف لے گئے، محمد عالم مختار حق صاحب بھی ادھر آ گئے، نقشبندیہ سلسلہ پر

تھوڑی دیر علمی گفتگو کرنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف آگئے۔ میں مغرب کے بعد شرقپور شریف پہنچا تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے کتاب ”دیوان سنگھ مفتون“ کا صفحہ 158 سے 164 تک پڑھنے کے لیے فرمایا۔

## ڈاکٹر محسن اور میاں آفتاب کی شرقپور شریف آمد

06 دسمبر 2002ء: آج عید تھی، سارا دن لاہور رہا، شام کو محمد سلیم (فتح گڑھ) کو ساتھ لے کر شرقپور شریف آ گیا۔ محمد سلیم بیرون ملک جانے کا خواہش مند تھا۔ میں نے میاں صاحب سے دعا کے لئے عرض کیا مگر آپ نے پہلے لنگر شریف کھانے کو فرمایا، محمد سلیم رات شرقپور شریف ہی ٹھہرا، اگلی صبح میاں صاحب میرے ساتھ کنوئیں پر تشریف لے گئے، میاں صاحب نے محمد سلیم سے کہا کہ وہ باہر جانے کی بجائے پاکستان میں اپنے کاروبار کی طرف توجہ دے اللہ تمہیں ادھر ہی برکت دے دے گا۔ عصر کے بعد ڈاکٹر محسن نذیر صاحب میاں آفتاب صاحب کے ہمراہ پہلی مرتبہ شرقپور شریف تشریف لائے۔ خاطر مدارت کرنے کے بعد میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب، میاں آفتاب اور میاں ابوبکر صاحب کو شیر ربانی فری ڈسپنسری میں ایکسپریس مشین، ای سی جی مشین اور ایمبولنس دکھائی، ڈاکٹر صاحب نے کہا ان علاقوں میں ان چیزوں کی بہت ضرورت ہے، یہ کام حکومت کے کرنے والے ہیں جو میاں صاحب ایک فرد واحد کی حیثیت سے کر رہے ہیں۔

## صاحبزادگان نے میاں صاحب کو پیسے دیے

08 دسمبر 2002ء: آج میاں صاحب نے صاحبزادگان سے فرمایا مجھے پیسوں کی ضرورت ہے جس پر میاں عدیل نے میاں صاحب کو -4880/ روپے میاں تنویر نے -4200/ اور میاں حنان نے بھی کچھ پیسے دیے جو میں نوٹ نہ کر سکا۔ میاں صاحب نے تمام صاحبزادگان کو دعائیں دیں۔

## شیر ربانی ڈائجسٹ کا اجراء

09 دسمبر 2002ء: آج صبح میاں صاحب لاہور روانہ ہوئے، پروفیسر خالد بشیر

صاحب (گجرات) بھی میاں صاحب کے ہمراہ تھے، پہلے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے گھر اور پھر عبدالوحید صاحب (سرتاج فلور ملز والے) کی طرف چلے گئے۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد میاں صاحب حرفان ہوٹل تشریف لے گئے، 12 بجے حاجی عبدالرؤف (آر زیڈ پریس والے) اور ان کے دوست رائل پارک سے محمد اقبال صاحب میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، تین بجے خالد بشیر صاحب کے دوست پروفیسر علیم تفضل اور پروفیسر انجم (ان کا تعلق شعبہ انگریزی سے ہے) تشریف لائے میاں صاحب سے بیعت کا شرف حاصل کیا، عصر سے کچھ دیر پہلے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، ماسٹر احمد علی شرقپوری، قاضی ظہور احمد اختر، قدر آفاتی، ڈاکٹر نذیر احمد، اللہ رکھا، نذیر احمد صدیقی اور سعید احمد صدیقی صاحب تشریف لے آئے، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے تمام حضرات کو بڑا پر جوش اور میاں صاحب کے مشن کو آگے بڑھانے کے متعلق لیکچر دیا۔ مغرب کی نماز کے بعد تمام حضرات میاں صاحب کی اجازت سے روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب کے علاوہ پروفیسر خالد بشیر، پروفیسر علیم تفضل اور یہ خادم موجود تھا، میاں صاحب نے ایک انگریزی ڈائجسٹ شروع کرنے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ میں نے انگریزی رسالے کا نام ”شیر ربانی ڈائجسٹ“ رکھنے کا مشورہ دیا جس کو میاں صاحب سمیت تمام افراد نے پسند فرمایا۔ پروفیسر علیم تفضل کو ان کے گھر گلشن راوی اتارنے کے بعد رات 9 بجے میاں صاحب شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## حاجی ارشد کی اہلیہ کا انتقال

11 دسمبر 2002ء: حاجی محمد ارشد صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا، اس سلسلہ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب رات کو ہی پشاور کے لیے روانہ ہو گئے تھے، میں لاہور میں میاں صاحب کے کچھ کام کاج سے فارغ ہو کر حاجی اسلم (اعظم مارکیٹ) کی دکان سے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی دیسی ادویات لے کر شرقپور شریف آ گیا، میاں صاحب ان دنوں دیوان سنگھ مفتون کی کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔ عشاء کی نماز کے بعد میاں صاحب نے فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی دوسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں چند ایک ہدایات دیں۔

## میاں صاحب کی حاجی ارشد سے تعزیت

16 دسمبر 2002ء: حاجی ارشد صاحب اپنے بھائی کے ہمراہ شرقپور شریف پہنچے تو میاں صاحب نے ان کی اہلیہ کی وفات پر ان سے تعزیت فرمائی۔ اس وقت ڈاکٹر خالد، شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ، حسن ڈرائیور اور ذوالفقار علی میاں صاحب کے کمرہ میں موجود تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد میں نے میاں صاحب سے عرض کیا شیر ربانی ڈائجسٹ کا ڈیکلریشن کس کے نام پر لینا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اپنے نام سے لے لو۔ اگلے روز میاں صاحب نے ماسٹر احمد علی شرقپوری کو شیر ربانی فری ڈپنری کی رجسٹریشن کروانے کا حکم دیا۔

## میاں صاحب کی بائیں آنکھ میں انفیکشن

25 دسمبر 2002ء: میاں صاحب کی بائیں آنکھ بہت زیادہ سرخ تھی آپ نے آنکھوں والے ڈاکٹر سے رابطہ کرنے کو فرمایا، اگلے روز صبح آٹھ بجے میاں صاحب نے حرقان ہوٹل میں روزنامہ پاکستان کے ایڈیٹر نذیر حق صاحب سے ملاقات کی، انگریزی مضامین پڑھنے اور نئے مضامین لکھنے کے حوالے سے تعاون کرنے کو فرمایا۔ نذیر حق صاحب نے کہا کہ میں انگریزی سے اردو ترجمہ کر سکتا ہوں مگر اردو سے انگریزی ترجمہ نہیں کر سکتا، پھر بھی میں جتنی کوشش کر سکا ضرور کروں گا۔ نذیر حق صاحب کے جانے کے بعد ڈاکٹر خالد صاحب تشریف لائے انہوں نے میاں صاحب کے پاؤں کی صفائی کی اور مرہم لگائی، میاں صاحب کے پاؤں پر چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکلی ہوئی تھیں وضو وغیرہ کرنے کی وجہ سے ان میں ریشہ پڑ چکا تھا، مغرب کی نماز سے قبل آپ شرقپور شریف واپس آ گئے۔ آپ نے فرمایا انگریزی کے مضامین اکٹھے کر کے ایک رسالہ شائع کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ مددگار ہے اب جیسے بھی ہو یہ کام تو ضرور کرنا ہے۔

## میاں صاحب کی حاجی رفاقت سے ملاقات

28 دسمبر 2002ء: میاں صاحب اشفاق پٹواری کے ساتھ لاہور آ گئے، میری موٹر سائیکل اشفاق پٹواری کو دے دی اور میاں صاحب مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر اکبری منڈی

حاجی صداقت علی کے پاس آگئے، چند منٹ ملاقات کے بعد میاں صاحب حرفان ہوٹل آگئے، جہاں ماسٹر عظمت علی اور حاجی محمد حیات پہلے سے موجود تھے۔ میاں صاحب ماسٹر عظمت کے ہمراہ شرقپور شریف روانہ ہو گئے اور میں ذوالفقار علی کے ہمراہ ساڑھے سات بجے شرقپور شریف پہنچا، میاں صاحب کی آنکھ میں ڈراپس ڈالے جس سے آنکھ کی سرخی کم ہو رہی تھی۔

## میاں خلیل کا پیر طیب کے نام رقعہ

11 جنوری 2003ء: صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نے ماسٹر شرافت کو پیر طیب علی شاہ بخاری (کرمانوالہ شریف) کے نام ایک رقعہ لکھوایا، مجھے فرمایا لیٹر پیڈ کی کاپیاں اور بنوا لاؤ۔ میں نے عرض کیا فوٹو کاپی بنوانے کی بجائے اگر چھپوادوں۔ آپ نے فرمایا اچھی بات ہے ایک ہزار چھپوالاؤ۔

## میاں صاحب کا تحفہ اور محمد اسلم کے آنسو

29 جنوری 2003ء: بابا عبدالرؤف صاحب (آرزیڈ پریس) آج حج پر جا رہے تھے۔ میاں صاحب نے ہزار روپے والا ایک اور پانچ سو والے دوہار (نوٹوں والے) خواجہ غلام جیلانی سے بنوائے، لاہور عبدالرؤف صاحب کے گھر تشریف لے گئے، اپنی طرف سے ہزار روپے والا اور ایک پانچ سو والا مجھے باباجی کے گلے میں ڈالنے کو فرمایا: دوسرا پانچ سو والے ہار کے متعلق آپ نے فرمایا محمد اسلم نامی شخص جو سرگودھا کا رہنے والا ہے اس کی فلائٹ کا نمبر 1449 ہے، ایک ایکسڈنٹ میں وہ معذور ہو گیا ہے لہذا تم حاجی کیمپ جا کر اعلان کروانا اور یہ ہار میری طرف سے اس کو دے دینا، آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے اور میں گیارہ بجے کے قریب حاجی کیمپ چلا گیا، میرے حاجی کیمپ پہنچنے سے پہلے بابا عبدالرؤف صاحب اندر جا چکے تھے، ان کے بیٹے ظہیر صاحب بعد میں آئے، لہذا ان کی اپنے والد گرامی سے ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ مجھے کہنے لگے معروف صاحب میاں صاحب کی سارے پاکستان میں واقفیت ہے آپ مجھے اندر لے کر جائیں تمہارے لیے کوئی مشکل نہیں، میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس کو کیا جواب دوں، کسی نے میرا نام لے کر پکارا، میں نے ادھر ادھر دیکھا مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ کسی نے مجھے پھر آواز دی



میں نے حاجی کیمپ کی طرف دیکھا تو سکاؤٹ کی وردی میں ملبوس ماسٹر احمد یار عابد مجھ سے گلے آ کر ملا اور مجھے اپنے ساتھ اندر لے گیا میں ظہیر اور ان کے بھائی ندیم کو بھی اندر لے گیا۔ حاجی کیمپ کے اندر داخل ہو کر میں نے ظہیر صاحب سے کہا میاں صاحب کی دعاؤں سے آپ اندر آ گئے ہیں۔ ظہیر صاحب نے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں صاحب کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ ماسٹر احمد یار گرمیوں کی چھٹیوں میں اکثر میاں صاحب کے پاس آ جاتا دو دو ماہ میاں صاحب کی خدمت میں گزارتا، ماہنامہ نور اسلام کی تیاری کے سلسلہ میں کافی مدد کرتا۔ میں نے ماسٹر احمد یار کی مدد سے حاجی کیمپ میں محمد اسلم کو ڈھونڈنا شروع کیا کافی تک و دو کے بعد حاجیوں کی ایک گاڑی حاجی کیمپ سے باہر نکلنے کے لیے بالکل تیار کھڑی تھی۔ ہر بس میں محمد اسلم کو آواز دے کر پکارتے شاید کہیں مل جائے، خیر ایک گاڑی میں محمد اسلم نے ہمیں آواز دی۔ ہم نے اسے کہا ہم شرقپور شریف سے آئے ہیں۔ میاں صاحب نے آپ کے لئے یہ گفٹ بھیجا ہے، وہ سیٹ کے سہارے سے اٹھا ہمارے گلے لگا، اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، شکر یہ کے ساتھ اس نے میاں صاحب سے دعا کی درخواست کی، اس سے پہلے بس حاجی کیمپ سے باہر نکلتی، ہم بس سے اتر کر بابا عبدالرؤف صاحب کے پاس آ گئے۔

## مولانا شاہ احمد نورانی کی شرقپور شریف آمد

یکم مارچ 2003ء: آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت میاں شیر محمد صاحب المعروف شیر ربانی اور حضرت الحاج میاں غلام اللہ صاحب ثانی لاٹانی رحمہما اللہ تعالیٰ کے عالی مرتبت سجادہ نشین حضرت شیخ المشائخ الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ نے فضیلۃ الشیخ مولانا فضل الرحمن مدنی ابن قطب مدینہ الشیخ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی خلیفہ مجاز شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہما اللہ تعالیٰ کے وصال پر ملال پر اپنے کاشانہ اقدس میں جلسہ تعزیت کا اہتمام کیا کیونکہ آپ کے حضرت فضیلۃ الشیخ مولانا فضل الرحمن مدنی اور ان کے والد ماجد مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمہما اللہ تعالیٰ سے دیرینہ خصوصی تعلقات تھے۔ آپ بارہا مدینہ منورہ حاضر ہوئے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے بعد وقت نکال کر ان گرامی مرتبت ہستیوں کے ہاں آنا جانا ہوتا جس کی بنا پر طرفین میں تعلق نہایت مضبوط و

مستحکم ہوئے۔ حضرت شیخ المشائخ الحاج میاں جمیل احمد شرقی پوری دامت برکاتہم العالیہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے مدینہ طیبہ میں ایک قطعہ اراضی حاصل ہوا۔ وہاں آپ نے شیر ربانی رباط تعمیر کرائی، متعدد کمروں پر مشتمل بلڈنگ اپنی مثال آپ ہے جو احد شریف کے دامن میں بنی ہوئی ہے آپ گاے گاے اپنی قیام گاہ پر زائرین حرمین شریفین کی بڑی فیاضی سے ضیافت فرماتے رہتے۔ چونکہ قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ان مقدس ہستیوں کے ساتھ قریبی رشتہ داری ہے، حضرت میاں صاحب نے مناسب خیال کیا کہ اپنے انہی دیرینہ تعلقات کی بنا پر مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ سے تعزیت بھی کی جائے اور موجودہ اسمبلی میں سینٹ کی سیٹ پر نمایاں کامیابی حاصل ہونے پر ہدیہ تبریک و تحسین پیش کیا جائے چنانچہ آپ نے اپنے آستانہ عالیہ پر آج نہایت ہی اعلیٰ و عمدہ ضیافت کا اہتمام فرمایا جو قائد اہل سنت کی شایان شان کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا اس استقبالیہ وجلسہ تعزیت میں کثیر علماء و رفقاء نے شرکت فرمائی۔ چند نام بطور سند درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب شرقی پوری نقشبندی مجددی

حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی (سابق ایم پی اے)

حضرت صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب شرقی پوری نقشبندی مجددی (ایم این اے)

صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقی پوری نقشبندی مجددی

صاحبزادہ میاں عدیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی

صاحبزادہ میاں تنویر احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی

صاحبزادہ میاں محمد صالح شرقی پوری نقشبندی مجددی

مکرم جناب میجر جنرل کے ایم اظہر لاہور

جناب پیر اعجاز احمد ہاشمی مرید کے

علامہ محمد عارف صاحب نوری لاہور

مولانا قاری زوار بہادر صاحب لاہور

مولانا عبدالغفور نقشبندی لاہور

مولانا محمد اشرف آصف جلالی لاہور

مولانا حافظ حمید اختر صاحب (مرحوم) گکھڑ

حاجی محمد حیات نقشبندی جلیانہ لاہور

یہ ہدیہ سپاس قبلہ میاں صاحب کی طرف سے مولانا محمد منشاء تائبش قصوری صاحب نے پیش کیا  
بخدمت اقدس عالی مرتبت گرامی منزلت عالمی مبلغ اسلام قائد ملت نازش اہل سنت حق و  
صداقت کی نشانی مولانا علامہ الحاج الحافظ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلکم العالی  
سلام ورحمت معروض کہ!

تقریباً ایک صدی سے خطہ پنجاب میں قطب ربانی، قدیل نورانی حضرت میاں شیر محمد صاحب  
المعروف شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نقشبندی مجددی شرقپوری اور حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ  
صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات روحانی و جسمانی کا بحر بیکراں  
جاری و ساری ہے اور ان شاء اللہ العزیز یہ سلسلہ نہ صرف ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا بلکہ پیہم ترقی کی  
منازل طے کرتا رہے گا۔ اس آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی شہرت و مقبولیت آفاقی ہے، بین الاقوامی  
سطح پر اس کا ایک نام اور پہچان ہے۔ اس آستانہ عالیہ سے وابستگان و معتقدین و مریدین لاکھوں  
کی تعداد میں دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضرت شیر ربانی علیہ الرحمۃ کے چند ایک  
خلفاء کے نام پیش کئے جاتے ہیں جن کی شرعی اور روحانی تبلیغ میں حضرت شیر ربانی کی نگاہ کرامت  
و فراست کار فرما ہے۔

- ☆ پیر طریقت حضرت سید محمد اسماعیل شاہ علیہ الرحمۃ کرمانوالے شریف
- ☆ پیر طریقت حضرت سید نور الحسن شاہ علیہ الرحمۃ کیلیانوالہ شریف
- ☆ پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محمد عمر علیہ الرحمۃ بیربل شریف
- ☆ پیر میاں عبدالرحمن نقشبندی قصوری علیہ الرحمۃ قصور
- ☆ پیر طریقت میاں رحمت علی علیہ الرحمۃ گھنگ شریف
- ☆ پیر طریقت حاکم علی شاہ علیہ الرحمۃ لاہور

یہ وہ بلند مرتبت مسلمہ روحانی شخصیات ہیں جنہوں نے براہ راست شرقپور شریف سے فیضان  
شیر ربانی کو اپنے اپنے دامن میں سمیٹا، یہ اولیاء کرام و مشائخ عظام، منبع انوار شرقپور سے چمکے اور  
خاص و عام کو نقشبندی مجددی رنگ میں رنگ دیا۔

آج جب ہم براہ راست یا بالواسطہ فیض یافتگان شیرربانی کو دیکھتے ہیں تو شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ الحمد للہ علی منہ وکرمہ تعالیٰ کہ مجھے حضرت شیرربانی و حضرت ثانی لاٹانی رحمہما اللہ تعالیٰ کے کاز کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائی۔ مجھ سے جو کچھ ہو سکا کیا اور ان شاء اللہ العزیز علالت کے باوجود یہ خدمت تاحین حیات سرانجام دیتا رہونگا نیز اس عطا پر بھی میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کو بھی ہر قسم کی نعمتوں سے بہرہ مند فرمایا، ملک و ملت اور اسلام و سدیت کی خدمت کے لیے وقف کیا۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد آج میں اس پر بھی نازاں ہوں کہ عالم اسلام کی محبوب شخصیت، ماہر علوم جدیدہ و قدیمہ، قائد ملت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتہم نے اپنی ان گنت گونا گوں مصروفیات سے وقت نکال کر آستانہ عالیہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ پر حاضری کے ساتھ ساتھ ہمیں خدمت کا موقعہ فراہم کیا۔ ہاں یاد رکھیے آپ یہاں پہلی بار ہی جلوہ افروز نہیں ہوئے بلکہ اس سے قبل بھی حضرت شیرربانی علیہ الرحمۃ کے تبرک سے مستفیض ہوتے رہے ہیں تاہم میں آپ کی اس تشریف آوری پر دل کی گہرائیوں سے شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ نیز تازہ کامیابی و کامرانی پر ہدیہ سپاس و تبریک پیش کرتے ہوئے ایک گونا گوست محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سینٹ کے انتخاب میں بڑی شان و شوکت سے سرخروئی عطا فرمائی۔ اس مختصر وقت میں، قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ کی ملی، ملکی، مسلکی، قومی، رفاہی خدمات کا احاطہ مقصود نہیں۔ آپ لوگ ان کی تمام تر ایسی سرگرمیوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لہذا ان تمام امور سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کی یہاں تشریف آوری پر شکر یہ ادا کرتا ہوا یقین دلاتا ہوں کہ کسی بھی مرحلہ پر میری یا وابستگان آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شرقیہ کو کسی بھی خدمت کے لیے آواز دیں گے تو میں، میرے بیٹے اور مریدین سبھی لبیک کہیں گے۔ ملک و ملت اور مسلک کی تعمیر و ترقی کے لیے آپ ہمیں کمر بستہ پائیں گے۔ (ان شاء اللہ العزیز)

حضرت! میں آپ اور آپ کے رفقاء و جملہ مہمانان گرامی کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ملک و ملت اور مسلک حق کی آبیاری، ترویج و ترقی کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین ثم آمین

بجاہ طہ و یسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک وسلم

دعا گو:

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شر قیوری نقشبندی مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت شیر ربانی، حضرت ثانی لاٹانی رحمہما اللہ تعالیٰ

بانی و مہتمم دارالمبلغین حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ (برائے طلباء و طالبہ) و شیر ربانی فری

ڈپنٹری شر قیور شریف

اس کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی صاحب نے خطاب فرمایا:

استقبالیہ پیش کرنے کے بعد نقیب محفل نے نعروں کی گونج میں قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی

صدیقی میرٹھی کو دعوت خطاب دی۔ آپ اپنی نشست پر قیام فرمائے اور اپنے ایمان افروز روح

پرور مسحور کن عربی لہجہ میں خطبہ پڑھنے کے بعد بیان شروع فرمایا:

سب سے پہلے میں حضرت عالی مرتبت سجادہ نشین شر قیور شریف آستانہ عالیہ شیر ربانی حضرت

میاں شیر محمد صاحب، ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں، سراپا سپاس ہوں کہ

مجھ فقیر کو یاد فرمایا اور تعزیت کی۔ یہ تقریب قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے

صاحبزادے مولانا فضل الرحمن مدنی علیہ الرحمۃ کے لیے منعقد کی گئی اور مجھے اس میں شمولیت کی

سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

عجیب و غریب اتفاقات ہوتے ہیں سب سے پہلے میں نے اپنے والد ماجد مولانا شاہ عبدالعلیم

میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا یہ جو مولانا ضیاء الدین احمد ہیں وہ تو پنجاب کے رہنے والے

ہیں، یہ اس وقت کی بات ہے جب میرا بچپنا تھا ہاں 1936ء کی بات ہے میری عمر گیارہ سال تھی،

ایک سال مدینہ منورہ میں قیام رہا، میرا مکان مولانا کے مکان کے قریب تھا وہیں پر کھانا کھا لیتے،

میں اپنے بھائی جیلانی میاں صدیقی اور حماد سبحانی کے ساتھ مدینہ طیبہ میں پڑھتا رہا۔

تجوید و قرآت کے لیے شیخ القراء کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ایک دن میں نے مولانا سے

پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں فرمایا سیالکوٹ، میں نے کہاں سیالکوٹ کہاں ہے۔ فرمایا

پنجاب میں:

میرے والد ماجد 1922ء میں پہلی مرتبہ بیہود بندرگاہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ ایک

واقعہ میرے والد ماجد نے بیان فرمایا۔ اس وقت لوگ جدہ بندرگاہ سے ینبوع بندرگاہ جاتے۔ ہم لوگ ینبوع بندرگاہ اترے۔ سامان وغیرہ اٹھایا اور اونٹوں کا اہتمام کیا۔ بہت سے حاجی مسجد میں چلے گئے اور میں روضہ مبارک کی طرف منہ کر کے درود و سلام پڑھنے لگا۔ ایک صاحب نے میرا منہ صحیح سمت کر دیا جب درود و سلام سے فارغ ہو کر دعائیں دیکھا وہ صاحب قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے میں نے نام پوچھا، کہا مجھے ضیاء الدین کہتے ہیں۔ حج کے لیے آیا، اب مدینہ منورہ واپس جا رہا ہوں۔

جب نجدیوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تو حکومت ترکیہ نے ان سے خالی کرالیا۔ شریف مکہ کی حکومت ختم ہو گئی، ہم شام سے آرہے ہیں اور اب مدینہ منورہ جا رہا ہوں، سلطنت عثمانیہ کی حکومت ختم ہوئی تو مدینہ منورہ آگئے۔ ابا جی (مولانا عبدالعلیم میرٹھی علیہ الرحمۃ) نے فرمایا میری محبت ان سے برابر قائم رہی۔ ہم نے قبا شریف میں زمین خرید کر کچا سا مکان بنا لیا، چار کمرے نیچے اور تین اوپر، پھر ہم نے روضہ مبارکہ کے قریب مکان لے لیا۔

حضرت مولانا ضیاء الدین کہا کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم آپ نے ایمان دیا، آپ نے اسلام دیا، آپ نے جماعت میں لیا۔

حضرت میاں جمیل احمد شر قپوری دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ تعالیٰ صحت کاملہ اور شفا عجلہ مرحمت فرمائے۔ ہماری پہلی ملاقات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ میں شادی کے بعد مدینہ منورہ میں ہی رہا۔ میں میاں صاحب کے قریب ہی رہتا تھا، جب آپ قبا شریف تشریف لاتے کبھی میں اور کبھی آپ تیسرے چوتھے دن قیام گاہ پر آنا جانا رہتا۔ ایک دن مولانا ضیاء الدین احمد مدنی نے فرمایا آج رات کھانا ہمیں کھانا ہے۔ پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری اور میاں جمیل احمد شر قپوری بھی آئیں گے۔ دسترخوان بچھا ہوا تھا مجھے فرمایا حضرت میاں جمیل احمد کولائیں، میری اہلیہ نے کہا جب تک وہ نہیں آئیں گے حضرت کھانا نہیں کھائیں گے کسی نے خبر دی انہیں مولانا فضل الرحمن لے کر چلے گئے ہیں۔

اسی دوران میرے بچے کی ولادت ہوئی، باہر سے دعوت آئی، سبحان اللہ کیا کہنا۔ مدینہ منورہ، ربیع الاول شریف میں پورا مہینہ دو دن شاید گھر کھانا کھایا، مدینہ منورہ کے رہنے والے اپنے گھروں میں محفل میلاد کراتے ہیں اور ہر محفل میلاد میں کھانا کھلاتے ہیں، بریانی کھلاتے ہیں، دنبے کا

گوشت کھلاتے ہیں، بکرے کا گوشت کھلاتے ہیں، اتنی دعوتیں، قباء شریف میں رہتا، لوگ مولانا فضل الرحمن کی نسبت بہت پیار فرماتے، اندازہ یہ ہوا کہ حکومت نجد یوں کی ہے مگر دلوں پر نہیں، آج بھی شب و روز درود و سلام کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔

حضرت قطب مدینہ سے ایک دن میں نے عرض کیا پاکستان جا رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا آپ کی ضرورت بھی ہے۔

ہاں: تو حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری کا دسترخوان وہاں (مدینہ منورہ) میں بھی بڑا وسیع ہوتا، آپ کا جہاں قیام رہتا آپ کا دسترخوان وسیع رہتا، میں کئی مرتبہ حاضر ہوا۔ آپ بہت کرم فرماتے تھے۔ پرانی یادیں تازہ ہوئی ہیں۔ مولانا فضل الرحمن بھی بہت کرم فرماتے۔ آپ خوش نصیب ہیں اللہ تعالیٰ خوش نصیبوں میں ہمارا حشر فرمائے۔

میں زینت آستانہ عالیہ حضرت میاں صاحب کا مشکور ہوں، شکر گزار ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے، میں جب بھی دیکھتا ہوں، سوچتا ہوں، وہاں روزمرہ ملاقات ہوتی اور یہاں درمیان میں تھوڑی سی غلط فہمی پیدا ہوئی۔ میں اس کی معذرت چاہتا ہوں میں معافی چاہتا ہوں، تھوڑی بہت بات ہو ہی جایا کرتی ہے، بھائیوں میں ہو ہی جاتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ اور شفا کے عاجلہ کے ساتھ ساتھ برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

بعدہ

دیگر علمائے کرام نے بھی دونوں بلند ہستیوں کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا ہر ایک نے اپنے اپنے تعلق و نسبت کو احسن طریقہ سے گوش گزار کیا جن میں خاص طور پر:

حضرت الحاج مولانا علامہ محمد عارف صاحب نوری خطیب لاہور

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب لاہور

حضرت مولانا عبدالغفور نقشبندی لاہور

مکرم جناب پیر اعجاز احمد ہاشمی مرید کے

مولانا محمد منشا تابش قصوری، مرید کے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

حضرت میاں صاحب کے ملفوظات

نقیب محفل نے حضرت شیخ المشائخ کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ بھی اپنے ملفوظات گرانمایہ

سے مستفیض فرمائیے چنانچہ حضرت قبلہ میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے خطبہ ارشاد فرمانے سے قبل فرمایا:

”جیسے مجھے بیان کرنا آتا ہے ویسے ہی کرونگا۔“

پھر آپ نے مختصر سا خطبہ پڑھا اور چند کلمات سے نوازا:

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى والصلوة والسلام على رسولنا محمد المجتبی:

بعد از خطبہ اپنے فرمایا:-

گزارش ہے کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا ٹھیک فرمایا میں نے ایک ارشاد نبوی ﷺ پڑھا ہے اس کا ترجمہ کرونگا ”آدمی کے ساتھ ملو اس ملنے والے کے ساتھ اہل علم بھی ہوتے اور مجھ جیسے دیہاتی بھی ہوتے ہیں۔“

مولانا صاحب باوجود کوتاہیوں کے بہت شفقت فرماتے تھے یہ بزرگوں کا شیوہ ہے کہ جو بے سمجھ اور کم عقل لوگ ہیں ان کے ساتھ بھی برتاؤ کرتے ہیں۔

جیسے حضرت نے فرمایا حضرت تو دین و دنیا کے بحر بیکراں اور بے نیاز بھی ہیں تاہم اتنی بے نیازی ہونی نہیں چاہیے۔

بہ دریا در منافع بے شمار است

اگر خواہی سلامت بر کنار است

حضرت نے بڑی شفقت فرمائی تشریف لائے میں ان کا بہت ممنون ہوں۔ میرا معاملہ کچھ ایسا ہی ہے صحت کے باعث آجا نہیں سکتا۔ حرفا ان ہوٹل چائے چوک لاہور میں تعزیت کر سکتا تھا بہر حال آپ نے بڑی مہربانی فرمائی تشریف لائے۔

ہمارا معاملہ تو درویشانہ ہے احتیاطاً مولوی عبدالغفور کو بلایا ان سے تفصیلی بات چیت ہوئی اور آپ تشریف لائے۔ پھر فضیلہ الشیخ مولانا فضل الرحمن مدنی علیہ الرحمۃ کے لیے فاتحہ پڑھی گئی اور ایصال ثواب کے ساتھ دعائے مغفرت بلندی درجات ہوئی۔

حضرت شیخ المشائخ الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی شرقپوری مدظلہ نے فرمایا آئیے حضرات شیر ربانی لنگر کی برکات سے بھی بہرہ مند ہوں سبحان اللہ۔ حضرت میاں صاحب نے ضیافت کا بڑی فیاضی اور کشادگی سے اہتمام فرما رکھا تھا۔ ان عالی مرتبت شخصیات گرامی قدر



علمائے ذی وقار اور مہمانان خصوصی نے نہایت فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نقشبندی مجددی شرچوری لنگر سے حظ وافر اٹھایا۔ ان کثیر علمائے کرام سے جو کچھ بیچ رہا اگر دو سو مہمان مزید بھی ہوتے تو نہایت اطمینان سے سیر ہو جاتے۔

سبحان اللہ نوع بنوع کھانے، روسٹ کی ہوئی تین قسم مچھلی، بکرے کا گوشت، ریشین سلاڈ، قلفہ، مشروبات اور ثمرات و فواکہ، بریانی، زردہ پلاؤ، شاہی کلڑے وافر مقدار میں موجود تھے۔ سبھی حضرات کہہ رہے تھے یہ حضرت میاں صاحب ہی کا کام ہے ہماری بساط کہاں کہ ایسا نورانی میاں کے حضور اتنا اعلیٰ اور وافر مقدار میں تبرک پیش کر سکیں۔

القصد دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی

افسوس آج ہمارے ہاں ملت اسلامیہ کی نامور ہستی حق و صداقت کی نشانی نہ رہی، 11 دسمبر 2003ء بروز جمعرات سینٹ کے اجلاس میں شمولیت کی تیاری کر رہے تھے کہ فرشتہ اجل نے آیا اور آپ ملت اسلامیہ کو روتا ہوا چھوڑ کر اپنے خالق کے حضور پہنچ گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اللہ تعالیٰ انہیں جو رحمت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

مولانا شاہ احمد نورانی کی شرچور شریف آمد کو مولانا منشاء تائبش قصوری صاحب نے مرتب کیا 3 مئی 2003ء: کو حوزہ نقشبندیہ کا لائحہ عمل برائے علمی تحقیقات اور اغراض و مقاصد کا پمفلٹ ارباب دانش و بینش کو ارسال کیا گیا، اس کو محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا، حوزہ نقشبندیہ کا لائحہ عمل اور اغراض و مقاصد کی تفصیل اس طرح سے ہے:

لائحہ عمل برائے علمی تحقیقات

- ۱۔ نقشبندی سلسلہ کی تاریخ و تعلیمات سے متعلق درجہ اول کے تمام مآخذ و مراجع جمع کیے جائیں۔
- ۲۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرچوری نقشبندی مجددی کے ذخیرہ کتب مخزونہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کو سلسلہ نقشبندیہ کی کتب کے لیے مخصوص ذخیرہ بنا دیا جائے۔
- ۳۔ اس امر کے لیے ساری دنیا کے علمی مراکز سے رابطہ قائم کیا جائے اور ان سے اس ذخیرے کے لیے کتابیں بھیجنے کے لیے درخواست کی جائے۔

۴۔ مطبوعہ کتب جو دنیا میں طبع ہوئی ہیں (سلسلہ نقشبندیہ) خرید کر جمع کی جائیں۔

۵۔ غیر مطبوعہ کتب یعنی مخطوطات دنیا میں جہاں جہاں سلسلہ نقشبندیہ سے متعلق محفوظ ہیں ان

کے عکس کتب خانے کے لیے منگوائے جائیں۔

۶۔ اس کار خیر کے لیے باقاعدہ علماء و محققین کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے جو ان مراجع کی فہارس تیار کرے پھر ان کے عکس لینے کی کوشش کی جائے۔

۷۔ پاکستان اور دنیا بھر میں نقشبندی سلسلے کے مراکز اور خانقاہوں سے رابطہ علمی قائم کیا جائے اور ان مقامات میں اگر کتب خانے موجود ہیں تو وہاں سے نادر کتب و مخطوطات کے عکس بنوائے جائیں۔

۸۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مخطوطات خریدنے کے لیے پنجاب یونیورسٹی لائبریری (ذخیرہ میاں صاحب) کو خطیر رقم دی جائے جو میاں جمیل احمد شر قپوری نقشبندی مجددی صاحب کے نام سے بینک میں جمع رہے اور مخطوطات خریدتے وقت بینک سے ادا کر دی جائے۔

۹۔ روس سے آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں (خصوصاً بخارا، سمرقند، تاشقند اور قزاقان وغیرہ) میں جا کر وہاں سے نقشبندی سلسلے کی قدیم مطبوعات و مخطوطات حاصل کیے جائیں کیونکہ یہ علاقے اس سلسلہ کے اولین مراکز تھے۔

#### اغراض و مقاصد

- ۱۔ سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشش کرنا۔
- ۲۔ اس سلسلے میں علمی و تحقیقی کام کرنے کی ترغیب دینا۔
- ۳۔ سلسلہ نقشبندیہ پر تحقیقی کام کرنے والوں کی ہر طرح سے معاونت کرنا۔
- ۴۔ اس سلسلے کی تاریخ، افکار و تعلیمات سے متعلق ایک جامع فہرست مرتب کر کے شائع کرنا جو اردو و انگریزی زبانوں میں ہونی چاہیے یعنی

#### A Bibliography of the Naqshbandiah Order

۵۔ اس مقصد کے لیے ایک کتب خانے کا قیام جس میں اس سلسلے سے متعلق تمام مآخذ و مراجع جمع کیے جائیں (تفصیل لائحہ عمل کے تحت لکھی جا چکی ہے)

۶۔ بعض اکابر نقشبندی مشائخ کے یوم منانے کے لیے محافل کا قیام مثلاً

☆..... حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری

☆..... حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری

☆..... حضرت خواجہ عبید اللہ احرار

☆..... حضرت خواجہ باقی باللہ

☆..... حضرت مولانا جامی

☆..... حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

☆..... حضرات صاحبزادگان حضرت مجدد الف ثانی

☆..... حضرت شیخ آدم بنوری

☆..... حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید

☆..... حضرت شاہ غلام علی دہلوی

☆..... حضرت میاں شیر محمد شرقی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

۷۔ نقشبندی سلسلے کے اہم ماخذ جدید تقاضوں کے مطابق ایڈٹ کر کے شائع کرنا۔

۸۔ یورپین زبانوں میں اس سلسلہ کے قدیم واصل ماخذ کے تراجم تحقیق و حواشی کے ساتھ شائع

کرنا یعنی

## Translation Of The Original Sources Into European Languages

جن دانشوروں نے حوزہ نقشبندیہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ان کی تفصیل اس طرح سے ہے:

ڈاکٹر شیر محمد زمان۔ (ستارہ امتیاز) چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان اسلام آباد

ڈاکٹر ریاض الاسلام۔ انسٹی ٹیوٹ آف سنٹرل اینڈ ویسٹ ایشین سٹڈیز۔ کراچی یونیورسٹی کراچی۔

ڈاکٹر سید عارف نوشاہی۔ سرپرست ادارہ معارف نوشاہیہ ماڈل ٹاؤن اسلام آباد

ڈاکٹر خضر نوشاہی سرپرست اعلیٰ ادارہ معارف نوشاہیہ ساہن پال شریف منڈی بہاء الدین

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔ مدیر ماہنامہ ”جہانِ رضا“ و مہتمم مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

محمد نذیر انجمن۔ لائبریرین پاکستان اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان اسلام آباد

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی۔ وائس چانسلر انڈیپنڈنٹ یونیورسٹی جناح کالونی فیصل آباد

طالب ہاشمی۔ اسلامی تاریخ کے ایک ذی وقار اور زود نویس مصنف لغت و فن رجال پر خصوصی

دسترس۔ (اعوان ٹاؤن، لاہور)

مسعود ملت ابوالسرور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (مختص رضویت)  
پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل صدر شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی کراچی  
بشیر احمد قدر آفاقی۔ دانشور۔ مصنف۔ صدارتی ایوارڈ یافتہ  
نذیر حق۔ ڈپٹی ایڈیٹر روزنامہ ”پاکستان“ لاہور

## حوزہ نقشبندیہ کی پہلی مشاورتی میٹنگ

28 جولائی 2003: ایک بجے بعد از دوپہر سبزہ زار سکیم (رہائش گاہ الحاج چودھری

خوشی محمد) میں اراکین حوزہ نقشبندیہ کی پہلی مشاورتی میٹنگ زیر صدارت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی منعقد ہوئی۔ آغاز کار قدر آفاقی صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد ہوا۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے حوزہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کے اصیل متون کی انتقادی اشاعتوں پر زور دیا اور کہا کہ ان پر مفید حواشی اور تعلیقات کا اضافہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے حیدرآباد دکن کے ایک علمی ادارے لجنہ معارف نعمانیہ کی مثال پیش کی جو ابھی تک فعال ہے اور اس ادارے نے جو اہم متون شائع کیے ان میں سے بعض کے کوائف بھی بیان کیے۔

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں مجددی صاحب کی پیش کردہ تجاویز کو سراہا اور فرمایا کہ ہم اپنے وسائل کے مطابق اس کام کو بتدریج بڑھاتے جائیں گے۔ اس ضمن میں انہوں نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی قائم کردہ مرکزی مجلس رضا اور مکتبہ قادریہ (جامعہ رضویہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور) کے مختصر سرمایہ سے قیام کی مثالیں پیش کیں اور کہا کہ ان شاء اللہ سب کچھ ہوگا مگر دستیاب وسائل کے مطابق آہستہ آہستہ۔

اس اجلاس میں عہدہ داروں کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا جو اس طرح ہے:

- |  |          |
|--|----------|
| ۱۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی | صدر      |
| ۲۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی                      | نائب صدر |
| ۳۔ محمد عالم مختار حق                            | سیکرٹری  |

(۱) قدر آفاقی (۲) پروفیسر علیم تفضل (۳) ماسٹر احمد علی (۴) ڈاکٹر نذیر احمد (۵) پروفیسر خالد بشیر (۶) سعید احمد صدیقی (۷) محمد حیات (۸) محمد معروف احمد

## علمی خطوط کو علیحدہ کیا گیا

07 ستمبر 2003ء: فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری کی پہلی جلد کی تیاری کے سلسلہ میں کتابیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بھجوا دی گئیں، مگر شرقی پور شریف میں بھی ابھی باقی کتابوں کو ترتیب وار کرنا ضروری تھا کیونکہ بعض کتابوں کے ایک سے زائد نسخے تھے اس کے علاوہ خطوط اور پمفلٹ ابھی ہزاروں کی تعداد میں تھے جن کو ترتیب وار کرنا ضروری تھا، سب سے پہلے باقی ماندہ کتابوں اور پمفلٹ کو علیحدہ کیا گیا اس کے بعد خطوط کی جانچ پڑتال کی گئی، علمی، تاریخی اور دعائیہ خطوط کی علیحدہ علیحدہ فائلیں تیار کی گئیں علمی خطوط کی فائل کو میاں صاحب کی نظر سے گزارا گیا، ان میں سے بعض خطوط کو میاں صاحب نے شائع کرنے کی اجازت دے دی۔ 7 ستمبر کو بھی میاں صاحب خطوط کی فائل کا مطالعہ کر رہے تھے کہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو سے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا ٹیلی فون آیا انہوں نے میاں صاحب کو افطار پارٹی میں مدعو کیا تھا۔ میاں صاحب نے صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب کو بلایا اور انہیں جامعہ نعیمیہ جانے کے لیے فرمایا مگر میاں سعید صاحب طبیعت خراب ہونے کے باعث نہ جاسکے۔ میاں صاحب نے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقی پوری کو جامعہ نعیمیہ جانے اور کسی خادم کو ساتھ لے جانے کی ہدایت فرمائی۔

## دین محمد کاتب کا واقعہ

9 ستمبر 2003ء: آج صبح میاں صاحب محمد عالم مختار حق کو ساتھ لیکر پروفیسر اقبال مجددی کے گھر تشریف لے گئے حوزہ نقشبندیہ کے تحت مخطوطات کی نقول اور فلمیں بنوانے کے متعلق گفتگو ہوتی رہی، تقریباً آدھا گھنٹہ بعد میاں صاحب علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے گھر گئے۔ فاروقی صاحب اپنی یادوں کے دیئے جلاتے رہے۔ میاں صاحب نے اس موقع پر اعلیٰ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور حاجی دین محمد کاتب کا واقعہ سنایا، اعلیٰ حضرت نے اپنے خادم عبدالرحمن (گھڑی ساز) کو اپنے ہاتھوں سے لکھا ہوا اسم ذات ”اللہ“ چھپوانے کے لئے لاہور بھیجا، خادم پرنٹنگ کے مراحل سے ناواقف تھا وہ جس پریس پر جاتا وہ اس کو ٹریننگ بنوانے کو کہتے انہیں پتہ نہیں تھا کہ ٹریننگ کہاں سے بنوانی ہے۔ کسی نے ان کو دین محمد کاتب کا بتایا وہ دین محمد کاتب کے پاس چلے گئے اور کہا میں شرقپور شریف سے آیا ہوں مجھے اس کی ٹریننگ بنوانی ہے، دین محمد کاتب نے اس کی ٹریننگ بنا دی۔ خادم نے اس کا معاوضہ پوچھا تو دین محمد کاتب نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا، کافی اصرار کے باوجود دین محمد صاحب نے معاوضہ نہ لیا۔ عبدالرحمن باہر آ گیا اور ایک مولوی صاحب کو لے آیا۔ انہوں نے دین محمد کاتب کو اجرت لینے کے بارے میں وعظ کیا۔ دین محمد کاتب نے ان کی گفتگو سن کر جواب دیا میں نے اللہ کے شیر کو پکڑ لیا ہے اور تم مجھ سے چھڑانا چاہتے ہو۔ دین محمد کا جواب سن کر مولوی صاحب اور خادم لا جواب ہو گئے۔ خادم جب شرقپور شریف واپس آیا تو اس نے اعلیٰ حضرت سے کہا کاتب نے پیسے نہیں لیے، آپ نے اس کو خاموش رہنے کو فرمایا۔ اس واقعہ کے چار سال بعد اعلیٰ حضرت نے لاہور ٹم ٹم (کار) بھیجی تاکہ وہ لاہور سے دین محمد کاتب، غلام محمد اینڈ سنز اور (تیسرے کا نام لکھنا بھول گیا) کو لے کر شرقپور شریف آئے، گاڑی نعمت کدہ ہوٹل لوہاری کے قریب کھڑی تھی، اس وقت گاڑی بہت کم ہوتی تھی، دین محمد کاتب سب سے پہلے گاڑی کے پاس پہنچے اور شوفر (ڈرائیور) کو پندرہ روپے بطور کرایہ دیے۔ شوفر نے کرایہ لینے سے انکار کر دیا اور کہا مجھے میاں صاحب نے بیس روپے پہلے ہی ادا کر دیئے ہیں، دین محمد کاتب نے دل میں خیال کیا کہ آج تم فیل ہو گئے ہو، دین محمد نے سوچا میاں صاحب کے بارے میں یہ بھی سنا ہے کہ جو کوئی جو بھی خواہش لے کر جائے آپ اس کی خواہش پوری کرتے ہیں اور اگر آج مجھے وہ زردہ پلاؤ کھلائیں گے تو سب ٹھیک ورنہ سب باتیں غلط ہیں۔ گاڑی تمام حضرات کو لیکر شرقپور شریف پہنچی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کو اطلاع دی گئی، آپ نے سوائے دین محمد کاتب کے تمام حضرات کو لنگر شریف کھانے کو فرمایا۔ چند لمحوں بعد دین محمد کاتب کے لیے زردہ پلاؤ آ گیا، لنگر شریف کھانے کے بعد تمام حضرات اعلیٰ حضرت کے انتظار میں بیٹھ گئے، دین محمد کاتب کا خیال تھا اعلیٰ حضرت کا بڑا نام ہے لہذا وہ بڑے اعلیٰ لباس اور ان کے ساتھ بے شمار خادم ہوں گے، مگر میاں صاحب سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ آپ بیٹھک میں تشریف لائے اور

دو زانوں باری باری تمام حضرات سے ملاقات کرنے کے بعد واپس بالائی منزل پر تشریف لے گئے۔ دین محمد کاتب کو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری ہیں۔ تھوڑی دیر بعد اعلیٰ حضرت نے دین محمد کو بالائی منزل پر بلایا آپ کے تحت پوش (چار پائی) پر کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا، کچھ کتابوں کو ایک طرف کر کے دین محمد کاتب کو بیٹھنے کو فرمایا۔ دین محمد کاتب کی اندر اور باہر والی جیبوں کو نوٹوں سے بھر دیا اپنے دست مبارک سے دین محمد کاتب کو پگڑی باندھی، چاولوں کی ایک بوری بھی دی، واپسی پر دین محمد کاتب نے تمام حضرات میں برابر کے چاول تقسیم کر دیے۔

دین محمد کاتب خطاطی کے ماہر تھے بڑے بڑے کتبے اور اشتہارات بڑے سلیقے اور نفیس انداز میں لکھتے کہ دیکھنے والا دنگ رہ جاتا، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار مبارک کے اندر آپ نے چند آیات لکھیں کام ختم ہونے پر مجاوروں نے معاوضہ ادا کرنے کی کوشش کی تو آپ نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا۔ مجاوروں نے کہا داتا صاحب کے خزانوں میں کمی نہیں آنے لگی بہتر ہے ہر کوئی اپنی اجرت لیتا ہے آپ بھی اس کام کا معاوضہ لے لیں۔ انہوں نے کہا میں نے داتا حضور کا کام کیا ہے اور معاوضہ بھی انہیں سے لوں گا، یہ کہہ کر دربار شریف کے اندر آئے دعا مانگی اگر معاوضہ دینا ہی ہے تو مجھے حج کروادیں، یہ کہہ کر واپس آ گئے۔ مجاوروں نے پوچھا کیا معاوضہ لے آئے ہو دین محمد کاتب نے کہا ہاں لے آیا ہوں۔ چند دن بعد سبزی لینے بازار آئے راستے میں لوگوں کا ہجوم دیکھا پوچھنے پر پتہ چلا کہ ایک قافلہ حج کو جا رہا ہے، سبزی والا رومال دکا اندر کو ہی دے دیا اور کہا میری ماں کو بتا دینا دین محمد حج پر چلا گیا ہے۔ سبزی والا ہنس پڑا بغیر پیسوں کے حج پر کیسے جاؤ گے، دین محمد نے سبزی والے کی بات سنی ان سنی کر دی اور قافلے میں شامل ہو گیا۔ قافلہ چلتے چلتے دہلی پہنچ گیا۔ حج کے لئے رقم اکٹھی کرنے کے لئے دین محمد نے کتابت شروع کر دی، بحری جہاز روانہ ہونے کا دن آ گیا مگر دین محمد کے پاس مطلوبہ رقم اکٹھی نہ ہو سکی۔ انہوں نے خیال کیا حج نہیں تو حاجیوں کی زیارت ہی کر آتے ہیں لہذا بحری جہاز پر سوار حاجیوں کی زیارت کو چلے گئے، جہاز کی روانگی کا وقت قریب آیا تو کیپٹن نے اعلان کیا تمام وزیر حضرات جہاز سے اتر جائیں اس اعلان کے بعد مسافروں کے ساتھ آنے والے تمام دوست، رشتہ دار جہاز سے اترنے لگے، راستے میں ایک شخص کو منادی کرتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے حج پر جانا ہے وہ فی سبیل اللہ ٹکٹ لے سکتا ہے دین محمد کاتب بھاگ کر اس شخص کے پاس گئے پوچھنے پر

پتہ چلا جس کی ٹکٹ ہے وہ شخص سخت بیمار پڑ گیا ہے ڈاکٹروں نے سفر سے منع کر دیا، دین محمد صاحب نے ٹکٹ پر اپنا نام درج کروایا، تھوڑی دیر بعد جہاز روانہ ہو گیا۔ دین محمد کاتب بھی بغیر کسی زادراہ کے اس قافلے کا حصہ بنا۔ دین محمد صاحب نے بحری جہاز میں ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اکیلا بیٹھا ہوا تھا، پوچھنے پر معلوم ہوا وہ اکیلا ہی حج پر جا رہا تھا۔ اس کے پاس کھانے پینے کے لیے کافی مقدار میں سامان موجود تھا جس میں دیسی گھی کے تین بڑے ڈبے، چاول اور دیگر خوردونوش کی اشیاء تھیں، دین محمد صاحب دیسی گھی والے چاول پکا کر اس بوڑھے شخص کو بھی کھلاتا اور خود بھی کھاتا۔ تین سال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ رہنے کے بعد دین محمد کاتب واپس پاکستان، لاہور، کشمیری بازار اپنی رہائش گاہ پر آ گئے۔

میاں صاحب نے فرمایا پہلے ماہنامہ نور اسلام کا دفتر لوہاری تھانہ کے پاس تھا۔ میری دین محمد کاتب سے ملاقات منیر صاحب کی معرفت ہوئی تھی۔ منیر صاحب خود بھی کاتب تھے۔ جب میاں صاحب کی ملاقات دین محمد کاتب سے ہوئی اس وقت ان کی عمر 80 سال تھی، صلاح الدین نمبر مارکیٹ میں ان کا اڈہ تھا، پہلی دفعہ 30/40 کا پوسٹر یوم حضرت غوث اعظم لکھنے پر میں نے اس کو مبلغ سو روپے دیئے۔ قبلہ میاں صاحب نے چند ایک واقعات اور سنائے مگر میں وہ نوٹ نہ کر سکا۔

## حوزہ نقشبندیہ کے سلسلہ میں جلسہ

27 ستمبر 2003: حوزہ نقشبندیہ کا یہ اجلاس صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرچپوری نقشبندی مجددی صدر حوزہ نقشبندیہ کی سربراہی میں چودھری خوشی محمد کی رہائش سبزہ زار سکیم میں منعقد ہوا، جناب محمد عالم مختار حق (سیکرٹری حوزہ نقشبندیہ) کی تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب محمد شہزاد مجددی نے نعت پڑھی اور پھر صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرچپوری نے حوزہ نقشبندیہ کا تعارف کروایا کہ یہ ادارہ خالصتاً اس سلسلہ کی علمی تحقیقات کی غرض سے قائم کیا گیا ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد کی دستاویزات حاضرین میں تقسیم کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اس ادارے سے سلسلہ نقشبندیہ کے اصل مآخذ جدید تحقیقی تقاضوں کے مطابق ایڈٹ کروا کر شائع کریں گے۔ میاں جمیل احمد شرچپوری نقشبندی مجددی صاحب نے بتایا کہ انہوں نے اپنا ذاتی کتب خانہ پنجاب



یونیورسٹی لائبریری لاہور میں محفوظ کروادیا ہے جس میں اس سلسلہ کے مآخذ و مراجع جمع کیے جا رہے ہیں۔ اہل علم و محققین اس طرف توجہ کریں۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے اس ادارے کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے عہد کی معاشرتی اور فکری تاریخ مرتب کروا کر شائع کرنے کے عزم کا بھی اظہار فرمایا۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے سلسلہ نقشبندیہ کے مخطوطات جو یورپ میں محفوظ ہیں کی مائیکروفلمز منگوانے کا بھی آغاز کر دیا ہے۔ ادارے کے تعارف کے بعد پروفیسر محمد اقبال مجددی (صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ کالج سول لائسنز لاہور) کے خطاب کا آغاز ہوا۔ ان کا موضوع گفتگو تھا ”حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے دین اور اس کے اثرات“

پروفیسر مجددی نے سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی کے عہد کی سیاسی سماجی اور فکری تاریخ پر روشنی ڈالی کہ کس طرح اس عہد میں عقلی علوم کو اسلام اور اسلامی عقائد کے خلاف استعمال کیا گیا، علماء سوء اور صوفیہء خام نے اکبر بادشاہ کا ساتھ دے کر اس کی فکری پشت پناہی کی، اکبر نے ”صلح کل“ کا لبادہ اوڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کے بجائے ہندو نوازی کا آغاز کیا۔ بد قسمتی سے اس عہد (گیارہویں صدی ہجری) میں ایران اور وسطی ایشیا میں غیر اسلامی تحریکیں پنپ رہی تھیں۔ جب وہاں ان کے عقائد کے خلاف اقدام اٹھائے گئے تو ان کے لیڈر فرار ہو کر ہندوستان پہنچے۔ اکبر کے زیر اثر یہاں پہلے ہی آزاد خیالی کی فضا پیدا ہو چکی تھی۔ اس قسم کی تحریکوں اور اس طرح کے خیالات رکھنے والوں کا شاہی اہتمام سے استقبال کیا گیا۔ ان غیر اسلامی فرقوں میں ایک فرقہ نقطویہ بھی تھا جس کے ایک اہم رکن شریف آملی کے ساتھ اکبر کے سب سے محبوب اور مقرب ابوالفضل کی مراسلت بھی تھی جس میں اس نے فرقہ نقطویہ کے عقائد کے ساتھ ہم آہنگی کا اظہار کیا ہے۔ اکبر بادشاہ جو پہلے ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا کوراہ راست سے ہٹانے میں سب سے اہم خدمت اسی فرقہ کے افراد نے انجام دی اور اسے یہ باور کروایا گیا کہ اسلام کی عمر صرف ہزار سال تھی اب اس کی عملی صورت نہیں رہی بلکہ اب ہمارے عقائد پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ فرقہ نقطویہ کے عقائد ایسے عقائد تھے جن کی کسی اسلامی فرقے میں گنجائش نہیں تھی اس سے تعلق رکھنے والے ہزار ہا افراد کو جب ایران میں قتل کیا گیا تو یہ لوگ وہاں سے بھاگے اور اکبر کی ”صلح کل“ کی پالیسی میں فکری پناہ لی۔

رہی سہی کسر صوفیہ خام نے نکال دی اور اکبر کے لیے جوان پڑھ تھا ”انسان کامل“ کی ایسی تشریح اور توضیحات کیں کہ وہ خود کو انسان کامل کا درجہ دینے لگا۔ حال ہی میں افغانستان سے ایک نادرا لوجود مخطوطہ ”بازنامہ“ مولفہ شیر محمد پاکستان لایا گیا ہے جس کے مولفہ نے اسے اکبر بادشاہ کے نام مکتوب کرتے ہوئے جہاں اسے بہت سے دوسرے القاب سے نوازا ہے وہاں اسے ”قطب الاقطاب“ بھی لکھا ہے۔ جس سے اس نتیجہ پر پہنچنا دشوار نہیں رہ جاتا کہ وہ خود کو کیا تصور کرنے لگا تھا۔

پروفیسر مجددی نے بتایا کہ ان حالات میں ہندوستانی معاشرت میں دو متحارب گروپ وجود میں آئے ایک بادشاہ کی حامی جماعت اور دوسرا گروہ راسخ العقیدہ مسلمانوں کا تھا۔ اول الذکر گروہ کو اس عہد کے لٹریچر میں ”دین فروشان“ بے دین (بدایونی: منتخب التواریخ) مسلمانان ہند و مزاج، جماعت شوم (بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی) علمائے سوء (بقول حضرت مجدد الف ثانی) کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔

دوسری جماعت علمائے حق کی تھی جسے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ”جرگہ مہمان دولت اسلام“ کا نام دیا۔

اکبر کے آخری دور حکومت میں افغانستان سے ایک ایسی ہستی نے ہندوستان کا رخ کیا جس نے اکبر کی ساری فکری آلودگی کی گھٹا دور کی۔ یہ بزرگ شخصیت حضرت خواجہ باقی باللہ کی تھی جو ۱۰۰۰ھ میں دہلی تشریف لائے۔ آپ نے ان بدلے ہوئے مخدوش حالات کا بغور جائزہ لیا اور ان حالات میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کیا۔ آپ نے راسخ العقیدہ امراء و علماء کو اپنا ہم خیال بنا کر حالات کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان امراء میں نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری، خان اعظم، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور میرزا حسام الدین احمد شامل تھے۔ ان حضرات نے حضرت خواجہ کی راہنمائی میں عوام و خواص کے دلوں میں اسلام کی حقانیت پیدا کرنے کی کوشش کی اور ایک ایسا خاموش ذہنی و فکری انقلاب برپا کیا کہ حضرت خواجہ کے وصال (۱۰۱۲ھ) کے بعد یہ گروہ منظم صورت میں انہی خطوط پر سوچتے اور عمل کرتے ہوئے آگے بڑھا۔

اب یہ اصحاب مشترکہ سعی کرتے ہوئے ایسی منزل تک جا پہنچے جہاں امید کی کرنیں روشن نظر آنے لگیں یعنی ۱۰۱۳ھ میں جب اکبر نزع کے عالم میں تھا۔ جانشینی کا مسئلہ درپیش ہوا تو

اسی راسخ العقیدہ گروہ کی کوششوں سے نورالدین جہانگیر اکبر کا جانشین بنایا گیا۔ اس میں سب سے اہم کردار نواب مرتضیٰ فرید خاں بخاری نے ادا کیا۔ یہ حضرات اب حضرت مجدد الف ثانی کے گرد جمع ہو گئے اور آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے اسی فکری و دینی انقلاب کے عمل کو جاری رکھا اور ان امراء کو اپنا ہم خیال بنا کر انہیں ان حالات میں اکبر کے بعد جہانگیر کی تخت نشینی کو اسلام کی فتح قرار دیا اور لکھا کہ جہانگیر تخت نشین نہیں ہوا ہے بلکہ اسلام کی فتح ہوئی ہے۔ ان حالات میں آپ نے مسلمانان ہند کے لیے حسب ذیل لائحہ عمل مرتب فرمایا:

(i) سلاطین و امراء کو خطوط لکھ کر انہیں زمانہ ماضی (عہد اکبر) میں مسلمانوں اور پھر اسلام کے ساتھ جو نارسا سلوک کیا گیا تھا اس سے آگاہ کیا۔

(ii) ترویج شریعت کے لیے بادشاہ کی تائید و حمایت حاصل کی اور بتایا کہ اس دور میں اس کے بغیر یہ کام دشوار ہے۔

(iii) بادشاہ سے قرابت قریبہ رکھنے والے ارکان سلطنت کو پہلے تو اسلام کی حقیقی روح سے روشناس کروایا پھر انہیں اس قرابت سے فائدہ اٹھانے پر زور دیا کہ بادشاہ کو ایسے مسائل دینیہ سے آگاہ کیا جائے جن پر عقائد اسلامیہ کی بنیاد ہے۔

(iv) سب سے اہم قدم یہ اٹھایا کہ اس امر پر نہایت درجہ بے چینی کا اظہار کیا کہ جتنی جلدی ممکن ہو دین دار طبقے کو بادشاہ اسلام (جہانگیر) کا قرب حاصل کر لینا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زمانہ ماضی کی طرح علمائے سوء اور مسلمانان ہند و مزاج بادشاہ کے مزاج میں رسوخ حاصل کر لیں اور ملت اسلامیہ کو پھر سے ان حالات سے دوچار ہونا پڑے جن کا اکبری عہد میں ان کو سامنا کرنا پڑا تھا۔

نواب مرتضیٰ خاں فرید بخاری کو لکھا ”یہ حقیر صرف تائید و ترویج شریعت حقہ کی خاطر..... آپ کی خدمت میں متوجہ ہوا ہے (مکتوبات ۱/۵۱)

خان اعظم میرزا عزیز کو حکیمانہ خط لکھا:

آج ہم آپ کے وجود شریف کو غنیمت جانتے ہیں اور اس کمزور شکست خوردہ معرکہ میں مرد میدان صرف آپ ہی کی ذات کو تصور کرتے ہیں یہ قولی (زبانی) جہاد جو اس وقت آپ کو میسر ہے جہاد اکبر ہے۔۔۔ ہم جیسے بے دست و پا فقراء اس دولت سے محروم ہیں (مکتوبات ۱/۶۵)

اس جرگہ ممدان دولتِ اسلام (امراء و علمائے حق) کی سعی پیہم سے آخر جہانگیر کو اسلام کی حقانیت کا احساس ہونے لگا تو اس نے نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری اور ملک کے مفتی میراں صدر جہاں سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ”چار علمائے دین کی ایک جماعت ہر وقت دربار میں میرے ساتھ رہے جو مجھے مسائلِ شریعت سے آگاہ کرے۔“

حضرت مجدد الف ثانی نے اس کا فوری نوٹس لیا اور فرمایا کہ چار علماء کے بجائے صرف ایک عالم ہی کافی ہے اور وہ ”عالمِ آخرت“ ہو اگر ایک سے زیادہ علماء جمع ہونگے تو وہ زمانہ ماضی کی طرح حُبِ جاہ کے لیے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ جو حشرِ اسلام اور مسلمانوں کا اکبر کے ”عبادت خانہ“ میں ہو اس کا بھی وہی انجام ہوگا۔ حضراتِ غور فرمائیے کیسا حکیمانہ نکتہ ہے گویا آپ کے مبارک ہاتھ ملتِ اسلامیہ کی نبض پر تھے کہ بروقت آپ نے اس کا تدارک فرمایا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے بروقت آپ کو خبردار کیا اور آپ نے ایسی حکمت عملی اپنائی جس سے نہ صرف اکبر کے الحاد اور دینِ الہی کا اس کے مرتے ہی خاتمہ ہو گیا بلکہ ہندوستان کے اسلامی معاشرہ میں اس کی عظمتِ رفتہ بحال ہو گئی۔

پروفیسر مجددی نے حضرت مجدد الف ثانی کی تحریکِ احیائے دین کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسی تحریک کے اثرات تھے کہ جہانگیر کا جانشین ایک متبعِ شرع (یعنی شاہ جہاں) بادشاہ کو بنایا گیا، جس نے شریعتِ اسلامیہ کی ترویج اور ملتِ اسلامیہ کے احیاء کے لیے بہت کوشش کی۔

لیکن شاہ جہان کے آخری ایام حکومت میں اس کے فرزند اکبرداراشکوہ نے جنگِ تخت نشینی میں کامیابی کے لیے اپنے دین دار بھائی اور نگرزب عالمگیر کے مقابلے میں ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ان کے علوم و فنون کی طرف توجہ کی اور ان کے عقائد اور اسلامی عقائد کو ملانے اور انہیں ایک ہی منبع سے فیض یاب ہونے کے سلسلے میں کئی کتابیں لکھیں اور ایک ایسی فضا پیدا کر دی جس سے اکبری الحاد کے پھر سے سراٹھانے کے خدشات پیدا ہو گئے۔ ان حالات میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے جانشینوں خصوصاً حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت مجدد الف ثانی کی طرح بروقت بیدار ہو کر پھر سے ”جرگہ ممدان دولتِ اسلام“ مرتب کیا

اور مسلمانان ہندو مزاج جو اکبری روپ میں زندہ ہو کر ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنے کے درپے ہوئے تھے ان کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور جنگ تخت نشینی میں داراشکوہ کے مقابلے میں اورنگزیب عالمگیر کا ساتھ دے کر اسے کامیاب بنایا۔ گویا یہ دو شہزادوں کے مابین جانشینی کی جنگ نہیں تھی بلکہ دو نظریات کا ٹکراؤ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے علماء حق اور راسخ العقیدہ صوفیہ کو اورنگزیب کی صورت میں کامیابی عطا کی جو اسی مجددی تحریک کے اثرات کا پرتو تھا۔

پروفیسر مجددی کے لیکچر کے بعد ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ اس وقت یہودی عالم اسلام کے خلاف صف آرا ہیں یورپی دنیا ان کا ساتھ دے رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسلمانان ان کے خلاف متحد ہو جائیں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف یہود کے کئی اقدامات کا تذکرہ کیا۔ افغانستان اور عراق کی تباہی پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب ایسے نشانے کئی اسلامی ممالک بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں محفوظ رکھے۔ انہوں نے ان حالات میں حوزہ نقشبندیہ کے قیام کو سراہا کہ اس وقت دنیا کو اور خصوصاً عالم اسلام کو صوفیہ کرام کی تعلیمات کے عملی نمونے کی اشد ضرورت ہے۔ آخر میں میاں جمیل احمد صاحب شر قپوری نقشبندی مجددی نے ملت اسلامیہ کے لیے دعائے خیر کی اور یہ مبارک اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(یہ روداد حوزہ نقشبندیہ 2013ء میں چھپ چکی ہے جس کو محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا)

## ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی پاکستان آمد

13 نومبر 2003ء: آجکل ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب لندن سے تشریف لائے ہوئے تھے، حرفان ہوٹل میں پروفیسر اقبال مجددی، سعید صدیقی اور قاضی ظہور احمد (پھلرون) کی موجودگی میں ڈاکٹر صاحب کو حوزہ نقشبندیہ کی پہلی میٹنگ کی فلم دکھائی گئی انہوں نے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر اور پروفیسر اقبال مجددی کی تقریروں کو بہت سراہا، حوزہ نقشبندیہ کی اصلاحات کے حوالے سے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے میاں صاحب سے چند ایک امور پر بات چیت بھی کی تاکہ حوزہ نقشبندیہ کے سلسلہ میں علمی کام کو مزید تیز کیا جاسکے۔ ظہر کی نماز سے ایک گھنٹہ بعد میاں صاحب خانانی اینڈ کالیا میں عبدالستار میمن سے ملاقات کرنے کے بعد شر قپور شریف روانہ ہو گئے۔ مغرب کی نماز سے قبل آپ شر قپور شریف واپس آ گئے۔

## نعیم عصمت کی شرچپور شریف آمد

15 نومبر 2003ء: لندن سے نعیم عصمت اپنے ماموں کے ہمراہ شرچپور شریف تشریف لائے، انہوں نے چند دن شرچپور شریف میں ہی قیام کیا میاں صاحب سحری و افطاری میں ان کے لئے خاص اہتمام فرماتے۔

## رسالہ ”نقطہ نظر“ خریدنے کا حکم

18 نومبر 2003ء بروز منگل: فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرچپوری نقشبندی مجددی کی پہلی جلد پر تبصرہ اسلام آباد سے شائع ہونے والے ششماہی رسالہ ”نقطہ نظر“ میں شائع ہوا اس کی عکسی نقل سید جمیل احمد رضوی صاحب کی معرفت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب سے لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میاں صاحب نے وہ رسالہ خریدنے کو فرمایا، ایک دو روز میں میاں صاحب کی خدمت میں رسالہ پیش کر دیا، میاں صاحب نے رسالہ پڑھنے کے بعد فرمایا علمی لحاظ سے رسالہ بہت اہم ہے۔

## میاں صاحب کی علیم تفضل سے تعزیت

19 نومبر 2003ء: آج صبح میاں صاحب پروفیسر علیم تفضل صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کی تائی کی وفات پر ان سے اور ان کے والد گرامی سے تعزیت فرمائی، آپ تقریباً آدھا گھنٹہ پروفیسر علیم تفضل صاحب کے گھر پر رہے، تعزیت کے بعد آپ نے مجھے پنجاب یونیورسٹی لائبریری روانہ کر کے خود حرفان ہوٹل چلے گئے اور میں فہرست ذخیرہ کتب کی دوسری جلد کی تیاری میں کچھ کام کرنے کے بعد سید جمیل احمد رضوی کے ہمراہ چیف لائبریرین وحید صاحب کے پاس چلا گیا، انہیں دوسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں میاں صاحب کا پیغام دیا کہ دوسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں جو بھی ضروری دفتری کارروائی ہے اس کو جلد از جلد مکمل کر لیا جائے، وحید صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد میں حرفان ہوٹل آ گیا یہاں ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب، پروفیسر علیم تفضل صاحب اور سعید صدیقی صاحب میاں صاحب کے ہمراہ موجود تھے۔

## ملک زاہد کی شرپور شریف آمد

24 نومبر 2003ء بروز منگل: عصر کے بعد میاں صاحب ملک زاہد صاحب لاہور والے، میاں جلیل احمد شرپوری اور میاں ولید احمد جواد کے ہمراہ کنوئیں پر چلے گئے، ملک زاہد صاحب کا میاں صاحب سے کافی پیارتھا میں جب بھی اردو بازاران کی دکان پر جاتا بڑی شفقت فرماتے، ٹھنڈے یا گرم مشروب پلانے کے بغیر مجھے جانے نہ دیتے۔ مغرب کی نماز کے بعد میاں صاحب آرام کرنے آج باہر آگئے فرمایا آج سے فقیروں اور درویشوں کا ڈیرہ باہر ہی ہے۔

## میاں صاحب کی سرگودھا روانگی

25 نومبر 2003ء: صبح ناشتہ کرنے کے بعد میاں صاحب سرگودھا روانہ ہو گئے، ماسٹر عظمت، ظفر مونا مانیکا، عطاء اللہ اور یہ خادم ہمراہ تھے، صبح دس بجے بھلوال شریف میں حضرت سلمان نوریؒ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا یہ مزار محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں مگر یہاں پیر فضل حسین، پیر امیر حسین، ظہور الحسن، پیر فاضل حسین گیلانی، خادم حسین اور ظل حسین اپنی علیحدہ علیحدہ گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت سلمان نوریؒ 914ھ میں پیدا ہوئے اور 1012ھ میں اس دنیا فانی سے پردہ فرما گئے۔ آپ سید معروف شاہ، ضلع خوشاب اور نوشہ گنج بخش حضرت سلمان نوریؒ کے مرید ہیں، سلام کرنے کے بعد ساڑھے گیارہ بجے ہم سرگودھا بشیر صاحب کے گھر فیصل ٹاؤن گلی نمبر 4 میں پہنچ گئے، بشیر صاحب کی اپنے گھر کے ساتھ ہی دال واش کرنے کی فیکٹری تھی، تھوڑی دیر آرام کے بعد میاں صاحب جمعہ کی نماز ادا کرنے جامع مسجد شیر ربانی چلے گئے۔ یہ مسجد بشیر صاحب کی رہائش گاہ سے چند گز کے فاصلے پر موجود تھی۔ میاں صاحب نے مجھے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرپوری کے اقوال پڑھنے کو فرمایا۔ پندرہ منٹ بعد امام صاحب نے خطبہ جمعہ دیا نماز ادا کی گئی، دعا کے بعد آپ نے امام صاحب کو خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ کی تصویر والے جائے نماز پر امامت کرانے سے منع فرمایا، جمعہ کی نماز کے بعد آپ نے بیربل شریف میں جناب خالد سیف اللہ سے ملاقات کی ان کے ساتھ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرپوری کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد عمر بیر بلوی اور خواجہ غلام مرتضیٰ بیر بلوی کے مزار اقدس

پر حاضری دی۔ جناب خالد سیف اللہ صاحب کافی دیر میاں صاحب سے محو گفتگور ہے۔ مغرب کے بعد میاں صاحب واپس سرگودھا بشیر صاحب کے پاس آگئے۔ رات وہیں قیام فرمایا، اگلے روز آپ فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد دوبارہ خالد سیف اللہ سے ملاقات کرنے بیربل چلے گئے مگر خالد سیف اللہ اسلام آباد چلے گئے تھے، وہاں سے میاں صاحب خوشاب روانہ ہو گئے، یہاں حضرت سید معروف شاہ کے دربار شریف پر حاضری دی۔ آپ کی ولادت 909ھ یا 911ھ میں پاکپتن شریف کے نواح میں بستی چشتیاں میں ہوئی، آپ کا وصال 987ھ بمطابق 8 مارچ 1579ء میں موضع کھرولیاں تر و ضلع شاہ پور میں ہوا عرس مبارک ہر سال 9، 10 محرم الحرام کو منعقد ہوتا ہے، چار واسطوں کے بعد آپ کا شجرہ نسب حضرت فرید الدین گنج شکر، 22 واسطوں سے حضرت ابراہیم بن ادھم اور ستائیس واسطوں کے بعد حضرت عمرؓ سے جا ملتا ہے۔

ظہر سے پہلے میاں صاحب کلر کھار انٹر چیج پر ایک پہاڑی پر واقع خوبصورت دربار پر حاضری کے لیے چلے گئے، جو بادشاہاں کے نام سے مشہور ہے۔ مزار شریف کے اندر دو تربت ہیں ایک حضرت نخی سید احمد شاہ جن کی پیدائش 1496ء کو دہلی میں اور وصال 1578ء کو خوشاب میں ہوا۔ دوسری تربت حضرت نخی سید محمود شاہ کی ہے ان کی پیدائش 1499ء کو دہلی میں ہوئی اور شہید 1579ء کو خوشاب میں ہوئے، پندرہ واسطوں سے آپ کا تعلق حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بڑے فرزند ارجمند حضرت سید عبدالوہاب سے جا ملتا ہے۔ آپ کی خوشاب تشریف آوری 1529ء سے 1531ء کے درمیان ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کو تبلیغ اسلام کے لیے وقف کر رکھا تھا، مسافروں کے لئے پانی کا بندوبست کرتے، آپ بادشاہاں کے نام سے مشہور ہیں۔

ظہر کے وقت آپ اتراء ظفر صاحب کے ہاں تشریف لے گئے لنگر شریف تناول کرنے کے بعد نماز ظہر ادا کی اور پھر تھوڑی دیر کے لیے غلام محمد میاں صاحب کو اپنے گھر لے گیا، عصر کی نماز کے بعد میاں صاحب واپس سرگودھا کے لیے روانہ ہو گئے۔

## میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی

30 نومبر 2003ء: میاں صاحب صبح ساڑھے سات بجے سرگودھا سے چکوال کے

لیے روانہ ہوئے، عصر سے کچھ دیر پہلے ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے، نماز کے فوراً بعد آپ نے



چند ایک ضروری امور کی تکمیل کے لیے مجھے اور ماسٹر عظمت کو لاہور بھیج دیا، 4 دسمبر کی شام ماسٹر عظمت کے ساتھ دوبارہ چکوال، ڈھوک شیر ربانی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ میاں صاحب نے ہمیں چائے کے ساتھ خوشاب کا ایک مشہور تحفہ ”ڈھوڈھا“ بھی کھلایا۔ جمعہ المبارک کی نماز سے قبل قاری عبدالباسط (تلہ گنگ) اور اس خادم نے تقریر کی، ماسٹر عظمت نے جماعت کرائی، دعا کے بعد میاں صاحب نے تمام حاضرین کو لنگر شریف کھلایا، عصر کی نماز کے بعد ڈھوک شیر ربانی سے چند کلو میٹر آگے، چوآسیدن شاہ روڈ پر حضرت مرید حسین شاہ کے دربار پر چلے گئے، شیشے کے بکس میں ایک پتھر پران کے پیر کی تصویر واضح نظر آتی، لوگ بڑی بڑی دور سے یہ منظر دیکھنے کے لئے آتے۔ ایک روز قبل میاں خلیل احمد شرقی پوری بھی اس دربار پر تشریف لائے، دربار شریف پر موجود انتظامیہ نے ہمیں مرید حسین شہید پر لکھی جانے والی دو عدد کتابیں دیں اور ہم نے ان کو طبع انوار دی، مغرب کی نماز کے بعد حاجی نور محمد صاحب جو ثانی لاٹانی حضرت میاں غلام اللہ شرقی پوری کے مرید تھے وہ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ انہوں نے ہی اس ڈھوک کو آباد کیا تھا، حاجی نور محمد صاحب دو دفعہ پیدل ڈھوک شیر ربانی سے شرقی پور شریف میاں ثانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے راستے میں اگر انہیں کوئی لفٹ دیتا تو وہ نہ لیتے، انہوں نے میاں صاحب سے عرض کیا حضور ایک دفعہ میں اپنے دوست کے ہمراہ شرقی پور شریف حضرت ثانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے دوست کو دمہ کی شکایت تھی، ثانی صاحب نے ہمیں لسی اور روٹی کا لنگر شریف دیا میرے دوست نے کہا حضور مجھے دمہ کی شکایت ہے اور لسی وغیرہ میرے لیے مضر ہے، مگر ثانی صاحب نے اس کو تناول کرنے کو فرمایا، ایک ہفتہ شرقی پور شریف میں رہنے کے بعد ثانی صاحب سے اجازت لی، آپ نے داڑھی مبارک رکھنے اور نماز ہنجانہ ادا کرنے کی تاکید کی، واپس آ کر میرے دوست نے داڑھی مبارک رکھی اور نماز کو قائم کر لیا، اس کی دمہ کی شکایت بھی جاتی رہی۔ ایک عرصہ بعد میرے دوست نے نمازیں پڑھنی چھوڑ دیں اور غفلت کو اپنے اوپر غالب کر لیا اس لا پرواہی کی وجہ سے اس کو دمہ کی شکایت دوبارہ ہو گئی، مجھے اس نے بہت دفعہ کہا کہ حضرت ثانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہونا ہے مگر میں شرمندگی کے باعث اس کو ساتھ لے کر شرقی پور شریف نہ آیا۔ بہر حال وہ خود بھی اگر شرقی پور شریف آنا چاہتا تو آسکتا تھا مگر وہ اکیلا شرقی پور شریف نہ آیا۔

## امروود کے بیچ سے میاں صاحب کی داڑھ میں تکلیف

6 دسمبر 2003ء: فجر کی نماز کے تھوری دیر بعد آپ ڈھوک شیرربائی سے روانہ ہو گئے، نوبے کے قریب شرقپور شریف پہنچ گئے، چند گھنٹے آرام کرنے کے بعد ظہر کی نماز کے بعد لاہور عرفان ہوٹل پہنچ گئے جہاں میاں جلیل احمد شرقپوری، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، نذیر صدیقی، نوید صدیقی اور ماسٹر احمد علی پہلے سے موجود تھے، میاں صاحب میاں جلیل احمد شرقپوری اور ڈاکٹر صاحب سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کرنے کے بعد پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے ہاں تشریف لے گئے، انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کینیڈا سے تشریف لائی تھیں ان کو آپ کی ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی والی کتاب کی ضرورت تھی، اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو پشاور کے امیر شاہ صاحب کی مرتب کی ہوئی شرح بخاری مولفہ حضرت شاہ محمد غوث لاہور، دکھائی، کافی دیر میاں صاحب ان کا مطالعہ اور اقبال مجددی صاحب سے اس بارے میں معلومات لیتے رہے، آٹھ بجے حاجی اسلم صاحب (اعظم مارکیٹ والے) کے گھر گارڈن ٹاؤن تشریف لے گئے۔ رات نوبے دانتوں کو چیک کرانے کے سلسلہ میں ڈاکٹر عبدالجید صاحب کے پاس چلے گئے ڈاکٹر صاحب تو موجود نہ تھے ان کے ایک اسٹنٹ نے میاں صاحب کے دانت کو چیک کیا، میاں صاحب کے ایک دانت میں کھوڑ تھی اس میں امرود کا بیج پھنسا ہوا تھا جب بھی میاں صاحب کوئی شے تناول کرتے وہ بیج آپ کو تکلیف دیتا، بہر حال ڈاکٹر صاحب کی اسٹنٹ نے کھوڑ میں سے امرود کے بیج کو نکال دیا اور بعد میں کھوڑ کو کسی چیز سے پر کر دیا، صبح ناشتے سے پہلے برش کرتے ہوئے رات پر کی ہوئی فلنگ بھی نکل گئی، صبح آٹھ بجے آپ نے دودن پہلے کے آئے ہوئے کراچی سے محمد رمضان (وکیل) کے بھائی اور ایک عزیز کو اجازت دے دی۔

## حوزہ نقشبندیہ کے سلسلہ میں مشاورتی مجلس

10 دسمبر 2003ء: یہ مشاورتی مجلس حاجی خوشی محمد (سبزہ زار) کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی۔ اس نشست کا اہتمام پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی (ڈائریکٹر شیرربائی فاؤنڈیشن مانچسٹر

انگلینڈ) کے اعزاز میں کیا گیا۔ ڈاکٹر نذیر احمد شرچوری نے تلاوت قرآن مجید کا اعزاز حاصل کیا۔ بعد ازاں جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی نے حوزہ نقشبندیہ کے پانچ نکاتی اشاعتی پروگرام پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ ایسے امور کی انجام دہی کے لیے مستقل مزاجیت اور مقصد سے لگن کی ضرورت ہے۔ پھر آپ نے تمثیلاً حیدرآباد دکن کے اشاعتی ادارے لجنہ لایا معارف نعمانیہ کا ذکر کیا جہاں سے ۱۹۴۰ء تک ۳۷ مخطوطات شائع ہو چکے تھے۔ مجددی صاحب کے پانچ نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ بعض نادرا الوجود اور منحصر بہ فرد خطی نسخوں (متعلق بہ سلسلہ نقشبندیہ) کے عکس شائع کیے جائیں۔

۲۔ قدیم اور اصل ماخذ (سلسلہ نقشبندیہ) کو جدید تقاضوں کے مطابق ایڈٹ کر کے شائع کیا جائے (مثلاً زبدۃ المقامات، حضرات القدس، روضۃ القیومیہ اور مقامات معصومی وغیرہ)

۳۔ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی بعض نادرا اور قدیم کتب کی اشاعت۔

۴۔ حوزہ نقشبندیہ کا سب سے اہم مقصد قدیم اور اصل لٹریچر کی اشاعت کرنا ہے۔

۵۔ سلسلہ نقشبندیہ کے تقریباً ایک سو ایسے خطی نسخے دنیا میں موجود ہیں جن کی اشاعت کے بغیر تاریخ و تعلیمات پر تحقیقی کام کما حقہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا ان کی اشاعت جہاں تک ممکن ہو کی جائے۔

جناب بشیر احمد صدیقی صاحب نے بتایا کہ صوبہ سرحد کے بعض کتب خانوں میں خاصی تعداد میں خطی نسخے موجود ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے کتب خانوں کی فہرستیں تیار کرائی جائیں۔ اب تو انٹرنیٹ نے آسانی پیدا کر دی ہے اس کے ذریعے خطی نسخوں کی نقول حاصل کی جاسکتی ہیں۔

صدیقی صاحب نے ایک موقع پر شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس وعظ کا ذکر کیا کہ وہ ایک شخص پر مغز ماری کر رہے تھے جب کہ ہزاروں لوگ آپ کے ارشادات گرامی سننے کے لیے بیتاب تھے۔ استفسار پر آپ نے بتایا کہ اس شخص کی عمر سات روز باقی ہے اس لیے اس پر زیادہ توجہ دے رہا ہوں۔ چنانچہ وہ شخص واقعی سات روز بعد انتقال کر گیا۔

علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے جناب صدیقی صاحب نے ایک اور واقعہ یوں بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی مجلس میں موجود ایک صحابی سے فرمایا کہ تمہاری زندگی صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گئی ہے بتاؤ اس عرصہ میں تم کون سا کام کرنا چاہتے ہو؟ اس صحابی نے فوراً عرض کیا

یا رسول ﷺ! مجھے اس ایک گھنٹہ میں آپ صرف علم سکھا دیجیے۔ وہ صبحی عصر اور مغرب کے درمیان انتقال کر گئے۔ سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے انہوں نے محدث ابن جوزی کا واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے احادیثِ نبویہ قلمبند کرنے کے دوران قلموں کے تراشے جمع کر رکھے تھے اور وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو وہ تراشے غسل کا پانی گرم کرنے کے لیے ایندھن کے طور پر استعمال کیے جائیں۔

صدیقی صاحب نے ایک موقع پر بیان کیا کہ امام غزالی نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ ان چھ قسم کی عورتوں سے شادی نہ کی جائے: (انانہ، منانہ، حفانہ، حداقہ، براقہ، شداقہ)۔

اس اجلاس میں میاں جمیل احمد صاحب شرقی پوری نقشبندی مجددی نے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی اس تجویز کا ذکر کیا جس میں حوزہ کی طرف سے کوئی ماہوار اطلاع نامہ چھاپنے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ مجددی صاحب نے اس تجویز کا مشروط خیر مقدم کیا اور کہا کہ اس میں ماہوار پابندی نہیں ہونی چاہیے بلکہ جب اچھا اور مفید مواد میسر آ جائے اسے رسالہ کی صورت میں چھاپ دیا جائے۔ اس تجویز کو پسند کیا گیا۔

اس علمی نشست کے اختتام پر جناب صدیقی صاحب نے دعائے خیر فرمائی۔

مجددی صاحب نے بعد میں میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی صاحب سے ذکر کیا کہ المکتبۃ العلمیہ لیک روڈ لاہور پر ایک کتاب ”السفیۃ القادریہ للشیخ جیلانی مع غبطۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادر“ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ بیروت کا صرف ایک ہی نسخہ برائے فروخت موجود ہے اسے فوراً منگوالیں۔ چنانچہ یہ نسخہ چودھری خوشی محمد صاحب اسی وقت جا کر خرید لائے۔

اس روداد کو جناب محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا۔

## میاں صاحب کی ساجدہ علوی سے ملاقات

11 دسمبر 2003ء: پنجاب یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد سید جمیل احمد رضوی

صاحب کو انجیر یونیورسٹی چھوڑ کر میاں صاحب کی خدمت میں حاجی خوشی محمد کی دکان (ملتان روڈ)

پر آ گیا، جہاں آج میاں صاحب کی ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ سے ملاقات تھی، دوپہر ساڑھے بارہ

بجے ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ تشریف لائیں میٹنگ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، پروفیسر اقبال

مجددی، میوزیم لاہور کے ڈپٹی ڈائریکٹر، علامہ غلام مصطفیٰ مجددی اور سعید احمد صدیقی شامل تھے، میاں صاحب نے مہمانوں کے لیے کیک، بسکٹ، پیسٹری، گاجر کا حلوا، چائز سویاں اور چائے کا بندوبست کیا ہوا تھا، ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ اٹھارہویں صدی کے مشہور لوگوں پر ریسرچ کر رہی تھیں۔ انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں مرآة العالم (تاریخ جہانگیر) کے نام سے دو جلدوں میں پیش کیں، اورنگ زیب کے حوالے سے چند ایک واقعات بیان بھی کیے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ علمی گفتگو جاری رہی، ڈاکٹر ساجدہ صاحبہ نے تمام حضرات سے علمی تعاون کی اپیل کی انہوں نے گفتگو میں اردو زبان کی اہمیت پر بہت زور دیا، دو بجے میاں صاحب نے مجھے ڈاکٹر ساجدہ علوی کو ان کے گھر شادمان چھوڑنے کو فرمایا۔ میں نے راستے میں ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ سے پوچھا کہ آپ کا اور آپ کے بزرگوں کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے ہے انہوں نے کہا نہیں، میں نے پوچھا آپ نے پھر سلسلہ نقشبندیہ پر ہی کیوں کام کیا، ڈاکٹر صاحبہ نے فرمایا، میں نے تحقیق کی ہے باقی تمام سلاسل کے مقابلے میں سلسلہ نقشبندیہ کی تمام شعبوں میں بڑی خدمات ہیں، تاریخ میں سلسلہ نقشبندیہ کے اکابرین کی قربانیوں کی جو مثالیں ملتی ہیں وہ کسی اور سلسلہ میں کم ہیں، ڈاکٹر صاحبہ نے فرمایا، کینیڈا کی حکومت اپنے ملک میں ستر سے زائد زبانوں کو پڑھا رہی ہے ہر ایک زبان پر کینیڈین حکومت ایک کثیر رقم خرچ کرتی ہے، ڈاکٹر صاحبہ کینیڈا میں اردو کی پروفیسر ہیں انہوں نے چار اردو کی کتابیں مرتب کی ہیں جو کینیڈا کے کالجوں اور سکولوں میں پڑھائی جا رہی ہیں، باتوں باتوں میں ڈاکٹر صاحبہ کا گھر بھی آ گیا۔ میں انہیں گھر چھوڑ کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ باقی تمام مہمانان گرامی بھی جا چکے تھے، میاں صاحب داتا صاحب دربار کے پاس مکتبہ نبویہ، علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے پاس تشریف لے آئے مجھے اڑھائی سو روپے دیے اور امام احمد رضا خان بریلوی پر چھپنے والی کتاب خریدنے کو فرمایا، (کتاب کا نام یاد نہیں) میاں صاحب خود علامہ اقبال احمد فاروقی کے ہمراہ داتا صاحب دربار کی پشت پر واقع آنکھوں کے ہسپتال چلے گئے جہاں فاروقی صاحب کا بیٹا آنکھوں کی بینائی کم ہونے کی وجہ سے داخل تھا۔ میاں صاحب علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے بیٹے کی تیمارداری کرنے کے بعد تقریباً ایک گھنٹے بعد واپس فاروقی صاحب کی دکان پر آ گئے اور مغرب کی نماز کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر ساڑھے آٹھ بجے کے قریب شریقیہ شریف پہنچ گئے۔

## شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے نئے مضامین کی تیاری

12 دسمبر 2003ء: سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے پاس آتا، نئے مضامین ڈاکٹر صاحب چیک کرتے ہیں کمپیوٹر میں اغلاط وغیرہ لگانے کے بعد دوبارہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتا، ابھی تک ڈائجسٹ کا پہلا شمارہ تیار نہ ہو سکا تھا، میاں صاحب آج اپنی گاڑی اور خادم کے بغیر لاہور حاجی خوشی محمد کی دکان پر آگئے، سارا دن ادھر ہی رہے پروفیسر علیم تفضل، حاجی ارشد صاحب (پشاور) اور ڈاکٹر خالد میاں صاحب کے پاس موجود تھے، عصر کے وقت آپ ڈاکٹر خالد کے ہمراہ شہر چور شریف روانہ ہو گئے۔

## ڈاکٹر ساجدہ علوی کی علمی سرگرمیاں

13 دسمبر 2003: ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ میکگل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) سے پاکستان تشریف لائی ہوئی ہیں۔ ”اٹھارھویں صدی عیسوی (۱۷۰۷-۱۸۰۳ء) کے صوفیہ و علماء کے احوال و آثار اور تدریسی و تبلیغی سرگرمیوں میں ان کے خانقاہی نظام کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ“ کے موضوع پر تحقیقی کام کر رہی ہیں۔ چونکہ اس عہد میں سلسلہ نقشبندیہ کا بھی اہم کردار ہے اس لیے انہیں حوزہ نقشبندیہ میں مدعو کیا گیا۔ اس سلسلے میں انہیں بعض مشکلات درپیش تھیں۔ میاں جمیل احمد شہر چوری نقشبندی مجددی صاحب نے حوزہ کی طرف سے معاونت کی پیشکش کی اور اس سلسلے میں بعض دانشوروں نے میاں صاحب کی دعوت پر آج کی منعقدہ مجلس بمقام چودھری خوشی محمد (سبزہ زار، نزد شاہ نور سٹوڈیو، ملتان روڈ، لاہور) میں شرکت کی۔ چنانچہ محترمہ کی بیان کردہ بعض مشکلات کے سلسلے میں مجددی صاحب نے کہا کہ آپ کو اس سلسلے میں پیشتر ازیں فلاں فلاں کتابیں بھیجی جا چکی ہیں اور مزید ماخذ کی نشاندہی بھی کی۔ ڈاکٹر انجم رحمانی صاحب (ڈپٹی ڈائریکٹر لاہور میوزیم) نے اپنے بیرونی ممالک کے اسفار کے علمی تجربات بیان کیے اور محترمہ کے لیے جناب متین کاشمیری اور ڈاکٹر خضر نوشاہی کا نام بطور کارکن تجویز کیا جو ان دنوں پاکستان کے شمالی علاقہ جات کی خانقاہوں اور مدرسوں میں جا کر مخطوطات پر کام کر رہے ہیں۔ محترمہ نے انہیں مناسب معاوضہ کی بھی پیشکش کی۔ آخر طے پایا کہ کل گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں ہم لوگ

متین کاشمیری صاحب اور ڈاکٹر خضر نوشا ہی صاحب کو بلائیں گے آپ بھی تشریف لے آئیں  
معاملہ طے کر لیں گے۔

## میاں صاحب کا ایکوٹیسٹ

16 دسمبر 2003ء: آج کراچی سے مولوی شیر محمد اور عبدالستار میمن تشریف لائے  
میاں صاحب ساڑھے تین بجے مہمانوں کے ساتھ حرفان ہوٹل آگئے مہمانوں کو ادھر رکوا کر خود  
چیک اپ کے لیے پنجاب کارڈیالوجی سنٹر چلے گئے، آج آپ کا ایکو (ECCO) ٹیسٹ ہونا  
تھا، میاں صاحب کو بیڈ پر لٹانے کی تیاری ہو رہی تھی کہ بیڈ ایک طرف کوالٹ گیا میاں صاحب  
ایک طرف کو گر پڑے، وارڈن کی مدد سے میاں صاحب کو دوبارہ بیڈ پر لٹایا گیا، میاں صاحب کو  
گرنے کے باوجود کوئی چوٹ وغیرہ نہیں آئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد آپ کو ڈاکٹر محسن نذیر صاحب ایکو  
کے لیے ایک کمرہ میں لے گئے، کافی دیر ٹیسٹ ہوتا رہا، میاں صاحب باہر آئے تو میں نے ٹیسٹ  
کی رپورٹ کے متعلق پوچھا تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا میاں صاحب کی طبیعت پہلے سے کافی بہتر  
ہے، ٹیسٹ کے بعد آپ واپس حرفان ہوٹل مہمانوں کے پاس آگئے۔

## میاں سعید کا شوکت خانم ہسپتال سے چیک اپ

20 دسمبر 2003ء: کافی دنوں سے صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری کی طبیعت  
خراب تھی لہذا سی ٹی سکین کے لیے قبلہ میاں صاحب کے حکم کے مطابق میں ان کے ساتھ  
شوکت خانم ہسپتال چلا گیا، سارا دن ہسپتال میں ہی لگ گیا، مغرب کے بعد شرقپور شریف واپس  
آئے بہر حال سی ٹی سکین کی رپورٹ نارمل تھی، اسی روز صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی  
طبیعت بھی خراب تھی ان کا بلڈ پریشر (230/100) ہائی جا رہا تھا، میاں خلیل احمد صاحب رات  
کافی دیر تک میاں خلیل احمد صاحب کے ڈیرہ پر ہی بیٹھے رہے۔

## میاں خلیل کے گن مین پر گولیوں سے حملہ

21 دسمبر بروز اتوار 2003ء: میں وضو وغیرہ کرنے کے لیے صبح چار بجے میاں

صاحب کے کمرہ سے باہر گیا واپس آیا تو میاں صاحب نے فرمایا میاں جلیل احمد صاحب کا ٹیلی فون آیا ہے کہ ارشد گن مین کو گولیاں لگ گئی ہیں، ظہور احمد بھی ارشد کے ساتھ تھا وہ بچ گیا ہے، میاں صاحب نے نماز فجر ادا کی اور ظہور احمد سے بذریعہ ٹیلی فون اس حادثے کے بارے میں تفصیل پوچھی۔ ظہور احمد نے بتایا، کہ وہ تین بجے لاہور سے شرقپور شریف کو آرہے تھے، اٹاری کے قریب ٹھیکری والا سٹاپ پر پندرہ سولہ ڈاکو لوٹ مار میں مصروف تھے، سخت سردیوں کے دن تھے دھند کی وجہ سے زیادہ دور تک کوئی شے نظر نہ آتی تھی، اچانک ہماری گاڑی کے آگے پیچھے ڈاکو اسلحہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ ایک ڈاکو نے ظہور احمد کی کنپٹی پر بندوق رکھی اور باہر نکلنے کو کہا، ارشد چونکہ گن مین تھا مگر اس وقت وہ گاڑی چلا رہا تھا اور رائفل ظہور کے پاس تھی، ارشد نے جلدی میں رائفل پکڑی، اسی وقت ڈاکو نے فائر کھول دیا مگر وہ فائر مس ہو گیا، ارشد نے بھی فائرنگ شروع کر دی اور ڈاکوؤں نے بھی، دو فائر ارشد کو لگنے کے باوجود ارشد فائرنگ کرتا رہا، ڈاکو بھاگ نکلے، ظہور احمد ارشد کو ساتھ والی سیٹ پر لٹا کر گاڑی میوہسپتال لے آیا، اسی وقت حسن ڈرائیور کے ساتھ میاں جلیل احمد شرقپوری بھی پہنچ گئے، ایمر جنسی میں فوری علاج شروع ہو گیا، ایک گولی پیٹ میں لگی اور دوسری ساتھ چھو کر گذر گئی تھی، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹروں نے ارشد گن مین کی حالت کو خطرے سے باہر قرار دے دیا، ساڑھے نو بجے میاں صاحب صاحبہ میاں سعید احمد صاحب کی گاڑی پر ارشد کی عیادت کے لیے میوہسپتال روانہ ہو گئے، تھوڑی دیر ہسپتال رکنے کے بعد میاں صاحب حرفان ہوٹل آگئے جہاں گجرات سے پروفیسر خالد بشیر اپنے پرنسپل مفتی عبدالرزاق کے ہمراہ تشریف لائے ہوئے تھے، ملاقات کے بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے، میں خالد بشیر صاحب کے ساتھ شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے پاس چلا گیا۔ جب تک ارشد گن مین ہسپتال رہا میاں صاحب باقاعدگی سے ہسپتال اس کی تیمارداری کے لیے آتے رہے۔

## میاں صاحب کی اللہ شریف روانگی

24 دسمبر 2003ء: میاں سعید احمد شرقپوری کے سسرال اللہ شریف صاحبہ زادہ ندیم

الرسول کی وفات پر غلام رسول کی گاڑی پر تعزیت کے لیے چلے گئے۔ میاں صاحب نے پیر



مطلوب الرسول صاحب، صاحبزادہ مطلوب الرسول صاحب اور صاحبزادہ عبدالرسول صاحب سے تعزیت فرمائی۔ تقریباً ایک بجے تعزیت کر کے میاں صاحب پیر کھارا شریف روانہ ہو گئے دربار شریف پر سلام اور چند منٹ رکنے کے بعد آپ ساڑھے چار بجے واپس شرقپور شریف آ گئے۔

## ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے اعزاز میں ایک علمی نشست

26 دسمبر 2003ء: آج کی غیر اعلانیہ علمی نشست جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد

صدیقی صاحب (ڈائریکٹر شیر ربانی فاؤنڈیشن مانچسٹر انگلینڈ) و سابق صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور کے اعزاز میں سابقہ مقام پر ہی منعقد کی گئی۔

آپ گزشتہ ماہ لاہور تشریف لائے تھے اور کل ان کی واپسی تھی۔ لہذا میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے انہیں شایان شان طریقہ سے الوداع کہنے کے لیے حوزہ نقشبندیہ کے چند وابستگان کو بلوایا تھا۔ جن میں صدیقی صاحب کے برادر خرد جناب نذیر احمد صدیقی، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اور پروفیسر محمد اقبال مجددی وغیرہ شامل ہیں۔ سب سے پہلے تو راقم نے میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب سے اظہار افسوس کیا کیونکہ ان کے برخوردار میاں جمیل احمد صاحب (ایم این اے) پر قاتلانہ حملہ ہوا (روزنامہ خبریں 22-12-2003) جس میں وہ بال بال بچ گئے مگر ان کا گن مین (محمد ارشد جٹ) فائرنگ سے شدید زخمی ہو گیا تھا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میاں جمیل احمد گاڑی میں موجود نہیں تھے۔ گاڑی انہیں لاہور چھوڑ کر واپس جا رہی تھی کہ ڈاکوؤں نے گاڑی چھیننے کی غرض سے فائرنگ کر دی مگر ٹریفک کی آمدورفت کے سبب وہ اپنے مذموم ارادے میں کامیاب نہ ہو سکے اور راہ فرار اختیار کر گئے۔ بعد میں بھی اسی قسم کی کوشش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ہماری کسی سے دشمنی نہیں۔

فاروقی صاحب کی تجویز پر حوزہ نقشبندیہ کے خبرنامہ کی صدائے بازگشت پھرنی گئی۔

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب کا موقف ہے کہ میری صحت علالت کے سبب اعتدال پر نہیں ہے اس لیے میں کما حقہ اس میں حصہ لینے سے قاصر ہوں۔ فاروقی صاحب کا کہنا ہے کہ آپ آئے روز علمی محافل کا اہتمام کرتے ہیں اس میں جو کچھ کہا سنا جائے اس کی روداد قلمبند کر کے ایک رسالہ/پمفلٹ کی صورت میں چھاپ کر اہل علم کی خدمت میں روانہ کر دی جائے خواہ

100 کی تعداد میں کیوں نہ چھاپی جائے تاکہ حوزہ کی کارگزاری سے لوگوں کو آگہی ہوتی رہے۔ انہوں نے مزید تجویز کیا کہ جس طرح میں نے ”جہانِ رضا“ میں مولانا احمد رضا خان کے بارے میں ان پر ہونے والے کام کی اطلاع کا الگ صفحہ مخصوص کر رکھا ہے اسی طرح اس خبرنامہ میں حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلہ میں مختلف اداروں کی طرف سے ہونے والے کام کی اطلاعات بھی اس میں شامل کی جایا کریں۔ جیسے آپ نے پچھلے دنوں ”مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی“ کے چند سیٹ افغانستان سے منگوائے۔ آپ اس کا تعارف خبرنامہ میں شامل کر سکتے ہیں کہ مکتبہ القدس کوئٹہ سے چھپنے والے امرتسری ایڈیشن کی طبع جدید کا شاکس طرح افغانستان پہنچا اور آپ نے کن مراحل سے گزر کر ایسے ملک سے جہاں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے اس کے نسخے حاصل کیے۔ پھر اس نسخے کی خوبیاں اجاگر کریں (میں یہاں تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی صاحب نے ان مکتوبات کا ایک سیٹ از رہ کرم سب سے پہلے اپنے اس نیاز مند کو عنایت فرمایا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء) اس طرح حضرت مجدد الف ثانی پر کوئی کتاب، کوئی تحریر سامنے آئے تو اس کا تعارف بھی کرادیا جائے۔ مجددی صاحب کی تجویز تھی کہ اس خبرنامہ کو ماہ بہ ماہ پابند نہ کیا جائے بلکہ جب بھی مستند قسم کا مواد مہیا ہو چھاپ دیا جائے۔ جناب صدیقی صاحب نے اس تجویز کو سراہا اور یہ اضافہ فرمایا کہ خبرنامہ نمبر وار شائع کیا جایا کرے یعنی شمارہ نمبر 1، 2، 3 وغیرہ۔ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی صاحب کی تجویز تھی کہ ہم خبرنامہ کمپوز کروا کے اس پر نظر ثانی اور اس کی نوک پلک کی درستی کے لیے فاروقی صاحب کے حوالے کر دیا کریں مگر فاروقی صاحب فی الحال تو طرح دے گئے ہیں مگر یہ کام ان شاء اللہ تعالیٰ فاروقی صاحب کے تعاون سے جلد شروع کیا جائے گا۔

جناب صدیقی صاحب نے علم اور کتاب کی اہمیت اجاگر کرنے کے سلسلے میں کہا کہ الْعِلْمُ صَيْدٌ وَالْكِتَابُ قَيْدٌ (بعض کتابوں میں قیدوا العلم بالکتاب کے الفاظ ملتے ہیں) معنی و مفہوم کے لحاظ سے دونوں ایک سے ہی ہیں البتہ الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔

بات کسی طور زمانہ قدیم کے متعلق چل نکلی جب زندگی بڑی سیدھی سادہ اور تکلفات سے مبرا تھی یعنی پتھر اور دھات کے زمانہ کی۔ اس ضمن میں صدیقی صاحب نے بتایا کہ پیالہ دراصل ”پی آلہ“ ہے یعنی پینے کا آلہ (برتن) جو بعد میں کثرت استعمال سے پیالہ بن گیا۔ اس پر

فاروقی صاحب نے پیالہ سازی کی تاریخ بتانا شروع کر دی کہ قدیم زمانے میں جب یہ آسائشیں مفقود تھیں لوگ قدرت کے نشانوں سے ہی کام نکال لیا کرتے تھے جیسے آگ کے لیے چقماق سے کام لیتے پانی کے لیے چلو استعمال کرتے یا کپڑا بھگو کر پانی حاصل کر لیتے۔ اس لیے بستیاں زیادہ تر پانیوں (سمندر دریا) کے آس پاس قائم کرتے۔ ایسا ہوا کہ ایک مرتبہ دریا کے کنارے چکنی مٹی ایک شخص نے بیٹھے بیٹھے اپنے گھٹنے پر لیپ کر دی اور جاتے ہوئے اسے اتار کر پھینک دیا دوسرے روز اس شخص کا ادھر گزر ہوا تو مٹی خشک ہو کر ایک پیالے کی شکل اختیار کر چکی تھی اور یوں پیالے نے رواج پایا۔

ایک موقع پر میں نے گفتنی ناگفتنی کا استعمال کیا جس پر صدیقی صاحب گویا ہوئے کہ یہ بڑے خوبصورت الفاظ آپ نے استعمال کیے مگر یہ باتیں اب خواب و خیال ہو گئی ہیں۔ نئی پود تو علم سے بالکل دور ہوتی جا رہی ہے اور الفاظ کی نزاکتوں اور ان کے بر محل استعمال سے بے بہرہ۔ حالت یہ ہے کہ ایک صاحب نے شکار کے سلسلے میں لکھ دیا کہ تعلیم یافتہ کتے کا شکار حلال ہے حالانکہ یہاں ”سدھایا ہوا“ ترجمہ کرنا چاہیے تھا۔ اسی طرح جہاں قربانی کے جانوروں کی تفصیل بیان کی گئی ہے وہاں ”ذکر او انشی“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس کے معنی نراور مادہ کے ہیں مگر ان صاحب نے ترجمہ میں مرد اور عورت لکھ دیا۔

اسی دوران میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی صاحب کی طرف سے حاضرین کی تواضع کے لیے خاص طور پر فاروقی صاحب کے لیے ہمیں تو یوں سمجھیں کہ طفیلی تھے مرغ کے سیخ کباب میز پر سجادیے گئے۔ اس پر جناب صدیقی صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب نے من و سلوی کی یاد تازہ کر دی۔ پہلے بیٹھا (جس وقت ہم لوگ گئے تھے چائے کے ساتھ عمدہ قسم کی شرقی پوری مٹھائی پیش کی گئی تھی) اور پھر نمکین۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ان دنوں ”جہانِ مجدد“ (مجموعہ مقالات و مضامین بر مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی) پر کام کر رہے ہیں۔ اس کی کتاب خوانی کے فرائض راقم الحروف اعزازی طور پر سرانجام دے رہا ہے۔ اس سلسلے میں جن کٹھنایوں سے گزرا اس کا ذکر بھی ہوا۔ اس پر میاں صاحب نے فاروقی صاحب سے فرمایا ”پروفیسر صاحب کو ان (راقم) محمد عالم مختار حق کے متعلق لکھیں جس کے یہ مستحق ہیں۔ فاروقی صاحب نے کہا کہ آپ لکھیں یا مجددی صاحب۔

میں تو اس سلسلے میں لا تعلق رہا ہوں۔ پھر میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی صاحب کے ارشاد پر مجددی صاحب نے لکھنے کی ہامی بھری۔ اس سلسلے میں میں نے بتایا کہ ”جہان مجدد“ تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے جو چار حصوں میں سمائے گا۔ اس پر صدیقی صاحب نے کہا کہ اسلام آباد میں سیرۃ النبی کانفرنس کے موقع پر مسعود صاحب نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ یہ کام پچیس جلدوں پر محیط ہوگا۔ میں نے کہا ممکن ہے اس وقت پروگرام میں حضرت مجدد الف ثانی کی تصانیف وغیرہ بھی چھاپنے کا ان کا ارادہ ہو۔ میں نے کہا کہ میری طرف سے کتابت خوانی مکمل ہو چکی ہے۔ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی صاحب نے کہا کہ آپ ان کے پیکٹ تیار کر دیں ہم انہیں حسب سابق بھجوادیں گے۔ میں نے کہا اس کے ساتھ بعض تجاویز اور اعتراضات بھی بھیج رہا ہوں جن پر ان کی نظر ثانی کی ضرورت ہے مثلاً خانہ کعبہ کا اولیائے کرام کے طواف کو جانا..... فاروقی صاحب نے کہا کہ بعض اولیاء جیسے رابعہ بصریہ کے استقبال کے لیے خانہ کعبہ کا جانا کتابوں میں مذکور ہے۔ میں نے کہا یہاں بعض کا ذکر نہیں بلکہ بالکل اولیاء کرام کا ذکر ہے۔ رابعہ بصریہ کا تو ایک مستثنیٰ معاملہ ہے۔ اسے تمام اولیاء کرام پر تو منطبق نہیں کر سکتے۔ فاروقی صاحب نے بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ میں آج کل ”رجال الغیب“ پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں اس میں میں نے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک بزرگ کا ذکر کیا جو خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور انوار الہیہ اس کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔ میں یہ منظر دیکھ کر ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تو دیکھا کہ انہوں نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا، وہ حافظ قرآن تھے۔ انہوں نے ابتدائی سورۃ فاتحہ سے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ وہ طواف میں عام لوگوں کی طرح ہی چل رہے تھے اور نہایت ہی ترتیل و سکون کے ساتھ تلاوت کرتے جا رہے تھے جس کا میں ایک ایک حرف سمجھ رہا تھا جب وہ حجرِ اسود سے کعبہ شریف کے دروازے تک پہنچے تو پورا قرآن شریف ختم کر لیا جسے میں نے ایک ایک حرف سنا۔ پھر کعبہ شریف کے دروازے سے حطیم تک پہنچنے تک دوسرا قرآن مجید ختم کر لیا۔ فاروقی صاحب نے مزید بتایا کہ ہمارے ایک خارجی پروفیسر دوست حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس کرامت کا انکار کرتے تھے کہ وہ گھوڑے پر سواری کے وقت ایک پاؤں رکاب میں رکھتے اور دوسرا پاؤں دوسری رکاب میں رکھنے تک قرآن مجید ختم کر لیتے۔ میں نے کہا کہ جناب آپ بھی اگر رسالت مآب ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہوتے تو آپ بھی سائیکل کے ایک پائیدان پر پاؤں رکھتے اور دوسرا

پاؤں دوسرے پائیدان پر رکھنے تک قرآن مجید ختم کر لیتے۔ پروفیسر صاحب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس واقعہ کے بھی منکر تھے کہ انہوں نے نجیف الجیشہ اور آنکھوں میں آشوب ہونے کے باوجود ریخیر کو اکیلے اکھاڑ پھینکا تھا۔

فاروقی صاحب نے ذکر کیا کہ ایک روز ایک بی بی مکتبہ نبویہ پر آئی اور کافی دیر تک کتابوں کی ورق گردانی میں منہمک رہی۔ میں نے اس کے اوضاع و اطوار سے اندازہ لگایا کہ ہونہ ہو یہ ساجدہ علوی صاحبہ ہیں چنانچہ میں نے اس بی بی سے کہا کہ آپ ساجدہ علوی ہیں؟ ”جی ہاں میں ساجدہ علوی ہی ہوں“۔ آپ مولوی شمس الدین صاحب (م۔ 68-1-11) نادر کتب فروش کے پاس بھی تصوف کی کتابوں کے سلسلے میں آیا کرتی تھیں؟ اس نے کہا ”ہاں“ اچھا آپ فاروقی صاحب ہیں؟ ”جی“ ”آپ ہی سے ملنے تو میں آئی ہوں“۔ پھر اس نے اپنے موضوع کے بارے میں بتایا کہ ”میں اٹھارہویں صدی عیسوی میں اورنگ زیب کے بعد سے پاکستان میں خانقاہ اور مدرسہ کے کردار پر کام کر رہی ہوں“۔ اس سلسلے میں آپ سے معاونت کی خواہاں ہوں۔ پھر میں نے اس سلسلے کے بعض مآخذ کی نشان دہی کی اور انہیں بریف کیا (ساجدہ علوی صاحبہ ان دنوں انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز میکگل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) میں بطور پروفیسر آف انڈیا اسلامک ہسٹری اور چیئر ان اردو لینگویج اینڈ کلچر کے عہدے پر فائز ہیں۔) یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جناب میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی صاحب نے بھی موصوفہ کے اعزاز میں اسی مقام پر مورخہ 13 دسمبر 2003ء کو ایک تقریب کا اہتمام کیا تھا اور ان کے پراجیکٹ میں معاونت کے لیے بعض اہل علم کو دعوت دی تھی۔

فاروقی صاحب کے مولانا شاہ احمد نورانی (م 2003-12-11) سے گہرے مراسم تھے۔ اسی بنا پر مرحوم کو ان کی علمی، دینی و سیاسی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے انہوں نے جنوری 2004ء کا ”جہان رضا“ کا شمارہ مخصوص کیا ہے اور میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی صاحب سے درخواست کی کہ آپ بھی ان پر لکھیں۔ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی صاحب نے کہا کہ نورانی میاں پچھلے دنوں شرقی پور تشریف لائے تھے اور جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ٹیپ شدہ موجود ہے۔ آپ کو ٹیپ مہیا کر دی جائے گی آپ اسے ہی صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے چھاپ دیں۔ فاروقی صاحب کا جواب تھا ”نہ نہ۔ یہ تو جال ڈال کر مچھلی پکڑنے کی

بات ہوئی۔ پہلے جال ڈالیں، پھر مچھلی قابو کریں، پھر اسے صاف کر کے مصالحہ لگائیں پھر بھون کر کھائیں۔ نہ بابا یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنے تاثرات خود لکھ کر دیں خواہ پانچ سات سطریں ہی سہی۔“ میاں صاحب نے وعدہ کر لیا۔

صدیقی صاحب نے فاروقی صاحب سے کہا کہ آپ مجھے مسٹر ہمفرے کی کتاب Colonization Ideal کہیں سے مہیا کر دیں۔ فاروقی صاحب نے کہا کہ انگریزی ایڈیشن تو نہیں ملے گا البتہ اس کا اردو ترجمہ ”ہمفرے کے اعترافات“ کے نام سے بازار میں دستیاب ہے۔ اسے انجمن نوجوانان پاکستان گارڈن ٹاؤن لاہور نے شائع کیا۔ میرے ساتھ کسی کو بھیجیں میں دلوا دوں گا۔ صدیقی صاحب نے کہا کہ ہمفرے برطانوی جاسوس تھا اور اس نے اس کتاب میں اعتراف کیا ہے کہ مجھے شیخ محمد بن عبدالوہاب نے یہ اطمینان دلایا تھا کہ وہ میرے پروگرام پر عمل پیرا ہوگا مگر دونکات پر اس نے اظہار معذوری کیا:

۱۔ انہدام خانہ کعبہ

۲۔ قرآن مجید میں تحریف

فاروقی صاحب نے بتایا کہ ”ہدایت الطالبین“ تالیف شاہ ابوسعید نقشبندی مجددی دہلوی مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری ادارہ فیوضات مجددیہ خانقاہ فہلیہ شیرگڑھ (اوگی) ضلع مانسہرہ نے از سر نو کمپوز کرا کے اسی سال شائع کر دی ہے۔

ایک موقع پر صدیقی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب (پیرس) نے بیان کیا کہ ترکی میں دنیا بھر سے سب سے زیادہ مخطوطات موجود ہیں۔ اس گفتگو کے بعد فاروقی صاحب نے اجازت چاہی۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے حضرات بھی باری باری رخصت ہو گئے اور یہ علمی نشست اختتام پذیر ہوئی۔ اس نشست کی روداد کو جناب محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا۔

## میاں صاحب کی عارف نوشاہی سے ملاقات

11 جنوری 2004ء: حرقان ہوٹل میں سات بج کر چالیس منٹ پر عارف نوشاہی

کی میاں صاحب سے ملاقات ہوئی، چوہدری محمد حنیف، سید جمیل احمد رضوی، محمد عالم مختار حق اور

عامر لطیف بھی اس موقع پر موجود تھے، عارف نوشاہی گورڈن کالج راول پنڈی میں فارسی کے پروفیسر رہ چکے ہیں، تہران یونیورسٹی سے خواجہ احرار کے ملفوظات پر پی ایچ ڈی فارسی میں کی اور ان دنوں پنجاب یونیورسٹی میں فارسی مخطوطات پر کام کر رہے تھے، ملاقات کے دوران میاں صاحب نے انہیں اپنے ازبکستان، تاشقند، شمرقند، بخارا کے سفر اور حسین حلمی ایشیق سے ملاقات کے واقعات سنائے، کھانا اور قہوہ کے بعد میں پروفیسر عارف نوشاہی کو ان کے ایک دوست پروفیسر سلیم مظہر کی رہائش گاہ پر چھوڑ آیا، پروفیسر سلیم مظہر پنجاب یونیورسٹی میں فارسی کے پروفیسر ہیں۔

## محمد عالم کو گردے کی تکلیف

24 جنوری 2004: آجکل آپ تقریباً ہر روز پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے ملاقات کرنے ان کی رہائش گاہ سبزہ زار چلے جاتے۔ میاں صاحب کے پہنچنے سے پہلے محمد عالم مختار حق صاحب بھی ادھر آجاتے، گردے میں تکلیف کی وجہ سے محمد عالم مختار حق صاحب آج تشریف نہ لاسکے تھے۔ پروفیسر اقبال مجددی نے میاں صاحب سے کہا ”مقامات معصومی“ کی تکمیل میں ابھی سو صفحہ باقی ہیں، اس کتاب میں ایک واقعہ درج ہے وہ آپ کو سنائے دیتا ہوں:

”شیخ محمد حنیف صاحب افغانستان میں رہتے تھے ایک روز خواب میں دیکھتے ہیں

کہ وہ سرہند شریف میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے دست حق پر بیعت ہونے کا

شرف حاصل کر رہے ہیں، اس خواب سے چند روز بعد بے قراری کے عالم میں شیخ

محمد حنیف سرہند شریف روانہ ہو جاتے ہیں، بیعت ہونے کے چند روز بعد حضرت

صاحب شیخ صاحب کو خرقہ خلافت عطا فرما کر رخصت کر دیتے ہیں، واپس آنے

کے بعد افغانستان میں دوست احباب سے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہیں تو شیخ صاحب

کی بات پر کوئی یقین ہی نہیں کرتا، لوگوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ آپ ایک

دعوت کا اہتمام کریں اور حضرت خواجہ محمد معصوم کو دعوت دیں اگر وہ دعوت میں

تشریف لے آئے تو ہم مان جائیں گے، ورنہ ہم سمجھیں گے کہ آپ جھوٹ بول

رہے ہیں۔ چند روز بعد شیخ صاحب نے ایک دعوت کا اہتمام کیا، اس وقت ٹیلی فون

اور ڈاک کا نظام نہیں تھا مگر پھر بھی دعوت کے روز حضرت خواجہ محمد معصوم اپنے صاحبزادے کے ہمراہ افغانستان میں شیخ محمد حنیفؒ کی رہائش گاہ پر عابنانہ طور پر پہنچ گئے۔ آپ نے وہاں پر موجود لوگوں سے فرمایا اللہ کے بندوں کو کسی امتحان میں نہیں ڈالنا چاہیے، اس سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے، تھوڑی دیر قیام کے بعد آپ اپنے صاحبزادے کے ہمراہ واپس تشریف لے گئے۔“

محمد عالم مختار حق کی عیادت اور اقبال مجددی صاحب کو ان کے کالج چھوڑنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے، سہ پہر تین بجے آپ لاہور تشریف لے آئے، حاجی خوشی محمد کی دکان پر وحید صاحب (چیف لائبرین پنجاب یونیورسٹی، قائد اعظم کیمپس، لاہور) سے ملاقات کی اور ان سے فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی دوسری جلد کی چھپوائی کے متعلق پوچھا۔ وحید صاحب نے کہا اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں، میں نے ایک میٹنگ بلائی ہے ان شاء اللہ جلد شائع ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا آئے دن لائبریری میں نہایت قیمتی کتابیں چوری ہونے کے واقعات ہو رہے ہیں دعا فرمائیں۔

## حوزہ نقشبندیہ کے نام کی تجویز

13 فروری 2004ء: حوزہ نقشبندیہ کے سلسلہ میں لاہور میں میاں صاحب کی زیر نگرانی ہفتہ وار ایک محفل کا انعقاد ہوتا رہتا، محفل میں علمی دنیا سے تعلق رکھنے والے حضرات تشریف لاتے، بعض احباب کی تجویز تھی کہ ”حوزہ نقشبندیہ“ اردو میں غیر مانوس ترکیب ہے اس کی بجائے ”مرکز تحقیقات“ نام رکھا جائے، مگر محمد عالم مختار حق صاحب نے فرمایا کہ مرکز کے نام سے کئی ادارے ملک میں کام کر رہے ہیں بے شک حوزہ نیا لفظ ہے اور زیادہ تر فارسی میں مستعمل ہے ہمیں اسے اردو میں اپنا کر اہل علم میں متعارف کرانا چاہیے۔ چنانچہ اسی کو پسند کیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ ”حوزہ نقشبندیہ“ ہی نام رہے گا۔

## ”لطائف المدینہ“ کی اشاعت کا فیصلہ

21 فروری 2004ء: کی میٹنگ میں پروفیسر اقبال مجددی نے مقامات معصومی میں



سے خواجہ محمد معصوم کے سفر حج کے دوران مزارات کی حاضری بالخصوص مزار حضرت مجدد پر حاضری کے وقت انوار مزار کی گنبد خضری کے انوار سے مشابہت کا واقعہ سنایا، اس محفل میں انہوں نے ”لطائف المدینہ“ کی اشاعت کا بھی ذکر کیا۔

## حضرت مجدد الف ثانی کا کشف

27 فروری 2004ء: پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر میاں صاحب نے فرمایا

کہ 1910ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب (مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہ کابل) پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لیے قاضی سلمان منصور پوری (اہل حدیث) کو اپنے ساتھ لے لیا۔ حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو، ان سے الگ ہو جانا چاہیے، ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلمان بیٹھے رہو ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔

پھر میاں صاحب نے ملک حسن علی شرقپوری (دیوبندی) کے متعلق بتایا کہ وہ سنی تھے مگر ہمارے مقابلے میں اہل حدیث بن گئے، ان کی والدہ گیارہویں شریف کا باقاعدہ ختم دلایا کرتی تھی۔ 1965ء میں پروفیسر محمد اسلم نے مجھ سے گلہ کیا کہ آپ نے یوم مجدد الف ثانی پر کبھی مجھ سے تقریر نہیں کروائی، میں نے کہا تم وہابی ہو اس لیے تمہیں دعوت نہیں دیتا، اس نے کہا آپ بلائیں تو سہی میں آپ والی تقریر کر دوں گا۔ اس کے بعد پروفیسر اقبال مجددی نے یہ تجویز پیش کی کہ ”تکمیل الایمان“ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی پختہ عقیدہ کی کتاب ہے اس کا حوزہ کی جانب سے اردو ترجمہ شائع کرنا چاہیے اور مکتوبات مجدد الف ثانی کے درس کا اہتمام اگر نہ ہو سکے تو کم از کم سماعت کا ہی بندوبست کیا جائے۔

## کراچی سے مہمانوں کی شرقپور شریف آمد

29 فروری 2004ء: آج شام کراچی سے حاجی الیاس اپنے دو بیٹوں شعیب اور

جمیل تین بھتیجیوں احمد، وقاص اور منیر کے ہمراہ شرقپور شریف تشریف لائے۔ یکم مارچ کو ناشتہ

کرنے کے بعد میاں صاحب نے تمام مہمانوں کو نیازی اڈہ نزد بکر منڈی اتارا جہاں انہوں نے سوات سیر کے لیے جانا تھا، میاں صاحب نے کراچی سے آئے ہوئے تمام مہمانوں کو بدھ تک راولپنڈی آنے کو فرمایا۔ حاجی الیاس صاحب کسی کام سے لاہور ہی رک گئے اور دو دن بعد واپس کراچی چلے گئے، آجکل قبلہ میاں صاحب جمعہ اور اتوار کا دن چھوڑ کر روزانہ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لاتے اور اپنی نگرانی میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کرواتے۔ جمعہ اور اتوار کے روز آپ زیادہ تر شرقپور شریف میں ہی رہتے۔

## میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی

4 مارچ 2004ء: میاں صاحب چکوال، ڈھوک شیر ربانی کے لیے روانہ ہو گئے، عطاء اللہ اور ظفر باورچی ہمراہ تھے، رات آٹھ بجے تمام مہمان چکوال لیاقت اڈہ پر اترے جہاں سے میں ان کو لے کر ڈھوک شیر ربانی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ڈھوک شیر ربانی بڑا ہی صحت افزا مقام ہے، کچھ ہی دور پہاڑی سلسلہ اور گردوغبار سے پاک ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، سفر سے تھکے ہوئے تمام مہمان کھانا کھانے کے بعد جلد ہی سو گئے۔ بروز جمعرات ناشتہ کے بعد میاں صاحب مہمانوں کو لے کر حضرت مرید حسین شہید کے مزار پر چلے گئے، یہاں حاضری کے بعد چوآسیدن شاہ کے مزار پر زیارت کے لیے چلے گئے، اس کے بعد کلر کہار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پوتوں کے مزار پر حاضر ہوئے، آپ مرہٹوں کے ساتھ لڑائی میں شہید اور بادشاہاں کے نام سے مشہور ہوئے، پہاڑی کی چوٹی پر بنا ہوا یہ دربار شریف اپنی نظیر آپ ہے، اس کے ساتھ والی پہاڑی پر ان کے کزن سید افضل شاہ کا مزار ہے، دونوں پہاڑیوں کو لفٹ کے ساتھ جوڑا ہوا ہے، زائرین لفٹ کے ذریعے ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی کا سفر آسانی سے کر لیتے ہیں، لفٹ کا یہ سفر دیکھنے کے لائق ہے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پوتے شہید ہوئے تو ان کے کزن سید افضل شاہ اسی پہاڑی پر افسردہ بیٹھے رہے اور چند سال بعد وہ بھی اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

بھلوال میں حضرت سلیمان نوری اور خوشاب میں حضرت سید معروف شاہ کے مزار اقدس پر حاضری دینے کے بعد آپ لاہور روانہ ہو گئے، تقریباً دوپہر بارہ بجے ساندہ میں حاجی

خادم حسین باورچی کے گھر کھانا کھانے کے بعد لاہور ریلوے اسٹیشن پر آگئے۔ میاں صاحب نے مہمانوں سے فرمایا جب تک پہلی سیٹی نہ بج جائے تب تک ہمارا انتظار کرنا۔ میاں صاحب فتح گڑھ آگئے، چکوال روانگی سے ایک روز قبل میاں صاحب نے گلاب جامن (شرقیہ شریف کی سوغات) کے چار عدد کنستریمرے گھر رکھوا دیے تھے، کاشف کامران کی مدد سے میں نے جلدی جلدی چاروں کنستریمرے گاڑی میں رکھے اور لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے۔ گلاب جامن مہمانوں کے حوالے کرنے کے بعد میاں صاحب حرفان ہوٹل، شادمان تشریف لے آئے۔

## میاں صاحب کی راولپنڈی روانگی

2 اپریل بروز جمعہ 2004ء: شیر ربانی ڈائجسٹ کا شمارہ تیار ہو چکا تھا مگر اس کو ابھی تقسیم کرنا تھا، جمعہ کی نماز کے بعد میاں صاحب راولپنڈی کے لیے روانہ ہو گئے، گاڑی آپ نے مجھے چلانے کو فرمایا، رات پونے نو بجے راولپنڈی میں جناب بشیر صاحب کے گھر پہنچ گئے، فتح شیر اور بشیر طالب علم ہمراہ تھے۔

## میاں صاحب کی صفدر اعوان اور حامد نواز سے ملاقاتیں

3 اپریل بروز ہفتہ 2004ء: جناب رنگ الہی صاحب، غلام محی الدین اور نذیر احمد صدیقی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، رنگ الہی صاحب نے شیر ربانی ڈائجسٹ کی تعریف کی چند ایک قیمتی مشورے دیے اور 12 عدد رسالے قیمتاً خریدے۔ دس بجے کے قریب ملک صفدر اعوان صاحب تشریف لائے کافی دیر میاں صاحب سے محو گفتگو رہے، ان کی موجودگی میں جناب حامد نواز (ڈی سی او) صاحب بھی آگئے وہ میاں صاحب سے بڑے مودبانہ انداز میں ملے، شیر ربانی ڈائجسٹ کے سو عدد رسالے قیمتاً خریدے۔ میاں صاحب نے حامد نواز سے رسالے میں اشتہارات کے سلسلہ میں کوشش کرنے اور مزنگ لاہور میں میاں خلیل احمد شرقپوری کی جگہ کے کاغذات مکمل کرانے کے متعلق بھی فرمایا، جناب حامد نواز صاحب نے دونوں کام کرنے کا وعدہ فرمایا اور میاں صاحب کو ایک خواب بھی سنایا:

”اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری راولپنڈی میں بشیر صاحب کے گھر تشریف

لاتے ہیں میں بھی ادھر ہوں میاں صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے، راستے میں چند ایک بزرگ دیکھے، کوئی کافیاں پڑھ رہا ہے اور کوئی اللہ اللہ میں مصروف ہے، پھر ایک کھلا میدان نظر آیا، تھوڑا سا فاصلہ طے کیا تو دو بزرگ بیٹھے نظر آئے۔ ان میں سے ایک حضرت مجدد الف ثانی اور دوسرے حضرت غوث پاک تھے، اعلیٰ حضرت سرکار حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ کے پاس بیٹھ گئے، اور میں حضرت غوث پاکؒ سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اچانک منادی ہونے لگی کہ حضور پاک ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ اونچی جگہ پر تشریف فرما ہو جاتے ہیں، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ مجھے آگے آنے کی دعوت دیتے ہیں لیکن ڈر کی وجہ سے میں آگے نہ جا سکا۔“

ظہر کی نماز کے بعد جناب صوبیدار اشرف اپنے چھ سات ساتھیوں سمیت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میاں صاحب نے مجھے ان کو مدر سے چھوڑ کر آنے کو فرمایا۔ عصر کی نماز سے پہلے میاں صاحب ڈاکٹر شیر زمان صاحب (چیمبرمین اسلامی نظریاتی کونسل) سے ملنے ان کی رہائش گاہ پر چلے گئے۔ میاں صاحب نے ان کو شیر ربانی ڈائجسٹ دیا، انہوں نے میاں صاحب کی اس کوشش کو بہت سراہا۔ انہوں نے بغور ڈائجسٹ دیکھا اور اس بارے میں اپنی قیمتی آراء پیش کیں۔ چند منٹ رکنے کے بعد میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی روانہ ہو گئے۔

## میاں سعید احمد کے صاحبزادوں کی ڈھوک آمد

4 اپریل بروز اتوار 2004ء: حاجی ارشد صاحب پشاور سے ڈھوک شیر ربانی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، میاں سعید احمد شر قپوری اور ان کے بچے چار دن سے اپنے ننھیال للہ شریف آئے ہوئے تھے میاں صاحب نے ان کو بھی ڈھوک شیر ربانی آنے کو فرمایا۔

## میاں صاحب کی کھیوڑہ مائن کی سیر

15 اپریل بروز پیر 2004ء: آج براستہ چوآسیدن شاہ کھیوڑہ چلے گئے، -/365 روپے فی کس کے حساب سے ٹرین کی ٹکٹیں لیں۔ میاں صاحب بھی ہمارے ساتھ کھیوڑہ کان میں

ٹرین پر بیٹھ کر گئے۔ ٹرین سے اتر کر آپ وہیل چیئر پر مائن کا مشاہدہ کرتے رہے، مائن میں نمک سے بے شمار چیزیں ڈیزائن کی گئی تھیں جو تعریف کے قابل تھیں، نمک سے مدنی مسجد بنائی گئی، شملہ پہاڑی، انگوری باغ، انگوری پہاڑیاں، نمک کا بنا ہوا بغیر ستون کے پل صراط جو 80 فٹ گہرا ہے، شیش محل، میلاد چوک، میلاد چوک کے بورڈ پر یہ شعر لکھا ہوا تھا:

سج گئے محفل نعت سجانے والے      سوہنے محبوب کا میلاد منانے والے

تحریر، پیر سید محبوب الحسن گیلانی

آستانہ عالیہ ڈھولنوال لاہور

نمک کے پانی کا تالاب جو 80 فٹ گہرا تھا، اس کو زیادہ تر بیٹھے سوڈے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کان میں 100 کے لگ بھگ تالاب ہیں۔ مائن میں ہوا کے لیے گیارہ درے اور پانچ دروازے رکھے گئے ہیں۔ نمک کی اس کان کا سلسلہ 327 کلومیٹر لمبا ہے، جس میں اب تک صرف 3 کلومیٹر تک کام ہو سکا ہے۔ تقریباً گیارہ بجے کھیوڑہ نمک کی کان سے نکل کر براستہ پنڈدادن خان، لہہ شریف پہنچ گئے، میاں تنویر احمد شرقپوری کو ساتھ لے کر میاں صاحب شرقپور شریف آگئے۔

## میاں صاحب کی پنڈلیوں پر انفیکشن

15 اپریل بروز جمعرات 2004ء: آجکل میاں صاحب کی پنڈلیوں پر انفیکشن ہو گئی

تھی، اس سلسلہ میں شادمان میں ڈاکٹر عدنان صاحب کو چیک کرایا ڈاکٹر صاحب نے ادویات کے علاوہ رات کو سوتے وقت پاؤں کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر آرام کرنے کو کہا، جمعہ کی نماز شرقپور شریف میں ادا کرنے کے بعد آپ راولپنڈی روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب کے ہمراہ محمد شفیع ڈرائیور، عطاء اللہ اور عامر لطیف (نیپل) تھے، راولپنڈی تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ رات آٹھ بجے ڈھوک شیر ربانی چکوال تشریف لے آئے۔ میں لاہور میں چند ایک کام کرنے کے بعد امام علی اور صوبیدار عبدالکریم کے ہمراہ حاجی آصف کی گاڑی پر رات نو بجے چکوال ڈھوک شیر ربانی میاں صاحب کی خدمت میں آ گیا۔ ہفتہ کے روز حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی یاد میں دوپہر بارہ بجے ایک محفل کا انعقاد کیا گیا تھا، وزیر احمد (تترال) نے نعت شریف پڑھی، قاری

عبدالباسط (تلہ گنگ)، جناب گل محمد (تلہ گنگ) اور مولانا غلام رسول صاحب چکسواری نے اپنے اپنے انداز میں اولیا کرام کے حالات زندگی پر بڑی جامع تقاریر کیں، لنگر شریف کو تقسیم کرنے کے بعد آپ لاہور روانہ ہو گئے، رات حرفان ہوٹل میں ہی قیام فرمایا۔

## یوم مجدد الف ثانی کا انعقاد

19 اپریل 2004ء: آج یوم مجدد الف ثانی کا انعقاد حسب پروگرام بمقام 198

ملتان روڈ بالمقابل بابر ہوٹل (دفتر حاجی خوشی محمد) میں منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ میاں جمیل احمد مدظلہ نے ادا کیے جب کہ نقابت کی ذمہ داری مولانا محمد منشا تابش قصوری (استاد جامعہ نظامیہ لاہور) کو سونپی گئی۔ جلسہ کا افتتاح ماسٹر احمد علی (مدیر ہفت روزہ ”مجدد الف ثانی“) کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا جس کے بعد مولانا تابش صاحب نے تبرکاً ہدیہ نعت بحضور سرور کائنات ﷺ پیش کیا یہ نعت مولانا منشا تابش قصوری صاحب کی اپنی لکھی ہوئی ہے:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله  
 رہے پیش نظر ہر دم میرے روضہ محمد کا  
 خدایا مجھ کو دکھلا دے کبھی جلوہ محمد کا  
 یہی ہے آرزو دل کی یہی میری تمنا ہے  
 رہوں میں دیکھتا پیہم ربخ زیبا محمد کا  
 نہ جنت کی مجھے حسرت نہ مال و زر کا طالب ہوں  
 الہی میرا منشا ہے دکھا چہرہ محمد کا  
 اسے کیا حاجت دنیا، اسے کیا خوف محشر کا  
 جو جان و دل سے عاشق ہو گیا بندہ محمد کا  
 محمد سر وحدت ہیں، محمد رازِ فطرت ہیں  
 خدائی میں ہے جاری بالیقین سکھ محمد کا  
 بیاں اوصاف تابش کیا کرے کوئی محمد کے  
 ہے جب مدحت سرا مدحت سرا اللہ محمد کا

اس کے بعد مولانا تابش صاحب ہی نے مختصر افتتاحی کلمات یوں ادا کیے:

”گرامی قدر حضرات! تحریک مجددیہ کے بانی حضرت الحاج میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ عرصہ دراز سے جگہ جگہ عرس کا اہتمام کر رہے ہیں، ساتھ ہی ساتھ آپ نے قلمی محاذ پر حضرت مجدد الف ثانی پر جو آج تک کام کیا ہے اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لے رہے ہیں جو اہل علم و فضل سے پوشیدہ نہیں۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ماہنامہ ”نور اسلام“ شرفیور شریف سے تقریباً پچاس سال سے باقاعدگی سے جاری ہے اور کسی رسالے کا اتنا عرصہ باقاعدگی سے نکلتے رہنا یہ بھی ایک عزیمت کی نشانی ہے۔ بڑے بحران آئے مگر الحمد للہ شیر ربانی کی خصوصی نگاہ کے صدقے نور اسلام آج تک جاری و ساری ہے اور ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ یوں تو نور اسلام کا ایک مقام ہے مگر خصوصیت سے نور اسلام کے جو نمبر منصف شہود پر جلوہ گر ہوئے ان میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی کے احوال و مقامات پر ایک ضخیم نمبر سب سے پہلے شائع ہوا۔ اس کے بعد ”اولیائے نقشبند نمبر“ شائع ہوا اور اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی ذات بابرکات پر عظیم و ضخیم نمبر تین جلدوں میں شائع ہوا۔ ان نمبروں میں لکھنے والے پروفیسر حضرات، محقق حضرات اور صاحب علم و فضل خاص مقام رکھتے ہیں۔ یہ نمبر آج بھی تاریخی حیثیت رکھتے ہیں خصوصی طور پر امام اعظم نمبر جس دور میں شائع کیا گیا اس دور میں پاکستان کے اکثر کتب خانوں میں امام اعظم کی سیرت پر کوئی کتاب نہیں ملتی تھی۔ امام اعظم نمبر بڑی تحقیق اور آن بان سے جلوہ گر ہوا۔ صاحبان علم و فضل نے اسے حرز جاں بنایا، اخبار و رسائل نے بڑے جاندار تبصرے کیے اور آج وہ نمبر اتنا مقبول ہے کہ کئی ادارے اسے کتاب کی صورت میں شائع کرتے آرہے ہیں جس پر حضرت میاں صاحب نے کسی قسم کی رائٹٹی وغیرہ کا کبھی مطالبہ نہیں کیا بلکہ ناشرین کو عام اجازت دی کہ مکتبہ نور اسلام شرفیور شریف کی طرف سے جو کتابیں شائع ہوئی ہیں، جو چاہے شائع کرے، ہمارا مشن ان کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہے۔ الحمد للہ مجدد الف ثانی نمبر بھی اتنا مقبول ہوا کہ کئی ادارے اسے کتاب کی صورت میں شائع کر رہے ہیں۔ آج کی تقریب بھی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے حضور نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنے کیلئے منعقد کی جا رہی ہے۔ جناب چوہدری خوشی محمد صاحب کی بھی سعادت اور خوش بختی ہے کہ ان کے اس کا شانہ میں حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق روح پرور بیان ہو رہے ہیں، آپ کی سیرت، اور آپ کے احوال پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔ حضرت مجدد

الف ثانی نے اکبر کے دین الہی کے ابطال میں جو تحریک چلائی اسے رب العلمین نے پوری دنیا میں قبولیت سے بہرہ ور فرمایا۔ آج بھی عالم اسلام میں جہاں کہیں جہاد کی تحریکیں جاری ہیں، ان میں حضرت مجدد الف ثانی کی روح کار فرما ہے، چھینیا اور دیگر مقامات پر جو مجاہد مصروف جہاد ہیں وہ حضرت مجدد الف ثانی کے فیوض و برکات کا ہی ثمرہ ہے۔ امام شامل کی جہاد کی تحریک آج بھی جاری ہے اور ان شاء اللہ ایک دن یہ تحریک کامیابی کی صورت میں ظہور پذیر ہوگی اور چھینیا ہی نہیں بلکہ پورا علاقہ جہاں جہاں حضرت مجدد الف ثانی کا نام ہے، مسلمانوں کے زیر انتظام آئے گا۔  
مولانا منشاء تائبش قصوری صاحب کے بعد پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا:

میری تقریر کا عنوان ہے، علامہ سید سلیمان ندوی کے حضرت مجدد الف ثانی پر اعتراض کا جواب:  
علامہ سید سلیمان ندوی (ف ۱۹۵۳ء) دور آخر کے اکابر علماء میں سے تھے وہ ایک دل آویز شخصیت کے مالک اور اس درجہ کے عالم تھے کہ ان کا تعارف مجھ جیسا بے علم کروانے سے قاصر ہے۔ سیرۃ مبارکہ پر ان کی لکھی ہوئی کتاب اردو میں ہونے کے باوجود شہرہ آفاق ہے۔  
علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم سے متعلق ایک اہم بات کہنے اور وضاحت کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک مرتبہ قیام پاکستان سے پہلے علامہ صاحب سرہند شریف کے قریب بستی ملک حیدر (بسی) گئے وہ ایک دعوت کا موقع تھا۔ ان کے ہمراہ دوسرے علماء بھی تھے جن میں مولانا آزاد سبحانی قابل ذکر ہیں۔ دعوت سے فراغت کے بعد سرہند شریف جا کر روضہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی زیارت کا پروگرام بنا، مزار کے احاطہ میں پہنچ کر سب احباب مزار شریف کی زیارت کیلئے جانے لگے تو علامہ سید سلیمان ندوی نے کہا کہ میں اندر نہیں جاؤں گا کہ وہاں شرک اور بدعت ہے۔ علامہ صاحب مسجد کے قریب ایک چبوترے پر باہر بیٹھ گئے۔ علامہ صاحب کے ایک مرید خاص مولانا غلام محمد صاحب ”تذکرہ سلیمان“ ص ۷۷ میں لکھتے ہیں کہ عین اسی وقت عالم مثال میں علامہ سید سلیمان ندوی پر حضرت مجدد الف ثانی نے ظہور کیا اور اس طرح سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا:

حضرت مجدد الف ثانی نے دریافت کیا: شما مکتوبات ما خوانده؟

علامہ سید سلیمان نے جواب دیا: بلے خوانده ام



حضرت مجدد الف ثانی نے پوچھا: آں را فہمیدہ؟

علامہ سید سلیمان نے جواب دیا: اندکے ازاں فہمیدہ ام

یہاں تک پہنچے تھے کہ علامہ صاحب بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ان کے ساتھی مزار حضرت مجدد الف ثانی کی زیارت سے واپس آئے تو دیکھا کہ حضرت علامہ بے ہوش پڑے ہیں۔ دوستوں نے بار بار پوچھا اور کرید لیکن علامہ صاحب نے کچھ نہیں بتایا آخر ایک روز اس بے ہوشی کا اصل سبب بیان فرمادیا کہ حضرت امام ربانی کی روحانی قوت کی تاب نہ لا کر بے ہوش گیا تھا۔ (تذکرہ سلیمان ص ۷۷) حضرت علامہ سید سلیمان ندوی کے ملفوظات میں اور عجیب معارف حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں لکھے ہیں کہ:

ایک محفل میں حضرت شیخ اکبر اور حضرت مجدد الف ثانی کا ذکر آیا تو حضرت سیدی علامہ سید سلیمان ندوی نے کیسی گر کی بات بتائی، ارشاد فرمایا:

شیخ محی الدین ابن عربی نے توحید کی تعلیم پر زور دیا اور اس کو فلسفیانہ انداز میں پیش فرمایا، ان کی اصطلاحات کے ذریعہ جو ضلالت پیدا ہوئی وہ توحید کی راہ سے آئی اور لوگ انا الحق کے مدعی بن گئے، اور حضرت مجدد الف ثانی نے اتباع سنت پر زور دیا مگر ساتھ ہی نبوت کی فلسفیانہ توضیح و تشریح پیش فرمائی اس کے ذریعہ جو ضلالت آئی وہ نبوت کی راہ سے تھی اور انا النبئی اور انا مہدی کہنے والے پیدا ہوئے۔ (معارف سلیمان نمبر مئی ۱۹۵۵ء ص ۳۰۱)

اکبر بادشاہ کو ۲۸ جلوس (۱۵۸۲/۹۹۰ء) میں یہ باور کرایا گیا کہ اسلام کے ہزار سال پورے ہو گئے ہیں اس کے بعد حالات ایسے ہوئے کہ بے دینوں نے اکبر سے ایک ایسا محضر نامہ تیار کروایا جس پر دستخط کرتے وقت ملا مبارک ناگوری نے اسلامی شریعت کی منسوخی پر بڑی خوشی کا اظہار تحریری طور پر کیا تھا۔ (مقامات معصومی جلد اول) نقطوی فرقہ کے مشہور شاعر تشبیبی کاشی نے اکبر بادشاہ کے حضور ایک قصیدہ پڑھا جس میں اکبر سے کہا گیا تھا کہ وہ تقلید پرستوں کو ختم کر دے تاکہ حق اپنے مرکز پر استوار ہو جائے اور خالص توحید کو رواج ہو۔ اکبر کے حواریوں نے عوام کی آنکھ میں دھول جھونکنے کیلئے کہا تم نبوت کا دعویٰ نہ کرنا بلکہ خلیفۃ اللہ ہونے کا اعلان کر دو، اس نے اپنا کلمہ وضع کیا جس کے یہ الفاظ تھے:

لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ ملا شیری اکبر کا ایک درباری اور دین الہی میں اکبر کا مرید

خاص تھا اس نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے کہ اکبر نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

بادشاہ امسال دعویٰ نبوت کردہ است

گر خدا خواہد پس از سالی خدا خواہد شدن

اگر اکبری عہد کی مختلف مذہبی تحریکوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجائیگی کہ ہر عہد کا سب سے اہم مسئلہ مسلم معاشرہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ و مقام متعین کرنا اور معاشرے میں اسے برقرار رکھنا تھا۔ نظریہ مہدویت، عقیدہ امامت، نظریہ انبی اور دین الہی کی تحریکوں نے کسی نہ کسی طرح سید الانبیاء آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ و ارفع مقام پر ضرب لگائی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ ان حضرات نے نبی آخر الزمان ﷺ کے اس بلند ترین مقام کی ایسی اور اس انداز سے وضاحت کی کہ اس قسم کی تمام گمراہیوں اور ضلالتوں پر ضرب کاری لگی۔

رسالہ اثبات النبوة میں حضرت مجدد الف ثانی نے نبوت کی حقیقت، معجزہ کی حقیقت، نبوت و معجزہ پر اعتراضات اور شبہات کے جواب دیے ہیں۔ اس رسالہ میں ابوالفضل کے ساتھ حضرت مجدد کی ملاقات کا حال درج ہے جس میں مسئلہ رسالت زیر بحث آیا۔ جس سے اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ نبوت کے خلاف اکبر اور اس کے حواری جو کچھ شکوک و شبہات پیدا کر رہے تھے عین اس وقت آپ نے ۹۹۰ھ کو یہ رسالہ تالیف کیا۔ رسالہ تہلیلہ میں بھی کلمہ طیبہ کا مفہوم اور معاشرہ میں اس کی عملی صورت پر دلائل جمع کیے گئے ہیں۔ یہ دراصل اکبر کے اپنا کلمہ وضع کرنے کے دوران لکھا گیا ہے۔ چودھویں صدی عیسوی میں فیروز شاہ تغلق کے عہد میں دہلی میں ایک شخص رکن نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

جو نپور کے سید محمد مہدی کی ولادت ۸۴۷ھ/۱۴۲۳ء کو ہوئی۔ ۲۵ سال کی عمر میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ۹۱۰ھ/۱۵۰۴ء کو انتقال کر گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے رسالہ مبداء معاد کے ایک مقام کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: جاننا چاہئے کہ آنحضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی رحلت فرمانے کے ہزار سال بعد آپ کی امت کے جن اولیا کا ظہور ہوگا اگرچہ ان کی تعداد بہت ہی کم ہوگی لیکن وہ کامل واکمل ہونگے تاکہ اس شریعت کو پورے طور تقویت دے سکیں۔ حضرت مہدی کہ جن کی تشریف آوری کے متعلق حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ و

التحیات نے بشارت دی ہے۔ ہزار سال کے بعد ظاہر ہوں گے اور حضرت عیسیٰ خود بھی ہزار سال کے بعد نزول فرمائیں گے۔

شیخ طاہر لاہوری کے نام آپ کا مکتوب ہے: منقول ہے کہ حضرت مہدی اپنی سلطنت کے زمانے میں جب دین کی ترویج کریں گے اور احیائے سنت کا حکم دیں گے تو مدینہ کا عالم جس نے بدعت پر عمل کرنا اپنی عادت بنالی ہوگی اس کے قتل کا حکم دیں گے۔

اپنے فرزند گرامی خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو لکھتے ہیں: جاننا چاہئے کہ منصب نبوت حضرت خاتم الرسل علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر ختم ہو چکا ہے لیکن اس منصب کے کمالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی وجہ سے آپ کے تابعداروں کو بھی پورا پورا حصہ حاصل ہے۔ یہ کمالات طبقہ صحابہ میں بہت زیادہ ہیں اور تابعین اور تبع تابعین میں بھی یہ دولت کچھ نہ کچھ سرایت کیے ہوئے ہے۔ اس کے بعد یہ کمالات پردہ خفاء میں چلے گئے اور ولایت ظلی (ولایت صغریٰ) کے کمالات کا غلبہ ہو گیا لیکن امید ہے کہ ہزار سال گزرنے کے بعد یہ دولت از سر نو تازہ ہو کر غلبہ و شیوع (یعنی عموم) حاصل کر لے اور کمالات اصلی ظہور میں آئیں اور ظلی پوشیدہ ہو جائیں اور حضرت مہدی علیہ الرضوان اس نسبت عالیہ کو ظاہر و باطن کے ساتھ رواج دیں گے۔

تاریخ الفی میں ایسے تمام اصحاب کے نام درج ہیں جنہوں نے ہندوستان میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، تاریخ الفی کا جوائڈیشن ایران سے طبع ہوا ہے وہ ۹۸۴ھ تک کے واقعات پر ختم ہو جاتا ہے۔ گویا حضرت مجدد الف ثانی جن کی ولادت مسلمہ طور پر ۹۷۱ھ کو ہوئی تھی اس وقت صرف تیرہ سال کے تھے یعنی حضرت مجدد الف ثانی کے فکری عروج سے قبل ہی متعدد افراد مہدویت کا دعویٰ کر چکے تھے یعنی اس دعویٰ کا حضرت مجدد الف ثانی کے افکار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہندوستان میں جس شخص نے پر زور طور پر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور حکومت سے الجھنے کی کوشش کی وہ جونپور کے سید محمد مہدی تھے جن کا انتقال ۹۱۰ھ کو ہو گیا یعنی حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت سے ساٹھ سال پہلے ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی کا جہاں تک سوال ہے کہ ان کے افکار سے توحید کے راستے ضلالت پیدا ہوئی، ایک بے معنی سوال ہے شیخ اکبر کے نظریہ وحدت الوجود کو صوفیہ خام نے اکبر کے زیر اثر ایسے معنی ضرور پہنائے جن سے وحدت ادیان تک پہنچنے میں زیادہ دقت نہ ہوئی۔ یہ تمام تر تصور اس وقت کے حالات کا تھا جس میں ”صلح

کلّی، کے علمبردار مصلحتی طور پر وحدت ادیان کا پرچار کرنے لگے تھے۔ علامہ سید سلیمان ندوی کے ہندوستان کے دور وسطیٰ کی تاریخ سے متعلق مقالات وغیرہ نہایت سطحی نوعیت کے ہیں حیات شبلی کا مقدمہ اس کی مثال ہے جس میں تذکرہ علمائے ہند اور حدائق الحنفیہ سے آگے نہ بڑھ سکے اور علامہ شبلی سے پہلے کی مذہبی اور علمی حالت کا جائزہ نہایت ناقص رہا ہے۔ حضرت علامہ صاحب کا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ پر اعتراض یقیناً بے معنی اور آپ کی تحریک احیاء دین کے سرسری مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

پروفیسر اقبال مجددی کے بعد پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ سے کیا۔

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم،

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر محترم میاں جمیل احمد صاحب شرقی پوری مدظلہ العالی!

میں آج سامعین کی حیثیت سے حاضر ہوا تھا۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ حاضرین محفل میں تقریر کرنے والوں کی کمی ہے اور جناب تابش قصوری نے اپنی دوستی نبھانے کیلئے یا مجھے سرفراز کرنے کیلئے یہ حکم دیا ہے کہ اہل علم کی محفل میں میں بھی گفتگو کروں حالانکہ یہاں سارے ہی اہل علم ہوں گے۔ یہاں مجھ جیسے ناچیز آدمی کی گفتگو زیب نہیں دیتی۔ میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں جناب میاں جمیل احمد شرقی پوری کی خدمت میں جن کی کوششوں سے تھوڑے ہی سہی لیکن وقت کے بعض دانشورا جاتے ہیں اور ہم جیسے نالائق لوگوں تک ان کے کلمات پہنچتے ہیں جن سے ہمارے علم اور واقفیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ پچھلے اجلاس میں ہمارے فاضل دوست پروفیسر محمد اقبال مجددی نے ایک بڑی پر مغز گفتگو فرمائی جس میں حضرت مجدد صاحب کے دور، آپ کے حالات اور آپ کے زمانے کی چیزیں پیش کیں چونکہ ان کا مطالعہ اس موضوع پر بڑا گہرا ہے اس لیے ان کی گفتگو سے ہم نے بہت استفادہ کیا۔ اللہ ان کو خوش رکھے، وہ اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں، میاں صاحب کا حلقہ آہستہ آہستہ ان دانشوروں تک پھیلتا جا رہا ہے جو غائر تحقیق اور خصوصیت کے ساتھ حضرت مجدد پر کام کر رہے ہیں۔ ایک زمانہ تھا میاں صاحب بڑے بڑے جلسے کرایا کرتے تھے، بڑے بڑے علماء کو بلایا کرتے تھے۔ آج جس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ یہ مختصر محفل ہے تو ہم کہتے ہیں

کہ یہ مذاق ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میاں صاحب نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے جلسے کرائے، بڑے بڑے علماء کو بلایا، سبحان اللہ، ماشاء اللہ ایسے ایسے مقرر حضرات تشریف لایا کرتے جن کی گرج و چمک آج تک ہمیں یاد ہے لیکن وقت بدلنے کیساتھ انہوں نے تحقیقی اور تحریری کاموں کی طرف توجہ منعطف کر لی ہے اور پچھلے دنوں جو نشستیں ہوئی ہیں اس سلسلے میں میاں صاحب نے حوزہ نقشبندیہ کی روداد شائع کی۔

میں مولانا محمد عالم مختار حق کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس مختصر سی روداد میں بہت سی معلومات، بہت سے حالات کو پیش کیا ہے اور میں آج سٹیج سے ایک سپیکر کی حیثیت سے فائدہ اٹھا کر یہ کہوں گا کہ اگر میاں صاحب مجھے روداد حوزہ نقشبندیہ کی 100 کاپیاں دے دیں تو میں جہان رضا کے حلقہ قارئین میں ڈاک کے ذریعہ بھیجوں تاکہ ان کو بھی پتا چلے کہ میاں صاحب اپنی مختصر سی نشستوں میں اتنا بڑا کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض معلومات ایسی ہیں جو لوگوں تک پہنچنی چاہئیں ان میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن سے لوگوں کو شناسائی ہونی چاہئے، بہر حال یہ ایک Request ہے۔

### ع گم قبول افتد زبے عنز و شرف

ورنہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں اپنے اپنے حصہ میں اپنے اپنے حلقہ میں ان چیزوں کو جانا چاہئے۔ میں میاں صاحب کو ”شیر ربانی ڈائجسٹ“ کی اشاعت پر بھی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ انگریزی میں انہوں نے سبحان اللہ بہت خوبصورت ڈائجسٹ تیار کیا اور لوگوں تک پہنچایا۔ مجھے بھی عنایت فرمایا کہ تم بھی یہ پڑھو، یہ ان کی مہربانی ہے اور ان کی بخشش ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج مقررین میں اس نجی محفل میں ایک کتاب کا تعارف کراؤں۔ وہ کتاب نقشبندی حضرات پر آئی ہے۔ سری نگر کشمیر سے چھپ کر آئی ہے اور چلتے چلتے وہ خدا معلوم کن مرحلوں کو طے کر کے مجھ تک پہنچی ہے۔ میں اس کتاب کا تعارف اس لیے کرانا چاہتا ہوں کہ یہ محفل ایسی ہے کہ اس میں ایسی چیزیں آپ تک پہنچی چاہئیں۔ تلاش کرنا، حاصل کرنا یہ بعد کی بات ہے۔ اس کتاب کا نام ہے ”حضرت خواجہ نقشبند اور طریقت نقشبندیہ“ یہ ۱۲۰۰ صفحے کی کتاب ہے سبحان اللہ! جہازی ایڈیشن پر چھپی ہوئی ہے، بڑا خوبصورت ڈیلکس قسم کا ایڈیشن جو سری نگر سے چھپ کر آیا ہے۔ اس کے مولف پروفیسر ڈاکٹر شمس الدین احمد سری نگر میں ہیں، اس وقت وہ نقشبندیوں پر کام کر رہے ہیں

اور خاص طور پر وادی کشمیر میں نقشبندی اور مجددی اثرات پر بڑا اچھا لٹریچر شائع کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب شائع کی۔ اس کا ایڈیشن سبحان اللہ میرے لیے تبرک ہے اور میں مصنف کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت زیادہ کام کیا، بڑی محنت سے انہوں نے اس کو پیش کیا۔ اس کتاب میں انہوں نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے حالات لکھے، ان کے وطن کے احوال لکھے۔

ان تمام حالات کو انہوں نے لیا اور مجھے ایک اور چیز بہت پسند آئی، یہ کہ مصنف گرامی قدر کتاب لکھنے کیلئے پہلے تاشقند پہنچا، بخارا پہنچا اور بخارا سے تین میل دور ”قصر عارفان“ جہاں حضرت خواجہ نقشبند کا مزار ہے، اور جہاں بیٹھ کر حضرت خواجہ نقشبند نے سلسلہ نقشبندیہ کو دنیا بھر میں پھیلایا، وہ چلتے چلتے وہاں پہنچے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب روس کی بادشاہی تھی۔ خانقاہ مقدسہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ مدرسے بند تھے لیکن وہ شخص دن رات چلتا گیا اور اس نے تمام حالات کو قلم بند کیا میرے لیے وہ بھی ایک بڑی چیز ہے کہ آج سے تین سال پہلے خواجہ نقشبند جہاں آرام فرما ہیں، اس سرزمین میں وہاں کے حالات، لوگوں کے حالات لکھے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک اس کتاب کا اہم حصہ ہے اور یہ بہت عمدہ حصہ ہے۔ میں اپنے دوستوں کو اس کتاب کے حاصل کرنے کیلئے ضرور توجہ دوں گا وہ یہاں سے نہ ملے گی، انڈیا سے ملے گی یا کہیں اور سے ملے گی، میرے پاس آگئی تو میں اپنے احباب کو ضرور نذرانہ پیش کروں گا اور یہ چیز ان تک پہنچاؤں گا۔ میں ضمناً اس کتاب کا ذکر کر رہا تھا کیونکہ حضرت مجدد صاحب پر ماشاء اللہ بڑا کام ہو رہا ہے۔ میاں صاحب اپنے انداز میں کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مجددی کراچی میں بیٹھ کر ”جہان مجدد الف ثانی“ مرتب کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس محمد اقبال مجددی صاحب ہیں۔ یہ اپنی بساط کے مطابق سبحان اللہ حضرت مجدد پر بہت سی چیزیں لارہے ہیں، مستقبل میں ان شاء اللہ بڑی تحقیق کے ساتھ ان کے قلم سے اور بڑی عمدگی کے ساتھ چیزیں آئیں گی اور ہمیں توقع ہے کہ وہ دنیائے مجددیت میں، بہت معلومات بہم پہنچائیں گے۔ میں اپنے دوسرے احباب کا بھی تہ دل سے ممنون ہوں۔ اب میں ذاتی بات کرتا ہوں، یہ جو محمد عالم مختار حق ہیں، یہ میرے علمی دوست ہیں۔ چالیس (۴۰) سال سے ان کے ساتھ رفاقت ہے۔ اب یہ میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب کے حلقہ نیاز مندان میں آگئے ہیں وہ ان کی علیست کو، ان کی

جدوجہد کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اور ان کو بلاتے بھی ہیں، ان کو پاس بٹھاتے ہیں، ان سے باتیں بھی سنتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ محمد عالم مختار حق ایسا شخص ہے کہ جس کی باتیں سننی چاہئیں۔ یہ بڑا متحمل مزاج آدمی ہے، ہماری طرح Aggressive نہیں ہے۔ ہم تو جس سے بات کرتے ہیں، میرے پوتے بھی کہتے ہیں کہ ابا جی! جب آپ بات کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ سامنے والے آدمی کو کھا جائیں گے۔ یہ ہمارا وصف ہے کھا جانے والا۔ لیکن محمد عالم مختار حق نے نہایت محبت کیساتھ اپنا رویہ اپنایا ہوا ہے۔ کئی دفعہ ان کے خلاف ہم بات کرتے ہیں تو اس کو بھی مائنڈ نہیں کرتے۔ انہوں نے روداد حوزہ نقشبندیہ تیار کی، میرے جیسے گناہگار کا بھی روداد میں بڑی محبت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور لوگوں تک پہنچایا۔ کوئی بات نہیں اگرچہ فاروقی اتنا پڑھا لکھا نہیں ہے لیکن میاں جمیل احمد صاحب کے حلقہ مجددیت میں بیٹھتا تو ہے، میں ان کا دل سے ممنون ہوں۔ پھر میں گزارش کروں گا میاں جمیل احمد صاحب شرقی پوری سے کہ تھوڑا سا دامن پھیلا دیں۔ تقریب کو ذرا وسیع کرنا چاہئے یہ چھوٹے چھوٹے گھونسلے ہمیں نہ بنانا چاہئیں۔ زیادہ نہیں سو دو سو آدمی تو ہونے چاہئیں۔ میاں صاحب کو الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے اتنی ہمت دی ہے اور ان کا حلقہ احباب بھی وسیع ہے اور ان کے ذرائع بھی ہیں۔ آئندہ کیلئے میں چاہتا ہوں کہ جب میاں صاحب ہمیں بلائیں، تو کم از کم سو دو سو آدمیوں کا ایک مجمع ہو، یہ محفل ہے جو آج سچی ہے۔ اگرچہ بڑی بابرکت ہے لیکن یہ محفل میرے مکتبہ میں روز اتنی سچی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آئندہ کیلئے میاں صاحب اپنے حلقے کو وسیع تر کریں۔

علامہ اقبال احمد فاروقی کے بعد ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے فرمایا:

محترم المقام جناب حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری صاحب، جو اس محفل کے روح رواں ہیں اور تشریف فرما ہیں اور محترم اور معزز حاضرین کرام! سب سے پہلے دو تین باتیں عرض کروں گا اس کے بعد اس محفل کے حوالے سے چند باتیں گوش گزار کرونگا۔ پہلی بات یہ کہ میرا جی چاہتا ہے کہ محترم المقام حضرت جناب پیر جمیل احمد صاحب کی خدمت میں داد تحسین پیش کروں کہ انہوں نے باوجود اس پیرانہ سالی کے اور صحت کی جو صورت حال ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے، حضرت مجدد کی شمع کو روشن رکھا ہوا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم جیسے جو ناکارہ لوگ ہیں اور جو کسی کام کے قابل نہیں ہیں، انہیں بھی فعال بنا رکھا ہے اور یوں ایک لحاظ سے ہمیں حسنات جمع کرنے کا

موقع فراہم کر رکھا ہے۔

دوسری بات یہ کہ بابا فرید سائیں کا جو دیوان ہے اس کو میں نے عربی میں ترجمہ کر دیا ہوا ہے اور وہ بڑے عرصے سے چھپ چکا ہے۔ اس کی عرب میں مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس وقت بیروت اور کویت کے دو پبلشرز اسے چھاپنے کے لیے رابطے کر رہے ہیں۔ لیکن بعد میں کچھ دوستوں نے یہ کہا کہ آپ نے تو صرف عربی میں اس کا متن لکھ دیا ہے نہ اس کی ساتھ پنجابی کا اصل ٹیکسٹ ہے نہ کچھ اور چیز ہے تو پنجابی کا ٹیکسٹ ہونا چاہئے تھا تو میں نے انہیں کہا کہ دیکھیے! بات یہ ہے کہ یہ عرب ہمارے جو بھائی ہیں وہ تو انگریزی نہیں پڑھ سکتے تو پنجابی انہوں نے کہاں پڑھنی ہے۔ فارسی ان کے قریب تر ہے۔ فارسی کا بھی ایک لفظ ان کی زبان پر نہیں چڑھتا تو ان کے لئے تو بیکار ہے تو کہنے لگے پھر بھی بہر حال آپ نے جو عربی میں لکھا ہے اس کے ساتھ اگر کوئی اور چیز ہوتی تو ذرا انٹرنیشنل ایڈیشن بن جاتا بابا سائیں کے کلام کا۔

میں نے کہا کہ اگر آپ انٹرنیشنل ایڈیشن بنانا چاہتے ہیں تو پھر میں آپ کو اس کا ایک نمونہ تیار کر کے دیتا ہوں۔ اس کے بعد پھر میں آپ سے پوچھوں گا کہ اب کیا کرنا چاہئے چنانچہ میں نے بابا سائیں کے کلام کا جو پہلے ہی ترجمہ کیا ہوا تھا اسے سامنے رکھ کر جو پہلے دس اوراق ہیں ان میں پنجابی کے جو الفاظ ہیں ان کی تشریح کی۔ اور اس کے ساتھ جو اشعار ہیں، وہ بابا سائیں کی پنجابی ہے جو ذرا تھوڑی سی مشکل ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کا جو زمانہ ہے اور جہاں جہاں وہ پھرتے رہے ہیں، دہلی کے آس پاس، یوپی میں ادھر ادھر، ان کی جو پنجابی زبان ہے اس میں سندھی، سرائیکی اور پنجابی کے جتنے لہجے ہیں ان سب کا اثر ہے بلکہ اس زمانے کی جو مختلف قومیں دہلی کے آس پاس پرورش پا رہی تھیں ان کے الفاظ یا ان کے اثرات ہیں۔ ان کے الفاظ کو صحیح طور پر ضبط کرنا کہ تلفظ کیا ہے، پروسیجر کیا ہے، ان کو کیسے ادا کرنا ہے اور پھر ان کا معنی، بڑا مشکل کام ہے۔ تو سب سے پہلے تو میں نے یہ کیا ہے کہ ان کا جو کلام ہے ان کے جو الفاظ ہیں، ان کے جو اشعار ہیں، ان پر میں نے زبردستی جہاں ضروری تھی وہاں لگا دی۔ یہ بھی میں آپ کو بتا دوں کہ دنیا بھر میں قرآن مجید کا جو رسم الخط ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ رومن سکرپٹ ہے اس میں اگر حرف لکھ دیے جائیں تو لوگ آسانی سے پڑھ لیتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے دنیا میں اس وقت جو خطر رائج ہیں ان تمام میں سب سے زیادہ آسان اور صحت کیساتھ پڑھا جانے والا جو ایک معمولی سے معمولی



پڑھا لکھا آدمی بھی اسے صحت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے وہ صرف اور صرف قرآن کریم کا نسخہ ہے۔ تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ بابا سائیں کا جو کلام ہے، قرآن کریم کے رسم الخط کی مدد لے کر کے اسے پورا کروں۔ چنانچہ میں نے سارا کلام بابا سائیں کا پنجابی میں، اردو میں، فارسی میں، عربی میں اور سب سے آخر انگریزی میں کر دیا۔ چنانچہ یہ پانچ زبانیں بابا سائیں کے کلام میں اکٹھی ہو گئیں۔ یہ بالکل مکمل کرنے کے بعد محکمہ اوقاف کے پاس چھاپنے کے لیے دے دیا۔ اس کی طرف انہوں نے اشارہ فرمایا۔ میں اولیاء اللہ کے ساتھ جو عقیدت رکھتا ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور رسول ﷺ کی برکت ہے کہ مجھے دارالرقم اور صفحہ مسجد نبوی سے اسلام کی جو لہریں اٹھتی رہی ہیں اور صوفیہ کے ذریعہ ہم تک پہنچیں اور آج ہمارے سامنے ہیں۔ میرے دل، میرے جگر، میری روح اور میرا جو مزاج ہے اس میں وہی رچی بسی ہیں۔ میں نے اولیاء کرام اور خاص کر پنجاب، سندھ اور سرحد کے سولہ شاعروں کے کلام کے ترجمہ کا منصوبہ بنایا ہے، ان میں سے پانچ شاعر مکمل کر چکا ہوں۔

ہر شاعر کا جو کلام ہے حالانکہ وہ چھوٹا سا مختصر کلام ہے، وہ سارا ترجمہ کر دیا ہے۔ اور اگر دیوان ذرا بڑا ہے تو اس میں سے سلیکشن کر کے ان کے کلام اور ان کی زندگی پر اور ان کے فن پر اور ان کی شخصیت کے بارے میں جو مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے عرب دنیا میں تعارف کرانے کے لیے عربی زبان میں مرتب کر دیا ہے۔ اس میں میرے پیش نظر دو تین چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ بیک وقت عربی زبان کے ساتھ ساتھ ہماری پاکستان کی جو دوسری زبانیں ہیں ان کی بھی خدمت ہے۔ ان کے ادب کی بھی خدمت ہے اور ساتھ ساتھ اسلام کی خدمت بھی۔ ساتھ ہی یہ بتانا مقصود ہے کہ اس خطے میں اللہ کے ان نیک بندوں نے جس طریقے سے اسلام کی جو خدمت کی ہے آج بھی اسی طرح اسلام کی خدمت کی ضرورت ہے اور اسی قسم کے لوگوں کی ضرورت ہے۔ صوفیائے کرام اور اہل طریقت کے اس دور کو مسلمانوں کو زندہ کر کے بچا کر کے آگے لے جانا اللہ تعالیٰ کے ایسے نیک بندوں کے توسط سے ہی ممکن ہے۔

دوسری بات جو میں نے آپ سے عرض کرنی ہے وہ یہ کہ جہاں تک حضرت مجدد کے کردار، ان کے جاری مشن کا تعلق، ان کے مرتبے اور مقام کا تعلق ہے میں ایک دو باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے برصغیر کی تاریخ دنیا کے ہر

اس ملک سے مختلف ہے جہاں پر اسلام گیا اور آج صدیوں تک اسلام وہاں ہونے کے باوجود بھی اکثریت کا مذہب نہیں بن سکا۔ یہ ایسا مسئلہ ہے، ایسا نکتہ ہے کہ اس پر میں نے بہت غور کیا ہے، لکھا بھی ہے، سوچا بھی ہے، پڑھا بھی ہے کہ یہ کیا وجہ ہے کہ ایک ہزار سال تک یہاں مسلمان حکمران بھی رہے اور صوفیہ کے علاوہ علمائے کرام بھی کام کرتے رہے ہیں، ان کی جو کنٹری بیوشن ہے اس سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ ہم میں سے جس نے جو تھوڑی بہت اسلام کی اور مسلمانوں کی خدمت کی ہے اس کی قدر کرتے ہیں، کیونکہ ہم صوفیہ کے پیرو ہیں اور صوفیائے کرام کا طریقہ ہے کہ ہر انسان کا احترام کیا جائے بالکل اسی طریقے سے جس طریقے سے احکام خدا اور سنت رسول اللہ بیان کی جاتی ہے۔ ان لوگوں نے جس طریقے سے اسلام کی خدمت کی ہے وہ ہمارے سامنے ہے اور اس برصغیر میں ہو یہ ہے کہ ایک ہزار سال مسلمان حکمران رہے لیکن اس کے باوجود یہاں پر اسلام کو اکثریت کا مذہب نہیں بنایا گیا۔

ایک یہ سنٹرل ایشیا ہے سنٹرل ایشیا کے کسی بھی ملک میں چلے جائیں وہاں مسلمان 70 فیصد سے کسی طرح کم نہیں ہیں آپ افریقہ میں چلے جائیں، ڈل ایسٹ میں چلے جائیں، ایشیا میں جہاں کہیں بھی اسلام گیا ہے وہاں مسلمانوں کی تعداد 70 فیصد سے اوپر ہے۔ یہ عجیب و غریب نکتہ ہے کہ جہاں پر مسلمان اتنا عرصہ ان میں رہے لیکن اس کے باوجود اقلیت میں ہیں۔ لیکن اس سے بھی عجب تر ایک خطہ ہے اور وہ ہے سپین۔ اس کو اندلس کہتے ہیں۔ اندلس ایک ایسا ملک ہے ایسی سرزمین ہے کہ جہاں پر مسلمان گئے، اسلام گیا اور وہاں سے اسلام اور مسلمان دونوں کو مکمل طور پر نکال دیا گیا۔ یہ بالکل مختلف چیز ہے جہاں اسلام گیا، جہاں مسلمان گئے، آج تک وہیں ہیں کسی جگہ سے بھی ان کو ہلایا نہیں گیا۔ لیکن سپین سے اسلام کو بھی نکالا گیا اور مسلمانوں کو بھی، اس کی وجہ بہت طویل ہے۔ اس کے اسباب کے پس منظر میں نہیں جانا چاہتا لیکن آپ کو اختصار کیساتھ اتنا ضرور بتا دینا چاہتا ہوں کہ اندلس میں مسلمانوں کے دو گروہ ہیں۔ ایک عرب تھے اور غیر عرب (بربرین)۔ عرب جو تھے وہ اپنے حال میں مست رہتے اور جو بربرین مسلمان تھے وہ اپنے حال میں مست رہتے، اپنی اپنی حکمرانی، باج گزاری، عیش عشرت اور دنیا داری میں سب لگے رہے۔ کسی کو بھی یہ توفیق نہیں ہوئی کہ مقامی آبادی میں اسلام کو پھیلایا جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں آٹھ سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی لیکن اس کے باوجود وہاں سے مسلمانوں کو زبردستی

نکال دیا گیا۔

لیکن اس سے ذرا مختلف ہمارے برصغیر کی تاریخ ہے، ایک ہزار سال سے زائد عرصہ سے یہاں اسلام رہا، مسلمانوں کی حکومت رہی لیکن اسلام اقلیت کا مذہب رہا لیکن بایں ہمہ یہاں اسلام بھی ہے اور مسلمان بھی۔ تو اس کی وجہ یہی ہمارے بزرگ ہیں، یہی اصحاب طریقت میں صوفیائے کرام ہیں، حضرت داتا گنج بخشؒ سے لے کر آج تک یہ جو اللہ کے نیک بندے ہیں انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اور اپنی کوششوں کو اللہ کے دین کے لیے وقف رکھا، بڑی تواضع، انکساری اور عاجزی کے ساتھ اور ایسے موقف کیساتھ لوگوں کے دلوں کو جیتنے کے لیے انہیں اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش رہی اور ایسے ایسے گراستعمال کیے میں تو حیران ہوتا ہوں۔ اسلام کی خاطر ان لوگوں نے اپنی قربانیاں دی ہیں اور اتنی تکالیف برداشت کی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ انبیائے کرام کے بعد ہمارے یہ جو بزرگ ہیں، برصغیر کے صوفیہ ہیں، انہوں نے اسلام کی خاطر اور مسلمانوں کی خاطر تکالیف اٹھائیں اور وہ اتنی قابل قدر ہیں کہ ہم فخر سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے صوفیائے کرام نے وہ کام کیا ہے کہ جو بنی اسرائیل کے انبیاء کرام نے کیا۔ یہاں پر اسلام کی جڑیں اس لیے مضبوط ہیں کہ یہاں کے صوفیہ نے مقامی لوگوں میں گھس کر ان کے دلوں میں اتر کر ان کو اسلام کی طرف رغبت دلائی اور ان کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا۔ بابا سائیں کا یہی کام تھا کہ جہاں بھی جاتے تھے لوگ ان کے پاس آتے تھے، ان کی زبان میں بات کرتے تھے صوفیہ کا یہی کمال تھا کہ وہ کسی بھی خطہ میں گئے، کسی بھی علاقے میں گئے، مقامی لوگوں کی بولی کے الفاظ کو اس طرح استعمال کیا کہ ایک نئی زبان بن گئی، ایک طرف وہ خود اپنی بات سمجھا سکتے تھے اور دوسری طرف وہ مقامی لوگوں کی بات سمجھ سکتے تھے۔ اس طریقے سے یہ نئی زبانیں پیدا ہوئیں جس کو آپ پنجابی کہیں یا پشتو کہیں یا کشمیری یا سندھی۔ یہ ہمارے صوفیہ کی مرہون منت ہیں۔ اور آپ کو حیرت ہوگی کہ ہمارے پاکستان کی بارہ سے زیادہ زبانیں ہیں جو بڑی معتبر زبانیں ہیں۔ جن میں پنجابی، سندھی، پشتو سرفہرست ہیں، ان تمام زبانوں کا جو لٹریچر ہے جو ادب ہے اس کا ابتدائی مرحلہ ہے، اس کی جو ابتدا ہے، اس کا جو سرعنوان ہے وہ سارا کام سراسر صوفیہ کرام کا مرہون منت ہے۔ صوفیہ کرام نے مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے رسالے اور کتابیں لکھیں قرآن کریم کے تراجم اور سورتوں کے تراجم کیے، بعض مسائل مسلمانوں کو سمجھانے کے لیے اتنا کچھ کام کیا ہے کہ سارے

کاسارا ہمارا ابتدائی لٹریچر وہ اسلام کا لٹریچر ہے۔ اور اسی واسطے بعض اوقات غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ گجرات میں جاؤ تو اردو ہے، سندھ میں جاؤ تو اردو ہے، پنجاب میں آؤ تو اردو ہے، اصل میں ہر جگہ صوفیانے کرام بیٹھے رہے، ہمارے صوفی جو تھے، الفاظ عربی اور فارسی کے ہوتے تھے اور جملے کی ساخت مقامی لوگوں کی زبان میں ہوتی تھی بات وہ بھی سمجھ لیتے تھے اور بات یہ بھی سمجھا لیتے تھے اور اس طریقے سے جو اہم چیز پیدا ہوئی ہے یہی مقامی بولیاں ہیں اور یہی مقام ادب ہے۔ دوسری بات جو حضرات گرامی آج عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے جو کردار ادا کیا ہے ہماری تاریخ میں وہ بڑا شاندار اور فیصلہ کن کردار ہے۔ آپ نے الحاد بے دینی، اعتقادی انتشار، دین الہی اور بھگتی تحریک کا راستہ روکا۔

آج پھر اس وقت اس لمحے جس میں ہم اور آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت پھر وہی کوشش ہو رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ کیا ہوتا تھا اسلام کی تبلیغ، سبق اور پیغام جب مقامی لوگوں کے دلوں میں اترنے لگتا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ برصغیر کی اکثریت جو ہے وہ غیر مسلم اقوام پر مشتمل ہے اس وقت بھی بھارت کو جو آبادی ہے اس میں 70 فیصد کم از کم اچھوت اور برہمن ہیں، اس کا مطلب یہ نکلا کہ جو اعلیٰ طبقے کے اونچی ذات کے ہندو ہیں وہ اقلیت میں ہیں لیکن برہمن اتنا مکار اور چالاک ہے کہ اس نے ہمیشہ جب یہ دیکھا کہ اب تو یہ تمام کے تمام اچھوت ہیں، یہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے ہیں تو وہ ایسی چال چلتے تھے کہ پانسہ پلٹ دیتے اور فسادات کرتے تھے۔ تاریخ میں اگر آپ دیکھیں تو انہوں نے مختلف موقعوں پر ایسے ایسے فسادات اور جھگڑے کھڑے کیے کہ جس کی وجہ سے اسلام کی طرف جو رخ پیدا ہوا تھا، اچھوتوں کا وہ ختم ہو گیا اور اس طریقے سے اسلام کو روکا جاتا رہا، انہوں نے اسلام کو چالاک سے، مکاری سے، اور طاقت سے روک رکھا، اگر اسلام کا راستہ اس طریقے سے نہ روکا جاتا اور مسلمان حکمرانوں کو توفیق ہوتی کہ وہ یہ کہتے کہ اسلام کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالے گا صرف اتنا اگر وہ کہہ دیتے تو میرا یہ خیال ہے کہ اسلام کی آج یہ صورت نہ ہوتی اور جو مختلف زمانوں میں چند ایک بزرگ بادشاہ ہوئے جن کی ہم قدر کرتے ہیں، سب ایک جیسے نہیں تھے پانچ انگلیاں جیسے ایک جیسی نہیں ہوتیں تو بادشاہ بھی ایک جیسے نہیں تھے لیکن وہ جو کوششیں تھیں ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا اس کی وجہ یہ تھی کہ آگے پیچھے اسی قسم کے لوگ آتے رہے۔ سواب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ پچھلے ۵۵ سال سے ہندو نے

برصغیر کے مسلمان کو کتنا ستایا اور وہاں جو لوگ رہ رہے ہیں ان کے اوپر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا ہے۔ آج اگر آپ وہاں کے کسی مسلمان سے ملیں اور اسے اعتماد میں لے کر اس سے پوچھیں کہ اب آپ یہ بتائیں کہ اب آپ کیا چاہتے ہیں کہ آج اگر آپ کو یہ موقع دیا جائے کہ آپ رائے عامہ کے ذریعے یا رائے شماری کے ذریعے آپ ہندو کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہتے ہیں یا الگ ہونا چاہتے ہیں تو وہ کہیں گے ہم الگ رہنا چاہتے ہیں اور یہ جو پاکستان اور بنگلہ دیش کے لوگ ہیں ان کی صورت حال ذرا مختلف ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہاں پر حال یہ ہے کہ ہمارے اوپر کی سوسائٹی کے لیے فیصلہ کن بات کہنا یہ ان کے ہاتھ میں ہے، عوام بیچارے جو ہیں ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں، ان کے ہاں تو کھانے کیلئے روٹی بھی نہیں۔ اس صورت حال میں آپ کو بتادوں، میں بڑا عام سا آدمی ہوں میں کوئی اتنا زیادہ گہرائی میں جانے والا بھی نہیں ہوں لیکن مجھے یوں لگتا ہے کہ یہاں کے جو مسلمان ہیں ان کی اکثریت بھوک اور افلاس کے ہاتھوں اتنی تنگ ہے کہ اگر کسی بھی وقت خدا نخواستہ کوئی جھگڑا ہو جائے تو ایسا ایک تصادم ہوگا کہ جس کے نتائج خطرناک ہوں گے۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا یہ تمام دولت کے جو وسائل ہیں وہ چند لوگوں نے اپنے ہاتھ میں سمیٹے ہوئے ہیں اور غریب جو ہے اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں، یہاں کا یہ حال ہے لیکن کسی طریقے سے آپ بنگلہ دیش میں جائیں تو وہاں کے جو مسلمان ہیں کیونکہ وہاں اکثریت غریب لوگوں کی ہے اور وہ غریب لوگ متحد بھی ہیں، وہ اپنی مرضی سے جو بات منوانا چاہتے ہیں منوالیتے ہیں لیکن وہاں پر ہندو اچھی خاصی تعداد میں موجود ہے اور اگر آپ کو یاد ہے اگر آپ اخبار پڑھتے ہیں تو اخبارات میں یہ بات آچکی ہے کہ بنگلہ دیش کے ہندوؤں نے ان مسلمانوں سے کہ جو اتنے غریب اور افلاس زدہ ہیں لیکن اسلام کے وہ سچے شیدائی ہیں، ان سے تنگ آ کر یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ بنگلہ دیش میں ہمارے لیے الگ سے ایک خطہ زمین ہونا چاہئے کہ جہاں ہندو ریاست بنائی جائے۔ اب اندازہ لگائیے کہ یہ کیا ذہنیت ہے کہ مسلمان جو ہیں وہ اگر یہ کہیں کہ ہم اکثریت میں اپنے آپ کو ختم نہیں کرنا چاہتے ہم ان میں گھل مل کر اپنے آپ کو نیست و نابود نہیں کرنا چاہتے تو بری بات ہے لیکن اگر ہندو کہے تو جائز ہے آپ کو معلوم ہے کہ کسی زمانے میں یہ خیال تھا کہ آزادی ہوگی۔ اگر جائیں گے تو پنجاب ایک آزاد ملک ہوگا کیونکہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ وزیر اعظم ہی کہلاتا تھا، سکندر حیات جو ہے وہ وزیر اعظم پنجاب کہلاتا تھا تو یہ خیال تھا کہ پنجاب جو ہے آزاد ہو جائے گا تو

اس کے ساتھ سرحد اور بلوچستان بھی مل جائیں گے تو اس زمانے میں انبالہ ڈویژن اور پٹیالہ کے جو ہندو تھے انہوں نے یہ مطالبہ شروع کر دیا تھا کہ ہمیں الگ سے ایک خطہ زمین دیا جائے اور ہمیں پنجاب سے الگ کیا جائے کیوں کہ ہم مسلمان اکثریت میں تھے اپنے آپ کو کھونا نہیں چاہتے تھے اگر ہندو کہے تو جائز ہے اور اگر مسلمان مطالبہ کریں، بہت بری بات ہے۔ آج دیکھیے اسرائیل اور یہودی جو ہیں، انہیں اب یہ فکر کھا گئی ہے کہ فلسطینی جو ہیں ان کی تعداد آبادی بڑھ رہی ہے۔ اسرائیل کے اندر جو مسلمان عرب ہیں ان سے وہ ڈر رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اگر وہ سارے کے سارے یہاں آگئے تو ان کی اکثریت ہو جائے گی۔ اور سیکولر ازم کا جو آج نیا دعویٰ کرتی ہے احمد قوریج اس وقت جو وزیر اعظم ہے، فلسطین کے بارے اس نے کہا ہے کہ ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ فلسطین اور اسرائیل کی فیڈریشن بنا دی جائے اور انہیں سیکولر ملک کی حیثیت سے زندہ رہنے کا موقع دیا جائے۔ ہم اس کیلئے کلی طور پر تیار ہیں۔ ایک مسلمان وزیر اعظم ہو جائے اور صدر یہودی ہو جائے وہ یہودی چیخ اٹھے ہیں کہ نہ بابا نہ ہم ایسا کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اپنا سیکولر ازم جو ہے اس کا یہ حال ہے۔ مسلمان عورتیں اور بچے سر پر سکارف رکھے سکولوں میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہوگا یعنی عجیب سیکولر ازم ہے کہ مذہب میں مداخلت کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم سیکولر ہیں، سیکولر ازم تو یہ ہے کہ آپ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کریں، مذہب کے معاملات کو انفرادی طور پر لیں جو جیسے چاہتا ہے کرے لیکن عملی طور پر نہیں، مسلمانوں کو وہ لوگ زندہ رہنے کا حق دینا نہیں چاہتے، مسلمانوں کو ستاتے ہیں کہ یہ اپنا دین چھوڑ دیں، مذہب چھوڑ دیں اور اب جو کوشش ہو رہی ہے انٹرنیشنل وہ میں آپ کو بتاؤں ہم لوگ سمجھتے ہی نہیں بات کو کہ ہمارے پیچھے امریکہ لگا ہوا ہے امریکہ نہیں لگا ہوا، امریکہ تو فائدہ اٹھا رہا ہے اس کو تو ملے ہوئے ہیں دوشکاری جانور، ان کے ذریعے وہ علماء کا شکار کر رہا ہے ایک طرف یہودی ہیں، ایک طرف ہندو، یہ دونوں جو ہیں یہ اس بات پر متفق ہیں کہ ہم امریکہ کے اوپر سوار ہو کر مسلمانوں کو شکار کرتے ہیں اور یوں ہم شکار بن گئے، مروانے والے یہ ہیں، مارنے والا بے شک امریکہ ہے۔

لیکن یہ مسلمانوں کی عادت ہے اب انہوں نے چال یہ چلی ہے کہ مسلمانوں کے دل سے جب تک قرآن کریم اور حضرت محمد ﷺ کی محبت اور ایمان کو نہیں نکالا جاتا اس وقت تک بات نہیں بنتی اور اب یہ جتنے دنیا کے اسلامی ملک ہیں اٹھاون کے اٹھاون ملک، ہر ملک کے اوپر یہ

بات ٹھونکی جا رہی ہے کہ وہ اپنے ملک کا نصاب تعلیم بدلے اور اپنا طور طریقہ بدلے اور سوچ بدلیں اور یہ کہنا بھی چھوڑ دیں کہ حضرت محمد ﷺ سب سے افضل نبی ہیں اور یہ کہنا بھی چھوڑ دیں کہ جہاد فرض ہے اور یہ کہنا بھی چھوڑ دیں کہ یہودیوں نے یہ کیا، عیسائیوں نے یہ کیا، یہ بالکل کسی کے خلاف یہ بھی نہ کہیں کہ بتوں کی پوجا کرنا برا ہے اور قرآن کریم میں جو باتیں ہیں ان سب کو اگر چھوڑ دیں، قرآن کریم کے بارے میں مسلمانوں کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ محفوظ کتاب ہے اس میں کوئی تحریف نہیں اور اسلام بھی محفوظ ہے اس میں کوئی تحریف اور تبدیلی نہیں کی گئی، وہ اس طریقے سے مسلمانوں کو منوانا چاہتے ہیں کہ وہ قرآن اور اپنے مذہب میں تحریف کو مان لیں یا کم از کم چپکے سے برداشت کر لیں انہوں نے کہا کہ جہاد والی آیتوں کو چھوڑ دیں، ہم نے چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں کے خلاف جو آیتیں ہیں وہ بھی قرآن میں سے چھوڑ دو، وہ بھی چھوڑ دیں، اور فلاں چیز بھی چھوڑ دو، چلیں اب اسلام بھی چھوڑ دیں تو کیا فرق پڑتا ہے، اصل میں یہ اس طریقے سے ہو گا نہیں، میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ اسلام جو ہے اس کے متعلق علامہ اقبال نے خطبہ الہ آباد 1930ء میں یہ بات کہی ہے کہ ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کو بچایا ہے، ہمیشہ اسلام مسلمانوں کے لئے ڈھال کا کام دیتا رہا ہے، یہ کبھی نہیں ہوا کہ مسلمانوں کو اسلام کا ڈینٹس کرنا پڑا ہو، اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے تو یہ ہوگا، یہاں نہیں تو وہاں کسی جگہ بھی، بنو امیہ کچھ نہیں کر سکے تو عباسی آگئے، عباسی کچھ نہیں کر سکے تو فاطمی آگئے، فاطمی کچھ نہیں کر سکے تو عثمانی آگئے، عثمانی کچھ نہیں کر سکے تو ایوبی آگئے، اب وہ چلے گئے سارے کے سارے ختم ہو گئے، اب کوئی اور آجائے گا۔

حضرات گرامی! جو بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں، اب اس کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں، پچاس ساٹھ سال میں ہندو نے مسلمانوں کو مارا ہے، ہمارے ساتھ تین جنگیں کی ہیں اور وہ کہتے تھے کہ پاکستان کو نہیں رہنے دیں گے اب ان کو یہ بات سمجھ آئی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنا، مسلمانوں کو دعوت مبارزت دینا اپنے آپ کو مارنے اور مروانے کے مترادف بات ہے، اب انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو اب مارا جائے لیکن زہر سے نہیں، گولی سے نہیں، گڑ کھلا کر، اب وہ آپ کو گڑ کھلانے کی تیاری کر رہے ہیں، دوستی، پیار اور محبت، آؤ جی، اب ہندو جو ہیں وہ بڑے چالاک ہیں۔ وہ عبدالکلام جیسے لوگوں کو آگے لے آئے ہیں دنیا کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم نے مسلمان کو صدر بنایا ہوا ہے ان کو نہ اسلام سے تعلق ہے اور نہ مسلمانوں سے اب مشکل یہ

ہو گئی ہے کہ مسلمانوں کی جو لیڈر شپ ہے، جو اوپر کے لوگ ہیں وہ اور ہیں ہم اور، اس صورت حال کو بدلنے کے لیے اب ضرورت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات پر عمل کیا جائے، یہ وہی بھگتی تحریک دین الہی ہے جو حضرت مجدد الف ثانی نے جس کے سامنے بند باندھا تھا اور اس کا رستہ روکا تھا، اب یہ وہی صورت پیدا ہو رہی ہے، بہر حال ہمارا یہ کام ہے کہ ہم حضرت مجدد کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ کوشش کریں کہ نوجوانوں اور مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کریں اور جس طریقے سے ان بزرگوں نے اس چیز کو ناکام کیا تھا اس کو اب نئے سرے سے واضح کرنے کی ضرورت ہے، جب اکبر نے اپنے دین الہی کا اعلان کر دیا تو ایک ہندو جرنیل سے کہا تم بھی اس میں شامل ہو جاؤ تو اس نے کہا کہ جناب میں آپ کے دین الہی میں شامل ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں، یہ اکبر کا ایک جرنیل کہہ رہا ہے، کہ جناب اس سے بہتر ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں، اگر آپ کسی طریقے سے اپنے مذہب کو اپنے دین کو چھوڑ دیں، تو ان کو یہ فکر لگی ہوئی تھی اور یہی کوشش ہو رہی ہے کہ کسی طریقے سے مسلمانوں کا جو جذبہ ہے، رسول اللہ کی جو محبت ہے، اس کو مسلمانوں کے دل سے نکال دیا جائے اور مسلمان جو ہیں وہ ایسی قوم ہیں ایسی ملت ہیں کہ وہ موت سے نہیں ڈرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے محبت، رسول اللہ سے محبت اور قرآن سے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے دین سے جو محبت کرنے والے ہیں ان کو یہ امیدیں ہیں کہ اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے اور جتنی جلد اس دنیا کی آزمائش سے نکل جائیں اور شہادت کی موت کے ساتھ نکل جائیں تو اور بہتر ہے، ان حالات میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت مجدد کی جو تحریک ہے اس کو از سر نو زندہ کرنے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے، آمین

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی تقریر کے بعد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے مشہور عالم سلام ”مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام“ بحضور سرور کائنات ﷺ کے تین اشعار پڑھے گئے، اختتام پر جناب تابش قصوری صاحب نے نہایت جامع دعا مانگی، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے اپنے خطاب میں روداد حوزہ نقشبندیہ کے سونے طلب کیے تھے، میاں صاحب نے ان کی طلب سے دو گنا عطا کرنے کا اعلان کیا، آخر میں میاں صاحب نے پر تکلف کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔

اس روداد کو محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا یہ روداد حوزہ نقشبندیہ 2004ء میں



شائع ہو چکی ہے۔

محفل سے فارغ ہونے کے بعد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قیوری نقشبندی مجددی کے عرس مبارک کے سلسلہ میں اخباروں میں اشتہارات بک کروانے کے لیے مجھے اور عامر لطیف کو اخباروں کے دفاتر بھجوا دیا، ان اشتہارات کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

نوائے وقت :- 50150 روپے، پاکستان :- 21000 روپے  
خبریں :- 34000 روپے، آواز اور دی نیشن :- 14350 روپے

اخبارات کے دفاتروں سے فارغ ہونے کے بعد میاں صاحب جلد کے ڈاکٹر عدنان شاہد کو چیک کرانے ان کے کلینک شادمان چلے گئے، میاں صاحب کی جلد کی حالت پہلے سے قدرے بہتر تھی مگر ڈاکٹر صاحب نے ابھی ادویات نہ چھوڑنے اور پرہیز جاری رکھنے کی ہدایت کی، ڈاکٹر کو چیک کرانے کے بعد میاں صاحب نے رات حرفان ہوٹل میں قیام کیا اور صبح فجر کی نماز کے بعد شر قیور شریف روانہ ہو گئے۔

## سلسلہ نقشبندیہ کی نایاب کتب شائع کرنے کا مشورہ

28 اپریل 2004ء: آج حوزہ نقشبندیہ کی میٹنگ میں جناب محمد عالم مختار حق صاحب نے کہا ضروری نہیں کہ ہم مخطوطات ہی چھاپیں بلکہ سلسلہ مجددیہ کی جو کتب آج سے اسی نوے برس پہلے چھپی تھیں انہیں ترتیب نو سے زندہ کیا جاسکتا ہے، یہ تجویز بھی میاں صاحب نے مان لی، اقبال مجددی صاحب نے کہا کہ ایک صاحب برطانیہ سے آئے ہیں ان کے پاس قلعہ گوالیار پر ایک کتاب ہے جس میں اس قلعہ کی تصاویر بھی دی گئی ہیں اس کے علاوہ ایک کتاب ”طریق الارشاد“ از میاں فقیر اللہ جلال آبادی ثم شکار پوری جو ان کے دو سو سالہ یوم وفات کے موقع پر کابل سے ۱۳۵۹ھ میں شائع کی گئی ہے، بھی دکھائی میاں صاحب نے کہا اس کی تین فوٹو بنا دیے جائیں۔

## میاں صاحب کی نعیم عصمت سے ملاقات

یکم مئی بروز ہفتہ 2004ء: لندن سے جناب نعیم عصمت صاحب میاں صاحب کی

خدمت میں آئے ہوئے تھے، انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں سام سنگ کا ایک عدد کیمرے والا موبائل پیش کیا، ان کے جانے کے بعد میاں صاحب نے وہ موبائل مجھے دے دیا، موبائل اچھا تھا میں نے عرض کیا اس کو اپنے پاس رکھ لیں، مگر آپ نے موبائل مجھے استعمال کرنے کو فرمایا۔

## ”لطائف المدینہ“ محمد عالم کے حوالے

6 مئی 2004: آج حوزہ نقشبندیہ کی میٹنگ میں اقبال مجددی صاحب نے ”لطائف المدینہ“ کی عکسی نقل محمد عالم صاحب کے حوالے کی، اس محفل میں میاں صاحب نے اپنی جیل میں رہنے والی داستان بھی سنائی۔

## ثانی صاحب کے واقعات منور صاحب کی زبانی

15 مئی 2004ء: ”فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرپوری“ جلد دوم کے سلسلہ میں میاں صاحب سید جمیل احمد رضوی کے ہمراہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلے گئے، چیف لائبریرین جناب وحید صاحب کو دوسری جلد کی ٹریننگ دی۔ انہوں نے ٹریننگ کو ایک مرتبہ پھر پڑھنے کا مشورہ دیا، واپسی پر سینئر لائبریرین منیر صاحب کے بار بار اصرار پر میاں صاحب ان کے گھر تشریف لے گئے، ایک گھنٹہ میاں صاحب ادھر ہی ٹھہرنے کے بعد حاجی خوشی محمد کی دکان پر آگئے۔ سہ پہر تین بجے میاں صاحب شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور صاحب کے گھر آگئے، پروفیسر صاحب ایک مضمون کو تین سے چار مرتبہ پڑھتے، ہر دفعہ حضرت ثانی صاحب کا کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور سناتے۔ آج فرمانے لگے، حضرت ثانی صاحب کے پاس مہر غلام رسول صاحب کا تایا معراج دین آیا کرتا تھا، وہ سنکھیا (زہر) کھاتا، سال میں تقریباً ایک تولہ سنکھیا کھا جاتا۔

پروفیسر منور صاحب نے کہا میں نے ایک روز حضرت ثانی صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کا کیا مقام ہے، وہ فرمانے لگے، ہمیں تو اس کا علم نہیں تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے، شرپور اور گردونواح

کے لوگ اعلیٰ حضرت کے پاس آتے اور کاروبار کے متعلق دعا کے لئے کہتے، کہ ہمارا کاروبار دن دگنی، رات چگنی ترقی کرے، قرضہ اتر جائے، اولاد کے کاروبار، گویا کہ ہر وقت دنیا حاصل کرنے کے متعلق اعلیٰ حضرت سے استفسار کرتے رہتے۔ اعلیٰ حضرت نے ایک دن ان دنیا کے متلاشی لوگوں سے فرمایا، کیوں نہ آج تم سب کو مالا مال کر دیا جائے، سب حضرات بہت خوش ہوئے، اعلیٰ حضرت نے فرمایا سوچ لو آج تمہاری ہر چیز سونے کی بن جائے گی اس میں تمہارا گھر، اولاد، بیوی، ماں باپ ہر شے شامل ہوگی، اس پر تمام حضرات نے اعلیٰ حضرت سے معافی مانگی اور آئندہ ایسی غلطی سے اجتناب کیا۔

ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقی پوری صاحب اکثر بازار سے چورا (پتی) لے آتے، خود بھی چائے نوش فرماتے اور آنے والے مہمانوں کو بھی پیش کرتے۔ وہ اکثر مجھ سے چائے استعمال کرنے کو فرماتے اور کہتے یہ بوڑھوں کے لئے اچھی ہوتی ہے۔

## میاں صاحب کی دیپالپور روانگی

17 مئی بروز پیر 2004ء: میاں عبدالوحید صاحب نے دیپالپور کے علاقے میں رائس مل بنائی تھی، وحید صاحب کے بار بار اصرار پر میاں صاحب نے ان کی رائس مل پر جانے کا ارادہ کیا، صبح سات بجے حاجی اللہ دتہ صاحب، حاجی محمد حیات، عامر لطیف اور ظفر (اتراء) جناب عبدالوحید کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے، میاں صاحب کی طبیعت علیل ہونے کی وجہ سے آپ پھلی سیٹ پر لیٹ گئے، اشفاق پٹواری، عطاء اللہ، رمضان میواتی میاں صاحب کی گاڑی میں سوار تھے جبکہ یہ خادم میاں صاحب کی گاڑی چلا رہا تھا، دس بجے دیپالپور مکہ رائس مل پر پہنچ گئے، دوپہر ایک بجے دعاء کے بعد میاں صاحب واپس شرقی پور شریف کے لئے روانہ ہو گئے، شام چھ بجے چوہدری محمد حنیف صاحب (ڈپٹی چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری) اپنے نو ساتھیوں کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، میاں صاحب نے ان کی ٹھنڈے اور گرم مشروب سے تواضع کی، کافی دیر میاں صاحب کی خدمت میں رہے، اور لائبریری کے حوالے سے چند ایک امور پر تبادلہ خیال کرتے رہے، رخصت ہونے سے قبل میاں صاحب نے تمام حضرات کی خدمت میں گلاب جامن (گلگلے) کا ایک ایک کچہ پیش کیا۔

## خالی آٹے کی ٹینکی بھر گئی

31 مئی 2004ء: سہ ماہی شیرربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں آجکل میاں صاحب روزانہ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے جاتے، آج بھی سہ پہر تین بجے پروفیسر صاحب کے گھر چلے گئے، مضامین کی جانچ پڑتال کے دوران پروفیسر صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیرمحمد شرقپوری کا ایک واقعہ سنایا، انہوں نے کہا کچھ عرصہ پہلے میں بیوی کے ہمراہ شرقپور شریف گیا، میری بیوی نے میاں جمیل احمد شرقپوری کی والدہ سے کہا اعلیٰ حضرت سرکار کا کوئی واقعہ ہی سنائیں۔ والدہ محترمہ نے فرمایا اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں ایک دفعہ چند ایک مہمان آگئے آپ نے خادمہ سے لنگر شریف لانے کو فرمایا، خادمہ نے باورچی خانہ میں آٹے کی ٹینکی خالی دیکھ کر اعلیٰ حضرت سرکار کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور لنگر خانے میں آٹا موجود نہیں آٹا منگوادیں، اس پر اعلیٰ حضرت میاں شیرمحمد شرقپوری نے فرمایا صرف تین چار روٹیاں ہی چاہئیں، ذرا دھیان سے دیکھو اتنا تو آٹا ٹینکی میں سے نکل ہی آئے گا۔ خادمہ اعلیٰ حضرت کے حکم کے مطابق دوبارہ لنگر خانے میں گئی اور دیکھ کر حیران ہو گئی کہ ٹینکی آٹے سے مکمل لبریز تھی، میاں جمیل احمد صاحب نے بھی اس واقعہ کی تائید کی۔

## میاں صاحب کی ذوالقرنین کی والدہ کے گھر آمد

مغرب کی نماز کے بعد آپ ٹاؤن شپ میں ذوالقرنین صاحب کی والدہ کے گھر تشریف لے گئے، ذوالقرنین صاحب کے بھائی انوار صاحب ان دنوں عمرہ کرنے کے بعد پاکستان آئے تھے، میاں صاحب نے اس سلسلہ میں تمام بھائیوں کی دعوت کی تھی، رات دس بجے میاں صاحب حرفان ہوٹل تشریف لے آئے۔

## ذخیرہ کتب دوسری جلد کی تیاری

یکم جون 2004ء: ناشتے کے بعد میاں صاحب پروفیسر اقبال مجددی کے گھر تشریف لے گئے، جہاں محمد عالم مختار حق صاحب نے آزاد کشمیر سے چھپی ہوئی نقشبندی بزرگوں پر ایک

کتاب کی عکسی نقل دی، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد میاں صاحب ”فہرست ذخیرہ کتب میاں جمیل احمد شرقپوری“ کی دوسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں پنجاب یونیورسٹی چلے گئے، وحید صاحب اور چوہدری حنیف صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ سید جمیل احمد رضوی صاحب کے گھر آگئے، شاہ صاحب نے میاں صاحب کو دوسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں چند ایک مراحل سے آگاہ کیا۔ تقریباً بارہ بجے میاں صاحب شرقپور شریف روانہ ہو گئے مگر مغرب کی نماز کے بعد دوبارہ لاہور عرفان ہوٹل آگئے، اگلی صبح میاں صاحب فتح گڑھ تشریف لائے، بارش بہت تیز تھی میں امام علی کے ساتھ میاں صاحب سے فتح گڑھ پل پر ملاقات کرنے چلا گیا، چند منٹ گاڑی میں رکنے کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے، میں امام علی کے ہمراہ فہرست کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

## دودھ کی سمیل پر جھگڑا

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے عرس شریف کے پہلے دن حضرت میاں ابوبکر مدظلہ العالی کے چند ایک مرید دودھ کی سمیل سے دودھ لینے گئے مگر سمیل والوں نے دودھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا ابھی میاں جلیل احمد شرقپوری نے باقاعدہ افتتاح کرنا ہے اس کے بعد ہم دودھ دیں گے، اس پر انہوں نے سمیل کی انتظامیہ سے جھگڑا کیا، سامان توڑ پھوڑ دیا اور دودھ کی ٹونیاں کھول دیں جس سے کافی دودھ ضائع ہو گیا، ان کی اس حرکت پر صاحبزادہ میاں ابوبکر صاحب نے دکھ کر اظہار کیا، آدھی رات کے بعد آسمان پر بادل چھائے، خوفناک آندھی چلی، پنڈال کے تمام شامیانے اکھڑ گئے، زائرین نے بھاگ کر شیڈ کے نیچے پناہ لی۔

## میاں سعید احمد شرقپوری کی اہلیہ کا آپریشن

12 جون 2004ء: سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کا شمارہ شائع ہو چکا تھا جس کو ملک بھر کی لائبریریوں، مختلف اداروں اور سکالرز حضرات کو پوسٹ کیا گیا اس سلسلہ میں کراچی سے پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کا خط آیا جس میں انہوں نے میاں صاحب کا شکریہ اور ایک عدد رسالہ ضلع فتح گڑھ (انڈیا) ارسال کرنے کو فرمایا تھا، پروفیسر منور صاحب اس خط کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا، ایک مرتبہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی حضرت ثانی لاثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ

میاں صاحب کے ساتھ کافی دیر باتوں میں مصروف رہے۔ آخر میں ثانی صاحب نے انہیں حکم دیا کہ پروفیسر صاحب کو ساتھ لیتے جائیں اور لاہور ان کے گھر چھوڑ دیں، میں ان کے ساتھ لاہور آ گیا، عصر کے بعد میاں صاحب رحمان پورہ چلے گئے جہاں میاں سعید احمد شرقی پوری صاحب کی اہلیہ کا آپریشن تھا۔

## ڈاکٹر ساجدہ علوی کے اعزاز میں ظہرانہ

12 جولائی 2004ء: آجکل آپ کو کالے رنگ کا سٹول آرہا تھا، لہذا زینت لیبارٹری میں میاں صاحب کا سٹول چیک کرایا، سٹول کی رپورٹ ڈاکٹر محسن صاحب کو چیک کرائی جس کو انہوں نے تسلی بخش قرار دیا۔ پروفیسر ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ استاد تاریخ، ادب اردو میکگل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) اپنے بھائی کی علالت کا سن کر ان کی عیادت کے لیے تشریف لائی ہوئی تھیں، میاں صاحب نے ان کے اعزاز میں حرفان ہوٹل میں ایک خصوصی دعوت کا انتظام کیا جس میں پروفیسر اقبال مجددی صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب نے شرکت کی، میاں صاحب نے ان کو شیر بانی ڈائجسٹ پیش کیا۔ انہوں نے میاں صاحب کے اس اقدام کو سراہا اور کمزور مضامین کی طرف اشارہ بھی کیا۔

## ملک زاہد صاحب کی ٹانگ فریکچر

14 اگست 2004ء: چند روز قبل میاں صاحب کے داماد ملک زاہد صاحب کی ٹانگ فریکچر ہو گئی تھی اس سلسلہ میں میاں صاحب نے اقبال ٹاؤن، فاروق ہسپتال سے ان کی ٹانگ کا سی ٹی سکین کرایا، سی ٹی سکین کی رپورٹ کو ڈاکٹر حضرات نے تسلی بخش قرار دیا، گلشن راوی ملک زاہد صاحب کے گھر پہنچ کر ڈاکٹر خالد نے ان کی ٹانگ کو پلستر کیا، شام ساڑھے چار بجے میاں صاحب پروفیسر منور صاحب کے گھر تشریف لے آئے۔

## میاں خلیل احمد کا بلڈ پریشر کنٹرول سے باہر

18 اگست 2004ء: حرفان ہوٹل میں میاں صاحب حاجی اکرم صاحب (لندن)

کے بھائی اور رمضان نقشبندی (روزنامہ فخر ملت، فیصل آباد) سے ملاقات کر کے شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ آجکل صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت خراب تھی انہیں کافی دنوں سے نیند نہیں آرہی تھی، میاں صاحب نے ان کے علاج کے سلسلہ میں مختلف ڈاکٹروں سے رابطہ کیا تاکہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت بہتر ہو سکے۔

## میاں صاحب کی علیم تفضل سے تعزیت

20 اگست 2004: پروفیسر علیم تفضل صاحب کی بھتیجی فوت ہو گئی تھی اس سلسلہ میں میاں صاحب تعزیت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے، میاں تنویر صاحب بھی ہمراہ تھے، آپ نے علیم تفضل اور ان کے والد گرامی سے تعزیت فرمائی اور بچی کے درجات کی بلندی اور بہتر نعم البدل کے لیے دعا بھی کی۔ تعزیت کے بعد میاں صاحب علیم تفضل کو بھی ساتھ لے کر محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس تشریف لے آئے۔ میاں تنویر احمد شرقپوری اور علیم صاحب کو ان کی لائبریری دکھائی، آپ نے انہیں فرمایا محمد عالم صاحب کی ساری زندگی کا سرمایہ یہ لائبریری ہے، فرد واحد کے لیے اتنی بڑی تعداد میں کتابیں اکٹھی کرنا بڑی ہمت کی بات ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے ملنے کے بعد آپ شرقپور شریف آ گئے۔ جمعہ کی نماز اور زائرین سے ملنے کے بعد تقریباً ساڑھے چار بجے ڈھوک شیرربانی کے لئے روانہ ہوئے، میاں تنویر احمد صاحب، ماسٹر عظمت، عطاء اللہ اور یہ خادم ہمراہ تھا، رات ساڑھے آٹھ بجے ڈھوک شیرربانی پہنچ گئے۔

## میاں تنویر نے چکوال کی سیر کی

21 اگست 2004ء: آج میاں صاحب صبح ناشتے کے بعد صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب کے بیٹے صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب کو چکوال اور گردونواح کی سیر کراتے رہے، دوپہر بارہ بجے واپس ڈھوک شیرربانی آ کر ظہر کی نماز ادا کی، دوپہر کا کھانا تناول فرمایا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے، شام ساڑھے پانچ بجے کے قریب آپ شرقپور شریف پہنچ گئے۔

## میاں خلیل احمد شرقپوری مری سے غائب

26 اگست بروز جمعرات 2004ء: صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت پندرہ روز سے خراب تھی، بلڈ پریشر، ٹینشن اور نیند نہ آنے کی وجہ سے میاں خلیل احمد صاحب کی دماغی حالت بھی کچھ بہتر نہ تھی۔ بات کرتے وقت میاں خلیل احمد صاحب جلال میں آجاتے، بعض اوقات نوبت گالی گلوچ کی حد تک بھی پہنچ جاتی۔ اس وجہ سے ان کو دوائی وغیرہ دینے میں باقاعدگی نہیں ہو رہی تھی، ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق قبلہ میاں صاحب ماحول بدلنے کے لیے میاں خلیل احمد صاحب کو مری لے گئے تاکہ ہو ابدلنے سے ان کی ذہنی کیفیت اور بلڈ پریشر میں کچھ بہتری آجائے، رات آپ ہوٹل میں ہی ٹھہرے، مگر صبح فجر کی اذانوں سے پہلے میاں خلیل احمد صاحب کسی کو بتائے بغیر ہوٹل سے غائب ہو گئے، میاں صاحب اگلے دن تک انتظار کرنے کے بعد واپس شرقپور شریف آگئے۔ دو دن بعد میاں خلیل احمد صاحب کی اطلاع ملی کہ وہ بارہ کھو (راولپنڈی) میں جناب اصغر صاحب کے گھر پر ہیں، چند روز سے میاں سعید احمد شرقپوری کی بھی طبیعت صحیح نہ تھی، نہ کچھ کھاتے اور نہ بولتے تھے، میاں صاحب نے چند روز قبل میاں سعید صاحب کے دماغ کاٹی سکین کرانے کے لیے مجھے اور ولایت (ڈرائیور میاں سعید احمد صاحب) کو لاہور بھیجا، پنجاب کارڈیا لوجی کے ساتھ ڈسٹی (Midcity) ہسپتال میں سٹی سکین کرایا تھا، عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد میاں صاحب نے مجھ سے فرمایا اب تو ہمت جواب دے گئی ہے۔ اس کے بعد میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب اور میاں سعید احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت کے متعلق تفصیل سے بتایا، بہر حال آپ کافی پریشان تھے۔

## میاں صاحب کی نصیحت

28 اگست 2004ء: بابا برکت، بابا غفور اور ظہور احمد میاں صاحب کے کمرہ میں موجود تھے، آپ نے فرمایا، حضرت علی کا قول ہے اگر اولادنا فرمان ہو جائے تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔

دوسری جلد ”فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری“ کی کتابیں



پنجاب یونیورسٹی لائبریری بھیجنے کے بعد باقی کتابوں کو شرقپور شریف میں ہی الماریوں میں لگا دیا گیا تھا، کتابوں کے علاوہ بے شمار خطوط اور ضروری کاغذات تھے جن کو بوریوں میں ڈال دیا گیا تھا، ان بوریوں کی تعداد تقریباً پانچ تھی۔ میں نے ان بوریوں میں سے خطوط کو علیحدہ اور باقی اوراق کو علیحدہ کیا، مصروفیت کی وجہ سے ہر روز وقت ملنا مشکل تھا اس وجہ سے تقریباً پانچ ماہ لگ گئے۔ آج پروفیسر علیم تفضل صاحب بھی آئے ہوئے تھے انہوں نے بھی میرے ساتھ ان خطوط کو چھانٹنے میں میری مدد کی۔ عصر کی نماز کے بعد تقریباً چھ بجے علیم صاحب چلے گئے کیونکہ انہیں کسی کام سے گجرات جانا تھا۔ مغرب کے بعد میں نے میاں صاحب کی خدمت میں تمام خطوط پیش کئے، میاں صاحب نے علمی خطوط اور دعا سے متعلق خطوط کو علیحدہ کرنے کا حکم دیا، چند ایک خطوط دیکھ کر آپ نے فرمایا یہ بڑا اہم کام ہوا ہے، وہ خط بھی ملے ہیں جن کی مجھے توقع نہ تھی۔

## پروفیسر منور صاحب کے گھر افطاری

یکم ستمبر 2004ء: آج میاں صاحب نے پروفیسر منور حسین صاحب کی ان کے گھر پر ہی افطاری کرائی، افطاری میں پروفیسر منور حسین صاحب کے داماد جاوید صدیقی صاحب (پروفیسر این سی اے کالج لاہور)، ان کا بیٹا محمد عدیل (پنٹو)، پروفیسر علیم تفضل، شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ اور یہ ناچیز شامل تھے، پروفیسر منور صاحب شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں بھرپور تعاون کر رہے تھے، ڈائجسٹ کے ٹائٹل کے لئے جاوید صدیقی صاحب نے میاں صاحب سے وعدہ کیا کہ وہ ٹائٹل خود تیار کریں گے۔

## حرفان ہوٹل میں افطاری

02 ستمبر بروز منگل 2004ء: آج میاں صاحب نے حرفان ہوٹل میں سید جمیل احمد رضوی صاحب، چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین)، منیر صاحب (لائبریرین)، پروفیسر محمد اقبال مجددی ان کا بیٹا محمد عمر، محمد عالم مختار حق، پروفیسر علیم تفضل، شیراز فیض بھٹی، فاروق بھائی، عامر لطیف ودیگر کی افطاری کرائی، افطاری اور نماز کی ادائیگی کے بعد آپ نے سید جمیل احمد رضوی، چوہدری حنیف صاحب سے فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی

دوسری جلد کی تقریب رونمائی کے حوالے سے صلاح و مشورے کیے اور عید کے فوراً بعد تقریب منعقد کرانے کا فیصلہ ہوا۔

## میاں صاحب کو چلنے میں دشواری

12 اکتوبر 2004: میاں صاحب کے بائیں پاؤں کے انگوٹھے کا ناخن گوشت میں پوست ہو گیا تھا جس کی وجہ سے پاؤں پر زخم بن گیا اور میاں صاحب کو چلتے وقت تکلیف بھی محسوس ہوتی، ڈاکٹر خالد نے حرفان ہوٹل میں میاں صاحب کا ناخن کاٹ کر پٹی کر دی۔

## میاں صاحب کے دانت محفوظ ہیں

18 اکتوبر 2004: میاں صاحب کے پاؤں کے زخم کافی حد تک بہتر ہو گئے تھے، مگر آپ کا بائیں کان بہہ رہا تھا اور دانتوں میں بھی شدید درد تھا۔ 19 اکتوبر کو عرس حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرقپوری کا شرقپور شریف میں ختم مبارک ہو رہا تھا اس وجہ سے ڈاکٹر کے پاس جانے کا وقت نہ نکل سکا۔ حضرت ثانی صاحب کا سالانہ ختم مبارک ہر سال 17-18 اکتوبر کو شرقپور شریف میں منعقد ہوتا ہے، مگر رمضان شریف کی وجہ سے اس سال ختم مبارک کی تاریخ تبدیل کر دی گئی، ملک میں دہشت گردی کے واقعات کی وجہ سے حکومت نے ملک بھر میں اجتماعات پر پابندی عائد کر دی تھی، اس کے باوجود زائرین کی ایک کثیر تعداد نے اس محفل میں شرکت کی، چند روز سے حاجی محمود احمد صاحب بھی مدینہ منورہ سے آئے ہوئے تھے وہ تقریباً سارا دن میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہتے۔ میاں صاحب نے فرمایا میرے دانتوں میں شدید درد ہے اس سلسلہ میں ڈاکٹر عبد المجید صاحب (نزد بادشاہی مسجد) کو دکھایا گیا، ڈاکٹر صاحب نے چند ایک انٹی بائیوٹک کپسول اور پیناڈول گولی استعمال کرنے کو فرمایا، چند دن کپسول اور گولی کھانے کے باوجود افاقہ نہ ہوا، ڈاکٹر یوسف (گگومنڈی) نے میاں صاحب کو چیک کیا اور دوائی بدل دی جس سے افاقہ ہو گیا، میاں صاحب کا جو بھی دانت ہلتا ڈاکٹر سلطان جاوید صاحب اس کو نکالتے، میں وہ دانت اپنے پاس محفوظ کر لیتا، 2008ء تک آپ کے جو بھی دانت نکلے وہ میرے پاس تمہارے محفوظ ہیں۔ ابھی دانت کا درد ختم ہوا ہی تھا کہ آپ کا بائیں کان بہنا شروع ہو گیا، دایاں کان تو پہلے ہی بند

تھاب بائیں کان کی سماعت بھی کم ہوتی جا رہی تھی۔ فی الوقت ڈاکٹر خالد نے میاں صاحب کے کان کی صفائی کی، ریشہ وغیرہ صاف کیا ٹیسٹ کے لیے سیمپل بھی لے لیا۔

## حضرت ثانی صاحبؒ کی کرامت

11 اکتوبر بروز پیر 2004ء: چند ایک ضروری کام کرنے کے بعد میاں صاحب اچانک سہ پہر تین بجے سرگودھا کی طرف روانہ ہو گئے، حاجی محمود صاحب، عطاء اللہ، بابا ظفر باورچی اور یہ خادم گاڑی چلا رہا تھا، مغرب کی نماز بشیر صاحب کے گھر سرگودھا میں ادا کی۔ رات وہیں قیام کیا، صبح ناشتے کے بعد جوہر آباد بابا علمدار حسین المعروف بابا طاہر شاہ صاحبؒ کے مزار پر چلے گئے، بابا طاہر شاہ حضرت ثانی صاحب کے مرید تھے، اس وقت ان کے دربار کے منتظم حاجی ثناء اللہ صاحب تھے، انہوں نے میاں صاحب سے کہا، بابا صاحب اپنی زندگی میں کسی کو بھی خلیفہ مقرر نہیں کر کے گئے، ہم بس خادم کی حیثیت سے خدمت کر رہے ہیں، انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں وصال کی ویڈیو بھی دی، خیر تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد ڈھوک شیر ربانی روانہ ہو گئے، سید معروف شاہ قادری صاحبؒ اور کلرکہار پر واقع شیخ عبدالقادر جیلانی کے پوتوں کے مزار پر حاضری دی، یہ مزار شریف بادشاہاں کے نام سے مشہور ہے۔ حاضری کے بعد میاں صاحب ڈیڑھ بجے ڈھوک پہنچ گئے۔ عصر کی نماز کے بعد حضرت ثانی صاحبؒ کے مرید حاجی نور محمد صاحب میاں صاحب کی خدمت میں آئے، فرمانے لگے، ایک دفعہ میں قرض کے بوجھ تلے دب گیا، پریشانی کے عالم میں شرقپور شریف حضرت ثانی صاحبؒ کی خدمت حاضر ہوا، پریشانی کے باوجود میں ثانی صاحبؒ سے کچھ گزارش نہ کر سکا، بہر حال ثانی صاحبؒ نے خود ہی میرے لیے دعا فرمائی ”اللہ تمھاری پریشانیاں دور فرمائے“، میں نے بارہ مرلہ پر پیاز کاشت کیا تھا، حضرت ثانی صاحبؒ کی دعاؤں سے میرے ایک پیاز کا وزن آدھا کلو سے زائد تھا، باقی لوگوں کا پیاز تین روپے کلو کے حساب سے فروخت ہوا اور میرا سات روپے کلو میں فروخت ہوا جس سے میرا قرض بھی اتر گیا۔

## ڈاکٹر نوید اسلام سے چیک اپ

14 اکتوبر بروز جمعرات 2004ء: ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد لاہور روانہ ہوئے،

خانانی اینڈ کالیا میں عبدالستار صاحب سے ملنے کے بعد آپ حرفان ہوٹل تشریف لے آئے، شام چھ بجے ذوالقرنین صاحب میاں صاحب کے کان چیک کرانے کے لیے ڈاکٹر نوید اسلم کے پاس لے گئے، میاں صاحب کا کان بیس روز سے بہہ رہا تھا، پونے سات بجے باری آئی، ڈاکٹر صاحب نے دائیں کان کو صاف اور بائیں کان سے ریشہ نکالا، پرانی ادویات بند کر کے نئی ادویات لکھ دیں، میاں صاحب رات ہوٹل میں ہی رہے، ذوالقرنین صاحب نے رات کے کھانے کا بندوبست کیا جو بڑا ہی پر تکلف تھا، روانگی سے قبل ذوالقرنین صاحب کو میاں صاحب نے دعائیں دیں، حاجی محمود صاحب کی بھابھی صاحبہ میوہ ہسپتال میں زیر علاج تھیں وہ ان کی تیمارداری کے لئے میاں صاحب کی اجازت سے ہسپتال روانہ ہو گئے۔

## غیر مسلم کا کارنامہ

15 اکتوبر بروز جمعہ 2004ء: فجر کی نماز کے بعد شر قپور شریف کنوئیں پر آئے چند منٹ رکنے کے بعد خواجہ غلام جیلانی صاحب کو ساتھ لے کر لاہور روانہ ہو گئے، مگر چند گز دور جانے کے بعد میاں صاحب نے انہیں گاڑی سے اتار دیا اور لاہور محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر تشریف لے گئے وہ گھر پر موجود نہ تھے، لیکن میاں صاحب کے لئے پیغام چھوڑ گئے تھے۔ میاں صاحب اقبال مجددی صاحب کے گھر چلے گئے، تھوڑی دیر بعد محمد عالم مختار حق صاحب بھی وہاں آ گئے، پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو غیر مسلم ”ونسک ف۔ی (و) منسج، ی۔پ“ احادیث کا مرتب کردہ اشاریہ ”المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبی ﷺ“ آٹھ جلدوں پر مشتمل دکھایا۔ ونسک جرمن کی نیشنل یونیورسٹی میں احادیث کا درس دیتے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری عمر اس اشاریہ کی تیاری میں صرف کر دی تھی (اب پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے ذخیرہ کتب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں موجود ہے) اقبال مجددی صاحب نے کہا غیر مسلموں نے اسلام پر بے پناہ کام کیا ہے جس کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی، یہ ساری کی ساری کتابیں عربی میں ہیں، ان کتابوں کے علاوہ اقبال مجددی صاحب نے غیر مسلموں کے کارناموں کو سراہا۔ اقبال مجددی نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابوں میں سے کوئی ایک کتاب حوزہ نقشبندیہ کی جانب سے شائع کر دی جائے، انہوں نے بتایا کہ نواب محمد

صدیق حسن خان (والی بھوپال) کے رد میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے کئی رسائل لکھے جو اب رسائل مولانا عبدالحی کی چھٹی جلد میں شامل ہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب نے جوانی کے عالم میں صرف 32 سال کی عمر میں انتقال کیا اور اپنے پیچھے اپنی کثیر تصانیف کا ذخیرہ چھوڑ گئے۔ نواب محمد صدیق حسن خان صاحب نے ان کی وفات پر ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ”آج دنیا سے علم اٹھ گیا۔“

کچھ دیر بعد میاں صاحب حاجی خوشی محمد صاحب کے ساتھ شرقیہ شریف روانہ ہو گئے، میاں صاحب نے اپنی گاڑی مرمت کرانے کے لئے غلام رسول کے پاس چھوڑ دی تھی۔ آج رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا تھا، میاں صاحب نے فرمایا آج سے میں گھر کے اندر آرام کروں گا اور تم میرے کمرہ میں سو جانا، حاجی محمود صاحب اور دیگر خادین تراویح میں مشغول ہو گئے، تراویح کی نماز صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب نے پڑھائی۔

## قے آنے سے میاں صاحب کی طبیعت بہتر ہو گئی

21 اکتوبر بروز جمعرات 2004ء: روزہ میاں صاحب کے ساتھ حرفان ہوٹل میں افطار کیا، فاروق الحسن (فتح گڑھ)، غلام رسول، نظام دین، صوبیدار فضل کریم اور عطاء اللہ شامل تھے، مغرب کی نماز کے بعد ذوالقرنین صاحب کے ساتھ کان کے ڈاکٹر نوید اسلم کے پاس چلے گئے انہوں نے کان کی حالت بہتر بتائی مگر مزید ایک ہفتے تک ادویات جاری رکھنے اور ایک ماہ بعد دوبارہ چیک کرانے کو کہا۔ اس کے بعد آپ ذوالقرنین صاحب کے ہمراہ پنجاب کارڈیالوجی سنٹر کے سامنے ہارٹ سنٹر میں ڈاکٹر اشفاق صاحب کے پاس چلے گئے، ای سی جی اور ایکوٹیسٹ کے بعد ڈاکٹر صاحب نے رپورٹس کو تسلی بخش قرار دیا مگر ادویات میں تھوڑی بہت تبدیلی کر دی۔ ذوالقرنین صاحب آج کل ڈیفنس فیزتھری میں اپنی نئی کوٹھی بنوا رہے تھے، میاں صاحب ذوالقرنین صاحب کی کوٹھی دیکھ کر واپس حرفان ہوٹل آ گئے، رات وہیں قیام کیا۔ صبح سحری کے وقت میاں صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی، قے آنے کی وجہ سے طبیعت سنبھل گئی۔ میں نے عرض کیا رات آپ کو چاول نہیں کھانے چاہئیں تھے شاید اس وجہ سے آپ کی طبیعت خراب ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں مجھے چاول نہیں دینے چاہئیں تھے۔

## شارٹ کورسز کرانے والے اداروں کا معائنہ

23 اکتوبر 2004ء: آج صبح آٹھ بجے آپ لاہور تشریف لائے، فاروق بھائی کے ہمراہ مختلف اداروں کا معائنہ کیا جو آج کل قرآن سیکھیے، دورہ تفسیر، دورہ قرآن اور ترجمہ وغیرہ کے شارٹ کورسز کروارہے تھے۔

## اراکین حوزہ نقشبندیہ کی افطاری

2 نومبر 2004ء: آج میاں صاحب نے حوزہ نقشبندیہ کے تمام اراکین کو دعوت افطار سے نوازا جن اصحاب نے شرکت کی ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

پروفیسر محمد اقبال مجددی، سید جمیل احمد رضوی سابق چیف لائبریرین نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور، چوہدری محمد حنیف چیف لائبریرین نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور، محمد عالم مختار حق (سیکرٹری حوزہ نقشبندیہ)، محمد منیر لائبریرین نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور، محمد شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور، غلام رسول منجر حرفان ہوٹل، پروفیسر علیم تفصیل (اسٹنٹ ڈائریکٹر کالج پنجاب، لاہور)، عامر لطیف، فاروق الحسن، فضل کریم (ریٹائرڈ صوبیدار) محمد مقبول آپریٹر ایس ایس پی، محمد عمر ابن پروفیسر محمد اقبال مجددی۔

تقریب افطار کے بعد ایک غیر رسمی محفل میں سید جمیل احمد رضوی صاحب نے پروفیسر محمد اقبال مجددی سے دو مخطوطوں کے بارے میں ان کی اسنادی حیثیت کے بارے میں دریافت کیا۔ پہلا مخطوطہ ”مناقب محبوبیہ“ (ملفوظات خدا بخش خیر پوری) جمع کردہ قاضی محمد عاقل سجادہ نشین چاچڑاں شریف ضلع بہاولپور۔ دوسرا مخطوطہ گلزار عشاق (ملفوظات خواجہ نور محمد مہاروی) (مذکورہ مخطوطوں کی نقول پروفیسر ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ میگلگن یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) نے سنٹرل لائبریری بہاولپور سے حاصل کر کے جمیل احمد رضوی صاحب کے سپرد کی تھیں)۔ مجددی صاحب نے جواباً کہا کہ اس سلسلے میں سب سے پہلے اندرونی شہادت دیکھنا چاہئے کہ اس میں کن لوگوں کا ذکر ہے اور وہ کس عہد سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر دیکھا جائے کہ مخطوطہ کا سنہ کتابت کیا ہے اور کاتب کس دور سے تعلق رکھتا ہے۔ انہوں نے سلسلہ چشتیہ کے ملفوظات کی اسنادی حیثیت کے

بارے میں عمومی گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں جمع کردہ ملفوظات کے مجموعے کسی حد تک وضع و جعل سے پاک ہیں جبکہ ابتدائی دور کے اکثر ملفوظات کے مجموعے غیر مستند، وضعی اور رطب و یابس کا مجموعہ ہیں۔ البتہ ملفوظات کے تین مجموعوں کو انہوں نے مستند گردانا۔

۱۔ فوائد الفواد (ملفوظات شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی) مرتبہ امیر حسن علاجزی معروف بہ خواجہ حسن دہلوی۔

۲۔ سیر الاولیاء (تذکرہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء اور ان کے خلفاء) مولفہ سید محمد مبارک علوی کرمانی المعروف بہ امیر خورد۔

۳۔ خیر المجالس (ملفوظات خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی) مرتبہ حمید شاعر قلندر۔

پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے جمیل احمد رضوی صاحب سے کہا کہ وہ اس سلسلے میں نثار احمد فاروقی کی کتاب ”نقد ملفوظات“ پر بھی ایک نظر ڈال لیں۔ اس پس منظر میں محمد عالم صاحب نے شیخ محمد اکرام کی آب کوثر، رود کوثر اور موج کوثر کی طرف بھی رجوع کرنے کو کہا۔

## میاں صاحب نے تعزیتی پیغام ریکارڈ کرایا

6 نومبر 2004ء: میاں صاحب آج صبح محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر تشریف لائے اور حضرت مولانا محمد امیر شاہ گیلانی یکہ توت (پشاور) کے سانحہ ارتحال ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۴ء پر تعزیتی پیغام ریکارڈ کرایا۔ یہ پیغام بعد میں پندرہ روزہ ”الحسن“ پشاور کے ”مولوی جی نمبر“ (مئی تا اکتوبر ۲۰۰۴ء) میں شائع ہوا۔

باسمہ سبحانہ

محترم جناب سید غلام الحسنین قادری گیلانی صاحب:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گزارش ہے کہ آنجناب کا مکتوب نمبر ALM-106 مورخہ ۴ نومبر ۲۰۰۴ء موصول ہو کر کاشف حال ہوا۔ جناب سید محمد امیر شاہ الگیلانی کے سانحہ ارتحال کی اندوہناک خبر پڑھ کر بڑا رنج ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

صاحب اور محمد عالم مختار حق صاحب کی خدمت میں مٹھائی کے ڈبے بھجوائے۔

## عید کے روز شہر قپور شریف حاضری

14 نومبر بروز اتوار 2004ء: آج عید کا دن تھا، دوپہر ایک بجے عامر لطیف، رانا ندیم شہزاد اور میں شیخ زاید، ہسپتال چلے گئے وہاں سے اکٹھے شہر قپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ششماہی رسالہ نقطہء نظر کا نیا شمارہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

## میاں صاحب کے کراہنے کی آوازیں

15 نومبر بروز پیر 2004ء: رسالہ نقطہ نظر میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی کتاب ”حضور اکرم ﷺ، بطور مثالی شوہر“ پر تبصرہ شائع ہوا تھا، اور بھیرہ نیوز کی طرف سے شیر ربانی ڈائجسٹ کو ایک خط موصول ہوا اور اس میں پیر کرم شاہ الازہری پر ایک آرٹیکل بھی شائع ہوا، یہ دونوں میاں صاحب نے پروفیسر منور صاحب کو پڑھ کر سنائے، میاں صاحب سہ پہر تین بجے پروفیسر منور صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر شہر قپور شریف آگئے، میاں صاحب کی طبیعت آج کل کافی خراب ہے، رات کو سوتے وقت کراہنے کی بھی آواز آتی ہے۔

## آستانہ کے ماحول کو صحیح رکھنے کا حکم

20 نومبر 2004ء: شیخ رنگ الہی صاحب نے کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد سے اورنگ زیب بادشاہ کی جانب سے شیخ محمد سعید، شیخ محمد معصوم اور شیخ محمد سیف الدین کے نام لکھے گئے خطوط کی عکسی نقول ارسال کیں، پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے عکسی نقول دیکھ کر فرمایا اورنگ زیب کا تعلق سرہند شریف سے تھا اور اس کی ایک بہن روشن آراء حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے عقیدت رکھتی تھی، شاہ جہان کے دور میں ہی اورنگ زیب کے علاوہ ان کے تینوں بیٹوں، داراشکوہ، مراد اور شجاع نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا تھا، مگر یہ تینوں اورنگ زیب کے ہاتھوں مارے گئے، داراشکوہ پہلے مسلمان تھا مگر بعد میں ہندوؤں کے شکنجے میں آ گیا۔ اس نے ہندوؤں کی کتابوں کا فارسی ترجمہ کیا اس نے اپنی تصنیف شدہ کتاب میں اپنا نام داراشکوہ حنفی قادری



لکھا ہے مگر بعد میں جتنی بھی کتابیں مرتب کیں ان سب پر صرف داراشکوہ لکھا، اس نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ نعوذ باللہ قرآن میں توحید کا بیان مختصر ہے لیکن ہندوؤں کی کتاب اوپنشد (دارا کا ترجمہ بنام سیرا کبر) میں مفصل ہے، گفتگو کے بعد میاں صاحب نے پروفیسر اقبال مجددی کو ان کے کالج چھوڑا، آر۔ زیڈ پریس سے ہو کر شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد آپ نے دعا سے قبل فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے دربار کے نزدیک ایک ہوٹل کھل گیا ہے، اس سے آستانے کے ماحول میں خرابی پیدا ہو گئی ہے، لہذا آستانے سے محبت کرنے والے حضرات یہاں کسی بھی قسم کے کھانے پینے سے اجتناب کریں۔ آج کل میاں صاحب کی طبیعت کافی خراب ہے رات کو سوتے وقت کراہنے کی آواز بھی آتی ہے، عشاء کے بعد میاں صاحب نے فرمایا میرے بازو اور آنکھوں میں بڑی تکلیف ہے۔ میں نے بازو دبائے مگر تھوڑی دیر بعد میاں صاحب نے مجھے آرام کرنے کو فرمایا۔

## قاضی ظہور اختر صاحب کا کارنامہ

22 نومبر 2004ء: قاضی ظہور احمد اختر (پھلرون) آج کل دنیا بھر میں جہاں جہاں نقشبندی حضرات کفار کے خلاف جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک کتاب مرتب کر رہے تھے، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی نے اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں ہفتہ، بدھ اور جمعرات کا دن ان کی رہائش گاہ پر مقرر کیا اور اس کتاب کا عنوان ”مسلمانوں کی داستان حریت“ منتخب کیا تھا۔ میاں صاحب چاہتے تھے کہ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کی موجودگی میں اس کتاب کا مسودہ تیار کیا جاسکے کیونکہ میاں صاحب کی طبیعت آج کل کافی خراب تھی اکثر فرماتے مجھے ہر طرف بیماریوں نے گھیر رکھا ہے لہذا میری زندگی کا اب کوئی بھروسہ نہیں، بار بار یہ شعر پڑھتے:

جند ووہٹی مرن ورے جاسی پرنا کے  
ساہے لکھے چلی جندو کو سمجھائے  
کالے وال رخصت ہوئے چٹیاں لایا ڈیرہ  
آکھ کھول محمد بخشا موت سندیا آیا

## صابر انصاری کے بیٹے کی شادی

23 نومبر 2004ء: ان دنوں غلام قادر بھائی کراچی سے تشریف لائے ہوئے تھے میاں صاحب لاہور یا جہاں بھی جاتے غلام قادر بھائی ساتھ ہی ہوتے، لاہور ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب سے ملاقات کر کے آپ عصر کے وقت شرقپور شریف کنوئیں پر آگئے، جہاں صابر انصاری صاحب (قصور) میاں صاحب کے انتظار میں تھے ان کے بیٹے کی شادی تھی اس سلسلہ میں انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں شادی کا کارڈ پیش کیا۔

## میاں صاحب براستہ پتن، موہلنوال گئے

25 نومبر 2004ء: صبح پونے آٹھ بجے کے قریب آپ کنوئیں سے ”بھینی“ کی طرف روانہ ہوئے، بھینی پہنچ کر میاں صاحب حاجی اللہ دتہ صاحب کے ٹریکٹر ٹرالی پر سوار ہو گئے۔ ٹریکٹر ٹرالی کو حاجی اللہ دتہ کا بیٹا کاشف چلا رہا تھا، عطاء اللہ میاں صاحب کی گاڑی لے کر واپس آستانے آگیا، اس وقت میاں صاحب کے ساتھ حاجی غلام قادر، حاجی اللہ دتہ، محبوب (موہلنوال)، ملک خلیل اور یہ خادم تھا۔ میاں صاحب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پتن (دریا) کی طرف روانہ ہو گئے، راستے میں میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی بنائی ہوئی مسجد بھی دکھائی، آپ نے فرمایا میں کافی دیر بعد ادھر آیا ہوں اب تو اس علاقے کے خدو حال بہت زیادہ تبدیل ہو گئے ہیں۔ تقریباً نو بجے میاں صاحب پتن (دریا) پر پہنچ گئے تھے، بیڑی (کشتی) والا میاں صاحب کے انتظار میں تھا، تقریباً سو سال قبل اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ بھی اسی راستے سے دریا عبور کر کے موہلنوال تشریف لے گئے تھے۔ اس وقت معراج دین ملاح نے اعلیٰ حضرت سرکار کو دریا عبور کرایا تھا، اعلیٰ حضرت نے اس کو چار آنے دیے تھے۔ آج جو ملاح میاں صاحب کو دریا عبور کرا رہا تھا وہ معراج دین کا بیٹا حاجی شفیع محمد تھا، کشتی میں ایک ڈبہ پڑا ہوا تھا جس پر چندہ حضرت غوث پاک درج تھا۔ مجھے میاں صاحب نے اس ڈبے میں سو روپے ڈالنے کو فرمایا اور ایک سو روپے حاجی شفیع محمد ملاح کو دیے، قبلہ میاں صاحب اپنا بیگ مجھے دے دیتے اور آپ کے حکم کے مطابق میں اس میں سے رقم خرچ کرتا۔ دریا کے دوسری طرف غلام رسول (مینجر

حرفان ہوٹل) اپنی گاڑی لیے کھڑا تھا، میاں صاحب غلام رسول کے ہمراہ جلیانہ حاجی محمد حیات کے بھائی چوہدری محمد امین کے گھر تشریف لے گئے، کھانا تناول کرنے اور زائرین سے ملنے کے بعد آپ عصر سے پہلے شرقپور شریف واپس آ گئے۔

## جلیانہ میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی کا عرس مبارک

26 نومبر بروز جمعہ 2004ء: آج جلیانہ روڑی میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری

نقشبندی مجددی کا سالانہ عرس مبارک تھا، پونے ایک بجے میاں صاحب سٹیج پر تشریف لائے، آپ نے فرمایا: صحت کی خرابی کی وجہ سے اب میں کسی بھی قسم کی تقریبات پر نہیں جاتا، حیات کے بار بار کہنے کی وجہ سے مجھے آنا پڑ گیا، میں بدھ کے روز تھوڑی دیر کے لیے جلیانہ روڑی آیا تھا میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ اب میں آ گیا ہوں جمعہ کے روز میرا آنا مشکل ہے مگر حیات کے بھائی امین نے کہا حضور ہم اعلان کر بیٹھے ہیں صرف دس منٹ کے لیے ہی آ جائیں، لہذا اب جماعت ہوگی، جماعت کے بعد مجھے واپس جانا ہے ہر کوئی اپنی نماز مکمل کرے اور نماز کے بعد اگر میاں سعید احمد تقریر کرنا چاہیں تو کریں، چند لمحوں بعد نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوگئی، امامت کے فرائض میاں سعید احمد شرقپوری نے ادا کئے۔ دعا میاں صاحب نے فرمائی، دعا کے بعد میاں صاحب شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ آپ نے گاڑی مجھے چلانے کو فرمایا، عطاء اللہ اور ماسٹر احمد علی شرقپوری چھلی سیٹ پر بیٹھ گئے، ٹھوکر نیاز بیگ سے ڈاکٹر خالد کو ساتھ لے کر تین بجے شرقپور شریف پہنچ گئے، مغرب کی نماز کے بعد آپ نے پشاور میں سید امیر شاہ صاحب کی وفات پر ایک تعزیتی خط لکھوایا، جس کو کمپوز کرانے کے بعد پروف ریڈنگ کے لیے محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس بھیج دیا۔

## میاں صاحب ویگن پر سوار ہو کر لاہور پہنچے

27 نومبر 2004ء: میاں صاحب کی طبیعت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی، بازوؤں

کے ساتھ ساتھ اب ٹانگوں میں بھی درد رہنا شروع ہو گیا تھا۔ آج آپ صبح فجر کی نماز کے بعد وہیل چیئر پر کنوئیں پر تشریف لے گئے، فاروق بھائی ماسٹر احمد علی اور ان کے بیٹے ڈاکٹر خالد کو چھوڑنے

موہنوال گئے ہوئے تھے، تقریباً آٹھ بجے ویگن پر بیٹھ کر میاں صاحب لاہور روانہ ہوئے، عطاء اللہ اور یہ خادم ہمراہ تھے۔ لاہور داتا صاحب ”ویگنوں کے اڈہ سے غلام رسول نے میاں صاحب کو گاڑی میں بٹھا کر محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس لے گئے، کتاب لطائف المدینہ اور سید امیر شاہ کے خط کی پروف خوانی کروانے کے بعد حرفان ہوٹل تشریف لے آئے، جہاں چوہدری محمود (جلیانہ) کا بیٹا محمد نواز میاں صاحب سے ملاقات کرنے آیا ہوا تھا، میاں صاحب ظہر کی نماز کے بعد محمد رفیق شاہد کے ہمراہ اس کی دکان شیر ربانی پرنٹنگ پریس (فتح گڑھ) تشریف لائے، تھوڑی دیر رکنے کے بعد آپ واپس شرقپور تشریف چلے گئے۔

## شیر ربانی نمبر کی تیاری میں مشورہ

29 نومبر بروز پیر 2004ء: میاں صاحب تقریباً روزانہ شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور حسین اور حوزہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے پروفیسر اقبال مجددی اور محمد عالم مختار حق سے ملاقات کرتے۔ آج مغرب کے بعد میاں صاحب سے ”شیر ربانی نمبر“ کی تیاری کے سلسلہ میں صلاح مشورہ ہوا اس بارے میں آپ نے چند ایک ہدایات دیں اور فرمایا قاضی ظہور احمد اختر نے بھی اعلیٰ حضرت پر کچھ کام کیا ہوا ہے وہ میں نے میاں جلیل احمد کو دیا تھا مگر اب وہ مان نہیں رہے۔

## حضرت زید فاروقی کا واقعہ

30 نومبر بروز بدھ 2004ء: آج آپ ذوالقرنین صاحب کے گھر ڈیفنس تشریف لے گئے، قادر بھائی اور عطاء اللہ ہمراہ تھے، میاں صاحب نے ذوالقرنین سے فرمایا اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تم معروف کا خیال رکھنا، آپ شاہ ابوالخیر اور حضرت زید فاروقی کے بارے گفتگو، ان کے آستانے کا نظم و ضبط اور اپنی ان سے ملاقاتوں کے حوالے سے واقعات سناتے رہے۔ آپ نے فرمایا صرف میلاد شریف کے موقع پر لنگر شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے باقی سارا سال مریدین حضرات اپنی جیب سے لنگر شریف پکاتے ہیں۔ آپ حضرت زید فاروقی سے ملنے کراچی بھی گئے، جہاں ایئر پورٹ پر ان کو ایک حج کا بھائی اور مجھے نثار لینے آیا ہوا تھا۔ حضرت زید فاروقی نے

میاں صاحب سے فرمایا کہ یہ شخص (نثار) آپ کو لینے آیا ہے، میاں صاحب نے کہا جی، انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ چلے جائیں اور چار بجے ہم سے ملنے آجائے گا۔

## میاں صاحب نے ٹوٹے پل کے پارے میں بتایا

2 دسمبر بروز جمعرات 2004ء: دو عدد کوئلے والے چولہے، کھلونے اور درس کے بچوں کے لیے بوٹ حاجی اسلم صاحب (اعظم مارکیٹ) کی دکان سے لے کر شرقیہ پور شریف آگیا، عشاء کی نماز کے بعد رات ساڑھے نو بجے میاں صاحب نے زردی کے بغیر انڈے اور چائے نوش فرمائی، کافی دیر محو گفتگو رہے۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص شرقیہ پور شریف باادب آستانے آئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شریف ہی ہو، جلیانہ، موہلنوال اور گردونواح کے لوگوں میں آپس میں لڑائی جھگڑے معمول کی بات ہے، لڑائی میں کئی لوگ زخمی اور مر بھی جاتے ہیں مگر یہ لوگ جب شرقیہ پور شریف آتے ہیں بڑی عقیدت سے آستانے کا کام بھی کرتے ہیں، مزید فرمایا، ماسٹر احمد علی شرقیہ پوری اور مہر غلام رسول (شرقیہ پور شریف) ہمارے دور نزدیک کے رشتہ دار ہیں مگر یہاں آکر انہوں نے کبھی رشتہ داری نہیں جتلائی عام لوگوں میں بیٹھ کر لنگر شریف کھاتے ہیں، باتیں کرتے کرتے رات کے دو بج گئے، میاں صاحب نے مجھے آرام کرنے کو فرمایا، فجر کی نماز کے فوراً بعد ڈیرے پر تشریف لے گئے، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد سکھانوالہ تشریف لے گئے، گاڑی روک کر ایک ٹوٹے ہوئے پل کی طرف اشارہ کیا، 1955ء سے پہلے یہ پل مسافروں کی گزرگاہ تھا مگر اب تمام لوگ جڑانوالہ سڑک ہی استعمال کرتے ہیں، یہ باتیں میاں صاحب قادر بھائی کا نام لے کر بتاتے، مزید فرمایا، پھر یانوالہ سے شرقیہ پور شریف براستہ دریا نزدیک ہے، اس کے بعد آپ شیخوپورہ انٹر چینج سے داخل ہو کر بابو صابو انٹر چینج اتر گئے، پروفیسر اقبال مجددی سے ملاقات کرنے کے بعد پروفیسر منور حسین صاحب کے پاس آگئے، میاں صاحب نے انہیں لطائف المدینہ کا انگریزی خلاصہ کرنے کو فرمایا جس پر پروفیسر صاحب نے کہا یہ تو میری خوش بختی ہے کہ میں اس کا انگریزی ترجمہ کروں۔ دس بجے میاں صاحب براستہ موٹروے جنڈیالہ شیرخان، پیر وارث شاہ کے دربار پر چلے گئے، جنڈیالہ شیرخان سے آپ ہرن مینار چلے گئے، قادر بھائی کو ساتھ ساتھ اس جگہ کے بارے میں معلومات بھی دیتے رہے، ایک بج کر دس منٹ پر شرقیہ پور شریف پہنچ

گئے، کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے کے بعد میاں صاحب نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے پنڈال میں تشریف لے گئے۔

## غفار خان کی پاکستان نہ دینے کی وصیت

4 نومبر بروز ہفتہ 2004ء: صبح دس بجے میاں صاحب بچکی حاجی رمضان نقشبندی کی رائس مل پر چلے گئے، قادر بھائی، عطاء اللہ، بابا برکت اور یہ خادم ہمراہ تھے۔ حاجی رمضان صاحب نے آٹومیٹک مشینوں سے چاول چھڑانے کے مختلف پراس دکھائے، تین چار گھنٹے ادھر ٹھہرنے کے بعد میاں صاحب نے بابا برکت کو انور (بچکی) کے ہمراہ شرقپور شریف بھیج دیا اور خود فیصل آباد میاں جلیل احمد شرقپوری کے پاس چلے گئے، عشاء کی نماز کے بعد میاں صاحب نے فرمایا خبریں اخبار میں آج ولی خان اور غفار خان کی پاکستان دشمنی اور انڈیا کے ساتھ دوستی کے بارے میں بڑی تفصیل سے ایک کالم شائع ہوا ہے۔ کالم میں لکھا ہوا تھا، غفار خان جب انڈیا گیا تو بھارت نے اس کو اس وقت 90 لاکھ روپے دیے تھے یہ روپے اس نے پاکستان لانے سے انکار کر دیا تھا اور کسی دوسرے ملک میں رکھوا دیے تھے۔ غفار خان نے وصیت کی تھی مرنے کے بعد اس کو پاکستان میں نہیں بلکہ جلال آباد افغانستان دین کرنا۔ بھارت کی طرف سے راجیو گاندھی نے غفار خان کے جنازے میں شرکت کی تھی۔

## میاں صاحب کی کالا باغ روانگی

5 دسمبر 2004ء: فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی (چکوال) روانہ ہو گئے، صاحبزادہ میاں عدیل احمد اور قادر بھائی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے، زیادہ افراد ہونے کی وجہ سے میاں جلیل احمد صاحب کی گاڑی کو بھی ساتھ لے لیا جس کو شفیع ڈرائیور چلا رہا تھا، عطاء اللہ اور ایک خادم اس گاڑی میں تھے، لہ انٹر چینج پر میاں عدیل صاحب کو شفیع ڈرائیور کے ہمراہ ان کے ننھیال بھیج دیا اور ساتھ تحفہ میں چاولوں کی ایک عدد بوری بھی دی، خود میاں صاحب کلر کھار بادشاہوں کے دربار پر حاضری کے لیے تشریف لے گئے، تقریباً پونے گھنٹے بعد میاں عدیل احمد صاحب بھی ادھر تشریف لے آئے، دوپہر بارہ بجے ڈھوک شیر ربانی پہنچ

گئے۔ ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی سے روانہ ہوئے، چکوال موڑ پر میاں عدیل احمد کو اتارا اور خود رات دس بجے کے قریب میانوالی تشریف لے گئے۔ میانوالی میں فیصل ہوٹل کمرہ نمبر 13 میں قیام کیا، رات کا کافی حصہ میاں صاحب نے جاگ کر گزارا، صبح فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد احمد آباد میں مولانا عبدالستار خان نیازی (تاریخ وفات 5 اپریل 2002ء) کے مزار پر تشریف لے گئے، ان کے مزار کا سنگ بنیاد مولانا شاہ احمد نورانی نے رکھا تھا، فاتحہ خوانی کے بعد میاں صاحب کالا باغ روانہ ہو گئے، پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے سفر بڑا ہی کٹھن اور دشوار گزار تھا۔ دریائے سندھ پر لوہے کے جال کا بہت بڑا پل تھا جس کا فرش لکڑی کے بہت موٹے موٹے بلاک رکھ کر بنایا گیا تھا، گاڑی نے بڑی مشکل سے پل عبور کیا نیچے دریا کے پانی کی رفتار کو دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا، کالا باغ شہر میں تھوڑی دیر کے، چائے پی، جامع مسجد فیضان مدینہ زیر تعمیر تھی اس میں چندہ ڈالا اور ڈیرہ اسماعیل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ڈیرہ اسماعیل سے ساٹھ کلومیٹر پہلے ”پیرزو“ کے مقام پر بنگش وزیرستان ہوٹل سے کھانا تناول کیا۔ میاں صاحب نے خود وال ماش اور سبزی کے سالن سے روٹی کھائی۔ ڈیرہ اسماعیل سے پہلے ایک سڑک صوبہ ٹانک کو جاتی تھی، میاں صاحب نے ٹانک جانے کا ارادہ کیا اس علاقے کو ہر طرف سے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا، سڑک کہیں سے ٹوٹی اور کہیں سے بہتر تھی، زمین زیادہ تر ریتیلی تھی، ٹانک میں پندرہ سے بیس منٹ صوفی رشید سے ملاقات کرنے کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہو گئے، ڈیرہ اسماعیل سے ڈیرہ غازی خان، بھکر براستہ حیدرآباد، جھنگ اور پھر رات ساڑھے آٹھ بجے تقریباً گیارہ سو کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد میاں جلیل احمد کے دفتر فیصل آباد آ گئے، نماز اور کھانے کے بعد میاں صاحب آرام کرنے لیٹ گئے۔

## میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت کا واقعہ سنایا

7 دسمبر 2004ء: صبح فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد میاں صاحب واپس شرقپور شریف آ گئے۔ اگلے روز زینت لیبارٹری سے آپ کے بلڈ اور پیشاب کے ٹیسٹ کروائے۔ عصر کے بعد پروفیسر منور صاحب کے گھر تشریف لے آئے، دوران گفتگو پروفیسر صاحب فرمانے لگے میں جب بھی ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری کی خدمت اقدس میں حاضر

ہوتا، ثانی صاحب ہمیشہ میاں جمیل احمد صاحب کا ہی نام لیتے، وہ مجھے ان کا لکھا ہوا مضمون دکھاتے اور اکثر میاں جمیل احمد صاحب کا ہی ذکر کرتے۔ اس دوران میاں صاحب نے بھی اعلیٰ حضرت کے حوالے سے ایک واقعہ سنایا، کہ جلیانہ کے احمد حیات کا تعلق اعلیٰ حضرت سرکار سے تھا وہ اعلیٰ حضرت کا بہت معتقد تھا، ایک دفعہ اس کا بیٹا محمود حیات انگریزی لباس میں اعلیٰ حضرت کو مل کر آیا، پتہ چلنے پر محمد حیات نے اپنے بیٹے محمود حیات کی بہت جھاڑ جھپٹ کی اور اس کو اسلامی طرز کا لباس سلوا کر دیا، کچھ عرصہ بعد محمود حیات اپنے دوست دین محمد کے ہمراہ شرقپور شریف اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اس دفعہ اپنے والد کے ڈر کی وجہ سے محمود حیات اسلامی لباس پہن کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ اس کے دوست نے انگریزی لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے محمود حیات کے دوست سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے، اس نے کہا دین محمد۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا، نام دین محمد اور لباس تم نے انگریزی پہن رکھا ہے، محمود حیات کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس طرح کا لباس پہنا کرو جس طرح اس چوہدری کے بیٹے نے پہن رکھا ہے چاہے اس نے زبردستی ہی پہنا ہوا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا چوہدری محمود حیات اپنے آخری وقت میں اس واقعہ کو یاد کر کے بہت روتا تھا۔

## میاں صاحب کی رپورٹس بہتر نہ تھیں

9 دسمبر بروز جمعرات 2004ء: زینت لیبارٹری سے میاں صاحب کی رپورٹ لے کر ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کے پاس پنجاب کارڈیالوجی سنٹر چلے گئے، ڈاکٹر صاحب میاں صاحب کی رپورٹس دیکھ کر پریشان ہوئے اور پوچھا میاں صاحب آجکل ادویات میں کیا استعمال کر رہے ہیں، چند روز قبل ذوالقرنین صاحب کے ہمراہ ہارٹ سنٹر میں میاں صاحب کا چیک ہوا انہوں نے میاں صاحب کی ادویات میں کچھ اضافہ اور تبدیلی کی جس کی وجہ سے میاں صاحب کی رپورٹس صحیح نہ تھیں، بہر حال ڈاکٹر محسن صاحب نے ہارٹ سنٹر کی تمام ادویات بند کر دیں اور ہر ماہ باقاعدگی سے چیک کرانے کو کہا۔ ڈاکٹر صاحب کو چیک کرانے کے بعد میاں صاحب اردو بازار میں شفیق صاحب (لاٹانی بک سیلز) کے پاس آئے قرآن پاک کے پانچ عدد نسخے لیے، غلام رسول کے ساتھ شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ میں ”جہان شیر ربانی“ کی تیاری کے سلسلہ میں سید



جمیل احمد رضوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا، انہوں نے اس حوالہ سے ایک خاکہ تیار کیا اس کو کمپوز کرانے کے بعد ملک بھر کے پروفیسرز، دانشوروں اور کالم نگاروں کو ارسال کرنا تھا۔

## لطائف المدینہ کا انگریزی ترجمہ

14 دسمبر 2004: یہ میٹنگ ”لطائف المدینہ“ کے ”تعارف“ کے انگریزی ترجمہ کے

سلسلے میں پروفیسر محمد منور صاحب کی قیام گاہ بالمقابل مانیکا ہاؤس گلبرگ III میں بوقت عشاء منعقد ہوئی۔ اس میں تصوف کی بعض اصطلاحات کے انگریزی ترجمہ میں پیش آمدہ مشکلات کے حل کیلئے غور کیا گیا۔ مجددی صاحب نے ایسے الفاظ کی ایک الگ فہرست بنانے کی پیش کش کی تاکہ ان پر غور کیا جاسکے۔

## پروفیسر منور صاحب کا محتاط انداز

15 دسمبر بروز بدھ 2004: میاں صاحب پروفیسر اقبال مجددی صاحب اور محمد عالم

مختار حق صاحب کو پروفیسر منور صاحب کے گھر لے گئے۔ پروفیسر منور صاحب لطائف المدینہ کتاب کو سمجھنا چاہتے تھے ان کا خیال تھا انگریزی میں ترجمہ کرتے وقت ایسے الفاظ استعمال نہ کر جاؤں جس کا اصل متن کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو، لہذا اس سلسلہ میں پروفیسر اقبال مجددی اور محمد عالم مختار حق صاحب کی ملاقات کرائی گئی۔ پروفیسر اقبال مجددی اور محمد عالم مختار حق صاحب نے پروفیسر منور صاحب کو اس کتاب کے بارے میں بڑی تفصیل سے آگاہ کیا۔

## جلیانہ کی سیر

16 دسمبر بروز جمعرات 2004ء: رات میاں صاحب نے شیخ ذوالقرنین صاحب

کے گھر ہی قیام کیا صبح فجر کی نماز کے بعد شیخ ذوالقرنین صاحب کے ہمراہ جلیانہ چلے گئے، یہاں زائرین کی ایک کثیر تعداد سے ملنے کے بعد آپ شرقپور شریف آگئے، واپسی پر میاں صاحب نے شیخ ذوالقرنین اور صوبیدار فضل کریم (اکاؤنٹنٹ حرفان ہوٹل) کو جلیانہ کے گرد و نواح کی سیر کرائی۔

## عرس شریف کے اخباروں میں اشتہارات

17 دسمبر بروز جمعہ المبارک 2004ء: صبح فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب حرفان ہوٹل آگئے، حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرچوری کے عرس پر مختلف اخباروں میں میاں نواز صاحب کی معرفت اشتہارات لگائے گئے، میاں صاحب نے ان کو بلوا کر مبلغ-20500 روپے کی رقم ادا کی، ان کے جانے کے بعد پروفیسر بشیر احمد صدیقی اور محمد اکرم کے بھائی محمد ثار صاحب سے ملاقات کی۔

## میاں صاحب گر گئے

19 دسمبر بروز اتوار 2004ء: رات میاں صاحب نے حرفان ہوٹل ہی قیام کیا، تقریباً دو بجے رات مجھے اٹھایا اور فرمایا میں واش روم جاتے ہوئے گر گیا ہوں میری کمر میں درد ہے، میں نے کمر دیکھی تو کوئی بیرونی چوٹ نہ تھی، صبح ڈاکٹر محسن صاحب کو چیک کرایا تو انہوں نے (Deep Heat) کریم اور گرم پانی والا مشینزہ کمر کے نیچے چند روز رکھنے کو فرمایا۔ تقریباً بارہ بجے دوپہر جلیانہ سے ملک ریاض اور ملک نواز، لاہور سے ڈاکٹر بشیر صدیقی، ان کے بھائی نذیر صدیقی، حاجی اکرم (لندن) ثار صاحب، راجہ وقار، حاجی اسلم (اعظم مارکیٹ) ان کا بیٹا محبوب اور ملک محمد افضل (اسٹنٹ ڈائریکٹریب) ملنے کے لئے آئے، عصر کی نماز کے بعد امام علی کے ہمراہ پروفیسر منور صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ اگلے روز میاں صاحب سہ پہر تین بجے فتح گڑھ تشریف لائے، چھپوائی کے معاملے میں چند ایک ہدایات دینے کے بعد فوراً واپس شرچور شریف روانہ ہو گئے۔

## ملک زاہد صاحب کے ساتھ لاہور کا سفر

22 دسمبر 2004ء: میاں صاحب ملک زاہد صاحب کے ہمراہ اقبال ٹاؤن اپنی بھتیجی کے گھر تشریف لے گئے، وہ اس دفعہ حج پر جا رہی تھیں۔ میاں صاحب نے ان کو اڑھائی ہزار روپے کے دو عدد ہار ڈالے، اس کے بعد آپ لفیصل ٹاؤن میاں محمود صاحب کے گھر تشریف

لے گئے وہ بھی اس دفعہ حج پر جا رہے تھے ان کو بھی اڑھائی ہزار روپے کا ہار ڈالا، گلشن راوی ملک زاہد صاحب کو ان کی رہائش گاہ پر چھوڑنے کے بعد میاں صاحب حاجی اسلم صاحب کے گھر چند منٹ رکنے کے بعد حرفان ہوٹل تشریف لے آئے، امام علی میاں صاحب کے انتظار میں حرفان ہوٹل ہی تھا۔

## سفر شام

23 دسمبر 2004ء: حاجی محمد ارشد صاحب، عامر صاحب (پشاور) اور رنگ الہی صاحب (اسلام آباد) صبح سات بجے سبزی منڈی راجہ رفیق صاحب کی 19 نمبر آڑھت پر میاں صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، وہ چند روز قبل عمرہ کے سلسلہ میں سعودیہ اور شام گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں صحابہ کرام کے مزارات کی تصاویر پیش کیں، میاں صاحب نے انہیں ان تصاویر کے پیچھے کیپشن لکھنے کو فرمایا، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور قاضی ظہور احمد اختر بھی آگئے۔ کتابوں کے تیاری کے سلسلہ میں وہ کافی دیر میاں صاحب سے محو گفتگو رہے۔ مغرب کی نماز کے بعد آپ ڈاکٹر محسن کو لے کر جلیانہ روڑی چلے گئے ڈاکٹر صاحب کو بحریہ ٹاؤن اور گردونواح کی سیر کرائی، کھانا کھانے کے بعد ڈاکٹر محسن صاحب واپس تشریف لے گئے، رات آپ نے روڑی پر ملک امین صاحب کے گھر ہی قیام کیا۔

24 دسمبر 2004ء: راجہ رفیق کی آڑھت پر صبح ڈاکٹر بشیر صدیقی، قاضی ظہور احمد اختر، ماسٹر احمد علی، ڈاکٹر خالد، ظریف خان، ملک بلو، حاجی اسلم اور ان کا بیٹا محبوب ملاقات کے لئے آئے، گیارہ بجے آپ شرقپور شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

## مسجد حضرت خواجہ محمد زمانؒ کی توسیع

25 دسمبر 2004ء: جلیانہ روڑی میں مسجد حضرت خواجہ محمد زمانؒ کی توسیع کر رہے تھے میاں صاحب نے اس سلسلہ میں انتظامیہ کو مبلغ 25000/- روپے دیے۔ مغرب کی نماز کے بعد کراچی سے حاجی الیاس صاحب کے بیٹے شعیب بھائی اور عمران صاحب تشریف لائے میاں صاحب نے حرفان ہوٹل میں ان کو اور محمد افضل (اسٹنٹ ڈائریکٹرنیٹ) کو اکٹھے کھانا کھلایا،

کھانے کے بعد شعیب بھائی اسٹیشن پر کیپٹل ہوٹل کمرہ نمبر 216 میں تشریف لے گئے۔

## میاں صاحب کا لندن جانے کا پروگرام

26 دسمبر بروز اتوار 2004: محمد ارشاد (علاقہ نواب صاحب) کو میاں صاحب نے کیپٹل ہوٹل بھیج دیا جہاں سے شعیب بھائی کو لے کر حرفان ہوٹل آ گیا، ناشتہ کرنے کے بعد میاں صاحب شعیب صاحب، عمران صاحب، عبدالستار خانانی اینڈ کالیان کے دونوں بھائیوں کو بحریہ ٹاؤن دکھانے کے لئے لے گئے۔ اس وقت آپ نے پھر مسجد کے لئے کچھ رقم دی (وہ میں نوٹ نہ کر سکا)۔ مسجد کی توسیع کے سلسلہ میں بابا محمد حسین نے ایک کنال کا پلاٹ دیا تھا، میاں صاحب شام کو حرفان ہوٹل آئے، جہاں ڈاکٹر خالد، عامر لطیف، رانا ندیم شہزاد، امام علی، ذوالفقار علی اور رفیق شاہد پہلے سے انتظار میں تھے۔ میاں صاحب نے ان کو چائے پلانے کے بعد اجازت دے دی، رات آپ نے ادھر ہی قیام کیا، صبح چار بجے سے پہلے مجھے اٹھایا اور تہجد کے نفل پڑھنے کو فرمایا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد میاں صاحب نے فرمایا ہو سکتا ہے سردیوں میں اس دفعہ میں لندن جاؤں، میں نے عرض کیا اگر میں اپنی ٹکٹ کا بندوبست کر لوں تو آپ کے ساتھ جاسکتا ہوں آپ نے فرمایا تمہیں ایئر پورٹ سے باہر کون جانے دے گا، میں نے عرض کیا اگر ایئر پورٹ پر ڈی پورٹ ہو جاؤں تو واپس آ جاؤں گا، میاں صاحب نے فرمایا اگر عبداللہ کمائی تمہیں سپانسر کرے تو تم جاسکتے ہو۔

## عبدالوحید اور جاوید باجوہ سے تعزیت

28 دسمبر 2004ء: صبح ساڑھے چھ بجے جناب نذیر حق صاحب (ایڈیٹر روزنامہ پاکستان) سے حرفان ہوٹل میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں اتوار کا سنڈے میگزین ”زندگی“ پیش کیا اس میں ”فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری“ پر تبصرہ شائع ہوا تھا۔ میاں صاحب نے انہیں ”تذکرہ بگویہ“ اور فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی پہلی جلد دی۔ چائے پینے کے بعد میاں صاحب تعزیت کے لیے نذیر حق صاحب کے ساتھ جناب محمد وحید صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ چند دن پہلے ان

کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ فیصل آباد میں جاوید باجوہ صاحب کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا  
میاں صاحب گیارہ بجے فیصل آباد ان سے تعزیت کے لیے روانہ ہو گئے۔

## ڈھوک شیر ربانی آنے کا حکم

29 دسمبر بروز بدھ 2004ء: صبح پونے پانچ بجے میاں صاحب کا صاحبزادہ میاں  
جلیل احمد صاحب کے دفتر فیصل آباد سے فون آیا کہ تم فارغ ہو کر ڈھوک شیر ربانی آ جاؤ، آنے سے  
پہلے، عبدالستار (مبین) محمد رفیق شاہد، امام علی، اشفاق پٹواری، محمد نشاء اور حاجی محمد حیات میں  
سے جو آسانی سے آسکے وہ ڈھوک شیر ربانی پہنچ جائے، سوائے محمد رفیق شاہد کے کوئی بھی تیار نہ  
ہوا۔ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد تقریباً اڑھائی بجے ہم لاہور سے چکوال کی طرف روانہ ہوئے۔  
رات دس بجے ہم ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے، کھانا کھایا اور میاں صاحب کے کمرہ میں ہی آرام کے  
لیے لیٹ گیا، ساری رات میاں صاحب جاگتے ہی رہے۔ جب بھی میری آنکھ کھلتی میاں صاحب  
مطالعہ میں ہی مصروف ہوتے۔ صبح ناشتے کے بعد آپ نے بشیر صاحب (مقیم ڈھوک شیر ربانی)  
محمد رفیق، حسن ڈرائیور اور مجھے چکوال سبزی منڈی کچھ سامان خریدنے کے لیے بھیج دیا، سدووال  
سے ڈھوک شیر ربانی تک سڑک کی تعمیر کا کام شروع تھا اس سلسلہ میں میاں صاحب نے تعمیر میں  
حصہ لینے والے تمام افسروں اور مزدوروں کی دعوت کر رکھی تھی۔ ظہر کی نماز سے قبل ہی تمام عملہ کھانا  
کھا کر رخصت ہو گیا، حسن کو میاں صاحب نے میاں جلیل احمد کے دفتر روانہ کر دیا، تین بجے مجھے  
اور رفیق کو لاہور بھیج دیا اور فرمایا کلر کھار پر حضرت غوث پاک کے پوتوں کے مزار پر ہوتے جانا،  
رات ساڑھے دس بجے ہم لاہور آ گئے۔

## نمک کی کان کی سیر

یکم جنوری 2005ء: سارا دن لاہور میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں مصروف رہا  
رات ساڑھے گیارہ بجے امام علی اور محمود سعید (فتح گڑھ) کو ساتھ لے کر ڈھوک شیر ربانی روانہ  
ہو گیا، ساڑھے بارہ بجے رات کو سٹر چکوال کے لیے روانہ ہوئی اور صبح ساڑھے چار بجے ہم تینوں  
چکوال سے چند کلومیٹر پہلے سدووال موڑ پر اتر گئے، پیدل ڈھوک شیر ربانی کی طرف روانہ ہو گئے

ساڑھے پانچ بجے فجر کی نماز ہم نے میاں صاحب کے ساتھ ادا کی، ڈھوک شیر ربانی کے مقامی لوگ بڑے حیران تھے کہ ہم بغیر سواری اس وقت کیسے پہنچ گئے۔ شرفیور شریف کے ملک صفدر علی، حاجی اللہ دتہ، شیخوپورہ کے مولوی کرامت علی صاحب، عبدالستار صاحب اور ان کا بھائی محمد شعیب، حاجی محمد حیات، بابا ظفر باورچی، عطاء اللہ پہلے سے موجود تھے، ناشتہ کے بعد قبلہ میاں صاحب نے فیصل آباد سے صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرفیوری سے ہنڈا گاڑی منگوائی جس کو ارشد گن مین اور طارق لے کر تقریباً دس بجے صبح میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے، سب سے آگے میاں صاحب کی گاڑی سپورٹس جس کو حسن چلار ہاتھ اس گاڑی میں حاجی اللہ دتہ صاحب، عبدالستار صاحب، محمد شعیب صاحب اور مولوی کرامت صاحب تھے، میاں صاحب کی گاڑی کے پیچھے جس کو یہ خادم چلار ہاتھ اس میں ملک صفدر صاحب، طارق، امام علی، محمود سعید اور ماسٹر عظمت بیٹھے تھے، تیسری گاڑی ارشد گن مین چلار ہاتھ، سب سے پہلے کلر کھار پر موجود بادشاہوں کے مزار اقدس پر حاضری دی، تخت بابری اور چشمہ کی بھی سیر کی، کلر کھار سے براستہ مینارا، بوچھال اور اللہ شریف سے ہوتے ہوئے پیر کھار شریف حاضری دی، لنگر شریف کھایا اور کھیوڑہ نمک کی کان کی طرف روانہ ہو گئے، راستے میں ٹوبہ کے مقام پر ایک سادہ سی مسجد میں نماز ظہر ادا کی۔ احمد شہزاد نامی لڑکے نے بارشی پانی کے ساتھ ہم سب کو وضو کرایا میاں صاحب نے احمد شہزاد کو کچھ تبرک بھی دیا، احمد شہزاد بکریاں چرا کر اپنی گذر بسر کرتا تھا۔ کھیوڑہ مائن پر پہنچ کر 7851 روپے کی ٹکٹ خریدی اور ٹرین پر بیٹھ کر کھیوڑہ مائن کی سیر کی، محمد اکرام گائیڈ نے تمام افراد کو مائن کے متعلق معلومات فراہم کیں جس کو بعد میں بابا حیات نے انعام کے طور پر 651 روپے دیے، محمد اکرام عرصہ بیس سال سے مائن پر گائیڈ کے طور سے کام کر رہا تھا۔ مائن کے باہر نماز عصر ادا کی جماعت بابا حیات نے کرائی۔ کھیوڑہ سے حسن ڈرائیور مولوی کرامت، ملک صفدر، امام علی، ماسٹر عظمت اور محمود سعید کو لے کر لاہور کے لیے روانہ ہو گیا، عبدالستار اور شعیب بھی لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔

میاں صاحب واپس چکوال کے لیے روانہ ہوئے کلر کھار سے رات کا کھانا کھایا ڈھوک شیر ربانی پہنچ کر عشاء کی نماز ادا کی اور آرام کے لیے لیٹ گئے۔ آجکل آپ عشاء کی نماز کے بعد آرام کے لیے لیٹ جاتے، رات ایک دو بجے کے قریب دوبارہ اٹھ جاتے اور اکثر کسی نہ کسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔

## ڈاکٹر شیر زمان صاحب کو ڈائجسٹ کا پروف دکھایا

3 جنوری 2005ء: کو مجھے میاں صاحب نے شیر ربانی ڈائجسٹ کا پروف دکھانے کے لیے ڈاکٹر شیر زمان صاحب کے پاس اسلام آباد بھیج دیا، حاجی محمد حیات اور حاجی اللہ دتہ صاحب مرید حسین شہید کے مزار اقدس پر حاضری کے لیے چلے گئے۔ سہ پہر تین بجے میں محمد بشیر صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر شیر زمان صاحب سے ملاقات کے لیے ان کے گھر پہنچ گیا، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میاں صاحب کی طرف سے چند ایک تحائف اور سلام پیش کیا، انہوں نے شکریہ ادا کیا اور اسلام کی اشاعت و ترویج کے حوالے سے میاں صاحب کی بے حد تعریف کی۔ میں نے ان کو شیر ربانی ڈائجسٹ کا پروف دکھایا کافی دیر مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے ڈائجسٹ کے معیار کو بہتر کرنے کے لیے اپنی قیمتی آراء پیش کیں۔ میں نے عرض کیا میاں صاحب اس انگریزی ڈائجسٹ میں تمام بزرگان دین پر مضامین شائع کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی ہر لحاظ سے اپنی خدمات پیش کرنے کا وعدہ فرمایا۔ عصر کی نماز کے بعد میں ڈھوک شیر ربانی روانہ ہو گیا۔ محمد بشیر کو قبلہ میاں صاحب سے بڑی عقیدت تھی راوپنڈی میں شیر ربانی جوس کارنر کا کاروبار کرتے ہیں۔ رات آٹھ بجے میں سد و وال پہنچ گیا، میاں صاحب نے عطاء اللہ اور محمد جمیل (شیر طالب علم کا بھائی، ڈھوک شیر ربانی) کو سد و وال اڈہ پر بھیج دیا۔ میں ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر میاں صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی طرف سے سلام اور ڈائجسٹ کے متعلق ان کی قیمتی آراء پیش کیں۔ لنگر شریف کھانے اور نماز پڑھنے کے بعد میں میاں صاحب کے کمرہ میں ہی آرام کے لیے لیٹ گیا۔

## جنرل مجید کے فارم کی سیر

4 جنوری 2005ء: فجر کی نماز کے بعد آپ نے پھل کی دو عدد پیٹیاں تیار کروائیں ایک عدد پیٹی صاحبزادہ مقصود الرسول للہی اور دوسری پیٹی صاحبزادہ نعیم الرسول للہی کی طرف بھیجنے کے لیے سد و وال کے حافظ محمد اکبر، حسن ڈرائیور اور عطاء اللہ کے سپرد کیں۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ رتہ شریف چلے گئے یہاں بزرگوں کے مزارات کی زیارت کے بعد آپ جنرل مجید کے فارم

پر تشریف لے گئے، بڑا وسیع فارم تھا جس میں گائے بھینسوں کی بڑی کثیر تعداد موجود تھی چند لمحے رکنے کے بعد آپ کلر کھار سے ہوتے ہوئے چو اسیدن شاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ چو اسیدن شاہ روڈ پر میجر شاہ نواز شہید کے مزار پر کے فاتحہ خوانی کی مزار سے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹی سی مسجد جو محمدی مسجد کے نام سے منسوب تھی میں ظہر کی نماز ادا کی، جماعت حافظ محمد اکبر نے پڑھائی، چو اسیدن شاہ روڈ کا منظر بہت دلکش تھا کہیں چھوٹے اور کہیں بڑے پہاڑ تھے پہاڑوں پر قدیم تہذیبوں کے آثار بڑے واضح نظر آتے تھے۔ بچے بڑے زیادہ تر پیدل چلتے نظر آئے جس کی وجہ یہاں کے لوگ صحت مند تھے۔ چو اسیدن شاہ کا علاقہ بڑا بارونق تھا مزار شریف پر بھی بہت رش تھا۔ تمام حضرات نے مزار شریف پر سلام کیا نماز عصر ادا کی اور واپس کلر کھار روانہ ہو گئے، ہمارے کلر کھار پہنچنے سے پہلے لاہور سے مشتاق عرف بلا (جلیانہ) کی گاڑی پر اشفاق پٹواری اور حبیب اللہ کلر کھار سٹاپ پر پہنچ کر ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ میاں صاحب نے ان کو بھی ساتھ لیا اور ڈھوک شیر ربانی کی طرف روانہ ہو گئے، رات تقریباً آٹھ بجے میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے، جہاں محمد ارشاد (علاقہ نواب صاحب رائے ونڈ روڈ) بابا برکت (جلیانہ) اور محمد طارق (پی اے میاں جلیل احمد شریقی) بھی پہنچ چکے تھے۔ تمام حضرات کی میاں صاحب نے پھل (مسی اور کیلا) کے ساتھ تواضع کی بعد میں لنگر شریف کھلایا، میاں صاحب نے عشاء کی نماز ادا کی اور آرام کے لیے لیٹ گئے۔

## سردھی کی سیر

5 جنوری 2005ء: ناشتہ کرنے کے بعد چار گاڑیوں پر مشتمل میاں صاحب کا یہ قافلہ سردھی کی طرف روانہ ہو گیا پہاڑوں کے درمیان بل کھاتی سڑکیں بڑا خوبصورت منظر پیش کر رہی تھیں۔ سردھی میں پہاڑی کی چوٹی پر صاحبزادہ مطلوب الرسول صاحب کی رہائش گاہ ہے یہاں کچھ دیر کے چائے بسکٹ وغیرہ نوش کیے اور واپس کلر کھار کی طرف روانہ ہو گئے، دربار شریف پر گوبھی اور گاجر آلو کے سالن کے ساتھ لنگر شریف کھلایا، صوبیدار فضل کریم صاحب اپنے دو بیٹوں اور دو بھائیوں سمیت کلر کھار تشریف لارہے تھے لنگر چینیج کے قریب ان کی گاڑی خراب ہو گئی، موٹروے پولیس نے کرین کے ذریعے ان کی گاڑی کلر کھار انٹر چینیج سے باہر پہنچا دی، تمام قافلہ



کھیوڑہ روانہ ہو گیا۔ اشفاق پٹواری، بابا برکت، حبیب اللہ (جلیانہ)، مشتاق عرف بلا، محمد عمران (ویڈیو میکر)، حافظ محمد اکبر اور یہ خادم کھیوڑہ نمک کی کان کی سیر کے لیے چلے گئے باقی افراد میاں صاحب کے ہمراہ باہر ہی ٹھہر گئے۔ مغرب کی نماز کے قریب کھیوڑہ کان سے باہر آئے موٹروے پر نماز مغرب ادا کی سرگودھا روڈ پر واقع جھال چکیاں ہوٹل سے رات کا کھانا کھایا (اس ہوٹل کی چنے کی دال بہت مشہور ہے جو دیسی گھی میں تیار کی جاتی ہے، دور دور سے لوگ یہاں کی دال کھانے آتے ہیں) اور پھر بشیر صاحب کے گھر آ گئے، آپ نے واپسی پر غسل فرمایا نماز عشاء ادا کی اور آرام کے لیے لیٹ گئے۔ میں بھی آپ کے کمرہ میں ہی سو گیا، صبح چار بجے آپ نے مجھے نفل پڑھنے اور بعد میں بازار سے ناشتہ لانے کو فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد میں اشفاق پٹواری کو ساتھ لے کر ناشتہ لینے چلا گیا تمام حضرات نے انڈوں اور پرائٹوں کا ناشتہ کیا، تقریباً نو بجے صبح میاں صاحب سرگودھا بشیر صاحب کے گھر سے روانہ ہو گئے، تقریباً ایک بجے دوپہر بیربل شریف جناب خالد سیف اللہ صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔ پہلے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کے خلیفہ حضرت عمر بیر بلوئی کے مزار اقدس پر حاضری دی، خالد سیف اللہ نے قبلہ میاں صاحب کا بڑی گرم جوشی سے استقبال اور بڑے اعلیٰ لنگر شریف کا اہتمام کیا۔ کچھ دیر رکنے کے بعد میاں صاحب خالد سیف اللہ کو ساتھ لے کر حضرت معروف قادریؒ کے مزار اور کلر کھار میں حضرت بادشاہوں کے دربار شریف پر حاضری کے لیے چلے گئے۔ خالد سیف اللہ صاحب وہاں سے اسلام آباد کی طرف روانہ ہو گئے میاں صاحب اپنے قافلے کو لے کر جوہر آباد بابا طاہر شاہ کے ڈیرے پر چلے گئے۔ عصر کی نماز کے بعد آپ لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ عشاء کے بعد آپ جلیانہ پہنچ گئے۔ رات آپ نے بابا حیات صاحب کے بھائی چوہدری امین کے گھر پر ہی قیام کیا، صبح ناشتے کے بعد آپ جلیانہ میں اپنے ڈیرے پر چلے گئے وہاں کافی لوگ آپ کی زیارت کو آئے ہوئے تھے۔ لوگوں سے ملنے کے بعد حبیب اللہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حبیب اللہ نے لنگر شریف کا بڑا وسیع انتظام کیا ہوا تھا، وہاں سے بابا برکت اور پھر رشید صاحب کے گھر سے ہوتے ہوئے شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ تقریباً دو بجے دوپہر ماسٹر عظمت کے ہمراہ جمعہ کی نماز کے لیے پنڈال تشریف لے آئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کنوئیں پر تشریف لے گئے۔ مغرب سے کچھ دیر پہلے واپس آستانہ تشریف لے آئے نماز مغرب ادا کی اور گھر تشریف لے

گئے۔ عشاء کی نماز کے وقت آپ پھر باہر آئے جماعت اس خادم نے کرائی رات دس بجے کے قریب آپ آرام کے لیے لیٹ گئے۔

## ڈاکٹر عبدالمجید سے دانت بنوائے

08 جنوری 2005ء: صبح فجر کی نماز کے بعد آپ نے قادری بھائی (کراچی)، حاجی اللہ دتہ (شرقیہ شریف)، دین محمد (گیمبر) اور اس خادم کو ناشتہ کرایا دوپہر ایک بجے تک شرقیہ شریف میں ہی میاں صاحب کی تمام فائلوں کو ترتیب دیا، اور پھر لاہور پانی والے تالاب میں ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کے پاس دانتوں کو چیک کرانے چلے گئے۔ چند روز قبل میاں صاحب کا ایک اور دانت ہل رہا تھا جس کو ڈاکٹر صاحب نے نکال دیا تھا اس کی جگہ مصنوعی دانت لگانا تھا۔ میاں صاحب کی نیچے والی داڑھیوں میں تین دانت مصنوعی تھے دائیں طرف سے دو اور بائیں طرف سے ایک دائیں طرف سے ایک اور دانت نکال دیا گیا تھا جو کافی دیر سے ہل بھی رہا تھا اس لیے ڈاکٹر صاحب نے دائیں طرف والے مصنوعی دانتوں کے ساتھ ایک اور دانت ایڈجسٹ کر دیا تھا چیک اپ کے بعد ڈاکٹر صاحب نے بروز منگل دوبارہ چیک کرانے کو کہا۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس 19 نمبر آڑھت پر تشریف لے گئے جہاں ساندہ کا محمد ظریف اور کھڈیاں سے حاجی محمد رمضان، عبدالبجبار ولد منصب علی اور میر حمزہ ولد بشارت علی پہلے سے موجود تھے۔ آپ نے ان سے کافی دیر محو گفتگو رہے، اپنی زندگی کے بارے میں چند ایک واقعات بھی سنائے ان کے جانے کے بعد محمد اختر کے بھائی حاجی محمد اسلم صاحب (فیصل آباد) تشریف لائے۔ مغرب کی نماز کے بعد آپ سبزی منڈی سے روانہ ہوئے محمد اسلم صاحب کو جیل روڈ پر اتارا انہیں شیر ربانی ڈائجسٹ میں اشتہار کے لیے بھی فرمایا خود شرقیہ شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## شفیع اوکاڑوی کے چھوٹے بیٹے کی شرقیہ شریف آمد

10 جنوری 2005ء: 9 جنوری بروز اتوار کو جلیانہ لاہور تھوڑی دیر کے لیے گئے اور پھر واپس شرقیہ شریف ہی سارا دن گزارا۔ آج بروز پیر جناب محمد شفیع اوکاڑوی کے چھوٹے بیٹے

شرقیہ شریف آئے۔ وہ آجکل مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے کافی دیر میاں صاحب کے ساتھ محو گفتگو رہے، محمد اکرم صاحب (لندن) کے چھوٹے بھائی کے ہاتھ میاں صاحب نے 75 عدد شیر ربانی ڈائجسٹ لندن بھجوائے اور خود ساڑھے گیارہ بجے کے قریب لاہور پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ قاضی ظہور احمد اختر (پھلرون)، پروفیسر خالد بشیر، امام علی اور کاشف کامران بھی ہمراہ تھے، نقشبندی اولیاء کرام پرائگریزی میں مضامین کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر خالد بشیر اور پروفیسر منور حسین صاحب کے درمیان کافی دیر علمی گفتگو ہوتی رہی، بعد میں پروفیسر منور حسین صاحب نے اعلیٰ حضرت سرکار اور میاں ثانی صاحب کے بارے چند ایک واقعات سنائے میاں صاحب کی پیجا رو خراب تھی اس کو مرمت کرانے کے لیے جاوید مستری (نزد گنگارام ہسپتال) کے حوالے کر کے غلام رسول صاحب کی گاڑی پر شرقیہ شریف واپس آ گئے۔

## میاں صاحب کے دانتوں کی فلنگ

11 جنوری 2005ء: دانتوں کو چیک کرانے آپ صبح ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کے پاس روانہ ہو گئے، پروفیسر خالد بشیر صاحب بھی ہمراہ تھے، میاں صاحب کے کلینک پہنچنے سے پہلے حاجی محمد اسلم (اعظم مارکیٹ) ڈاکٹر صاحب کی دکان پر موجود تھے، آج ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کلینک پر موجود نہ تھے ان کے بیٹے نے میاں صاحب کے دانتوں کی صفائی کی۔ میاں صاحب کا دانت ٹوٹ چکا تھا اس کی جڑ ابھی باقی تھی آج پھر ٹوٹے ہوئے دانت کی جگہ فلنگ نہ ہو سکی، ڈاکٹر صاحب نے پھر ایک ہفتے بعد آنے کو کہا، رات آپ نے سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس ہی گزاری اور صبح فجر کی اذان سے پہلے شرقیہ شریف روانہ ہو گئے، فجر کی نماز آپ نے شرقیہ شریف میں ہی ادا کی۔ چند ایک ضروری کام کرنے کے بعد آپ ساڑھے آٹھ بجے لاہور حاجی اسلم صاحب کے گھر برکت مارکیٹ آ گئے ناشتہ حاجی اسلم صاحب کے گھر سے ہی کیا، ساڑھے نو بجے آپ نے مجھے فتح گڑھ اتارا اور خود سبزی منڈی چلے گئے۔ دوپہر بارہ بجے میاں صاحب کے پاس آ گیا، تھوڑی دیر رکنے کے بعد آپ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر آ گئے، کافی دیر حوزہ نقشبندیہ اور نقشبندی سلسلہ پر کتب کے بارے میں تبصرہ کرتے رہے۔ تین بجے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں آ گئے، مغرب تک

آپ پروفیسر صاحب کے گھر پر ہی رہے، مغرب کی نماز کے بعد آپ سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس آگئے۔ رفیق شاہد بھی تھوڑی دیر بعد سبزی منڈی آگیا۔ میں نے میاں صاحب سے عرض کیا رفیق کی شادی ہو رہی ہے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا بھی فرمائی اور اس کو مبلغ 20000/- روپے بھی دیے، صبح فجر کی نماز پڑھنے اور ناشتہ کرنے کے بعد آپ گوجرانوالہ میں حاجی محمد حنیف صاحب کے گھر آگئے۔

## محمد افضل کی دعوت

14 جنوری 2005ء: محمد افضل نامی ایک سرکاری ملازم بھی حرفان ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے میاں صاحب کو آج رات کے کھانے کی دعوت دی تھی، عصر کے قریب صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری اپنے ایک دوست کے ہمراہ جو یو۔ کے سے تشریف لائے تھے ان کے ساتھ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مغرب تک میاں صاحب کے پاس ہی رہے، مغرب کے بعد قبلہ میاں صاحب آغا خاں لیبارٹری نزد ریس کورس پارک اپنے ٹیسٹ کروانے کے لیے چلے گئے۔ عشاء کی نماز کے بعد میاں صاحب کے کمرہ میں ہی محمد افضل نے کھانے کا اہتمام کیا، کھانے کے بعد میاں صاحب نے تمام کا تمام کھانا افضل صاحب کے کمرہ میں ہی بھجوا دیا اور غلام رسول کو ہدایت کی کہ اس کا بل بھی میں خود ادا کروں گا۔ کھانے کے بعد جاوید باجوہ (فیصل آباد) کی طرف سے نئے سال کی ڈائری میاں صاحب کو وصول ہوئی، رات دس بجے تک میاں صاحب اور محمد افضل آپس میں محو گفتگو رہے۔

## میاں صاحب کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ

15 جنوری 2005ء: فجر کی نماز کے بعد آپ جلیانہ تشریف لے گئے، جلیانہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ شرقپور شریف روانہ ہو گئے، میری طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے میں فتح گڑھ آگیا۔ آج رات گھر والے طارق بھائی کی شادی کے دن فائل کرنے جا رہے تھے میری طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے میں گھر میں ہی رہا۔ رانا ندیم مجھے دوائی وغیرہ کھلا کر چلا گیا، دوائی کھانے کے بعد بڑی گہری نیند سو گیا، بلکہ فجر کی نماز کے بعد تھوڑا بہت ناشتہ کیا دوائی کھائی اور پھر

ظہر کی نماز تک ہوش نہ رہا۔ ظہر کے وقت میاں صاحب کا ٹیلی فون آیا طبیعت کے بارے میں پوچھا۔ میں عرض کیا کہ ابھی بخار ہے، آپ نے فرمایا امام علی کو پروفیسر منور صاحب کے گھر بھیج دو تاکہ ڈائجسٹ کا کام چلتا رہے۔ میں نے میاں صاحب کے حکم کے مطابق امام علی کو پروفیسر صاحب کے گھر بھیج دیا۔ مغرب کی نماز کے بعد عطاء اللہ ڈرائیور نے بتایا کہ میاں صاحب کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، اچانک گاڑی کا ٹائر اور رم پھٹ جانے سے گاڑی دیوار میں جا لگی اس نے بتایا میاں صاحب خیریت سے ہیں مگر گاڑی کا اگلا حصہ تباہ ہو گیا ہے۔ میں نے میاں صاحب سے رابطہ کیا تو آپ نے فرمایا آج تو بزرگوں کے طفیل ہی بیچ گئے ہیں ورنہ بچنے کی تو کوئی صورت نہ تھی۔ میں نے عرض کیا اب آپ کہاں ہیں آپ نے فرمایا میں سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس پہنچ چکا ہوں، میں نے رکشہ لیا اور میاں صاحب کے پاس پہنچ گیا، میاں صاحب کی خیریت دریافت کی آپ نے چائے پلائی اور پوچھا کیسے آئے ہو میں عرض کیا رکشے سے آیا ہوں آپ نے فرمایا سو روپے کرایہ دیا ہوگا۔ میں نے عرض کیا ہاں جی۔ میں نے واقعی سو روپے رکشے والے کو کرایہ دیا تھا۔

## منبع انوار کا انگریزی ترجمہ

18 جنوری 2005ء: رات آپ نے سبزی منڈی میں ہی قیام کیا، صبح فجر کی نماز کے بعد شرقپور شریف روانہ ہو گئے مگر ساڑھے گیارہ بجے واپس شرقپور شریف سے لاہور پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے آئے۔ شیر ربانی ربانی ڈائجسٹ کے لیے ابھی تک کہیں سے کوئی فریش مضمون نہیں آیا تھا، اس لیے صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کی لکھی ہوئی منبع انوار کا انگریزی ترجمہ جو پروفیسر خالد بشیر صاحب نے کیا تھا اس کی تصحیح کے لیے پروفیسر منور صاحب کی خدمات حاصل کی جا رہی تھی۔

## میاں صاحب کا بلڈ پریشر بڑھ گیا

19 جنوری 2005ء: میاں صاحب آج ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سے اپنے دانتوں کی صفائی اور چیک اپ کے لیے چلے گئے میں امام علی کے ہمراہ نیشنل کالج آف آرٹس (NCA)

چلا گیا، جہاں جاوید صدیقی صاحب شعبہ ڈیزاننگ کے ہیڈ تھے۔ میاں صاحب کے حکم کے مطابق ان سے سالانہ کیلنڈر کا ڈیزائن بنوا رہا تھا، این سی اے سے فارغ ہو کر میں سبزی منڈی آ گیا جہاں میاں صاحب پہلے سے موجود تھے، ظہر کی نماز کے بعد آپ آغا خاں لیبارٹری میں اپنے ٹیسٹ کی رپورٹس لینے چلے گئے، رپورٹس پنجاب کارڈیالوجی میں ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو دکھائی۔ ڈاکٹر صاحب نے رپورٹس تسلی بخش قرار دیں مگر میاں صاحب کا بلڈ پریشر بڑھا ہوا تھا جو اس وقت 170/80 تھا ڈاکٹر صاحب نے سیٹرن کمپنی کا BP آپریٹر خریدنے کو کہا۔ ڈاکٹر محسن نذیر صاحب سے فارغ ہونے کے بعد آپ جاوید صدیقی صاحب کے سٹوڈیو تشریف لے آئے یہاں سالانہ کیلنڈر کے بارے میں چند مشورے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر منور حسین صاحب بھی تشریف لے آئے جاوید صدیقی صاحب کا سٹوڈیو ان کے گھر کے قریب ہی تھا، جو انہوں نے بڑا اعلیٰ تیار کیا ہوا تھا، نماز مغرب ادھر ہی ادا کی جماعت اس خادم نے کرائی نماز سے فارغ ہونے کے بعد جاوید صدیقی صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں چائے بسکٹ پیش کیے اور آخر میں تمام حضرات کی ایک یادگار تصویر بھی بنوائی جو اب اس خادم کے پاس موجود ہے۔ عشاء کے قریب میاں صاحب سبزی منڈی آگئے نماز عشاء کے بعد رات ادھر ہی قیام کیا۔

## رشوت کا بازار سرعام گرم

20 جنوری 2005ء: فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد آپ کلمہ چوک کے قریب محمد شبیر صاحب اور ان کے بھائی محمد شریف صاحب سے ملنے چلے گئے۔ میاں صاحب نے ان کو سالانہ کیلنڈر اور عرس شریف کے اشتہار کی تقسیم کی حوالے سے ہدایات دیں، یہی ہدایات امام مسجد مولوی محمد نعیم (امام مسجد دارالعلوم جامع غوثیہ شیر ربانی) اور چونگی امر سدھو بازار میں شیر ربانی کلاتھ مارکیٹ کے مالک میاں غلام رسول صاحب کو بھی دیں۔ ان تمام حضرات سے سرسری ملاقات کے بعد آپ محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر تشریف لے گئے جہاں انہوں نے محمد ریاض کاتب کے لکھے ہوئے دو عدد قطعہ مبارک (یا اللہ، یا محمد) دیے، مختار حق صاحب کو ساتھ لے کر آپ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر چلے گئے، کتاب لطائف المدینہ کی تیاری کے حوالے سے چند ایک مشورے ہوئے۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو چار جلدوں پر مشتمل کتاب

مقامات معصومی بھی دی۔ ان سے ملاقات کے بعد آپ مجھے NCA کالج کے باہر اتار کر شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ جاوید صدیقی صاحب کسی کام سے کالج سے باہر تھے۔ لہذا میں کالج کے مین گیٹ کے قریب سڑک کے کنارے ان کا انتظار کرنے لگا، میرا دھیان باہر سڑک کی جانب تھا، رانی توپ کے قریب ایک کانسٹیبل موٹر سائیکل سواروں کو روک کر ان سے رشوت لیتا رہا یہ منظر میں مسلسل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ٹریفک سارجنٹ اس کانسٹیبل کے پاس آیا دونوں نے آپس میں باتیں کیں۔ اگلے لمحے وہ سارجنٹ میری طرف بڑھا میرے قریب آ کر کہنے لگا تم کو کہاں جانا ہے اگر کوئی سواری نہیں مل رہی تو میں اس کا بندوبست کیے دیتا ہوں۔ میں نے کہا میں تو پروفیسر جاوید صدیقی صاحب کا انتظار کر رہا ہوں بہر حال ان کو پتہ تھا یہ لڑکا ہمیں دیکھ رہا ہے، اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ میں مسلسل ادھر کھڑا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد جاوید صدیقی صاحب بھی تشریف لے آئے میں ان کو ساتھ لے کر شرقپور شریف روانہ ہو گیا، ان کے ساتھ ان کے بیٹے عدیل صدیقی اور رشید صاحب بھی تھے۔ رشید صاحب بھی NCA کالج میں ملازم تھے، میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے لنگر شریف کھلایا، جاوید صدیقی صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے دربار اقدس اور نیل جس کے ماتھے پر اسم محمد ﷺ نقش تھا اس کی تصاویر بنائیں۔ جاوید صدیقی کے شرقپور شریف سے جانے کے بعد آپ نے گاڑی میں تین عدد گفٹ پیک رکھوائے اور لاہور کے لیے روانہ ہو گئے، ایک گفٹ پیک چوہدری محمد حنیف (ڈپٹی لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور) کو دیا، بکر منڈی کے قریب ٹریفک بلاک ہونے کی وجہ سے آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے، ایک گفٹ پیک سید جمیل احمد رضوی صاحب (ریٹائرڈ چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور) اور تیسرا مجھے اپنے گھر لے جانے کو فرمایا۔

## ثانی صاحب کے ہمراہ پروفیسر منور صاحب کا سفر

31 جنوری 2005ء: آج ساڑھے گیارہ بجے اردو بازار سے لطائف المدینہ کا

ٹائٹل جولا ثانی بک پبلس (اردو بازار) سے ڈیزائن کرایا تھا، اس کو لے کر پروفیسر اقبال مجددی صاحب کو دکھایا، پروفیسر صاحب نے اس ٹائٹل کو خاص پسند نہ کیا، بہر حال آپ نے اس کو

پروفیسر صاحب کے خیال کے مطابق درست کرنے کو فرمایا، دن بارہ بجے حرفان ہوٹل تشریف لائے، جہاں صابر انصاری صاحب (قصور) میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، ملاقات کے تھوڑی دیر بعد آپ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے، جہاں وہ آجکل منبع انوار کا انگریزی ترجمہ درست کر رہے تھے۔ پروفیسر منور صاحب ہر ملاقات میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرقپوری صاحب کے واقعات ضرور سنا تے۔ میں نے ان سے عرض کیا کیا آپ کو کبھی ثانی لاٹانی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری کے ساتھ سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہے انہوں نے فرمایا ہاں مجھے دو دفعہ سفر کی کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک دفعہ میں شرقپور شریف حضرت ثانی صاحب کی زیارت کے لیے گیا تو حضرت صاحب لاہور روانہ ہونے کے لیے بالکل تیار تھے لہذا انہوں نے مجھے بھی ساتھ لے لیا۔ حضرت ثانی صاحب بس پر سب سے پہلے سوار ہو کر ڈرائیور کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئے اور مجھے جہاں جگہ ملی میں وہاں بیٹھ گیا۔ آپ میوہسپتال کے قریب رتن چند کی سرائے کے پاس سب سے آخر میں اتر گئے میں بھی آپ کے ساتھ بس سے اتر گیا۔ بس سے اتر کر آپ نے فرمایا: ”کشتی میں سب سے پہلے سوار اور اترنا سب سے آخر میں چاہیے، میوہسپتال میں آپ کسی عزیز کی تیمارداری کے لیے جا رہے تھے بہر حال آپ نے مجھے وہاں سے اجازت دے دی اور خود میوہسپتال کی طرف پیدل روانہ ہو گئے۔ دوسرا سفر میں نے میاں جمیل احمد شرقپوری کی شادی کے موقع پر آپ کے ساتھ کیا۔ میاں جمیل احمد صاحب کی بارات شرقپور شریف سے لاہور اچھرہ آئی تھی واپسی پر اچھرہ سے شاہدرہ تک حضرت ثانی صاحب کے ساتھ رہا۔ شاہدرہ کے قریب حضرت ثانی صاحب نے مغرب کی نماز ادا کی اور شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے اور وہاں سے واپس اپنے گھر آ گیا۔ عصر کی نماز کے بعد آپ پروفیسر منور صاحب کے گھر سے روانہ ہوئے اور جاوید صدیقی صاحب کے گھر آ گئے۔ کچھ دیر ان سے ملاقات کے بعد آپ واپس سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس آ گئے۔ مغرب کے بعد لنگر شریف کھانے کے بعد آپ نے امام علی کو اجازت دیدی اور خود وہیں قیام فرمایا۔

## میاں صاحب کی فتح گڑھ تشریف آوری

یکم فروری 2005ء: آج آپ صبح مجھے میرے گھر چھوڑنے فتح گڑھ آئے۔ آپ



کے ساتھ موہلو وال کا محمد محبوب بھی تھا۔ میں لطائف المدینہ، سالانہ کیلنڈر کی تیاری کے سلسلہ میں جاوید صدیقی صاحب کے پاس چلا گیا۔ محمد مقصود عرف چاند ڈیزائنرز (فتح گڑھ) سے بھی میاں صاحب ایک عدد مزید سالانہ کیلنڈر 2005 تیار کروا رہے تھے اس کی ترتیب کے لیے میں نے چاند کو میاں صاحب سے ملاقات کرنے کے لیے سبزی منڈی بھیج دیا تھا۔ جاوید صدیقی صاحب سے ڈیزائننگ کا کام کروا کر میں میاں صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقی پوری نقشبندی مجددی کے دست مبارک سے لکھا ہوا اسم ذات ”اللہ“ کا قطعہ مبارک سارا سال چھپتا ہی رہتا تھا اس کا اصل محفوظ نہیں رہا تھا جس کی وجہ سے اس کے اکثر لفظ شہید ہو گئے تھے، لہذا میاں صاحب کی اجازت سے اس کو دوبارہ ٹریا جا رہا تھا۔ یہ سارا کام میں نے اپنی زیر نگرانی محمد مقصود (چاند) سے کروایا، صبح فجر کی نماز کے بعد میں مقصود کے گھر چلا جاتا اور تقریباً دو گھنٹے تک اسم ذات کی ڈیزائننگ میں مصروف رہتے، اس کام کو دیکھ کر قبلہ میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت سرکار کا دوسرے طرز کا لکھا ہوا اسم ذات ”اللہ“ کو بھی ٹریسنے کو فرمایا، مگر مصروفیت کے باعث اس پر مزید کام نہ ہو سکا لہذا اب محمد مقصود (چاند) کا ہی ٹریا ہوا اسم ذات ”اللہ“ چھاپا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقی پوری کے دور میں اعلیٰ حضرت سرکار کا لکھا ہوا اسم ذات ”اللہ“ دین محمد کاتب نے ٹریا تھا جس کا واقعہ اس کتاب میں موجود ہے، یہ واقعہ قبلہ میاں صاحب نے مجھے خود سنایا۔

## میاں صاحب کی علم دوستی

06 فروری 2005ء: بروز اتوار طارق بھائی کی شادی تھی اس سلسلہ میں مصروف رہا، بروز پیر دو بجے ڈائجسٹ کے کمپوز شدہ مضامین لے کر پروفیسر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب بھی تشریف لے آئے۔ ڈائجسٹ کا کام کرنے کے بعد میں ولیمہ کی تیاری کے سلسلہ میں گھر آ گیا۔ منگل کو بھی صبح پروفیسر صاحب کے ساتھ ڈائجسٹ کی تیاری کے بعد گھر آ گیا، بروز بدھ سہ پہر تین بجے امام علی کے ہمراہ پروفیسر منور صاحب کی گھر آ گیا، بارش ہونے کی وجہ سے میں کھل بھیگ چکا تھا۔ میاں صاحب حاجی وقار صاحب کے ہمراہ پہلے سے ہی پروفیسر صاحب کے پاس پہنچ چکے تھے۔ میں نے امام علی کو اندر بھیج دیا اور خود بھگینے کی وجہ سے باہر ہی

رک گیا بہر حال آدھے گھنٹے بعد مجھے میاں صاحب نے اندر بلوایا، تقریباً دو گھنٹے تک مضامین کی تیاری کے سلسلہ میں کام کرتے رہے۔ اس کے بعد میاں صاحب مجھے اپنے ساتھ لے کر آر۔ زیڈ پریس آگئے۔ پریس میں لطائف المدینہ کتاب چھپ چکی تھی۔ اس کے چند ایک نسخے لے کر آپ محمد عالم مختار حق صاحب، پروفیسر اقبال مجددی صاحب اور پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کو دینے چلے گئے، ان تمام حضرات سے ملاقات کے بعد آپ واپس مغرب کے قریب سبزی منڈی آگئے۔

## نایاب کتب کی خریداری

10 فروری 2005ء: آج صبح پروفیسر اقبال مجددی صاحب اور محمد عالم مختار حق صاحب کو ساتھ لے کر شاہ عالمی کے نزدیک قیصر ہوٹل کمرہ نمبر 210 دوسری منزل پر تشریف لے گئے جہاں کوئٹہ کا ایک پٹھان حاجی عبدالکریم نایاب کتابیں لایا ہوا تھا، آپ نے مکتوبات امام ربانی (مترجمہ محمد مراد قازانی، مطبوعہ بیروت، لبنان) کے تین نسخے خریدے۔ ایک اقبال مجددی صاحب اور ایک محمد عالم مختار حق صاحب کو دیا۔ محمد عالم صاحب نے مبلغ 1300/- روپے میں مثنوی مولانا روم کا فارسی ترجمہ اور مبلغ 1500/- روپے میں مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا تین جلدوں پر مشتمل فارسی ترجمہ بھی خریدا، ابھی میاں صاحب اس ہوٹل میں ہی تھے کہ ڈاکٹر خالد کافون آیا کہ اس کے بھائی کی طبیعت بہت خراب ہے اور دعاء کی درخواست کی۔

## ماسٹر احمد علی کے بیٹے کی وفات

تھوڑی دیر بعد غلام رسول کافون آ گیا کہ ماسٹر احمد علی کا بیٹا محمد ہارون فوت ہو گیا ہے۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کو ان کے کالج اور محمد عالم صاحب کو ان کے گھر چھوڑنے کے بعد آپ حاجی خوشی محمد صاحب کے ڈیرے پر آ گئے۔ مجھے حاجی خوشی محمد کے ساتھ جنازہ پڑھنے کے لیے موہلنوال بھیج دیا۔ بارش کی وجہ سے جنازہ چوہنگ کی بجائے موہلنوال ہی پڑھایا گیا۔ افراد زیادہ ہونے کی وجہ سے جنازہ دو مرتبہ ہوا اور ہر مرتبہ پندرہ سو کے قریب افراد شامل تھے۔ پہلی مرتبہ جنازہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرچوری نے پڑھایا، جس میں صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد

صاحب نے بھی شرکت فرمائی، محمد ہارون کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ محمد ہارون کی مغفرت فرمائے آمین: جنازہ سے فارغ ہو کر واپس میاں صاحب کے پاس سبزی منڈی آگیا، رات آپ نے یہی قیام فرمایا۔

## جاوید ملک کو میاں صاحب نے خود پیسے واپس کیے

14 فروری 2005ء: دانتوں کے چیک اپ کے لیے گلبرگ میں ڈاکٹر شاہد صدیقی کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے میاں صاحب کے دانتوں کا ایکسرے کیا، چند ایک قیمتی مشورے دیے۔ جمعرات کو دوبارہ آنے کو کہا، مبلغ چھ سو روپے فیس ادا کی اور ساڑھے بارہ بجے حرقان ہوٹل تشریف لے آئے۔ تھوڑی دیر بعد لندن سے جاوید ملک صاحب میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کافی دیر میاں صاحب کی خدمت میں رہے، میاں صاحب سے اجازت لینے کے بعد جاتے ہوئے مجھے ایک ہزار روپے بھی دیے جو میں نے لینے سے انکار کر دیا، جاوید ملک صاحب کے بار بار اصرار پر میں نے ایک ہزار روپے ان سے لے کر میاں صاحب کو پیش کر دیے۔ میاں صاحب نے جاوید ملک صاحب کو بلوایا اور اپنے ہاتھوں سے وہ پیسے واپس کر دیے۔ ظہر کی نماز کے بعد پروفیسر منور صاحب کے گھر اور عصر کی نماز کے بعد سبزی منڈی آگئے۔ راستے میں آپ کی گاڑی کا شاک ٹوٹ گیا جس کی وجہ سے گاڑی جاوید ملک کے پاس بھجوا دی۔

## ڈاکٹر محسن نے دانت نکلوانے سے منع کر دیا

17 فروری 2005ء: میاں صاحب آج اپنے دانتوں کو چیک کرانے کے لیے ڈاکٹر شاہد قیوم صاحب کے پاس چلے گئے۔ آپ کے تین دانت مزید ہل رہے تھے ڈاکٹر صاحب نے ان کو نکالنے کا مشورہ دیا۔ ٹیلی فون پر ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو تمام حالات سے آگاہ کیا تو ڈاکٹر محسن صاحب نے فی الحال دانت نکالنے سے منع کر دیا۔ لہذا دانت نکالے بغیر واپس شریقیور شریف آگئے۔ مغرب کی نماز کے بعد حنیف صاحب گوجرانوالہ سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے، عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد حنیف صاحب واپس چلے گئے۔

## میاں صاحب کی گاڑی مرمت نہ ہو سکی

18 فروری 2005ء: میاں صاحب کی گاڑی مرمت کرانے کے لیے فاروق بھائی شرقپور شریف سے لاہور لے آئے نویں دسویں محرم کی وجہ سے گاڑی مرمت نہ ہو سکی۔

## جاوید صدیقی کو نایاب تصاویر کی زیارت کرائی

19 فروری 2005ء: میاں صاحب کے حکم کے مطابق میں گاڑی لے کر جاوید صدیقی صاحب کے گھر آ گیا کیونکہ انہوں نے شرقپور شریف آنا تھا، مگر وہ اپنے ایک ساتھی رشید صاحب کے ہمراہ اپنی گاڑی پر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوئے اور میں اکیلا گاڑی لے کر شرقپور شریف آ گیا۔ میاں صاحب نے ان کو داراللمبلغین حضرت میاں صاحبؒ میں رکھی جانے والی نایاب تصاویر دکھائیں، دربار اقدس کی تصاویر بنانے کے بعد جاوید صاحب رشید صاحب کے ہمراہ واپس لاہور روانہ ہو گئے، رشید صاحب کھیوڑہ کے رہنے والے تھے۔

## دو نایاب کتب کی تیاری

21 فروری 2005ء: آج آپ مختار حق صاحب کو لے کر اقبال مجددی صاحب کے گھر تشریف لے گئے، اقبال مجددی صاحب نے مولانا وکیل احمد سکندر پوری اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی دو نایاب کتب کی کاپی بنوانے کے لیے میاں صاحب کے حوالے کیں۔ میاں صاحب نے انکی ٹریننگ بنا کر کتب پروفیسر اقبال مجددی صاحب کو واپس کر دیں۔ راستے میں پروفیسر صاحب مولانا وکیل احمد سکندر پوریؒ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالتے رہے۔ آپ نے فرمایا مولانا وکیل احمد سکندر پوری تیرہویں صدی ہجری / انیسویں صدی عیسوی کے نامور عالم، صوفی، مؤلف کتب کثیرہ اور شاعر تھے۔ آپ کی ولادت 9 رزی الحج 1258ھ / 1842ء کو موضع دلپت پور ضلع سارن میں ہوئی جو ان دنوں اتر پردیش کے مشرقی اضلاع کے سرحدی ضلع بلیا کا ایک قصبہ ہے۔ 63 سال کی عمر میں 1322ھ / 1903ء کو حیدرآباد دکن میں انتقال ہوا اور وہیں آسودہ خاک ہیں۔ مولانا سکندر پوری نسا فاروقی تھے۔ آپ کے اجداد میں شیخ مبارک مدنی چشتی فاروقی (ف 1016ھ) نے ہندوستان

آ کر قصبہ سکندر پور میں قیام فرمایا وہیں آباد ہو گئے، مولانا وکیل احمد سکندر پوری جتنے بڑے عالم و متکلم تھے اتنے ہی عظیم صوفی بھی تھے۔ آپ نقشبندی مجددی سلسلہ کے معروف بزرگ مولانا میر اشرف علی بن میر سلطان علی سے بیعت تھے، شیخ اشرف علی فن ادب و تصوف، حدیث، اسماء الرجال اور فقہ میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کے والد گرامی معروف مجاہد ٹیپو سلطان شہید کے ہاں ملازم تھے۔ اسی طرح میر اشرف علی بھی فن سپاہ گری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آخر دنیا ترک کر کے سلوک و معرفت حاصل کی، طبیعت میں استغنا حد درجہ کا تھا۔

شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں آپ پروفیسر منور صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ مغرب کی نماز کے بعد سبزی منڈی آ گئے، فتح شیر اور حاجی محمود صاحب شرقپور شریف سے لنگر شریف لے کر سبزی منڈی پہنچ گئے۔ اگر آپ لاہور ٹھہرتے تو فتح شیر شرقپور شریف سے ہی لنگر شریف لاتا، عشاء کی نماز میاں صاحب کے ساتھ ادا کی، شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ اور امام علی بھی ہمراہ تھے۔

## ساجدہ علوی صاحبہ کے قیمتی مشورے

07 مارچ 2005ء: آج صبح دس بجے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے کالج پہنچ

گیا جہاں محمد عالم مختار حق صاحب پہلے سے موجود تھے۔ میں ان دونوں حضرات کو لے کر پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ کے برادر نسبتی کے گھر شادمان چلا گیا۔ پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ کینیڈا کی میکگل یونیورسٹی میں انڈیا اسلامک ہسٹری کی پروفیسر ہیں، آج کل وہ لاہور آئی ہوئی تھیں ان کی آج میاں صاحب سے ملاقات ہے، لہذا میں پروفیسر اقبال مجددی اور محمد عالم مختار حق صاحب کے ہمراہ ان کو ان کے بھائی کے گھر سے لینے چلا گیا۔ ہم تقریباً گیارہ بجے پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ کو لے کر حرفان ہوٹل آ گئے۔ پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ کی خدمت میں شیر ربانی ڈائجسٹ (انگریزی) اور ہفت روزہ اخبار مجدد الف ثانی کے چند ایک نسخے پیش کیے۔ پروفیسر صاحبہ نے فرمایا جس طرح اخبار مجدد الف ثانی میں عرس شریف کی رپورٹ شائع ہوئی ہے اسی طرح کی چند ایک رپورٹس شیر ربانی ڈائجسٹ کا بھی حصہ ہونی چاہئیں، کیونکہ ہمیں اسلام اور بزرگان دین پر کہیں نہ کہیں تو مضامین مل ہی جائیں گئے، مگر ایسی رپورٹس وغیرہ کسی رسالے یا کتاب میں ملنا مشکل

ہیں۔ پروفیسر صاحبہ نے فرمایا شیرربانی ڈائجسٹ کے مقاصد کیا ہونے چاہئیں ان کو مد نظر رکھ کر اس کی تیاری کرنی چاہیے۔ میاں صاحب نے اپنی گفتگو میں ماہنامہ نور اسلام میں شائع ہونے والے شیرربانی نمبر، حضرت مجدد الف ثانی نمبر اور امام اعظم نمبر کے بارے میں بتایا کہ یہ سب نمبر حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کی بدولت پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں۔ انہوں نے ان کی تیاری میں میری بھرپور مدد کی۔ اس کے بعد پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ نے پاکستان میں اردو زبان کی زبوں حالی پر تقریباً آدھے گھنٹے کا لیکچر دیا، انہوں نے فرمایا حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہر اردو کے فقرے میں انگریزی اور دیگر زبان کے الفاظ شامل ہو رہے ہیں مگر ایسے ادارے جو اردو زبان کی بقاء کے لیے کام کر رہے ہیں وہ بھی اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا حکومت کے ساتھ ساتھ پاکستان کا میڈیا اس میں برابر کا قصور وار ہے۔ پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ نے میاں صاحب کو آستانہ عالیہ شیرربانی کے ملفوظات مرتب کرنے کے لیے بھی چند ایک آراء دیں، ان کے بعد پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے فرمایا انڈیا میں پانچ سو ایسے پبلشر حضرات موجود ہیں جو ہر سال نئی ریسرچ کی دو سو سے زائد کتب شائع کرتے ہیں اور چھوٹے پبلشرز ان کے علاوہ ہیں اس کے برعکس پاکستان میں ریسرچ نہ ہونے کے برابر ہے۔

میاں صاحب کی طرف سے تمام حضرات کے لیے پر تکلف لنگر شریف کا اہتمام کیا گیا تھا۔ دعائے خیر کے بعد میں تمام حضرات کو چھوڑ کر واپس حرفان ہوٹل آ گیا، فورٹریس سٹیڈیم میں انڈیا سے آئی ہوئی کتابوں کی نمائش لگی ہوئی تھی، پروفیسر اقبال مجددی صاحب فورٹریس جانے کے لیے مال روڈ پر ہی اتر گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد میاں صاحب بابا غفار صاحب کی دکان (شیرربانی سٹیل ورکس) ملتان روڈ پر تشریف لائے۔ آپ نے ان سے سٹیل کا کام کروایا تھا جس کے بقایا جات ابھی باقی تھے۔ میاں صاحب نے ان کو مبلغ 267031 کا بل ادا کیا اور پھر پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے، شیرربانی ڈائجسٹ کا کام کرنے کے دوران پروفیسر صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیرمحمد شرقیوریؒ کے چند ایک واقعات بھی سنائے۔ کہ پیر سید اسماعیل شاہ صاحبؒ کے ایک مرید حکیم فقیر محمد جن کی لاہور ہوٹل کے نزدیک حکمت کی دکان تھی میں اکثر ان کے پاس جا کر بیٹھا کرتا تھا۔ ایک روز مجھے فرمانے لگے اعلیٰ حضرت میاں شیرمحمد صاحبؒ کے رشتہ دار میاں محمد شفیع جو باغبانپورہ میں رہائش پذیر تھے ایک روز اعلیٰ حضرت سرکار کی خدمت

میں حاضر ہوئے فرمانے لگے دعاء فرمائیں میں وزیر بن جاؤں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا وزیر بن کر کیا کرو گے فقیر بن جاؤ میاں محمد شفیع بھنڈر ہے کہ آپ وزیر بننے کی دعا کریں۔ اعلیٰ حضرت سرکار نے روٹی کا ایک ٹکڑا ان کے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا جاؤ تم وزیر بن جاؤ گے، الیکشن ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو وزیر بھی بنا دیا۔

## حضرت توکل شاہ انبالوی اور ایک وہابی

08 مارچ 2005ء: ساڑھے گیارہ بجے ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو پنجاب کارڈیا لوجی

میں چیک کرانے کے بعد میاں صاحب پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے، امام علی بھی ہمراہ تھا، ڈائجسٹ کا کام مکمل کرنے کے بعد قبلہ میاں صاحب نے ایک واقعہ سنایا۔ ایک دفعہ ایک وہابی حضرت توکل شاہ انبالوی سے ملنے کے لیے آیا۔ آپ چھت پر چڑھ گئے اور جب وہابی اوپر چڑھنے لگا تو لکڑی کی سیڑھی اوپر کھینچ لی، وہابی نے آپ کی طرف دیکھا تو حضرت توکل شاہ انبالوی نے فرمایا مولانا صاحب آپ تو ویلے کو نہیں مانتے لہذا سیڑھی کے بغیر ہی اوپر آئیں۔ آپ کی اس بات پر وہ وہابی لاجواب ہو گیا، پھر قبلہ میاں صاحب نے فرمایا ایک وہابی جس کا نام بن باز تھا اس کا عقیدہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں تو درود شریف سنتے ہیں مگر مدینہ منورہ کی حدود سے باہر نہیں حالانکہ نبی اکرم ﷺ تو تمام جہانوں کے لیے رحمت للعالمین ہیں ان کے لیے دور اور نزدیک تو کوئی معنی نہیں رکھتے۔ قبلہ میاں صاحب نے ایک اور واقعہ سنایا کہ انور شاہ کشمیری جو وہابی عقائد رکھتا تھا اور اعلیٰ حضرت سرکار کے پاس بھی آیا کرتا تھا ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سرکار نے سید نور حسن شاہ صاحب، حکیم محمد اشرف کے والد اور محمد فقیر صاحب کو دیوبند انور شاہ کشمیری کے پاس بھیجا اور فرمایا راستے میں فلاں جگہ پر ایک مجذوب ملے گا اس کو سلام کرتے جانا۔ یہ تینوں حضرات جب اس مجذوب کے پاس پہنچے تو اس کے ارد گرد بہت بڑا مجمع لگا ہوا تھا وہ مجذوب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد سرکار کی شان بیان کر رہا تھا، ان تینوں نے سلام کیا اور دیوبند کی طرف روانہ ہو گئے، انور شاہ کشمیری نے ان کا بہت احترام کیا اور کہا اعلیٰ حضرت سرکار سے عرض کرنا کہ میں چند روز تک آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ تینوں حضرات ملاقات کے بعد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے پاس تشریف لے آئے۔ آپ نے نور حسن صاحب سے پوچھا دیوبند

میں کیا دیکھا وہ کہنے حضور بچوں کو تعلیم تو حاصل کرتے دیکھا آگے آپ بہتر جانتے ہیں، کچھ عرصہ بعد انور شاہ کشمیری لاہور آئے اور مولانا احمد علی لاہوری کو ساتھ لے کر شرقپور شریف حاضر ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت سرکار اس وقت ملکانہ دروازہ کی بیٹھک میں موجود نہ تھے بہر حال تھوڑی دیر بعد تشریف لے آئے۔ آپ نے ان دونوں حضرات کو دیکھتے ہی فرمایا آج تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے ہم تو علم غیب اور وسیلے پر یقین رکھتے ہیں ان دونوں حضرات پر وجد طاری ہو گیا اور اعلیٰ حضرت سرکار کی کوئی بات کا جواب نہ دے سکے۔ میاں صاحب ان دونوں حضرات کو چھوڑنے ملکانہ دروازے تک آئے، لاہور پہنچنے پر ایک وہابی نے انور شاہ کشمیری سے پوچھا حضرت کہاں سے آئے ہیں تو انہوں نے کہا شرقپور شریف سے۔ وہ وہابی بہت حیران ہوا اور جانے کی وجہ پوچھی۔ اس پر مولانا احمد علی لاہوری نے جواب دیا اگر ہمارے پاس علم ہے تو عمل ہم نے شرقپور شریف میں دیکھا ہے، قبلہ میاں صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے پروفیسر منور حسین صاحب نے بھی ایک واقعہ سنایا کہ میں انجمن حمایت اسلام میں بطور پروفیسر کے فرائض انجام دیتا تھا۔ وہاں مولانا عبدالحی صاحب بھی پڑھاتے تھے، بوڑھے ہونے کی وجہ سے وہ اپنی آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو چکے تھے۔ ان کی علمی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے انجمن حمایت اسلام نے ان کو پھر بھی پڑھانے کے لیے رکھا ہوا تھا، پروفیسر صاحب نے کہا لیکچر لینے کے بعد میں اکثر سٹاف روم میں آجاتا اور مولانا عبدالحی صاحب کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو جاتا۔ ایک دن میں نے مولانا صاحب سے پوچھا۔ میں بزرگوں کو مانتا ہوں اور آپ وہابی نظریات کے مالک ہیں پھر بھی ہم دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ مولانا عبدالحی کہنے لگے جس چیز کو میں نے دیکھا ہی نہیں میں بھلا اس کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں لوگ درباروں پر جاتے ہیں میں نے ان بزرگوں کو دیکھا ہی نہیں تو پھر ان کو کیوں مانوں۔ یہ سن کر پروفیسر صاحب نے کہا میں تو ہر ہفتے شرقپور شریف حاضری کے لیے جاتا ہوں اور مجھے وہاں بہت روحانی سکون ملتا ہے میری بات سن کر مولانا عبدالحی چونک پڑے اور کہا ہاں اگر میں کسی کو بزرگ مانتا ہوں تو میاں شیر محمد شرقپوری ہیں کیونکہ میں ان سے ایک مرتبہ ملا ہوں۔ میں نے ان جیسا شخص آج تک نہیں دیکھا۔ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر سے رخصت ہو کر آپ سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس تشریف لے آئے۔ رات آپ نے ادھر ہی قیام کیا۔



## حضرت ثانی صاحبؒ کے سمجھانے کا انداز

09 مارچ 2005ء: آج اقبال مجددی صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے میاں

صاحب کو فورٹریس میں ہونے والی کتابوں کے بارے میں بہت سی معلومات دیں، لاہور سے وین گارڈ پبلشرز نے انڈیا سے تین کروڑ روپے کی کتابیں منگوائی ہیں۔ اقبال مجددی صاحب کے بقول پاکستان میں اس قسم کی کتابوں کی پہلی نمائش ہے اقبال مجددی صاحب نے بتایا ایک ترک سکالر ”فوائد سنرگین“ کے پاس سترہ ہزار ریفرنس کی کتابیں تھیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اس ذخیرہ کو فرینکفرٹ یونیورسٹی کو بطور عطیہ دے دیا تھا۔ میاں صاحب اقبال مجددی اور محمد عالم مختار حق صاحب کو لے کر شاہ عالمی چوک میں آگئے، جہاں ایک پٹھان سے مندرجہ ذیل کتب خریدیں۔

طبقات الاولیاء	-/350 روپے
-الطرق الصوفیہ	-/750 روپے
-مسند امام ابوحنیفہ	-/300 روپے
-تحفۃ المملوک	-/400 روپے
-نجات الانس	-/900 روپے

پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے -/1650 روپے میں نجات الانس (نجات الانس عربی ترجمہ از شیخ تاج الدین سنبھلی خلیفہ خواجہ باقی اللہ، بسال ۱۰۴۳ھ) اور دیگر کتابیں خریدیں۔ میاں صاحب اقبال مجددی صاحب کو ان کے کالج چھوڑ کر عرفان ہوٹل تشریف لے آئے۔ تین بجے پروفیسر منور صاحب کے گھر آگئے۔ آج پروفیسر منور صاحب نے حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کا ایک واقعہ سنایا انہوں نے کہا ایک دفعہ میں شرقپور شریف حضرت ثانی صاحب کی زیارت کے لیے گیا، آپ مولانا اکبر شرقپوری کو گلستان پڑھا رہے تھے، مولانا اکبر صاحب جہاں غلطی کرتے ثانی صاحب اس کو مکارسید کرتے۔ پروفیسر صاحب مجھے مار کر بتاتے کہ ثانی صاحب اس طرح سے مکا مارتے۔ پروفیسر منور صاحب کا انداز بہت خوبصورت تھا جب مجھے مکا مارتے تو میری غلطی پر مارتے اور مثال حضرت ثانی صاحبؒ کی دیتے۔ مغرب کی نماز کے بعد حاجی شیخ محمد ارشد صاحب پشاور اور محمد رمضان نقشبندی چیف ایڈیٹر روزنامہ فخر ملت فیصل آباد سے

تشریف لائے۔ آپ نے ان کی چائے بسکٹ سے تواضع کی اور شیر ربانی ڈائجسٹ دکھایا، جس کو ان دونوں حضرات نے بہت پسند کیا۔

12 مارچ 2005ء: آج صبح حاجی اسلم صاحب سے ان کے گھر گارڈن ٹاؤن چند منٹ کی ملاقات کرنے کے بعد چلڈرن ہسپتال چلے گئے۔ چلڈرن ہسپتال میں محمد حنیف صاحب (گوجرانوالہ) کا چھوٹا بیٹا جس کی عمر بارہ سال تھی چھت سے گرنے کی وجہ سے اس کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی، قبلہ میاں صاحب نے حنیف صاحب کے بیٹے کے لیے دعا فرمائی، دعا کے بعد حنیف صاحب نے بتایا باسید طاہر شاہ کے مرید خاص محمد نصر اللہ کا بیٹا بھی زیر علاج ہے۔ تھوڑی دیر بعد نصر اللہ صاحب بھی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے انہوں نے اپنے بیٹے کی تندرستی کے لیے دعا کی درخواست کی، چلڈرن ہسپتال سے فارغ ہو کر آپ دانتوں کو چیک کرانے کے لیے شاہد قیوم صاحب کے کلینک پر چلے گئے۔ ساڑھے گیارہ بجے باری آئی، ایک سرے سے پتہ چلا کہ میاں صاحب کے بائیں طرف نیچے والی سائیڈ کا ایک دانت ٹوٹا ہوا ہے اس کی جڑ ابھی اندر ہی ہے، ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کی اجازت سے اس ٹوٹے دانت کے باقی حصے کو بھی نکال دیا، درد اور انفیکشن کے لیے دوا لکھ دی۔ میاں صاحب فضل دین اینڈ سنز (مال روڈ) سے دوا لے کر شہر قیور شریف روانہ ہو گئے۔

## حاجی محمد رمضان کے گھر سے الو نکل آیا

16 مارچ 2005ء: محمد رمضان شیر ربانی رائس مل والے (بچکی) کی طرف سے ایک عدد خط میاں صاحب کو ملا آپ نے اس خط کو پڑھا اور مجھے بھی پڑھنے کو فرمایا، خط پڑھنے کے بعد میاں صاحب نے مجھے حاجی رمضان صاحب سے رابطہ کرنے کو فرمایا۔ میں نے بذریعہ ٹیلی فون ان کو بتایا کہ میاں صاحب ابھی آپ کی طرف آرہے ہیں۔ خط میں یہ لکھا تھا کہ ان کے گھر سے الو ملا تھا محمد رمضان صاحب کے والد نے الو کو پکڑا تو وہ فوراً مر گیا، تمام گھر والے کافی پریشان تھے۔ میاں صاحب ڈیڑھ گھنٹے بعد بچکی پہنچ گئے۔ بیس منٹ ادھر ٹھہرے اور پھر لاہور روانہ ہو گئے۔ نین سکھ کے قریب ایک مسجد میں نماز عصر ادا کی، مغرب سے کچھ دیر پہلے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گئے، صاحبزادہ میاں جلیل احمد شہر قیور کی لکھی ہوئی منبع انوار کے نئے ایڈیشن کے چند

ایک نئے پروفیسر صاحب کو دیے۔

## نعیم عصمت صاحب کی دعوت کا حکم

19 مارچ 2005ء: آج صبح چھ بجے شرقپور شریف سے میاں صاحب کا ٹیلی فون آیا

کہ میں پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر آ رہا ہوں تم بھی آ جاؤ، میرے پہنچنے سے پہلے میاں صاحب پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر پہنچ چکے تھے۔ پروفیسر اقبال مجددی نے میاں

صاحب کو چند ایک نایاب کتب دکھائیں جس میں سنن ابن ماجہ، حجۃ البالغۃ (The Conclusive Argument from God) کا انگریزی ترجمہ از ماریا ہرمنسن

اور Islamic Renaissance by Mehmood Ahmad Ghazi شامل

تھیں، سنن ابن ماجہ (انجاء الحاجۃ حاشیہ علی سنن ابن ماجہ مولفہ مولانا شاہ عبدالغنی مجددی (ف

۱۲۹۶ھ)) کراچی آرام باغ سے شائع ہوئی ہے۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے

میاں صاحب کو یہ تینوں کتب خرید کر کے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں رکھوانے کے بارے میں

مشورہ دیا۔ میاں صاحب نے مجھے ان تمام کتب کا ایڈریس نوٹ کرنے کے لیے فرمایا، تھوڑی دیر

علمی گفتگو کے بعد آپ اقبال مجددی صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر سید جمیل احمد رضوی صاحب

کے گھر تشریف لے گئے، شاہ صاحب کسی کام سے چشتیاں شریف گئے ہوئے تھے اس لیے

ملاقات نہ ہو سکی، نوبے چوہدری محمد حنیف صاحب سے ملاقات کرنے پنجاب یونیورسٹی لائبریری

چلے گئے۔ آپ نے حنیف صاحب کو ذخیرہ کتب کی تیسری جلد تیار کرنے کے بارے میں فرمایا۔

حنیف صاحب نے ہر ممکن تعاون کرنے کی یقین دہانی کرائی، یونیورسٹی سے واپس آپ حرفان

ہوٹل شادمان کی طرف روانہ ہو گئے، بابا احمد حسن، حسن ڈرائیور اور عطاء اللہ میاں صاحب کے ہمراہ

تھے۔ میں میاں صاحب کے حکم کے مطابق محمد عالم مختار حق صاحب سے چند منٹ ملاقات کرنے

کے بعد حرفان ہوٹل آ گیا۔ صبح نوبے محمد اکرم صاحب (لندن) میاں صاحب کی خدمت میں

حاضر ہوئے، محمد اکرم صاحب کافی دیر میاں صاحب سے باتیں کرتے رہے، میاں صاحب

خاموش ہی رہے۔ اکرم صاحب کے جانے کے بعد میاں صاحب شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔

مجھے موٹر سائیکل پر اپنی گاڑی کا پیچھا کرنے کو فرمایا، جیل روڈ بل پر چند منٹ کے لیے گاڑی روکی

مجھے محمد اکرم صاحب کے کسی بھی معاملے میں نہ آنے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے فرمایا نعیم عصمت اپنے بھائی کے ہمراہ لندن سے آیا ہوا ہے ان کی دعوت کا انتظام کرو، چند ایک اور ضروری باتیں کرنے کے بعد آپ شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ میں شیرربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں اردو بازار چلا گیا۔

## میاں صاحب کی ماسٹر احمد علی کے گھر آمد

20 مارچ 2005ء: صبح دس بجے آپ نے مجھے جلیانہ آنے کو فرمایا۔ جلیانہ اپنے ڈیرہ میں دو کمروں کے سامنے ایک دیوار کرائی اور اس میں مٹی ڈلوانے کا کام اپنی نگرانی میں کروا رہے تھے۔ لنگر شریف کھلانے کے بعد آپ نے مجھے حرفان ہوٹل بھیج دیا، میں غلام رسول کو ساتھ لے کر واپس جلیانہ آ گیا، اس وقت میاں صاحب ظہر کی نماز ادا کر رہے تھے۔ نماز کے بعد آپ ماسٹر احمد علی (مدیر اخبار مجدد الف ثانی) کے گھر موہلنوال بدرپورہ تشریف لے گئے۔ ماسٹر احمد علی صاحب نے اپنے گھر کی پچھلی طرف مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا ہوا تھا، میاں صاحب جب پہنچے تو ایک مولوی صاحب حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی پر بڑی جامع تقریر فرما رہے تھے۔ آخر میں میاں صاحب نے دعا بھی ان مولوی صاحب سے ہی کرائی۔ دعا کے بعد آپ شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ گاڑی یہ خادم چلا رہا تھا عطاء اللہ پیچھے بیٹھا تھا، تقریباً چار بجے سہ پہر ہم شرقپور شریف پہنچ گئے، دور دراز سے آئے ہوئے زائرین کی کافی تعداد میاں صاحب کے انتظار میں تھی۔ میاں صاحب نے سب کے لیے دعا خیر فرمائی۔ عصر کے بعد صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے میاں جلیل احمد صاحب مغرب کی نماز تک میاں صاحب کے پاس ہی رہے۔

## بیرون ملک مسلمانوں کو درپیش خطرات

21 مارچ 2005ء: فجر کی نماز کے بعد غسل اور ناشتہ کرنے کے بعد آپ عطاء اللہ کے ہمراہ حرفان ہوٹل آ گئے، آج صبح سے بڑی تیز بارش ہو رہی تھی میاں صاحب بارش میں ہی لاہور تشریف لائے۔ تقریباً نو بجے نعیم عصمت اور ان کے بھائی فہیم عصمت میاں صاحب کی

خدمت میں حاضر ہو گئے، فہیم عصمت پہلی دفعہ پاکستان تشریف لائے تھے۔ انہی دنوں ان کی گوجرانوالہ میں منگنی کی رسم ادا ہونا تھی۔ میاں صاحب نے ان کو پیر منگل اور بدھ تک عرفان ہوٹل میں ہی ٹھہرنے کو فرمایا۔ نعیم عصمت صاحب بڑے مخلص، مثبت سوچ اور اپنے سینے میں اسلام کا درد رکھنے والے انسان تھے۔ وہ اکثر گفتگو میں لندن میں مسلمانوں کے مسائل اور درپیش خطرات کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے۔ وہ کہتے کہ تمام مسجدوں میں نماز کے وقت حکومت کے جاسوس ضرور موجود ہوتے ہیں۔ ان کے خیال میں بے شمار قوتیں ایسی ہیں جو اسلام کی اصل شکل کو تبدیل کرنے کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ منگل کو نعیم عصمت اپنے بھائی کے ہمراہ اقبال ٹاؤن اپنے کسی رشتہ دار کے گھر کچھ سامان وغیرہ لینے کے لیے چلے گئے تھوڑی دیر بعد واپس عرفان ہوٹل آ گئے۔

## میاں صاحب کی عبدالسلام کے گھر آمد

25 مارچ 2005ء: پیر منگل اور بدھ میاں صاحب نعیم عصمت کی خاطر عرفان ہوٹل میں ہی رہے، ان کے لیے پر تکلف کھانوں کا اہتمام بھی فرمایا، جمعرات کی صبح ناشتے کے بعد آپ نے سوعد شیر ربانی ڈائجسٹ دے کر انہیں رخصت کر دیا۔ جمعہ کے روز ساڑھے بارہ بجے ان کی ڈائریکٹ فلائٹ تھی۔ میاں صاحب محمد عالم مختار حق سے ملاقات کرنے کے بعد گھوڑا ہسپتال کے قریب الجیب پارک ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرید خاص عبدالسلام صاحب کے گھر تشریف لائے۔ ڈاکٹر مسعود صاحب نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی حیات طیبہ پر سات جلدوں پر مشتمل ایک سیٹ شائع فرمایا۔ اس کا ایک عدد نسخہ عبدالسلام صاحب کے پاس موجود تھا۔ میاں صاحب اس کی زیارت کے لیے تشریف لائے تھے مگر اس وقت عبدالسلام صاحب گھر پر موجود نہ تھے۔ میاں صاحب نے رکن مناسب نہ سمجھا اور آپ شرچہ پور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں لاہور ہی ٹھہر گیا۔ رات دس بجے آج لاہور فتح گڑھ میں رانا ندیم شہزاد کے گھر شیر ربانی ڈائجسٹ کی میٹنگ تھی جس میں شاہد عمران (بیگم)، شہزاد گیلانی، میاں معراج دین، محمود سعید، رانا ندیم شہزاد، رفیق شاہد، محمد اکرم صاحب اور یہ خادم موجود تھے، میٹنگ میں ڈائجسٹ کو پورے پاکستان میں پھیلانے اور اس کے نیٹ ورک کو مزید مضبوط بنانے

کے لیے بڑے اہم فیصلے کیے گئے۔ اگلی میٹنگ بروز ہفتہ شہزاد گیلانی صاحب کے دفتر رکھی گئی۔

## شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے بحریہ ٹاؤن کا اشتہار

26 مارچ 2005ء: ساڑھے آٹھ بجے صبح جلیانہ پہنچ گیا جہاں میاں صاحب پہلے سے ہی موجود تھے۔ بابا حیات نے ملک ریاض (بحریہ ٹاؤن) سے شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے مبلغ دس ہزار روپے کا اشتہار لے کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد لنگر شریف کھایا، موٹر سائیکل ادھر کھڑا کیا میاں صاحب کے ساتھ شرفیور شریف آگیا، نماز جمعہ میاں صاحب کے ساتھ ادا کی سارا دن میاں صاحب دور دراز سے آنے والے زائرین کے ساتھ ملاقات میں مصروف رہے۔

## بحریہ ٹاؤن کے اشتہار میں حاجی حیات کا اہم کردار

27 مارچ 2005ء: آج میاں صاحب صبح لاہور سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس تشریف لے آئے۔ میں نوبے جلیانہ بابا حیات صاحب کے گودام پر چلا گیا۔ بابا حیات مجھے لے کر بحریہ ٹاؤن ملک احسن جو ملک ریاض صاحب کے اسٹنٹ تھے کے پاس آگیا، بابا حیات نے ان سے شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے ان کے اشتہار کا ڈیزائن مانگا اور کہا میری ملک ریاض صاحب سے بات ہوگئی ہے۔ ملک احسن نے کہا اگر یہ اشتہار آپ کے ڈائجسٹ میں چھپتا ہے تو اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا، میں نے کہا، شیر ربانی ڈائجسٹ پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک تک بھی جاتا ہے اور ایڈورٹائزمنٹ کے بغیر کوئی بھی کاروبار ترقی نہیں کرتا، لہذا مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس اشتہار کے بدلے میں اچھا رسپانس ملے گا، بہر حال ملک احسن نے بحریہ ٹاؤن لاہور کے اشتہار کا ڈیزائن دے دیا۔ شام کو شیر ربانی ڈائجسٹ کی میٹنگ ایمپریس روڈ پر واقع ایمپریس ہاؤس نزد ریلوے ہیڈ کوارٹر لاہور میں جناب شہزاد گیلانی صاحب کے دفتر ہونا تھی۔ مغرب کے قریب شہزاد گیلانی کے دفتر پہنچ گیا، میرے پہنچنے سے پہلے عامر لطیف، رانا ندیم شہزاد، شاہد عمران، رفیق شاہد اور ڈیزائنر محمد خالد پہلے سے موجود تھے۔ شیر ربانی ڈائجسٹ کے نیٹ ورک کو مضبوط بنانے کے لیے سب حضرات نے اپنے قیمتی مشورے دیے اور ہر ایک نے اپنے ذمہ اس کے کام سرانجام دینے کے لیے ڈیوٹیاں لگا دیں۔ میٹنگ سے فارغ ہونے کے بعد میں واپس

میاں صاحب کے پاس سبزی منڈی آگیا۔ میاں صاحب نے گاڑی مجھے چلانے کو فرمایا۔ رات ساڑھے بارہ بجے ہم شرقپور شریف آگئے۔ میاں صاحب کے ساتھ حاجی محمود صاحب (مدینہ منورہ)، محمد یاسین (شہد والا) اور عطاء اللہ تھے۔

## مولانا فاروق کے مختلف بیانات

28 مارچ 2005ء: آج بابا حیات نے میاں صاحب سے گزارش کی کہ مولانا منصب صاحب (مدرس دارالمبلغین حضرت میاں صاحب شرقپور شریف) نے صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری اور مولانا فاروق صاحب کو اپنے گھر بلوا کر میرے بارے میں غلط باتیں میاں سعید صاحب کو بتائی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مولانا منصب علی نے صاحبزادہ میاں سعید صاحب کو بتایا کہ بابا حیات لوگوں سے نذرانے لیتا اور پیر بابا حیات کے نعرے بھی لگواتا ہے۔ محفل کے آخر میں لوگ اس کے ہاتھ بھی چومتے ہیں۔ اس وجہ سے مولانا فاروق صاحب کو صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری نے میرے ساتھ جلسوں پر جانے سے منع کر دیا ہے۔ بابا حیات حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کی یاد میں صفر کا پورا مہینہ محافل کا بندوبست کرتا مولانا فاروق صاحب کو گاڑی میں بٹھا کر لے کر جاتا اور رات کو جب محفل ختم ہوتی بابا حیات ان کو ان کے گھر چھوڑ کر آتا۔ شام کو میاں صاحب نے بابا حیات، بابا برکت، حاجی محمود (مدینہ منورہ)، اشفاق پٹواری، مولانا منصب علی صاحب، مولانا فاروق نقشبندی کو بلوالیا۔ آپ نے سب کے سامنے مولانا فاروق صاحب سے پوچھا کہ آپ کی میاں سعید سے کیا بات ہوئی ہے۔ مولانا فاروق صاحب نے کہا مجھے میاں سعید صاحب نے پوچھا تھا حضرت مجدد پاک کے عرس کیسے ہو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا الحمد للہ بہت اچھے ہو رہے ہیں۔ پھر میاں سعید صاحب نے پوچھا جو پیسے اکٹھے ہوتے ہیں وہ کہاں خرچ ہوتے ہیں، میں نے عرض کیا وہ تمام رقم بابا حیات مجھے دے دیتا ہے۔ پھر میاں سعید صاحب نے پوچھا بابا حیات خلیفہ وغیرہ کے نعرے بھی لگواتا ہے۔ میں نے عرض کیا جن کو پتہ ہے کہ بابا حیات میاں صاحب کا خادم ہے وہ تو نہیں کہتے مگر جو بابا حیات کو نہیں جانتے وہ بابا حیات کو پیر کہہ بھی دیتے ہیں۔ یہ سن کر میاں صاحب نے فرمایا اگر کوئی غلطی سے نعرہ لگا بھی تو بابا حیات کو منع کرنا چاہیے۔ اس پر آپ نے وارننگ دی اگر عرس

کروانے ہیں تو تمام حضرات کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے، اس پر مولانا فاروق صاحب بالکل خاموش رہے بابا حیات بار بار یہی عرض کرتا رہا حضرت آج تک کسی نے نعرہ لگایا ہی نہیں، چند لمحوں بعد آپ نے تمام حضرات کو لنگر شریف کھا کر جانے کی اجازت دیدی۔ آپ کے کمرہ سے باہر حاجی محمود صاحب، مولانا منصب صاحب اور اس خادم کے سامنے مولانا فاروق صاحب نے کہا ابھی رات کے پروگرام میں بابا حیات کے خلیفہ کے نعرے لگے ہیں، یہی بات حاجی محمود اور میں نے بابا حیات کے سامنے مولانا فاروق صاحب سے پوچھی تو وہ اپنی بات سے بدل گئے۔ وہ کہنے لگے آج تک کوئی نعرہ لگا ہی نہیں۔ میں نے مولانا فاروق صاحب سے کہا اگر بابا حیات کے بارے میں آج تک کوئی نعرہ لگا ہی نہیں تو یہ بات آپ کو میاں صاحب کے سامنے کرنا چاہیے تھی۔ بہر حال آپ کی اس چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے بابا حیات قبلہ میاں صاحب اور میاں سعید صاحب کی نظروں سے گر گیا ہے، تھوڑی دیر بعد تمام حضرات شرقپور شریف سے روانہ ہو گئے اور میں قبلہ میاں صاحب کے کمرے میں آرام کرنے کے لیے چلا گیا۔ اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد آپ نے خود ہی بابا حیات والے واقعے پر تبصرہ کیا۔ میں نے میاں صاحب کو رات والا واقعہ سنایا کہ مولانا فاروق صاحب اگلے لمحے اپنی بات سے بدل جاتے ہیں اور صرف مولانا فاروق صاحب کی بات پر یقین کرنا اچھی بات نہیں۔ ہمیں اپنے طور سے دیگر پیر بھائیوں سے بھی معلومات لینی چاہئیں، میری بات سن کر میاں صاحب کافی دیر خاموش رہے، گھر تشریف لے گئے، تھوڑی دیر بعد غسل فرمایا، اور ڈھوک شیر ربانی کی طرف روانہ ہو گئے۔ عطاء اللہ گاڑی چلا رہا تھا حاجی محمود اور یہ خادم پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، ساڑھے گیارہ بجے ہم ڈھوک پہنچ گئے۔ میاں صاحب نے آج ایک محفل کا اہتمام کیا ہوا تھا تین بجے آپ مسجد میں تشریف لائے، مولانا اسلم ساقی صاحب نے بڑی جامع تقریر کی۔ حاجی محمود صاحب نے نعت شریف پڑھی، ختم شریف کے بعد سلام اور آخر میں دعاء بھی مولانا اسلم ساقی صاحب نے کروائی۔ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ فیصل آباد صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے دفتر چلے گئے، صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب نے بھی سالانہ کیلنڈر کا ڈیزائن بنوایا تھا۔ میاں صاحب نے اس ڈیزائن کو بہت پسند فرمایا۔ رات یہیں قیام کیا، صبح فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔ حاجی محمود صاحب کو فیض پور انٹر چینج پر اتار کر حرفان ہوٹل تشریف لے آئے۔ میں شفیق صاحب کے پرنٹنگ پریس چلا گیا جہاں شیر ربانی ڈائجسٹ کے



دس عدد نسخے بنوا کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

## اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کی کرامت

ظہر کی نماز کے بعد میاں صاحب کے ساتھ پروفیسر منور صاحب کے گھر چلے گئے ڈائجسٹ ان کی خدمت میں پیش کیا جو پروفیسر صاحب نے بہت پسند کیا۔ آپ نے پروفیسر منور صاحب سے فرمایا، میں اب روز نہیں آسکتا معروف اور امام علی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہیں گے یہ کام چلتا رہنا چاہیے۔ پروفیسر صاحب نے فرمایا آپ کی طبیعت علیل ہے آپ جب چاہیں آئیں ڈائجسٹ کا کام ان شاء اللہ چلتا رہے گا۔ پروفیسر صاحب نے قبلہ میاں صاحب کی پھوپھی کے بیٹے میاں محمد سلطان کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ لوگ انسان تھے، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ بھی میاں محمد سلطان کے بارے میں فرماتے کہ یہ سرکاری وچھ ہے میاں محمد سلطان بغیر پیسوں کے بڑا دور دراز کا سفر کرتے، نہ ان کو کھانے کی فکر اور نہ پینے کی فکر ہوتی۔ پروفیسر صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کا ایک اور واقعہ سنایا کہ میرا ایک شاگرد جو اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں مجھ سے تعلیم حاصل کرتا تھا۔ اس نے مجھے خود اعلیٰ حضرت سرکار کا ایک واقعہ سنایا کہ اعلیٰ حضرت سرکار کے گھر کی کھڑکی کے سامنے ہمارا آبائی گھر تھا میرے چاچا جان کو پتنگ بازی کا بہت شوق تھا۔ اعلیٰ حضرت سرکار اس کو پتنگ بازی سے منع فرماتے مگر وہ باز نہ آتا۔ ایک دن وہ تیسری منزل پر کھڑا پتنگ بازی کر رہا تھا اس کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے جا گرا اعلیٰ حضرت سرکار اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ابھی وہ ہوا میں ہی تھا آپ کی زبان مبارک سے نکلا ”اٹھ اوئے“ میرا چاچا بڑی زور سے لکڑیوں پر گرا اور فوراً اٹھ کر ایک طرف کو بھاگ گیا اس کو چوٹ تک نہ آئی، ارد گرد لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تیسری منزل سے گر کر بھی لڑکا بالکل صحیح سلامت ہے۔

پروفیسر منور حسین صاحب فرماتے ہیں ایک روز میں ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کی زیارت کے لیے شرقپور شریف گیا، میں ابھی بازار سے گذر ہی رہا تھا کہ مسجد کے قریب ایک دکان سے درزی نے مجھے آواز دی کہ پروفیسر صاحب اندر آ جائیں آپ کی قمیص ایک طرف سے پھٹی ہوئی ہے مجھے دیں میں اس کی سلوائی کر دیتا ہوں۔ میں نے قمیص دیکھی تو واقعی پھٹی

ہوئی تھی، قیص اتار کر میں نے درزی کے حوالے کی میں اکثر ثانی صاحب کی خدمت میں اتار رہتا تھا اس وجہ سے وہ درزی مجھے جانتا تھا۔ قیص سیتے ہوئے اس نے مجھے اعلیٰ حضرت سرکار کا ایک واقعہ سنایا کہ میری تین بچیاں تھیں اور لڑکا کوئی نہ تھا، میں ایک روز اعلیٰ حضرت سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعاء کے لیے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ لڑکا بھی عطا کر دے، میرے عرض کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا ”تین کا تریکھلا ہوتا ہے، سراج دین چھٹے اور جلال دین ساتویں نمبر پر ہیں“۔ پھر اسی طرح ہوا پہلے پانچ بیٹیوں کے بعد سراج دین اور ساتویں نمبر پر جلال دین پیدا ہوئے۔ سراج دین اس وقت قصور میں ماسٹر ہے اور جلال دین وہ سامنے دکان پر درزی کا کام کر رہا ہے۔ درزی نے کہا اعلیٰ حضرت سرکار کی کیا شان تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔

## میاں صاحب کی خاموشی

عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد قبلہ میاں صاحب شرقپور شریف کی طرف روانہ ہو گئے، ڈھاکے کے قریب اشفاق پٹواری صاحب نے میاں صاحب سے ملاقات کی چند لمحوں بعد وہ موہلنوال اور میاں صاحب شرقپور شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب آجکل پریشان لگ رہے تھے، میں نے آپ سے ایک دو مرتبہ پریشانی کی وجہ پوچھی تو آپ بات کو ٹال گئے اور جواب نہ دیا مگر آپ کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ شاید آپ اپنے خانقاہی یا گھریلو معاملات کی وجہ سے پریشان ہیں۔

## شیر ربانی ڈائجسٹ کی مختلف شہروں میں ڈسٹری بیوشن

31 مارچ 2005ء: 70 عدد شیر ربانی ڈائجسٹ لے کر رات ساڑھے بارہ بجے اسلام آباد روانہ ہو گیا، صبح سات بجے محمد بشیر کے گھر راولپنڈی پہنچ گیا۔ آٹھ بجے محمد شیراز بھٹی ایڈووکیٹ صاحب سے رابطہ ہوا انہوں نے کہا میں فیض آباد اڈا پر کھڑا ہوں بشیر صاحب کی موٹر سائیکل پر فیض آباد اڈے پر پہنچ گیا۔ شیر ربانی ڈائجسٹ مختلف دکانوں پر رکھواتے رہے، عصر کے قریب محمد بشیر صاحب کی دکان شیر ربانی جوس کارنر پر آگئے۔ محمد بشیر صاحب نے ہمیں جوس اور کھیر وغیرہ کھلائی، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد شیراز بھٹی صاحب گجرات اور میں لاہور کے لیے روانہ ہو گیا۔ رات

ساڑھے بارہ بجے لاہور اپنے گھر آ گیا۔ اگلی صبح نو بجے میاں صاحب کا فون آیا اور مجھے سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کی آڑھت پر آنے کو فرمایا۔ میرے پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد آپ حاجی محمود صاحب، رؤف ڈوگر اور عطاء اللہ کے ہمراہ پہنچ گئے۔

## حضرت مجدد پاک کا پہلا سالانہ عرس مبارک

8 اپریل 2005ء: آج آپ شر قپور شریف میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا پہلا سالانہ عرس مبارک کا انعقاد کر رہے تھے۔ ڈیڑھ بجے دوپہر آپ پنڈال میں تشریف لے گئے اس وقت ماسٹر احمد علی شر قپوری تقریر کر رہے تھے، ماسٹر احمد علی صاحب کے بعد بابا حیات نے تقریر کی، ان کے بعد صاحبزادہ میاں حنان اور صاحبزادہ میاں صالح صاحب نے قصیدہ بردہ شریف اور نعت شریف پڑھی۔ ان کے بعد حاجی محمود صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی پر منقبت پیش کی، آخر میں صاحبزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری نے حضرت مجدد الف ثانی کے دو قومی نظریے کو بڑے احسن انداز سے پیش کیا، آپ کی تقریر سے سامعین میں نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ اپنی تقریر کے آخر میں آپ نے شر قپور شریف میں منعقد ہونے والے عرس شریف کے دوران ماحول کو میلے کی شکل اختیار نہ کرنے کا درس دیا۔ آپ نے فرمایا ہمیں ساتھیوں کی ضرورت ہے جو ان حضرات کو روکیں جو یہاں پر ریڑھیاں لگاتے ہیں۔ آپ فرماتے دربار شریف کے ارد گرد ان چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے ایک ٹیم تیار کی گئی جس میں پہلے محمد یوسف بھٹی (آرائیاں) اور بعد میں حاجی اللہ دتہ (شاہدرہ) پیش پیش رہے۔ اب بھی حاجی اللہ دتہ صاحب اپنی ٹیم کے ہمراہ دربار شریف کے ارد گرد ماحول کو ریڑھیوں سے ہٹانے کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں، حاجی اللہ دتہ کے ساتھ یحییٰ خان، محمد زکریا، حافظ صدیق، محمد اویس، منظور حسین (مانگا منڈی)، محمد اکرم، محمد بوٹا (منڈی فیض آباد)، محمد اصغر (علاقہ نواب صاحب)، بابا محمد دین (کوٹ عبدالملک) اس کام میں برابر کے شریک ہیں۔ پونے تین بجے ماسٹر احمد علی صاحب نے جماعت کرائی، آخر میں دعاء قبلہ حضرت میاں صاحب نے کرائی۔ شر قپور شریف میں اتوار، پیر اور منگل کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری نقشبندی مجددی کا سالانہ عرس بھی منایا جا رہا تھا اس سلسلہ میں شر قپور شریف میں تیاریاں بھی زور و شور سے جاری تھیں۔

## جنرل مشرف کا جلسہ اور عوام بے چارے

10 اپریل 2005ء: رانا ندیم شہزاد، عامر لطیف اور یہ خادم لوہاری سے شیر ربانی ڈپنٹری کے لیے ادویات لے کر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ قصور میں جنرل مشرف کا جلسہ ہو رہا تھا اس لیے اڈہ پر کوئی ویگن یا بس موجود نہ تھی، لہذا رانا ندیم کو موٹر سائیکل پر ادویات کے ساتھ شرقپور شریف روانہ کر دیا۔ میں اور عامر جیسے تیسے کر کے سعید چوک پہنچ گئے کہ شاید یہاں سے ہمیں کوئی شرقپور شریف جانے کی سواری مل جائے۔ عرس شریف کی وجہ سے رش بھی بہت تھا، موہلنوال کے محبوب صاحب بھی شرقپور شریف جا رہے تھے اچانک ان کی نظر ہم پر پڑ گئی اور انہوں نے ہمیں بھی ساتھ گاڑی میں بٹھا لیا، شرقپور شریف پہنچے تو حاجی محمد اشرف بھائی اس وقت میاں صاحب کی خدمت میں موجود تھے، جو عرس شریف کی تقریبات میں شرکت کے لیے کراچی سے تشریف لائے تھے۔

## صاحبزادہ میاں سعید احمد اور صوفی سرور

11 اپریل 2005ء: آج صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری نے قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ صوفی غلام سرور نافرمان ہو گیا ہے لہذا عرس کے موقع پر آپ اس کی خلافت کی منسوخی کا اعلان کر دیں۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا اگر میں اعلان کر بھی دوں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ کہیں اور سے بھی خلافت لے سکتا ہے۔ صاحبزادہ میاں سعید صاحب نے کہا وہ ہمارا نافرمان ہے آپ اس کی خلافت کی منسوخی کا اعلان کریں وہ چاہے کسی اور سے خلافت لے لے ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے تھوڑے سے جلال میں فرمایا بتاؤ کہاں اعلان کرنا ہے، اخبار میں دینا ہے یا اشتہار چھپوانے ہیں بہر حال قبلہ میاں صاحب نے اپنی زبان مبارک سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں نے اس کی خلافت منسوخ کر دی۔ صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب کچھ دیر رکنے کے بعد آپ کے کمرہ سے باہر چلے گئے، تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا صوفی سرور کے اشتہار لگانے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ میں نے عرض کیا حضور صوفی سرور صاحب کے بارے میں کسی بھی قسم کی تشہیر کرنا مناسب

نہیں۔ آپ نے میرے فیصلے کو سراہا اور فرمایا خاموشی ہی بہتر ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب نے مجھے بلوایا اور صوفی غلام سرور کے بارے میں خلافت کی منسوخی کا اشتہار چھاپنے کو فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضور صوفی سرور کو اگر سو میں سے دس آدمی جانتے ہیں اور آپ اشتہار لگوا کر باقی نوے آدمیوں کو کیوں بتانا چاہتے ہیں؟ میری اس تجویز پر میاں سعید صاحب متفق ہو گئے، مگر یہ ضرور فرمایا آستانہ عالیہ پر آنے والے زائرین کو ضرور پتہ ہونا چاہیے کہ صوفی سرور کا اب اس آستانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عصر کی نماز سے قبل پروفیسر منور حسین صاحب، چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی چوہدری حنیف صاحب اور پنجاب یونیورسٹی کے آنکھوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹر سعید نیازی صاحب اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نماز عصر قبلہ میاں صاحب کے ساتھ ادا کی، آج رات آپ نے گھر کے اندر گزاری۔ حاجی محمود اور یہ خادم میاں صاحب کے کمرہ میں ہی رہے، تین ربیع الاول بروز منگل میاں صاحب صبح چھ بجے مہمان خانہ (آستانہ عالیہ کی گلی کی بائیں ہاتھ کی پہلی بلڈنگ مہمان خانہ کے نام سے مشہور تھی جس میں بعد میں شیر ربانی ڈسپنری کا قیام عمل میں لایا گیا) آگئے۔ ختم شریف سے پہلے اور عشاء کے بعد تک لوگوں سے ملتے رہے۔ چند دنوں سے آپ کی طبیعت میں جلال تھا، اس دفعہ عرس شریف کے انتظامات کافی بہتر تھے۔ منگل کی رات آپ نے باہر اپنے کمرہ میں قیام کیا۔

## عرس کے لیے میاں صاحب کا ادھار رقم لینا

13 اپریل 2005ء: آج صبح ایک شخص میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا پاکستان میں اس کی رہائش ساہیوال کے علاقہ کی تھی۔ اس نے کہا مجھے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نے آپ کے پاس زیارت کے لیے بھیجا ہے اور مجھے تاکید کی ہے تم بتاؤ کہ میں امریکہ سے آیا ہوں اور میاں خلیل کا مرید ہوں، قبلہ میاں صاحب اس وقت خاموش رہے مگر بعد میں یہ ضرور فرمایا میں نے تو آج تک نہیں کہا کہ فلاں میرا مرید ہے یا کسی اور کا مگر میاں خلیل یہ ضرور کہتا ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ لاہور حاجی اسلم صاحب کے پاس ان کی دکان اعظم مارکیٹ چلے گئے، حاجی اسلم صاحب کو مبلغ ڈیڑھ لاکھ روپے ادا کیے جو آپ نے عرس شریف کے انتظامات کے

سلسلہ میں ان سے ادھار لیا تھا۔ حاجی اسلم صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد اعوان ٹاؤن ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے پاس چلے گئے، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب نے قبلہ میاں صاحب پر 35 صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ تیار کیا تھا۔ میں نے اس مسودہ کا کچھ حصہ پڑھ کر میاں صاحب کو سنایا۔ میاں صاحب پروفیسر ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد فیصل آباد صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے دفتر روانہ ہو گئے۔ فیصل آباد پہنچنے سے پہلے دفتر ٹیلی فون کر دیا تھا کہ میاں صاحب آرہے ہیں۔ عشاء کے بعد میاں صاحب دفتر پہنچے، نماز پڑھنے کے بعد میں میاں صاحب کے کمرہ سے باہر آیا تو ساتھ والے کمرہ میں صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب سخت غصے میں تھے اور اپنے عملے کو ڈانٹ رہے تھے، کہ جب اباجی کا فون آ گیا تھا تو ان کے ضروری لوازمات ان کے آنے سے پہلے کیوں نہیں پورے کیے گئے۔ بہر حال صاحبزادہ صاحب نے ان کو وارننگ دی، اڑھائی بجے رات کو میری آنکھ کھلی تو قبلہ میاں صاحب جاگ رہے تھے۔ میں اٹھ کر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے عرض کیا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے آپ نے فرمایا ہاں مگر نیند نہیں آرہی میں آپ کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ فجر کی اذانیں ہونے لگیں۔ نماز فجر ادا کی، ناشتہ کیا، لاہور حاجی اسلم صاحب کے گھر گارڈن ٹاؤن کے لیے روانہ ہو گئے۔ قبلہ میاں صاحب نے حاجی اسلم صاحب کو مزید ساٹھ ہزار روپے دیے، رانا ندیم شہزاد اور امام علی سبزی منڈی راجہ وقار سے پھل لے کر حاجی اسلم صاحب کے گھر آ گئے، سارا پھل میاں صاحب کی گاڑی میں رکھوایا، نو بجے صبح میاں صاحب پروفیسر ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے گھر پہنچ گئے، کتاب کے مسودہ کا باقی حصہ اور تذکار بگویہ کا کچھ حصہ میاں صاحب کو پڑھ کر سنایا، کافی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ حرفان ہوٹل تشریف لے آئے، رات آپ نے ادھر ہی قیام فرمایا۔

## دیوبندی اور وہابی بھی اعلیٰ حضرت کے معتقد

15 اپریل 2005ء: آج آپ پیمپش کی تکلیف میں مبتلا تھے صبح دلیہ ناشتے میں لیا اور جلیانہ تشریف لے گئے، آپ کے پلاٹ پر مٹی ڈالنے کا کام ابھی جاری تھا، جس کو محمد منشاء عرف سوہنا اور نیامت ڈوگر اپنی زیر نگرانی علاقے کے پٹھانوں سے مٹی ڈلوارہے تھے۔ حاجی صابر انصاری صاحب دو عدد شامیانے لے کر جلیانہ پہنچ گئے۔ آپ نے ان میں سے ایک شامیانے کو

ادھر ہی لگوا یا، ساڑھے گیارہ بجے آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے، جمعہ کی نماز کے بعد پنڈال میں ہی زائرین سے ملتے رہے، مغرب سے کچھ دیر قبل گھر تشریف لے آئے۔ عشاء کی نماز کے بعد کافی دیر معین بھائی جو کراچی سے آئے ہوئے تھے میاں صاحب کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ آپ نے ان کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے کافی واقعات سنائے۔ آپ نے فرمایا سنیوں کے علاوہ دیوبندی اور وہابی بھی میاں شیر محمد شرقپوری کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ رات دس بجے کے قریب آپ نے معین بھائی کو آرام کرنے کی اجازت دے دی اور خود بھی آرام کے لیے لیٹ گئے۔

## میاں خلیل احمد صاحب کے دوروں کی تفصیل

16 اپریل 2005ء: میری تین بجے آنکھ کھلی تو میاں صاحب مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے، صبح آٹھ بجے لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ عبدالستار صاحب (خانانی اینڈ کالیا) سے ملاقات کی اور اٹاری سروبہ محمد نواز سے ملنے ان کی فیکٹری چلے گئے۔ محمد نواز صاحب کی معرفت حضرت مجدد الف ثانی کے عرس شریف کے اشتہار مختلف اخباروں میں لگوائے تھے۔ میاں صاحب نے ان اشتہاروں کی قیمت محمد نواز صاحب کو ادا کی اور واپس شرقپور شریف تشریف لے آئے۔ مغرب کی نماز کے بعد صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری میاں صاحب کی خدمت میں آگئے، آپ کافی دیر میاں صاحب کو اپنے مختلف دوروں کے متعلق آگاہ کرتے رہے۔ جو آپ پاکستان کے مختلف شہروں سے ہو کر آئے تھے۔

## صاحبزادگان کو آپس میں محبت سے رہنے کی تلقین

17 اپریل 2005ء: آج صبح لاہور جلیانہ تھوڑی دیر رکنے کے بعد قبلہ میاں صاحب واپس شرقپور شریف آگئے، صاحبزادگان کے بارے میں کافی متفکر تھے، آپس میں پیار محبت اور اتفاق سے رہنے کی تلقین کرتے اور ساتھ ان آستانوں کی بھی مثال دیتے جو نا اتفاقی کے باعث لڑائی جھگڑوں میں پڑ گئے ہیں اور ان کا انجام بھی بتایا۔ آپ کا خیال تھا پیری کے ساتھ ساتھ اچھی تعلیم حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

## میاں صاحب کی مفتی مکرم صاحب سے ملاقات

24 اپریل 2005ء: آج صبح پروفیسر اقبال مجددی صاحب اور محمد عالم مختار حق صاحب سے ملاقات کرنے ان کے گھر تشریف لے گئے شیراز بھٹی ایڈووکیٹ بھی ہمراہ تھے۔ حوزہ نقشبندیہ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی حیات مبارکہ کے حوالے سے کافی دیر تفصیلی گفتگو ہوتی رہی۔ بارہ بجے دوپہر آپ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے گھر آگئے۔ اس وقت قاضی ظہور احمد اختر (پھلروان) اور نذیر صدیقی صاحب بھی وہاں موجود تھے، میاں صاحب تمام احباب کے ساتھ مل کر کتاب تذکار بگویہ میں سے اہلسنت والجماعت کے عقائد کو علیحدہ کرنے لگے، عصر کی نماز کے بعد شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں مجھے فرمایا انڈیا سے جناب مفتی مکرم صاحب تشریف لائے ہیں تم ان سے رابطہ کرو۔ ڈاکٹر مسعود صاحب کے مرید خاص عرفان مظہری صاحب کی معرفت مفتی مکرم صاحب سے رابطہ ہوا، اگلی صبح ساڑھے آٹھ بجے عرفان مظہری صاحب کی رہائش گاہ پر ہی ملاقات کا وقت طے پایا، پروفیسر اقبال مجددی، محمد عالم مختار حق، پروفیسر بشیر احمد صدیقی، حافظ محمد نعمان صدیقی اور اس خادم کے ہمراہ میاں صاحب پونے آٹھ بجے محمد عرفان مظہری کے گھر تشریف لے گئے۔ مفتی مکرم صاحب نے میاں صاحب سے فرمایا میری آپ سے یہ تیسری ملاقات ہے پہلی مرتبہ ایران میں ہوئی دوسری مرتبہ لاہور میں اور تیسری مرتبہ اب ہورہی ہے۔ مفتی مکرم صاحب کے ساتھ ڈاکٹر مسعود صاحب کے بیٹے مسرور احمد بھی تھے، کافی دیر مفتی مکرم صاحب کی میاں صاحب کے ساتھ حضرت زید فاروقیؒ کے بارے میں یادیں تازہ ہوتی رہیں، تھوڑی دیر بعد جناب فضل الرحمن صاحب میاں صاحب سے ملنے عرفان مظہری صاحب کے گھر آگئے۔ فضل الرحمن صاحب کے آباؤ اجداد کا تعلق افغانستان سے ہے، مگر اب وہ مستقل طور پر کراچی میں رہائش پذیر تھے۔ جب ان کو پتہ چلا کہ میاں صاحب عرفان مظہری صاحب کے گھر تشریف فرما ہیں تو وہ ملاقات کے لیے ادھر ہی آگئے۔ میاں صاحب نے ان سے ان کے والد گرامی کی وفات پر دعائے مغفرت فرمائی۔ کچھ دیر رکنے کے بعد آپ نے دعائے خیر فرمائی اور واپسی کے لیے روانہ ہو گئے۔ تمام احباب میاں صاحب کو رخصت کرنے کے لیے گاڑی تک آئے، ظہر کی نماز کے بعد آپ شرقپور شریف واپس آگئے، میں فہرست ذخیرہ کتب



صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی تیسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں مصروف ہو گیا۔

## میاں صاحب کی ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر آمد

25 اپریل 2005ء: آج صبح ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب سے ملاقات کرنے ان کی رہائش گاہ اعوان ٹاؤن چلے گئے، مگر صدیقی صاحب اسلامک سنٹر میں لیکچر کے لیے گئے ہوئے تھے۔ آپ واپس حرفان ہوٹل آ گئے، اسلام آباد سے جناب شیخ رنگ الہی صاحب تشریف لے آئے۔ میاں صاحب کافی دیر ان سے شیر ربانی ڈائجسٹ کے حوالے سے گفتگو میں مصروف رہے۔ رنگ الہی صاحب نے شیر ربانی ڈائجسٹ میں بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی، بلکہ شیر ربانی ڈائجسٹ کے ہر شمارے میں صحابہ کرام و اولیاء کرام پر تازہ مضمون ارسال کرتے۔

## میاں صاحب کی منشاء تائش کے گھر آمد

26 اپریل 2005ء: فجر کی نماز کے بعد آپ مولانا محمد منشاء تائش قصوری صاحب کے گھر مرید کے چلے گئے، علیحدگی میں چند منٹ گفتگو کرنے کے بعد آپ واپس لاہور پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر تشریف لے آئے، محمد عالم مختار حق صاحب پہلے سے ہی موجود تھے۔ اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے فارسی مکتوبات دکھائے، انہوں نے کہا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ اپنی زندگی میں لاہور تشریف لائے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ بستی ملک حیدر مضافات سرہند میں پیدا ہوئے اور بعد میں اس کا نام سرہند پڑ گیا، مجددی صاحب نے کہا حضرت مجدد الف ثانیؒ حویلی خواجہ قاسم محلہ حاجی سوئی (لاہور) جو آجکل قلعہ گوجر سنگھ کے نام سے مشہور ہے تشریف لائے تھے، مجددی صاحب کا حضرت مجدد الف ثانی کا بڑا گہرا مطالعہ ہے۔

## میاں صاحب نے صبح تین بجے چار بسکٹ تناول فرمائے

27 اپریل 2005ء: آج قبلہ میاں صاحب نے مجھے پونے تین بجے اٹھایا اور پوچھا

کچھ کھانے کو ہے میں نے بسکٹ پیش کیے جو کمرہ میں ہی موجود تھے، میاں صاحب نے تین سے چار بسکٹ تناول فرمائے۔ آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے فجر کی اذان سے پہلے کچھ کھایا ہو۔ میں نے آپ سے طبیعت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا میں ٹھیک ہوں، بہر حال وضو کرنے کے بعد تہجد کے نفل پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ صبح آٹھ بجے حاجی اللہ دتہ صاحب، مہر غلام رسول (شرقی پور شریف) اور مجھے محکمہ زراعت کے دفتر شیخوپورہ بھیج دیا، میاں صاحب کی کنوئیں والی جگہ ہموار کرانے کے لیے محکمہ زراعت میں مبلغ -/9840 روپے جمع کرائے۔ انہوں نے ایک ہفتے کا وقت دیا کہ محکمے کا بلڈوزر آ کر زمین کو لیول کر دے گا۔ سہ پہر تین بجے واپس شرقی پور شریف آ گئے۔ اس وقت میاں صاحب خود وہیل چیئر بیٹھے آستانے کے گیٹ کے باہر نگرانی کر رہے تھے، بابا غفور کا بیٹا گم ہو گیا تھا اس سلسلہ میں وہ ٹیلی فون سننے کے لیے میاں جلیل احمد صاحب کے دفتر گیا ہوا تھا۔ اس کی غیر موجودگی میں بابا حسین بخش بھی گیٹ چھوڑ کر کسی کو بتائے بغیر کسی کام سے چلا گیا۔ قبلہ میاں صاحب باہر کسی کو موجود نہ پا کر سخت برہم ہوئے اور اتنی دیر گیٹ پر ہی رہے جب تک بابا غفور گیٹ پر نہ آ گیا۔ اس مرتبہ آپ نے سب کو وارننگ دی کہ آئندہ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔

## امی جان کا شرقی پور شریف میں محفل میلادِ ولایت ﷺ کا انعقاد

30 اپریل 2005ء: آج صبح چھ بجے حاجی اللہ دتہ شرقی پوری اور مفتی نور حسین صاحب تشریف لائے۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ملاقات کے بعد آپ حاجی اللہ دتہ کو ساتھ لے کر برکت پورہ ڈاکٹر محمود کی زمینوں پر چلے گئے، ڈاکٹر محمود بھی اپنی زمینوں کو بلڈوزر کے ذریعے ہموار کروا رہا تھا۔ بہر حال جب میاں صاحب ڈاکٹر محمود کی زمینوں پر پہنچے تو ابھی تک کوئی بلڈوزر ادھر موجود نہ تھا آپ نے رکنا مناسب نہ سمجھا، حاجی اللہ دتہ صاحب کو شرقی پور شریف اتار کر لاہور ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے گھر اعوان ٹاؤن چلے گئے۔ تذکار بگویہ کا مسودہ تیار ہو چکا تھا۔ وہ میاں صاحب نے میرے سپرد کیا، اہلسنت والجماعت کی زبوں حالی پر کافی دیر تبصرہ ہوتا رہا۔ آخر میں میاں صاحب نے فرمایا ہر شخص کو مسلک کا تھوڑا بہت کام ضرور کرنا چاہیے۔ ساڑھے دس بجے آپ حاجی اسلم صاحب سے اعظم مارکیٹ میں ملاقات کرنے کے بعد شرقی پور شریف کے لیے روانہ ہو گئے اور میں

پروفیسر منور صاحب کے گھر چلا گیا۔ میاں صاحب کے ساتھ اس وقت عطاء اللہ اور فتح شیر تھے، پروفیسر صاحب نے امام احمد رضا خان بریلوی پر بڑا ہی علمی مضمون شیر ربانی ڈائجسٹ میں چھاپنے کے لیے دیا۔ مغرب کی نماز سے پہلے میں شرق پور شریف پہنچ گیا۔ آج امی جان نے گھر کے اندر محفل میلاد ﷺ برائے خواتین کا انعقاد کیا ہوا تھا، محفل میں دور دراز سے خواتین نے شرکت کی محفل ساری رات جاری رہی اور صبح فجر کی اذان سے پہلے امی جان نے دعائے خیر فرمائی۔

## حضرت سعدی اور سو مہمانوں کی دعوت

یکم مئی 2005ء کی صبح آپ جلیانہ روانہ ہو گئے، صابر انصاری بھی اپنے بیٹے کے ہمراہ جلیانہ آ گئے۔ میاں صاحب نے ان کو شامیانوں میں تبدیلی کرنے کو فرمایا اور ساتھ حضرت شیخ سعدی کا واقعہ بھی سنایا کہ ایک مرتبہ ایک امیر شخص نے شیخ سعدی کی دعوت کی اور سو مزید مہمانوں کو بلا لیا۔ دعوت کھانے کے بعد وہ امیر شخص شیخ سعدی کے ہاتھ دھلوانے لگا تو سعدی صاحب نے فرمایا: ”ہائے دعوت شیراز“ یہ الفاظ سن کر امیر شخص نے کل پھر شیخ سعدی کو دعوت دی اور ساتھ سو افراد کی بھی اگلے دن اس شخص نے پہلے کی نسبت بہت اعلیٰ کھانے کا بندوبست کیا۔ اگلے روز دعوت ہوئی دعوت کے اختتام پر وہ شخص حضرت سعدی کے ہاتھ دھلوانے لگا تو سعدی صاحب نے پھر فرمایا: ”ہائے دعوت شیراز“۔ یہ سن کر اس شخص کے دل میں خیال آیا لگتا آج پھر کوئی کمی رہ گئی ہے، لہذا اس نے سعدی صاحب کو اگلے روز پھر آنے کی دعوت دیدی، اگلے روز پھر ایسے ہی ہوا، تیس دن وہ امیر شخص شیخ سعدی کی دعوت کرتا رہا مگر ہر روز سعدی صاحب کھانا کھانے کے بعد یہی فرماتے: ”ہائے دعوت شیراز“۔ چالیس دن بعد اس امیر شخص نے سو چاب شیراز جاؤں گا اور وہاں جا کر دعوت دیکھوں گا تو پتہ چلے گا، خیر کچھ عرصے بعد اس شخص کو کسی کاروباری سلسلہ میں شیراز جانا پڑ گیا۔ وہ وہاں حضرت شیخ سعدی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ہاں لنگر خانے میں ساگ پکا ہوا تھا آپ نے اس کے ساتھ اس کو کھانا کھلایا، دوسرے روز لنگر کھانے میں دال شریف تھی۔ اس امیر شخص کو دال کے ساتھ کھانا دیا تیسرے روز پھر دال، تین دن حضرت سعدی کے پاس گزارنے کے بعد اس نے حضرت صاحب سے واپس جانے کی اجازت لی اور دعوت شیراز کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا یہی دعوت شیراز ہے۔ تم نے تو ہمیں چالیس دن کھانا

نہیں کھلایا بلکہ چالیس مرتبہ کھانے کی دعوت دی ہے اور تم میری طرف سے یہاں تین سال بیٹھے رہو، ہم ان شاء اللہ نہیں بھاگیں گے۔

## مولانا عبدالغفور شاہ صاحب کی شہرِ چور شریف آمد

05 مئی 2005ء: آج صبح مولانا عبدالغفور شاہ صاحب (گھوڑھے شاہ) میاں

صاحب کے پاس شہرِ چور شریف آئے، منبع انوار کی تیاری کے سلسلہ میں مجھے آپ نے پروفیسر منور صاحب کی طرف بھیج دیا۔ منبع انوار کے کام کے دوران پروفیسر صاحب نے اعلیٰ حضرت سرکار کا واقعہ سنایا کہ میری رہائش پہلے برف خانہ چوک (لاہور ہوٹل) کے قریب تھی اور میرے گھر کے پاس عبدالرحمن گھڑی ساز کی دکان تھی۔ میں فارغ وقت میں اکثر اس کے پاس جا کر بیٹھا کرتا تھا ایک روز مجھ سے کہنے لگا، مجھے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب سے بڑی محبت تھی آپ کے دیے ہوئے وظائف میں بڑی باقاعدگی سے کرتا۔ ایک روز میرے دل میں خیال آیا اعلیٰ حضرت سرکار بے شمار لوگوں کو خلافت عطا کر رہے ہیں مگر میری طرف متوجہ نہیں ہوتے، اتنی ہمت نہ تھی کہ یہ بات اعلیٰ حضرت سرکار کے سامنے عرض کر سکوں۔، بہر حال اسی رات خواب میں دیکھتا ہوں اعلیٰ حضرت تشریف لائے ہیں اور مجھے دیکھ کر فرمانے لگے بعض بلی خلافت کے خواہشمند تو ہوتے ہیں مگر وہ اپنے اندر دھیان نہیں دیتے۔ یہ بات کرتے ہوئے میرے دل کے اوپر والے حصے کو ڈھکن کی طرح اتارا اور دل باہر نکال کر فرمانے لگے دیکھو کتنا چھوٹا سادل ہے اس میں کیا ڈالوں۔ یہ فرما کر اسی طرح بند کر دیا، پروفیسر صاحب نے ایک اور واقعہ سنایا:

میرے گھر کے نزدیک حکیم فقیر محمد صاحب کا مطب تھا وہ حضرت اسماعیل شاہؒ کرمانوالے کے مرید تھے۔ فرماتے ہیں ایک روز میں حضرت اسماعیل شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ شاہ صاحب فرمانے لگے میں اعلیٰ حضرت سرکار میاں شیر محمد شہرِ چور شریف کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ہم سب بیلوں کو لنگر شریف کھلایا۔ کھانے کے بعد مجھے فرمانے لگے شاہ صاحب ذرا برتن صاف کر لائیں، میں نے بڑی محبت کے ساتھ برتن کو صاف کیا اور چکانے کی کوشش کی، واپس آیا تو اعلیٰ حضرت سرکار فرمانے لگے شاہ صاحب جس طرح آپ نے برتن چکائے ہیں ہم نے اس طرح آپ کے دل کو چکا دیا ہے، اس کے بعد میرا ستارہ ایسا چمکا کہ ہر

طرف کرمانوالہ کرمانوالہ ہی مشہور ہو گیا۔

## وظائف پڑھنے کی اجازت

پروفیسر منور حسین صاحب سے فارغ ہو کر میں شر قیور شریف میاں صاحب کی خدمت میں واپس آ گیا، مغرب کی نماز کے بعد ایک شخص منڈی فیض آباد کا رہنے والا تھا اس کا بیٹا صاحبزادہ میاں جلیل احمد شر قیوری کے دفتر فیصل آباد میں ملازم تھا۔ قبلہ میاں صاحب کو اس نے ایک رقعہ دیا جس پر کوئی وظائف تحریر تھے اور ان کو پڑھنے کی اجازت طلب کی تھی۔ قبلہ میاں صاحب نے اس شخص سے فرمایا اگر کوئی بندہ ایک ڈاکٹر کا نسخہ لے کر دوسرے ڈاکٹر کے پاس جائے اور پوچھے کہ میں اس کو استعمال کر لوں تو وہ ڈاکٹر اس نسخہ کو استعمال کرنے کی اجازت کیسے دے گا، بڑی حیرت والی بات ہے یہ کام کسی ڈاکٹر کے ساتھ نہیں کرتے مگر ہمارے پاس آ جاتے ہیں ہم تو وہی کام کرتے ہیں جو ہمارے بزرگوں نے کیے ہیں اسی میں فائدہ ہے۔

## کوئٹہ سے حضرت ابو بکر آغا صاحب کی تشریف آوری

08 مئی 2005ء: ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو چیک کرانے پنجاب کارڈیا لوجی سنٹر غلام رسول کی گاڑی پر آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کی رپورٹس تسلی بخش کہیں مگر ادویات تبدیل کر دیں پنجاب کارڈیا لوجی سے فارغ ہو کر آپ حرفان ہوٹل آ گئے، آج آپ نے ان حضرات کو بلایا تھا جنہوں نے رفیق شاہد کی شادی میں تعاون کیا تھا، ان میں شاہد عمران، محمد نفیس، عامر لطیف، شہزاد گیلانی، محمد سلیم، محمود سعید، رانا ندیم شہزاد، امام علی، کاشف کامران، صلاح الدین اور یہ خادم موجود تھا۔ قبلہ میاں صاحب نے اپنی طرف سے بھی تحائف دیے، تمام کا تمام سامان میاں صاحب کے سامنے رفیق شاہد کے حوالے کر دیا۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ نے بابا حیات کو ٹھوکر نیاز بیگ اتارا اور خود شر قیور شریف آ گئے۔ اگلے روز صبح آٹھ بجے جلیانہ آئے اپنی زمین کے ساتھ تیار ہونے والی مسجد میں مبلغ پچاس ہزار روپے کا حصہ ڈالا۔ تھوڑی دیر رکنے کے بعد صابر انصاری صاحب کے ہمراہ شر قیور شریف واپس آ گئے، اس روز حاجی اللہ دتہ صاحب بھی ساتھ تھے۔ آج شیر ربانی فری ڈپنٹری کا سٹاک چیک کیا، جنوری سے مئی 2005ء تک مبلغ

68000/- روپے کی ادویات آچکی تھیں۔ مریضوں کے لیے ڈپنسری کو مزید سہولیات سے آراستہ کرنے کے بارے میں اہم فیصلے کئے گئے۔ عشاء کے قریب کونٹہ سے جناب ابو بکر آغا صاحب تشریف لائے۔ کافی دیر قبلہ میاں صاحب کے ساتھ محو گفتگور ہے۔ رات انہوں نے ادھر ہی قیام فرمایا۔ اگلے روز واپس چلے گئے۔

## میاں صاحب کی داڑھ میں درد

12 مئی 2005: مغرب کی نماز کے بعد آپ نے مجھے فرمایا میری داڑھ میں درد ہے میں نے آپ کی داڑھ چیک کی تو وہ ٹیڑھی ہو چکی تھی۔ میں نے اس کو نکلوانے کا مشورہ دیا، آپ نے فرمایا اس کو بروز ہفتہ نکلوائیں گے۔ خیر اگلے روز جمعہ کی نماز کے بعد داڑھ دوبارہ چیک کی تو اوپر سے ٹوٹ چکی تھی مگر اس کی جڑ ابھی اندر ہی تھی، بروز جمعہ صبح دس بجے سے پہلے گلبرگ ڈاکٹر شاہد قیوم صاحب کے کلینک پر چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب اور عملہ ابھی نہیں آیا تھا، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب آگئے۔ انہوں نے میاں صاحب کی داڑھ کی جڑ بڑی مشکل سے نکالی۔ اس داڑھ کے ساتھ والا دانت بھی ٹوٹ چکا تھا اس کی جڑ ابھی باقی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے کٹ لگا کر اس دانت کی جڑ کو بھی نکالا اور ایک عدد ٹانکہ بھی لگا، ڈاکٹر صاحب نے چند ادویات لکھ دیں اور ہر گرم شے کے کھانے سے پرہیز کرنے کا کہا۔ ڈاکٹر صاحب سے فارغ ہو کر آپ شرقپور شریف واپس آگئے۔ پشاور سے گل محمد صاحب جو فوت ہو گئے تھے ان کا بیٹا فاروق گل میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت ہونے کے لیے عرض کیا اس نے کہا میرا والد دو ماہ سے مجھے خواب میں یہ نصیحت کر رہا ہے کہ تم شرقپور شریف جا کر قبلہ میاں صاحب کی بیعت کر کے آؤ۔ آپ نے اس کو بیعت فرمایا۔ اس کے چند منٹ بعد لنڈی کوتل سے پیر گل محمد صاحب تشریف لے آئے۔ چند منٹ رکنے کے بعد پیر گل محمد صاحب واپس چلے گئے، داڑھ سے مسلسل خون بہنے کی وجہ سے آپ جمعہ کی نماز پڑھنے پنڈال میں نہ جاسکے اور نماز بھی کمرہ میں ہی ادا کی۔ داڑھ نکلوانے کے بعد آپ کو موشن لگ گئے تھے اس سلسلہ میں ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو چیک کرایا تو انہوں نے ڈاکٹر شاہد قیوم کی دی ہوئی دوائی (Dalasin) کپسول بند کر دیا اور میاں صاحب کو (400mg /Flagyl) کھانے کو دی جب تک میاں صاحب یہ خوراک لیتے رہتے موشن ٹھیک رہتے اور

جب Flagyl کھانی بند کر دیتے تو دوبارہ موٹن لگ جاتے، ڈاکٹر محسن صاحب کو دوبارہ چیک کرایا تو آپ کا بلڈ پریشر 200/ پر چلا گیا تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹر محسن صاحب نے ادویات میں تبدیلی کر دی۔ بار بار موٹن آنے کی وجہ سے آپ کی ٹانگوں میں بھی درد شروع ہو چکا تھا۔

## میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد

22 مئی 2005ء: آج رات آپ نے ساڑھے گیارہ بجے مجھے اٹھایا اور فرمایا میری بائیں ٹانگ میں شدید درد ہے۔ میں کافی دیر آپ کی ٹانگ کو دبا تا رہا میرے پوچھنے پر آپ نے فرمایا مجھے دو روز سے ٹانگ میں درد ہو رہا ہے۔ بہر حال ساری رات آپ نے بڑی تکلیف میں گذاری سہارے کے ساتھ آپ باتھ روم جاتے اور سہارے کے ساتھ ہی واپس آتے۔ صبح فجر کی نماز کے بعد وہی کھانے کے بعد بروفن گولی (200mg) کھلائی۔ اس سے کچھ آفاقہ ہوا اضافی دوائی لینے سے پیٹ پھر خراب ہو گیا، جناب فقیر حسین صاحب نے شیر ربانی ڈسپنری سے شربت لاکر پلایا تو اس سے کچھ بہتری آئی، سارا دن تقریباً صحیح گزرا مگر اگلی رات ڈیڑھ بجے آپ کی بائیں ٹانگ میں پھر درد شروع ہو گیا، بروفن گولی کھلائی اور بائیں ٹانگ کو کچھ دیر دبانے کے بعد آپ کی آنکھ لگ گئی۔

## ہومیو پیتھک میڈیسن استعمال کرنے کا مشورہ

08 جون 2005ء: ڈاکٹر محسن نذیر صاحب سے چیک کرانے آج پنجاب کارڈیالوجی تشریف لائے، ٹانگ درد کی تشخیص کے لیے ڈاکٹر صاحب نے چند ایک ٹیسٹ لکھ دیے جو زینت لیبارٹری سے کرائے اگلے روز ان ٹیسٹوں کی رپورٹس ملنی تھی ان رپورٹس کو دوبارہ ڈاکٹر محسن صاحب کو دکھایا ٹیسٹ ٹھیک تھے، اس لیے ڈاکٹر صاحب نے کوئی اضافی دوائی تجویز نہ کی۔ آجکل جناب فقیر حسین صاحب جناح ہسپتال میں سٹور انچارج کی ڈیوٹی دینے کے بعد میاں صاحب کے پاس آجاتے وقتاً فوقتاً بلڈ پریشر چیک کرتے، آج ڈاکٹر محسن صاحب سے ملاقات کے بعد آپ فضل الرحمن صاحب کے گھر شادمان آگئے۔ جہاں میاں صاحب کی عیادت کے لیے پروفیسر اقبال مجددی صاحب تشریف لائے۔ اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب سے کہا کہ آپ انگریزی

میڈیسن کافی عرصہ سے کھارہے ہیں اب ہو میو پیتھک استعمال کر کے دیکھیں شاید کوئی افاقہ ہو، میاں صاحب نے پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے وکیل احمد سکندر پوری اور ثناء اللہ پانی پٹی کی کتابوں کی تیاری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کتابیں چھپوائی کے لیے تیار ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کوشش کریں اس ہفتے چھپ جائیں، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف آگئے۔

## ڈاکٹر ابو بکر صاحب سے چیک اپ

17 جون 2005ء: آج پھر ڈاکٹر محسن صاحب کو چیک کرانے پنجاب کارڈیالوجی صبح دس بجے پہنچ گئے، تکلیف کی وجہ سے آپ ہسپتال کے اندر نہ جاسکے بہر حال ڈاکٹر محسن نذیر صاحب خود ہی باہر آگئے۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کی کمر اور ٹانگ کی تکلیف کے بارے میں ڈاکٹر ابو بکر صاحب سے رابطہ کرنے کو فرمایا اور خود کمر اور ٹانگ کے ایکسرے کروانے کی ہدایت کی۔ ایکسرے کروانے کے بعد اس کے ٹیسٹ اگلے روز ڈاکٹر ابو بکر صاحب کو چیک کروائے اور ٹیسٹ بھی دکھائے، ٹیسٹوں کی رپورٹس صحیح ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر ابو بکر صاحب کسی حتمی نتیجے پر پہنچنے سے قاصر رہے، احتیاطاً انہوں نے چند ایک میڈیسن لکھ دیں اور ایک ہفتے بعد دوبارہ چیک کرانے کو کہا، ڈاکٹر ابو بکر صاحب سے فارغ ہو کر آپ ڈاکٹر یوسف (گگومنڈی) اور فقیر حسین صاحب کے ساتھ شرقپور شریف آگئے اور میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گیا۔

## صاحبزادہ ابو بکر صاحب کے گھر ڈاکہ

16 جولائی 2005ء: آدھی رات کے وقت 9 ڈاکہ صاحبزادہ میاں ابو بکر صاحب کے گھر ڈاکہ کی نیت سے آئے۔ ایک ڈاکہ گھر کے اندر داخل ہو گیا اور باقی آٹھ باہر پہرہ دے رہے تھے۔ اچانک صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے خادم محمد طارق کی نظر ان ڈاکوؤں پر پڑی۔ اس نے تین چار فائر نکالے جس سے تمام کے تمام ڈاکو بھاگ گئے۔ خوش قسمتی سے گھر میں اس وقت کوئی بھی موجود نہ تھا، صاحبزادہ میاں ابو بکر صاحب اپنے گھر والوں کے ہمراہ



شرقیہ شریف سے باہر دوسرے شہر گئے ہوئے تھے۔

## میاں صاحب کا ایک اور دانت ہل گیا

19 جولائی 2005ء: آج میاں صاحب نے مجھے فرمایا میرا اوپر والا دایاں دانت ہل گیا ہے، دو دن پہلے میں نے دانت خود چیک کیے تھے اس میں سے کوئی بھی دانت ایسا نہیں تھا جو ہل رہا ہو۔ بہر حال میں نے دانت چیک کیا تو واقعی ہل رہا تھا۔ سمجھ سے بات باہر تھی کہ آئے روز اچھے خاصے دانت کیوں خود بخود ٹوٹ رہے تھے اور ٹیڑھے ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر عامر رضا (گلبرگ، لاہور) کو چیک کرانے اگلے روز شام پانچ بجے ان کے کلینک پر پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اوپر والا دایاں دانت ٹوٹ چکا ہے اور جڑا بھی سوڑے کے اندر ہی ہے۔ ڈاکٹر عامر رضا نے بڑی مشکل سے جڑ نکالی۔ جڑ بالکل صحیح تھی اس میں کسی قسم کا کیڑا یا کھوڑ وغیرہ نہ تھی، ڈاکٹر صاحب میاں صاحب کے جو دانت نکالتے ہیں وہ ڈاکٹر صاحب سے لے کر اپنے پاس محفوظ کر لیتا۔ تکلیف کی وجہ سے میاں صاحب کو پونشان کی ایک گولی دی، پھر بھی ایک ہفتہ زخم بھرنے میں لگ گیا۔

## ڈاکٹر مسعود صاحب سے ملاقات

22 جولائی 2005ء: سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ چھپ چکا تھا، اس کی سو عدد کا پیاں محمود سعید کو دے کر سیالکوٹ اور خود دو سو عدد کا پی لے کر اسلام آباد روانہ ہو گیا۔ اسلام آباد میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی ترسیل کے سلسلہ میں ایک ایجنٹ مقرر کیا اور میاں صاحب سے اجازت لے کر وہیں سے کراچی کے لیے بذریعہ ٹرین روانہ ہو گیا۔ سیٹ نہ ملنے کے باوجود سفر کافی اچھا گزر گیا۔ قادر بھائی کے گھر سامان رکھا اور ان کو ساتھ لے کر رسالے کی ڈسٹری بیوشن کے حوالے سے اشرف بھائی اور الیاس بھائی کی دکان پر چلا گیا۔ آپ سے ٹیلی فون پر رابطہ ہوا تو آپ نے سید وجاہت رسول قادری اور ڈاکٹر مسعود صاحب سے بھی ملاقات کرنے کو فرمایا۔ اگلے روز دوپہر 2 بجے کے قریب سید وجاہت رسول قادری صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی ان کو شیر ربانی ڈائجسٹ پیش کیا، میاں صاحب سے ٹیلی فون پر بات کرائی، میاں صاحب سے سلام اور

احوال دریافت کرنے کے بعد انہوں نے فرمایا شیر ربانی ڈائجسٹ میاں صاحب کی بہت اچھی کاوش ہے، اس وقت قادر بھائی اور معین بھائی بھی ہمراہ تھے، شام ساڑھے چھ بجے ڈاکٹر مسعود صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا کمانڈر ظفر صاحب اور قادر بھائی ساتھ تھے۔ میری ڈاکٹر صاحب سے یہ پہلی ملاقات تھی، قبلہ میاں صاحب کی طرف سے کچھ تحائف پیش کیے اور میاں صاحب کا ٹیلی فون پر رابطہ بھی کرایا۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کے تحائف بھیجنے پر شکر یہ ادا کیا ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب سے کہا میں بھی آپ کی طرح تکلیف میں مبتلا ہو گیا تھا ڈاکٹروں سے بہت علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ اس کے بعد ایک حکیم صاحب سے چند دن دوائی لی جس سے مجھے کچھ افاقہ ہو گیا، قبلہ میاں صاحب سے گفتگو کے بعد میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں شیر ربانی ڈائجسٹ پیش کیا۔ آپ نے چند منٹ غور سے مطالعہ کرنے کے بعد پوچھا اس کا بوجھ تم پر ہے میں نے عرض کیا حضور یہ میرے لیے سعادت ہے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپ نے ڈائجسٹ کی بہت تعریف فرمائی۔ میں نے میاں صاحب کی طرف سے نئی چھپنے والی کتاب لطائف المدینہ کا مکمل تعارف کرایا۔ میں نے عرض کیا قبلہ میاں صاحب نے آپ کی طرف سے بھیجے جانے والے تمام جہان امام ربانی کے سیٹ مختلف پروفیسروں اور محقق افراد تک پہنچا دیے ہیں اس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا جہان امام ربانی میں نقشبندی سلسلہ بالخصوص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی پر کافی علمی مواد اکٹھا کر دیا گیا۔ میں نے آپ کی تائید کی اور عرض کیا کہ قبلہ میاں صاحب کا خیال ہے کہ نقشبندی بزرگوں پر ابھی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں شیر ربانی ڈائجسٹ میں نئے مضمون تیار کروا کر شائع کیے جاتے ہیں۔ مغرب کی نماز تک یہی علمی گفتگو کا سلسلہ چلتا رہا۔ مغرب کی نماز ڈاکٹر مسعود صاحب کے پیچھے پڑھی، ڈاکٹر صاحب سے چائے وغیرہ کالنگر شریف نوش کرنے کے بعد اجازت لے کر رات قادر بھائی کے گھر آ گیا۔ اگلے روز معین بھائی اور قادر بھائی کے ہمراہ گلشن مصطفیٰ جناب مقصود قادری صاحب کے گھر آ گیا۔ موصوف بڑی محبت سے ملے انہوں نے میاں صاحب کے لیے چند ایک نایاب کتب کا تحفہ بھی دیا، ظہر کی نماز کے بعد زاہد فخری صاحب کی معرفت رسالے کو مختلف دکانوں اور سٹالوں پر رکھوانے کے لیے مختلف ایجنٹس سے رابطہ کیا۔ فی الوقت کسی بھی ایجنٹ کے ساتھ معاہدہ نہ ہو سکا۔ آخر میں زاہد فخری صاحب اور معین بھائی نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔ قبلہ

میاں صاحب کے حکم کے مطابق کمانڈر ظفر اور ان کے بیٹے اولیس کو ساتھ لے کر فاروق اے کے صاحب سے ملاقات کرنے ان کی رہائش گاہ پر چلے گئے، فاروق صاحب ڈاکٹر مسعود صاحب کے مرید اور حضرت امام ربانی کے مکتوبات پر تحقیقی کام میں مصروف تھے، ان کا حضرت مجدد الف ثانی پر بڑا گہرا مطالعہ تھا اور ان کا انداز گفتگو بہت اعلیٰ تھا۔ فاروق صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد میں کمانڈر ظفر صاحب کے ساتھ ان کے گھر آ گیا، کمانڈر ظفر صاحب جہان امام ربانی کا اشاریہ تیار کر رہے تھے۔ میں نے ان کا کام دیکھا تو ان کو جہان امام ربانی کے اشاریے کا کام سید جمیل احمد رضوی صاحب کو چیک کرانے کا مشورہ دیا کیونکہ اس میں ابھی کافی تبدیلی کی ضرورت تھی۔ خیر بعد میں ڈاکٹر مسعود احمد اور قبلہ میاں صاحب کے مشورے سے یہ اشاریہ سید جمیل احمد رضوی صاحب نے چیک کیا، میں تین دن کراچی رہنے کے بعد بذریعہ ٹرین فیصل آباد آ گیا۔ آپ نے مجھے فیصل آباد سے فارغ ہونے کے بعد شرقپور شریف آنے کو فرمایا۔ فیصل آباد میں محمد رمضان (چیف ایڈیٹر فخر ملت) کے ساتھی محمد شفیق نے ڈائجسٹ کی ترسیل کے سلسلہ میں بہت مدد کی۔ اگلے روز فیصل آباد سے روانہ ہو کر رات ساڑھے گیارہ بجے شرقپور شریف آ گیا۔ تین سے چار مرتبہ آپ کے کمرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا مگر دروازہ نہ کھلا اور میں باہر ہی آرام کے لیے لیٹ گیا، فجر کی اذان سے قبل آپ نے میرا پوچھا تو بابا غفور نے بتایا معروف آ گیا ہے لہذا تین بجے آپ سے ملاقات ہوئی سفر کے تمام حالات آپ کے گوش گزار کیے۔ آپ نے پوچھا تم رات کو ہی میرے کمرہ میں کیوں نہیں آئے۔ میں نے عرض کیا حضور تین مرتبہ کھٹکھٹانے کے باوجود دروازہ نہ کھلا تو میں باہر بابا غفور صاحب کے پاس ہی آرام کے لیے لیٹ گیا۔

## میاں صاحب کی اقبال احمد فاروقی صاحب سے ملاقات

04 اگست 2005ء: قبلہ میاں صاحب کی عیادت کے لیے علامہ اقبال احمد فاروقی

صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ شرقپور شریف تشریف لائے۔ میاں صاحب نے ان کو اپنے تمام میڈیکل ٹیسٹ دکھائے جو مختلف فائلوں میں بند تھے۔ کافی دیر علمی گفتگو ہوتی رہی زیادہ تر موضوع جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، شیر ربانی ڈائجسٹ اور حوزہ نقشبندیہ تھا۔ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے میاں صاحب کے لیے چھ کتابوں کا تحفہ بھی

دیا کتابوں کی تفصیل نوٹ نہ کر سکا۔ دوپہر بارہ بجے تمام حضرات کو لنگر شریف کھلانے کے بعد آپ نے اجازت دے دی۔

## حاجی اللہ دتہ صاحب کی زوجہ کا انتقال

13 اگست 2005ء: میری اپنی کمر اور ٹانگ میں شدید درد تھا بڑی مشکل سے شرقپور شریف آ گیا۔ صبح حاجی اللہ دتہ صاحب کی بیوی فوت ہو گئی تھیں۔ مجھے میاں صاحب نے قل شریف کے ختم شریف میں شرکت کے لیے خان بہادر کی مسجد میں بھیج دیا۔ ختم شریف میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

## میاں صاحب سے شاہ احمد نورانیؒ کی ملاقات

16 اگست 2005ء: شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور حسین صاحب کے پاس آ گیا، کام ختم کرنے کے بعد پروفیسر صاحب فرمانے لگے میں ایک مرتبہ میاں جمیل احمد صاحب سے ملنے لوہاری آیا، میاں صاحب کا دفتر اس وقت نعمت کدہ (لوہاری گیٹ، لاہور) کے پاس ہوا کرتا تھا۔ میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھوڑی دیر بعد مولانا شاہ احمد نورانی صاحبؒ بھی میاں صاحب سے ملاقات کے لیے آ گئے۔ میاں صاحب نے ان کے لیے نعمت کدہ سے کھانا منگوایا۔ کھانا واقعی بہت لذیذ تھا جس کی مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کھانے کے دوران بار بار تعریف کرتے رہے۔

## نذرانہ لینے سے انکار

17 اگست 2005ء: سوعد شیر ربانی ڈائجسٹ لے کر فیصل آباد روانہ ہو گیا، شیخ عبدالمجید صاحب، محمد بوٹا، حاجی اکرم بھولا، محمد رمضان نقشبندی، محمد شفیق اور دیگر احباب نے ڈائجسٹ کے حوالے سے بہت تعاون کیا۔ بعض ایسے لوگ بھی تھے جو چند ہزار روپے کی خدمت کر رہے تھے مگر نہ تو ڈائجسٹ خرید رہے تھے اور نہ ہی اس میں اشتہار وغیرہ لگوانا چاہتے تھے۔ میں نے شیخ عبدالمجید صاحب کی معرفت ان لوگوں کے پیسے واپس کر دیے اور کہا میں یہاں چندہ اکٹھا

کرنے نہیں آیا، اگر یہ لوگ ڈائجسٹ خریدتے ہیں یا اس میں اشتہار لگواتے ہیں تو ٹھیک ورنہ میں یہ رقم نہیں لوں گا۔ ستر کے قریب ڈائجسٹ مختلف دکانوں پر رکھوانے کے بعد میں واپس میاں صاحب کے پاس شرقپور شریف آ گیا۔

## میاں صاحب کی کرامت

سیالکوٹ سے دانش صاحب کے بیٹے ظہیر دانش صاحب ملک افضل صاحب کو لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ملک افضل صاحب کی گھی کی ایجنسی تھی اور فی سبیل اللہ کمزور و کام کرتے تھے۔ انہوں نے میاں صاحب کو دم کیا، دم کرنے کے بعد میاں صاحب نے ان کو لنگر شریف کھانے کو فرمایا۔ مجھے آپ نے مبلغ ایک ہزار روپے ظہیر دانش کو دینے کو فرمایا۔ میں ظہیر دانش کو میاں صاحب کے ساتھ والے کمرہ میں لے گیا اور میاں صاحب کی طرف سے ایک ہزار روپے دیے اور کہا میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ جتنی خدمت ملک افضل کی کرو گے وہ بتا دینا وہ بھی مل جائے گی، ظہیر دانش ایک ہزار کانوٹ پکڑ کر چوم کر کہنے لگا سیالکوٹ سے آتے ہوئے راستے میں میں نے خیال کیا تھا کہ آج قبلہ میاں صاحب اگر بطور تبرک کچھ رقم عنایت فرمائیں تو کیا بات ہے اور ایسے ہی ہوا۔ دم کے بعد میاں صاحب کی تکلیف میں معمولی سا افاقہ ہوا مگر مکمل تکلیف رفع نہ ہوئی۔

## محمد عالم صاحب کے گھر ڈاکہ

24 اگست 2005ء: میاں صاحب کے کسی کام کے سلسلہ میں آج محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر گیا تو معلوم ہوا ان کے گھر ڈاکہ پڑا ہے، مختار حق صاحب صبح فجر کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد گئے واپس آئے تو تالے ٹوٹے ہوئے تھے، ڈاکو تقریباً تین لاکھ روپے کی نقدی اور زیورات لوٹ کر فرار ہو گئے۔ اس افسوس ناک خبر کے بعد میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف آ گیا، آپ کو اطلاع دی، مختار حق صاحب سے ٹیلی فون پر افسوس کیا۔ پھر مجھے فرمانے لگے عشاء کی جماعت کراؤ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے جماعت کرائی، نماز کے بعد آپ جلد ہی بستر پر لیٹ گئے۔

## مولوی اسماعیل صاحب کا انتقال

29 اگست 2005ء: گن مین محمد ارشد اور ماسی شہناز صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے چھوٹے صاحبزادے میاں معیظ شرقپوری صاحب کو منصورہ، لاہور کے قریب ایک ہسپتال میں چیک کرانے جا رہے تھے، ڈاکٹروں کے بقول میاں معیظ شرقپوری کی جسمانی حالت کچھ بہتر نہ تھی۔ میں ان کے ساتھ لاہور آ گیا، آج رانا ٹاؤن (نزد اٹاری) میں مولوی اسماعیل صاحب کا انتقال ہو گیا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد ان کا جنازہ تھا۔ میاں صاحب کے حکم کے مطابق میں جنازہ میں شرکت کے لیے ادھر آ گیا۔ ان کی وصیت کے مطابق جنازہ سید طالب حسین گردیزی صاحب نے کرایا۔ جنازہ کے بعد مولوی اسماعیل صاحب کے خالو غلام محمد (پریس والے) نے میرا ان کے بیٹوں کے ساتھ تعارف کرایا۔ میں نے میاں صاحب کی طرف سے تعزیت کی۔ جنازے سے فارغ ہونے کے بعد شیربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گیا۔

## ثانی صاحب کے عرس پر سب سے بڑا فورکلر اشتہار

12 ستمبر 2005ء: اس مرتبہ حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرقپوری کے سالانہ عرس شریف کا اشتہار فورکلر (40\*30) سائز کا تیار کروایا اس کا پروف قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کو بہت پسند کیا۔ میں نے عرض کیا سائز بڑا ہونے کی وجہ سے اس پر پچاس سے ساٹھ ہزار روپے تک خرچہ آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چھوٹے سائز کا ہی بنواتے تو کیا بہتر نہ تھا۔ میں نے عرض کیا حضور اہل تشیع حضرات جہاں بھی محفل کراتے ہیں ان کا اشتہار (30\*40) سائز کا ہی چھپتا ہے، میری بھی خواہش تھی کہ میں بھی حضرت ثانی صاحب کے عرس پر (40\*30) سائز کا اشتہار ہی شائع کروں۔ میری بات سن کر آپ مسکرا دیے۔

## لاہور کے گردونواح میں بڑی فلیکس کا انتظام

17 ستمبر 2005ء: حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرقپوری کا سالانہ عرس شریف

کا اشتہار (سائز 40\*30) چھپوا کر شہر قیور شریف آ گیا۔ قبلہ میاں صاحب نے اشتہار کو بہت پسند کیا۔ پہلی مرتبہ (40\*30) سائز کا فورکلر اشتہار چھپا تھا اس کو لگانے کے لیے پیشل رو لے بھی تیار کیے گئے۔ قبلہ میاں صاحب نے پوچھا اس اشتہار پر کتنا خرچہ آیا ہے میں نے عرض کیا پچاس ہزار روپے، آپ نے اس اشتہار پر آنے والے خرچے کی تفصیل پوچھی تو میں نے عرض کیا فاروق بھائی نے مبلغ 10000/- روپے، فضل الرحمن صاحب (شو مارکیٹ) مبلغ 3500/- روپے، حاجی اسلم صاحب (اعظم مارکیٹ) نے مبلغ 5000/- روپے، صابر انصاری (قصور) اور میاں عبدالوحید (سرتاج فلور مل، دروغہ والا) نے بھی کچھ رقم دی تھی، قبلہ میاں صاحب نے تمام حضرات کے لیے خصوصی دعا فرمائی، حصول برکت کے لیے اشتہار کے آخر میں ان حضرات کا نام بھی درج کر دیا جاتا تھا۔ اس عرس پر پہلی مرتبہ لاہور کے گرد و نواح میں صاحبزادہ میاں جلیل احمد شہر قیور نے 20\*40 فٹ کی چار عدد فلیکس لگوائیں، تفصیل مندرجہ ذیل ہے

۱۔ داتا صاحب کے دربار شریف کے باہر

۲۔ بابو صابو انٹر چینج پر

۳۔ ریلوے اسٹیشن پر

۴۔ شاہدرہ موڑ پر

## ”انوار جمیل“ ایک خوبصورت کوشش

102 اکتوبر 2005ء: رمضان شریف کی وجہ سے عرس شریف اس مرتبہ 17، 18

اکتوبر کی بجائے یکم دوم اکتوبر کو شہر قیور شریف میں منعقد ہوا۔ ملک کے نامور مقررین کے علاوہ اس مرتبہ میاں صاحب نے دارالمبلغین حضرت میاں صاحب کے طالب علموں کو بھی تقریر کے لیے تیار کیا تھا۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شہر قیور نے اس مرتبہ ملک بھر کی سیاسی شخصیات کو بھی شہر قیور شریف میں مدعو کیا ہوا تھا اور ان کے لیے علیحدہ لنگر شریف کا بھی انتظام تھا۔ عرس شریف کے موقع پر شیخوپورہ کے جناب عبدالستار عاصم صاحب نے قبلہ میاں صاحب پر ”انوار جمیل“ کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ عاصم صاحب کی بہت بڑی کاوش تھی کہ انہوں نے چند دنوں میں اس کتاب کو مرتب کر کے شائع کر دیا۔ یہ کتاب عرس شریف کے موقع پر تمام کی تمام فروخت ہو

گئی۔ عرس شریف کے تیسرے روز قبلہ میاں صاحب نے عاصم صاحب سے مبلغ 800/- روپے کے عوض آٹھ کتابیں خریدیں، عاصم صاحب نے دو عدد کتب مجھے بھی تحفہً دیں۔

## خونناک زلزلہ

108 اکتوبر 2005ء: آج صبح آٹھ بجے کے قریب پاکستان کے شمالی علاقہ میں خونناک زلزلہ آیا، 7.6 سکیل پر آنے والے اس قیامت خیز زلزلے نے کئی شہروں کو اپنی لپیٹ میں لیا اور سینکڑوں دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے، ہزاروں افراد لقمہ اجل بن گئے، تیس لاکھ افراد سے زائد بے گھر ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد مجھے بھی ان شمالی علاقہ جات میں جانے کا موقع ملا، اس خونناک زلزلے کے آثار اب بھی نمایاں نظر آتے ہیں، زلزلے سے چند منٹ قبل پرندے زور زور سے چیخے، پھر شیر کی دھاڑ جیسی ایک خونناک آواز سنائی دی۔ اس کے بعد زمین اپنی جگہ سے کھسک گئی، لینڈ سلائڈنگ کی وجہ سے ہزاروں گھر لمبے تلے دب گئے، ایک لمحہ کے اندر لاکھوں افراد اپنی زندگی سے ہاتھ دو بیٹھے۔ اب بھی ان پہاڑوں کی حالت دیکھ کر خوف محسوس ہوتا ہے۔

## شہر چپور شریف سے امدادی سامان کشمیر روانہ

16 اکتوبر 2005ء: مفتی نذیر صاحب اپنے بھائی کے ہمراہ گئیائیں گوجرہ آزاد کشمیر سے میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ ان سے شمالی علاقہ جات میں آنے والے زلزلے سے ہونے والی تباہی سن کر بہت دکھ ہوا۔ پورے پاکستان سے امداد کے ٹرک ان علاقوں میں جا رہے تھے۔ بروز منگل میاں صاحب کی طرف سے بھی امدادی سامان کے ٹرک بھجوائے جا رہے تھے، میاں صاحب کا زیادہ تر وقت آجکل تلاوت قرآن پاک میں ہی گزرتا۔

## میاں خلیل احمد صاحب کی طبیعت مسلسل خراب

22 اکتوبر 2005ء: آج نذیر حق صاحب (ایڈیٹر روزنامہ پاکستان) اپنے بیٹے کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں آئے۔ کافی دیر ملک میں زلزلہ کی تباہ کاریوں کے متعلق گفتگو میں مصروف رہے۔ ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر نواز وڑائچ، محمد اکرم (ٹیکنیشن جنرل ہسپتال)،



فقیر حسین صاحب اور ان کا بیٹا الٹراساؤنڈ مشین کے ہمراہ تشریف لائے۔ انہوں نے میاں صاحب کا الٹراساؤنڈ کیا، پیشاب زیادہ آنے کی وجہ انہوں نے مٹانے میں غدد بڑھ جانے کی وجہ بتائی۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کو چند ایک مشورے دیے۔ اس کے بعد میاں صاحب قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہو گئے، آجکل صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقی پوری صاحب کی طبیعت بھی کافی پریشان کن تھی، بلڈ پریشر بڑھنے کی وجہ سے میاں خلیل احمد صاحب مسلسل بولے ہی جا رہے تھے۔

## پریس حضرات کی شرقی پور شریف دعوت

31 اکتوبر 2005ء: آج قبلہ میاں صاحب نے شرقی پور شریف میں آرزیڈ پریس، شفیق احمد شاہ کرپنٹر، شیرربانی پریس اور دفتری خانے سے تعلق رکھنے والے افراد کی دعوت کی ہوئی تھی اس دعوت میں ڈاکٹر بشیر صدیقی اپنے بیٹے سعید صدیقی اور نصیر صدیقی صاحب کے ہمراہ بھی شریک تھے، نصیر صدیقی صاحب چند دن قبل فالج کے حملے میں معذور ہو گئے تھے وہ بولنے کی سکت سے بھی محروم ہو گئے تھے۔

## ڈاکٹر محسن صاحب کی شرقی پور شریف آمد

05 نومبر 2005ء: ڈاکٹر محسن نذیر صاحب میاں آفتاب صاحب کے ہمراہ شرقی پور شریف تشریف لائے، ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کو چیک کیا اور سیدھا لیٹنے کا مشورہ دیا، میاں صاحب نے میاں آفتاب صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کو شرقی پور شریف لے کر آئے ہیں۔ اس پر میاں آفتاب صاحب نے فرمایا ڈاکٹر صاحب آج بھند تھے کہ انہوں نے آج شرقی پور شریف ضرور جانا ہے، اس لیے میں ان کے ساتھ آیا ہوں۔ ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر بشیر صدیقی اور ارشد بن احمد (سیکرٹری وزیر صحت، سیکرٹریٹ، لاہور) میاں صاحب کی خدمت میں آئے۔ ارشد بن احمد صاحب نے قبلہ میاں صاحب کی طبیعت دریافت کی جس پر میاں صاحب نے فرمایا بس بزرگوں کی دعاؤں سے ہی گزارا ہو رہا ہے۔

## میاں صاحب نے رات جاگ کر گزاری

09 نومبر 2005ء: آج کافی دیر آپ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، چوہدری حنیف صاحب

(ڈپٹی لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، لاہور)، پروفیسر خالد بشیر، شیراز فیض بھٹی اور انوار حسین صاحب (بھائی ذوالقرنین) سے پاکستان میں آنے والے زلزلہ اور تذاکار بگویہ کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ پروفیسر خالد بشیر صاحب کے علاوہ تمام حضرات مغرب کے قریب شرقپور شریف سے روانہ ہو گئے، قبلہ میاں صاحب ساری رات میاں محمد بخش کا کلام پڑھتے، کبھی بیٹھ جاتے، آپ نے ساری رات جاگ کر گزاری۔ صبح فجر کی نماز کے بعد وہیل چیئر پر آپ کنوئیں پر تشریف لے گئے، آپ تقریباً پانچ ماہ بعد کنوئیں پر گئے تھے، ان دنوں کنوئیں کے قریب چار کنال کا رقبہ خریدا تھا میاں صاحب اس رقبہ پر چند منٹ ٹھہرنے کے بعد واپس گھر آ گئے، ناشتہ کرنے کے بعد مجھے میاں صاحب نے پروفیسر محمد رفیق صاحب (گورنمنٹ کالج، شعبہ فارسی) کے پاس بھیج دیا، میاں صاحب کی طرف سے ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (جلد دوم) پیش کی ان کے کمرہ میں اس وقت جناب پروفیسر وحید قریشی اور پروفیسر انجم رحمانی صاحب بھی موجود تھے۔ ان دونوں پروفیسر حضرات کی خدمت میں شیر ربانی ڈائجسٹ (انگریزی) پیش کیا۔ تمام حضرات نے ڈائجسٹ دیکھ کر میاں صاحب کے اس اقدام کو بہت سراہا۔ اس وقت میرے ساتھ شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ صاحب بھی تھے۔ ان سے ملاقات کرنے کے بعد علیم تفضل صاحب کو ساتھ لے کر پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلے گئے، میاں عبدالوحید صاحب (چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری) سے ملاقات کی انہوں نے تمام لائبریری کا وزٹ کرایا، لائبریری کو جدید تقاضوں کے مطابق استوار کرنے کی بھرپور کوشش کی جا رہی تھی تھوڑی دیر رکنے کے بعد میں واپس شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں آ گیا۔

## اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ کا مرید

18 نومبر 2005ء: آج اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کا سالانہ

عرس مبارک جلیانہ روڑی میں منعقد ہو رہا تھا، عرس میں صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری بھی

تشریف لائے تھے۔ دعاء سے قبل مولوی عبدالغفور شاہ صاحب نے بھی تقریر کی۔ ان کی عمر اس وقت 107 برس تھی اور انہوں نے کئی مرتبہ اعلیٰ حضرت سرکار کی زیارت بھی کی تھی۔ انہوں نے فرمایا ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سرکار ہمارے گاؤں تشریف لائے۔ آپ نے ہمارے گھر قیام کیا۔ ہمارے گاؤں کے ایک شخص نے اعلیٰ حضرت کو کھانے کی دعوت دی آپ سرکار نے دعوت قبول کی اور فرمایا میری شرط یہ ہے کہ کھانا کوئی بے نمازی تیار نہ کرے۔ اگر کوئی بے نمازی کھانا تیار کرے گا تو میں نے کھانا نہیں کھانا۔ لہذا اگلے روز آپ سرکار اس شخص کے گھر دعوت پر چلے گئے۔ آپ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو آپ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں نے تم کو پہلے ہی کہا تھا کہ کسی بے نمازی سے کھانا تیار مت کروانا مگر تم نے پھر بھی خیال نہیں کیا۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا حضور میں نے تو اس بات کا بہت دھیان رکھا ہے۔ اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا یہ روٹیاں ہمیں بتا رہی ہیں کہ ہمیں بے نمازی نے پکایا ہے۔ جب اس شخص نے تصدیق کی تو واقعی روٹیاں پکانے والے بے نمازی تھے۔ اس وقت آپ سرکار نے ایک موچی کے گھر کی روٹی اچار کے ساتھ تناول فرمائی۔ مولانا عبدالغفور صاحب نے فرمایا کہ میں پیدائشی اندھا تھا میرے نانا مجھے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کے پاس لے آئے، آپ نے میرے لیے دعا فرمائی کچھ عرصہ بعد میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا اور دعا کے لیے درخواست بھی کی، اس پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی صاحب نے فرمایا دعا تو آپ کے لیے میاں شیر محمد شرقپوری صاحب نے کر دی ہوئی ہے، مولانا عبدالغفور صاحب کی تقریر کے بعد صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے دعا فرمائی، مغرب کے قریب میں شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ قبلہ میاں صاحب کی پنڈلیوں اور پاؤں میں سوزش اور ریشہ پڑ گیا تھا، آپ کے زخموں پر ڈر موویٹ کریم اور کیناڈیکس کریم لگائی، ویلوسیف دوائی کھانے کو دی، تکلیف کی وجہ سے رات کو بعض اوقات آپ کے کراہنے کی آواز بھی آتی رہی۔

## ڈاکٹر ندیم محمود مرزا سے چیک اپ

22 نومبر 2005ء: آج صبح زینت لیبارٹری لاہور سے چند ایک ٹیسٹ کرانے کے

بعد آپ شر قپور شریف روانہ ہو گئے۔ شام مغرب کے وقت آپ واپس لاہور سکن سپیشلسٹ کو چیک کرانے ڈاکٹر ندیم محمود مرزا کے پاس آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے آپ کو گاڑی میں ہی چیک کیا۔ بیرونی استعمال کے لیے ایک کریم استعمال کرنے کو دی، چیک اپ کے بعد آپ فقیر حسین صاحب کو جنرل ہسپتال اتار کر واپس شر قپور شریف روانہ ہو گئے۔

## امی جان کا مفید مشورہ

29 نومبر 2005ء: حاجی محمد اشرف (کراچی) کے بھانجے محمد انیس صاحب شر قپور

شریف تشریف لائے، دو دن میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہے۔ میاں صاحب نے کراچی میں تقسیم کرنے کے لیے ان کو تقریباً 60 کلو گلاب جامن (گلگلے) دیے۔ 31 نومبر کو وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الہی شر قپور شریف لا رہے تھے، صاحبزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری صاحب نے ان کے لیے ایک جلسہ رکھا ہوا تھا۔ عشاء کی نماز سے قبل قبلہ میاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کیا تم پرویز الہی کے جلسے میں جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا مجھے تو جلسہ میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں آپ نے مسکرا کر فرمایا اچھا عطاء اللہ تو ضرور جائے گا اس کو سیاست سے لگاؤ ہے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہو گئے اور میں صاحبزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب مجھے فرمانے لگے، تم اباجی کو منع کرو کہ وہ پرویز الہی کے جلسہ میں شرکت نہ کریں۔ اگر وہ جلسہ میں جائیں گے تو تم دوزخی اور اگر نہ گئے تو تم جنتی۔ میں نے عرض کیا حضور آپ خود اباجی سے بات کریں میں قبلہ میاں صاحب کے معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتا، مگر صاحبزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری صاحب اپنی بات پر قائم رہے اور اسی بات کو بار بار دہراتے رہے۔ تلاوت قرآن پاک سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے مجھے اپنے کمرہ میں بلا لیا، میں نے قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ پرویز الہی کے جلسہ میں شرکت نہ کریں۔ آپ نے فرمایا میاں خلیل کہتا ہے آپ جلسہ میں تھوڑی دیر کے لیے ضرور آئیں، اور میاں خلیل کہتا ہے کہ جلسہ میں شرکت نہ کریں، کچھ دیر بعد آپ نے فیصلہ کیا کہ میں 31 نومبر کو شر قپور شریف سے لاہور چلا جاؤں گا اور اس بات کو پوشیدہ رکھا مگر جلسہ کے ایک

روز قبل اس بات کی خبر گھر کے اندر امی جان کو ہو گئی انہوں نے قبلہ میاں صاحب کو جلسہ کے روز لاہور نہ جانے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ آپ اپنے کمرہ میں ہی ٹھہریں اگر پرویز الہی آپ کے پاس آتا ہے تو ملاقات کر لیں اگر نہیں آتا تو جانے کی ضرورت نہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے اس فیصلے سے اتفاق کیا، صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب نے بھی اس مشورے کو مان لیا۔

## چوہدری پرویز الہی کی شرپور شریف آمد

31 نومبر 2005: پونے ایک بجے دوپہر وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الہی بذریعہ ہیلی کاپٹر شرپور شریف تشریف لائے۔ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرپوری صاحب نے گھر کے لان میں ان کے لیے چائے وغیرہ کا انتظام کیا ہوا تھا، ڈیڑھ بجے صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کے ہمراہ قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ صاحبزادہ میاں ابو بکر صاحب صاحبزادہ میاں عدیل صاحب، صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب اور دیگر مہمانان گرامی بھی ہمراہ تھے۔ پرویز الہی نے قبلہ میاں صاحب سے پوچھا: حضور آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

قبلہ میاں صاحب: آپ نے فارسی کا ایک شعر پڑھا اس کا مطلب تھا اللہ تعالیٰ جس حال میں بھی رکھے اس کا شکر ہی ادا کرنا چاہیے۔

پرویز الہی: آپ کے درجات بلند ہوں، ہمارے پرانے دوست میاں سعید احمد شرپوری صاحب نظر نہیں آرہے۔

قبلہ میاں صاحب: میاں سعید احمد تو اپنی مرضی کے مالک ہیں میاں تنویر صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ان کے بیٹے ہیں۔

چوہدری پرویز الہی صاحب نے صاحبزادہ میاں عدیل احمد صاحب اور صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب کو گلے لگایا۔

قبلہ میاں صاحب نے ترکی سے لائی ہوئی ایک شیلڈ چوہدری پرویز الہی کو دی۔ چوہدری پرویز الہی صاحب نے شیلڈ کا شکریہ ادا کیا اور قبلہ میاں صاحب سے دعا کے لیے درخواست کی۔

کرسیاں ہونے کے باوجود پرویز الہی صاحب جتنی دیر میاں صاحب کے پاس ٹھہرے وہ کھڑے ہی رہے۔ قبلہ میاں صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد چوہدری پرویز الہی گورنمنٹ سکول روانہ ہو گئے، جہاں انہوں نے ایک بہت بڑے جلسہ سے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں لاہور سے جڑانوالہ ڈبل سڑک، شرقپور شریف سے شیخ پورہ ڈبل سڑک، لڑکے اور لڑکیوں کے لیے ڈگری کالج کا اعلان، شرقپور شریف میں ایک ہسپتال کا قیام اور شرقپور شریف کو تحصیل کا درجہ دینے کے متعلق وعدے کیے۔ تقریر کے بعد چوہدری پرویز الہی صاحب میاں جلیل احمد شرقپوری کے ہمراہ بذریعہ ہیلی کاپٹر شرقپور شریف سے روانہ ہو گئے۔

## نقشبندی پیر، شجرہ بتانے سے قاصر

03 دسمبر 2005ء: آج پروفیسر منور حسین صاحب کے ساتھ سارا دن شیرربانی ڈائجسٹ کا کام کرنے کے بعد ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرید صوفی عبدالستار طاہر مسعودی اور ملک محمد سعید مجاہد آبادی کو ساتھ لے کر شرقپور شریف آ گیا، کھانا کھانے کے بعد میاں صاحب کافی دیر ان سے جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی مختلف جلدوں میں سے اقتباسات نکال کر ان سے گفتگو میں مصروف رہے۔ میاں صاحب کے خیال میں ان اقتباسات پر شاید تنقید کا سامنا بھی ہو سکتا تھا، بہر حال رات دس بجے آپ نے مجھے ان کو واپس لاہور چھوڑنے کو فرمایا۔ ملک محمد سعید کو تاج کمپنی اور صوفی عبدالستار صاحب کو والٹن چھوڑنے کے بعد اگلے روز میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا، میاں صاحب کی طبیعت میں دن بدن کمزوری بڑھتی جا رہی تھی۔ کئی مرتبہ کراہنے کی بھی آواز آتی۔ آج چھین سے میاں صاحب کی خدمت میں پانچ افراد ملنے کے لیے آئے۔ ایک اپنے آپ کو نقشبندی پیر کہتا تھا، اس کا نام ابراہیم سلیمی تھا، باقی چار افراد اسلام آباد میں اردو اور عربی کے کورسز کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام محمد موسیٰ اور دوسرے کا نام محمد یوسف تھا۔ باقی دو کے نام میں نوٹ نہ کر سکا، موسیٰ بہت اچھی اردو بول لیتا تھا، میاں صاحب نے نقشبندی پیر ابراہیم سلیمی سے اس کے شجرہ کے بارے میں پوچھا جو وہ بتانے سے قاصر رہا۔ ابراہیم سلیمی نے میاں صاحب سے ذکر جہر اور ذکر خفی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا سلسلہ نقشبندیہ میں دونوں ذکر کئے جاتے ہیں مگر ذکر خفی کو ذکر جہر پر فوقیت حاصل ہے۔ بہر حال میاں صاحب

نے ان کو چند ایک کتب اور دیگر تحائف کے ساتھ رخصت کر دیا۔ لنگر خانے کے باہران کی ملاقات صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری سے ہو گئی، میاں جلیل احمد صاحب ان کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے دربار اقدس پر سلام کے لیے لے گئے۔

## میاں صاحب کی میاں محمد زبیر سے ملاقات

07 دسمبر 2005: حیدرآباد سندھ سے ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرید خاص میاں محمد زبیر صاحب شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ وہ میاں صاحب کے ساتھ مکتوبات سعودی پر کافی دیر علمی گفتگو کرتے رہے۔

## سعید احمد صدیقی صاحب پر فاج کا حملہ

10 دسمبر 2005: پروفیسر اقبال مجددی، علامہ اقبال احمد فاروقی، علامہ غلام مصطفیٰ مجددی (شکر گڑھ) اور محمد عالم مختار حق صاحب شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اس لیے شرقپور شریف نہ آسکا۔ ڈاکٹر بشیر صدیقی دسمبر کے آخری ہفتے مانچسٹر واپس جا رہے تھے اور وہ آجکل قبلہ میاں صاحب پر اپنی یادداشتوں کے حوالے سے ایک کتاب ”میرے مخدوم“ قلم بند کر رہے تھے، بیماری اور کمزوری کی وجہ سے وہ خود نہیں لکھ سکتے تھے اس مسودے کے پہلے 114 صفحے جناب سعید احمد صدیقی صاحب نے لکھے تھے۔ اس کے بعد ان کو فاج کا حملہ ہو گیا، لہذا سعید احمد صدیقی صاحب کی جگہ اب یہ خادم لکھتا اور ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب لکھواتے جاتے۔

## آغا ابوبکر صاحب کا میاں صاحب سے بذریعہ فون رابطہ

13 دسمبر 2005: سعید احمد مجاہد آبادی سے مکتوبات سعودی اور دیگر کتب لے کر شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں آ گیا۔ آپ نے گاجر کے حلوے کے بیس عدد ڈبے تیار کروائے۔ مجھے ان حلوے کے ڈبوں کو لاہور علمی حضرات میں تقسیم کرنے کو فرمایا۔ سعید صدیقی صاحب نے آج قبلہ میاں صاحب کو ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی کتاب کے پہلے ستر صفحے

پڑھ کر سنائے، ظہر کے بعد میں سعید صدیقی صاحب کے ہمراہ لاہور آ گیا، دوران سفر قبلہ میاں صاحب سے ٹیلی فون پر رابطہ ہوا تو آپ نے فرمایا کوئٹہ سے حضرت آغا ابوبکر صاحب لاہور تشریف لائے ہیں، ان کی نسبت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی سے ہے۔ میں نے ان سے رابطہ کیا تو L-293 ماڈل ٹاؤن میں ٹھہرے ہوئے تھے اور مجھے اسی وقت ملاقات کرنے کو فرمایا۔ میں نے قبلہ میاں صاحب کی طرف سے سلام، پانچ عدد گاجر کے حلوے کے ڈبے، فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی (جلد اول، دوم)، حوزہ نقشبندیہ کا تعارفی لٹریچر لطائف المدینہ اور شیر ربانی ڈائجسٹ کی چند ایک کاپیاں پیش کیں، آغا ابوبکر صاحب کا قبلہ میاں صاحب سے بذریعہ ٹیلی فون رابطہ بھی کرایا۔ آغا ابوبکر صاحب نے میاں صاحب کا احوال دریافت کرنے کے بعد حلوے کا شکر یہ اور علمی کاوش کو بہت سراہا۔ میں کافی دیر حضرت آغا ابوبکر صاحب کی خدمت میں رہا۔ انہوں نے کہا میاں صاحب نے حوزہ نقشبندیہ کے حوالے سے جو کام شروع کیا ہے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کیونکہ سلسلہ نقشبندیہ کے عقائد کو اجاگر کرنے کی اشد ضرورت ہے، بلکہ سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق رکھنے والے تمام آستانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا چاہیے۔ اس سلسلہ سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کو اپنے نام کے ساتھ نقشبندی مجددی لکھوانا چاہیے۔ انہوں نے مزید فرمایا، احمد رضا خان بریلوی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پیروکار تھے اور وہ اپنے آپ کو بریلوی بھی نہیں کہلاتے تھے۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے بارے میں فرمانے لگے ان کے آباؤ اجداد کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے ہے۔ انہوں نے چند سال رضویت پر کام کیا اور پھر سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کی طرف راغب ہو گئے۔ انہیں اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ کو ہی آگے بڑھانا چاہیے تھا، کافی دیر سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و ترقی کے حوالے سے ان کی گفتگو سے مستفید ہوتا رہا۔ ملاقات کے آخر میں میں نے دعاء کے لیے درخواست کی تو آغا ابوبکر صاحب نے فرمایا دعاء عبادت کا نچوڑ ہوتی ہے، جب آپ عبادت نہیں کریں گے تو دعاء کیسے مانگیں گے۔ بہر حال آپ نے میرے لیے دعاء فرمائی۔ اس کے بعد ان سے اجازت لے کر پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گیا۔ پروفیسر منور حسین صاحب حضرت فاطمہؓ پر انگریزی میں مضمون لکھ رہے تھے۔ جب میں ان کے گھر پہنچا تو ان کے سامنے کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کیا تلاش کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا حضرت فاطمہؓ حضور پاک ﷺ



کے دل کا ٹکڑا تھیں میں ”دل کے ٹکڑا“ کی انگریزی تلاش کر رہا ہوں۔ میں یہاں ”piece of heart“ نہیں لکھ سکتا، ایک کتاب میں شیکسپیر نے ”دل کے ٹکڑا“ کی انگریزی heart-dear کی ہے جو مجھے پسند ہے، پروفیسر منور صاحب بڑی تحقیق اور محنت کے ساتھ اپنے ہر مضمون کی تیاری کرتے۔

## منشا تابش صاحب کی شرچپور شریف آمد

16 دسمبر 2005ء: مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب کو ساتھ لے کر شرچپور شریف

میاں صاحب کی خدمت میں آ گیا۔ چند منٹ ملاقات کرنے کے بعد مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب مرید کے واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد گجرات سے فیاض احمد سیٹھی، پروفیسر خالد بشیر صاحب اور شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ شیراز فیض بھٹی دو دن پہلے انڈیا سے واپس آئے تھے وہ وکیلوں کے سرکاری دورہ پر چندی گڑھ اور سرہند شریف گئے تھے، عشاء کے بعد روزنامہ اسلام آباد کے چیف ایڈیٹر شیر بہادر چغتائی اور پی این آئی نیوز ایجنسی کے نیوز ایجنٹ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ رات خواب میں مجھے آپ کی زیارت ہوئی اس لیے آپ سے ملاقات کرنے شرچپور شریف آیا ہوں۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا میں تو کچھ بھی نہیں یہ تو ہمارے بزرگوں کا کمال ہے انہی کے صدقے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، چائے اور مٹھائی کالنگر شریف کھلانے کے بعد آپ نے ان کو اجازت دے دی، تھوڑی دیر بعد آپ آرام کے لیے لیٹ گئے مگر تقریباً ساری رات جاگتے ہی رہتے۔ تھوڑی دیر کے لیے آنکھ لگتی مگر زیادہ دیر کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔

## نعیم عصمت کے بھائی کی شادی

23 دسمبر 2005ء: 396:2005 راوی بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن میں جناب نعیم عصمت

صاحب (مانچسٹر) سے ملاقات کی۔ ان کے بھائی نعیم صاحب کی شادی 25 دسمبر کو ہو رہی تھی۔ اس سلسلہ میں قبلہ میاں صاحب کی طرف سے تحفہ پیش کیا۔ تھوڑی دیر بعد سید جمیل احمد رضوی

صاحب کے پاس چلا گیا جہاں ان سے اشاریہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر کے بارے میں چند ایک ہدایات لیں، پھر پروفیسر منور حسین اور ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد واپس میاں صاحب کے پاس آ گیا، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کی پچھلے دنوں طبیعت کافی خراب تھی اس وجہ سے وہ چند دن ہسپتال داخل رہے آج ہی واپس آئے۔ ان کے گھر مہمانوں کا کافی رش تھا اس وجہ سے ان کی کتاب (میرے مخدوم) پر مزید کام نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کی عیادت کرنے کے بعد میں یہاں سے روانہ ہو کر شرقپور شریف قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

## صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد صاحب کی بارات

24 دسمبر 2005ء: آج رات دس بجے صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد کی بارات گلشن راوی روانہ ہوئی، بارات میں تقریباً اڑھائی سو افراد شامل تھے۔ قبلہ میاں صاحب شرقپور شریف میں ہی رہے۔ بارات رات تین بجے شرقپور شریف واپس آئی۔ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب نے اگلے روز (25 دسمبر بروز اتوار) ولیمہ کی دعوت عام کا اعلان کیا ہوا تھا۔ ولیمہ میں مرغ پلاؤ، قورمہ اور زردہ کی 55 سے 60 دیکیں پکائی گئیں۔ تقریباً تین سے چار ہزار افراد نے ولیمہ کی دعوت کھائی، کافی مقدار میں کھانا بچ بھی گیا تھا۔ ولیمہ کا کھانا دوپہر 12 بجے سے شروع ہوا اور مغرب کی نماز تک جاری رہا۔ اگلے روز صاحبزادہ میاں عدیل صاحب کا نکاح صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی بیٹی سے ہو رہا تھا، اس سلسلہ میں میاں عدیل صاحب کے ماموں جناب نعیم الرسول اور ان کے رشتہ دار قبلہ میاں صاحب کے پاس آئے اور کافی دیر آپ کو اس بات پر راضی کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ آپ نکاح پڑھوالیں مگر رخصتی نہ کریں، مگر قبلہ میاں صاحب نے اس تجویز کو نہ مانا۔

## دعوت ولیمہ میں سات سو افراد کی شرکت

26 دسمبر 2005ء: آج دعوت خاص تھی جس میں صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب نے تمام رشتہ داروں اور قریبی احباب کو دعوت دے رکھی تھی۔ اس دعوت ولیمہ میں بریانی،

مرغی کا گوشت، بکرے کا گوشت، سیخ کباب، گاجر کا حلوا، پیٹھے کا حلوا، مچھلی، رشمن سلاد، کولڈ ڈرنک اور چائے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس ولیمہ میں تقریباً چھ سو سے سات سو خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ آج کے روز صاحبزادہ میاں عدیل صاحب کا بھی نکاح صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرچپوری صاحب کی بیٹی سے مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر طے ہوا۔ حق مہر کی رقم صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرچپوری نے اپنی جیب سے ادا کی۔ نکاح مولانا محمد منشاء تابش قصوری، مولانا ظہور صاحب اور قاری اسلم صاحب نے پڑھوایا۔ گواہوں میں صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرچپوری، صاحبزادہ میاں سعید احمد شرچپوری، اور صاحبزادہ میاں عدیل صاحب کے دو ماموں (صاحبزادہ نعیم الرسول للہی اور صاحبزادہ نکریم الرسول للہی) شامل تھے۔ نکاح کے بعد ڈاکٹر محسن نذیر، میاں آفتاب صاحب، مولانا محبوب حسین شاہ (مدرس بیربل شریف)، خالد سیف اللہ صاحب (بیربل شریف) کے علاوہ کئی حضرات نے اس خوشی کے موقع پر میاں صاحب کو مبارکباد دی۔

## حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام سے ویب سائٹ تیار

31 دسمبر 2005: آج جناب فواد احمد صاحب (صوبہ سندھ سے تعلق رکھتے تھے) کو لے کر ویب سول کے دفتر کلمہ چوک آگیا، جہاں انہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام سے مبلغ بیس ہزار روپے میں ایک ویب سائٹ بنوائی۔ حاجی اسلم صاحب نے آسانی کے لیے یہ رقم قسطوں میں ادا کرنے کی بھی پیش کش کی، یہاں سے فارغ ہو کر پروفیسر علیم تفضل، پروفیسر خالد بشیر صاحب اور رانا ندیم شہزاد کے ہمراہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلا گیا، جہاں سید جمیل احمد رضوی صاحب اور پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ (کینیڈا) سے ملاقات ہوئی۔ ساجدہ علوی صاحبہ ان دنوں پنجاب میں اٹھارھویں اور انیسویں صدی کے چشتی مشائخ پر تحقیقی کام کر رہی تھیں اور سید جمیل احمد رضوی صاحب ان کے معاون کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ ساجدہ علوی صاحبہ نے مجھ سے فرمایا: آپ کو میاں صاحب کے معمولات اور ملفوظات قلمبند کرنے چاہئیں۔ میں نے عرض کیا کہ مکمل تو نہیں مگر خاص خاص واقعات میں اپنی ڈائریوں میں محفوظ کر رہا ہوں۔ محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ نے چند روز تک شرچپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں آنے کا وعدہ کیا اور ڈیڑھ بجے واپس اپنے گھر شادمان روانہ ہو گئیں۔ شاہ صاحب کو ان کے گھر چھوڑ کر پروفیسر علیم تفضل صاحب

کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف آ گیا۔ دو روز قبل پروفیسر علیم تفضل صاحب کے گھر چھ لاکھ روپے کی ڈکیتی ہوئی تھی۔ انہوں نے میاں صاحب سے اس سلسلہ میں دعاء کے لیے درخواست کی۔ میاں صاحب نے ان کو اس کیس کی پیروی کرنے کو فرمایا۔ مغرب کی نماز کے بعد پروفیسر علیم تفضل صاحب اجازت لے کر واپس لاہور تشریف لے گئے اور میں میاں صاحب کے پاس ہی ٹھہر گیا۔ آجکل بابا ظفر اور یہ خادم رات میاں صاحب کی خدمت کے لیے آپ کے کمرہ میں ہی رہتے۔ مجھے میاں صاحب کے کاموں میں دیر ہو جاتی لہذا اکثر شرقپور شریف رات دس بجے کے بعد پہنچتا اس لیے میاں صاحب بابا ظفر کو اپنے کمرہ میں ہی لیٹا لیتے۔

## میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد

یکم جنوری 2006ء رات ڈیڑھ بجے آپ اٹھ گئے، آپ کی بائیں ٹانگ میں درد تھا مجھے دبانے کو فرمایا، فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ مڑ بھنگواں کے رہنے والے حافظ صاحب کے پاس چند منٹ رکنے کے بعد واپس شرقپور شریف آ گئے۔ آپ لاہور سے آئے ہوئے قدر آفاقی اور مولانا عبدالغفور صاحب (گھوڑے شاہ) سے ملاقات میں مصروف ہو گئے اور میں ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر کے اشاریہ کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

## عبدالرؤف صاحب کے داماد کا انتقال

03 جنوری 2006ء: آج صبح ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب سے ملاقات کے لیے ان کے گھر اعوان ٹاؤن چلا گیا۔ جناب نعیم عصمت صاحب بھی ادھر موجود تھے۔ کافی دیر ان سے شیر ربانی ڈائجسٹ اور دیگر امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ شام کے وقت جناب عبدالرؤف صاحب (آر۔ زیڈ پریس) ملتان روڑ چلا گیا۔ پچھلے دنوں ان کے داماد انتقال کر گئے تھے ان سے تعزیت کی عشاء کی نماز ادھر ہی ادا کی۔ رات نو بجے گھر کی طرف روانہ ہوا تو مال روڑ کے قریب گھر سے فون آ گیا کہ والد صاحب کی طبیعت بہت خراب ہے میرے گھر پہنچنے سے قبل والد صاحب کو محمد خالد صاحب (ہمسایہ) کی پک اپ میں چارپائی پر لٹا کر ہسپتال لے جایا جا رہا تھا۔ بھائی فاروق اور بھائی طارق بھی ہمراہ تھے۔ میں نے والد صاحب کو دیکھا تو والد صاحب کی سانس رک چکی تھی

بہر حال ان کو شالیماں ہسپتال لے جایا گیا جہاں ایمر جنسی میں موجود ڈاکٹر صاحب نے انتقال کی تصدیق کر دی۔ 04 جنوری ظہر کی نماز کے بعد مولانا چشتی صاحب (خطیب جامع مسجد گلزار مدینہ فتح گڑھ) نے جنازہ پڑھایا، صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقیوری اور صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقیوری نے بھی جنازے میں شرکت فرمائی۔ نماز جنازہ کے بعد صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب روانہ ہو گئے اور صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقیوری صاحب امام علی کے گھر کافی دیر تشریف فرما رہے۔ اگلے روز ظہر کی نماز کے بعد رسم قل ادا کی گئی دو تین روز تک گھر پر ہی رہا۔ 09 جنوری بروز پیر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں شرقیور شریف آ گیا۔

## میاں صاحب کی محمد الطاف سے تعزیت

22 جنوری 2006ء: قبلہ میاں صاحب کے قریبی ساتھی صوفی اسماعیل صاحب جو انگلینڈ میں رہائش پذیر تھے چار ماہ قبل ان کا انتقال ہو گیا تھا، ان کے بیٹے محمد الطاف صاحب آج کل پاکستان آئے ہوئے تھے۔ قبلہ میاں صاحب نے صوفی اسماعیل صاحب کے ایصال ثواب کے لیے شرقیور شریف میں آج ایک محفل کا انعقاد کیا تھا۔ محفل کا آغاز دوپہر بارہ بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا جناب محمد الطاف صاحب بھی محفل کے آغاز سے قبل تشریف لے آئے، محفل ظہر کی نماز تک جاری رہی۔

## ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی شرقیور شریف آمد

23 جنوری 2006ء: آج صبح ساڑھے گیارہ بجے پروفیسر علیم تفضل صاحب ساجدہ علوی صاحبہ اور سید جمیل احمد رضوی کو ساتھ لے کر شرقیور شریف آ گئے۔  
ساجدہ علوی صاحبہ: میاں صاحب آپ کی طبیعت کے احوال کیسے ہیں؟  
قبلہ میاں صاحب: بظاہر تو ٹھیک ہیں مگر کچھ عوارضات ہیں جن کی وجہ سے میں یہاں سے باہر نکل نہیں سکتا، یہاں باتھ روم وغیرہ کی سہولت موجود ہے، اپنی تمام رپورٹس محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ کو دکھائیں۔

ساجدہ علوی صاحبہ: رپورٹس دیکھ کر فرمایا کچھ عوارضات کا تعلق روحانیت سے بھی ہوتا ہے۔

قبلہ میاں صاحب: ہم تو کچھ بھی نہیں، ہم تو صرف اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری اور اپنے والد گرامی میاں غلام اللہ شر قپوری کے سلسلے کو زندہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ساجدہ علوی صاحبہ: یہ تو آپ کا تقویٰ اور کس نفسی ہے۔

سید جمیل احمد رضوی صاحب: شاہ صاحب نے ماہنامہ نور اسلام گولڈن ان جوہلی کے بارے میں ساجدہ علوی صاحبہ کو تفصیلات سے آگاہ کیا۔

ساجدہ علوی صاحبہ: نور اسلام کے اشاریے میں اشاریہ عنوانات پر بھی کام کرنا چاہیے۔

معروف احمد: اس طرح تو یہ کام بہت وسیع ہو جائے گا اور ہمارے پاس شاید اتنا وقت نہیں ہے۔

ساجدہ علوی صاحبہ: یہ کام روز روز نہیں ہوتے، لہذا اس وقت تیار کرنا آسان بعد میں جو کام رہ

جائے وہ رہ ہی جاتا ہے

سید جمیل احمد رضوی: ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں، کوشش کریں گے کہ اشاریہ عنوانات کو بھی

شامل کر لیا جائے۔

کچھ دیر اردو زبان اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے حوالے سے چند ایک یادداشتیں تازہ

ہوتی رہیں، پونے ایک بجے چوہدری حنیف صاحب (چیف لائبریرین)، ڈاکٹر سعید نیازی (آئی

سپیشلسٹ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور) اور ان کے ماموں بھی تشریف لے آئے اور اس روحانی

محفل کا حصہ بن گئے۔ چند لمحے رکنے کے بعد قبلہ میاں صاحب مجھے اپنے ساتھ گھر کے اندر لے

گئے، اپنے سامنے کھانا لگوا دیا۔ تمام مہمانوں کو گھر کے اندر کھانے پر بلایا گیا، کھانے میں قبلہ میاں

صاحب کے علاوہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب، صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب، محترمہ

ساجدہ علوی صاحبہ، سید جمیل احمد رضوی صاحب، ڈاکٹر سعید نیازی صاحب اور ان کے ماموں،

چوہدری حنیف صاحب، پروفیسر علیم تفضل، شیراز فیض بھٹی صاحب نے شرکت کی۔

ساجدہ علوی صاحبہ: قبلہ میاں صاحب کا وسیع دسترخوان دیکھ کر ساجدی علوہ صاحبہ نے فرمایا میں تو

دعوت شیراز کی تمنا لے کر آئی تھی۔

قبلہ میاں صاحب: یہ دعوت شیراز ہی ہے۔

صاحبزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری: ہمارے لنگر میں کبھی دال پکتی ہے، کبھی گوشت اور کبھی سبزی آج

لنگر میں تمام چیزیں موجود ہیں۔

کھانا کھانے کے بعد قبلہ میاں صاحب اور محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ کے علاوہ تمام حضرات واپس باہر میاں صاحب کے کمرہ میں آگئے، قبلہ میاں صاحب نے ساجدہ علوی صاحبہ کی اپنے گھر والوں سے ملاقات کرائی۔ میاں صاحب نے گھر والوں کو بتایا یہ بہت باہمت خاتون ہیں اور کینیڈا کی میکگل یونیورسٹی میں شعبہ تاریخ کی پروفیسر ہیں۔ والدہ صاحبہ نے ساجدہ علوی صاحبہ کو ایک عدد چادر کا تمک دیا، ظہر کی نماز کے بعد تمام مہمان قبلہ میاں صاحب سے اجازت لے کر اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقی پوری نقشبندی مجددی کے مزار اقدس پر حاضری کے لیے چلے گئے اور پھر وہیں سے لاہور روانہ ہو گئے۔

## ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے UPS کا تحفہ دیا

26 جنوری 2006ء: آج قبلہ میاں صاحب نے جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی پر تحریر کردہ تبصرہ، مٹھائی کی ٹوکریاں اور لیڈیز جینٹس سوٹ دے کر لاہور روانہ کر دیا۔ جہان امام ربانی کے بارے میں تبصرہ ابوالبقاء قدر آفاقی صاحب کو لاہور نور اسلام کے دفتر چیک کرایا اور مغرب کے قریب ساجدہ علوی صاحبہ کے گھر چلا گیا، میاں صاحب کی طرف سے مٹھائی، جینٹس اور لیڈیز سوٹ پیش کیے۔ انہوں نے مجھے ایک عدد یو پی ایس (UPS) دیا۔ میں نے اس کی قیمت دینی چاہی جو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا خیر کافی دیر نقشبندی اور چشتی بزرگوں کے حوالے سے گفتگو ہوتی رہی، ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ اور ان کے خاوند محمد صابر صاحب کو لاہور میں قبلہ میاں صاحب سے ملاقات کی دعوت دی، 30 جنوری بروز پیر بیت النور (میاں غلام رسول کے ہوٹل)، جو ہرٹاؤن میں دوپہر ایک بجے ملاقات کا وقت طے پایا۔

## ڈاکٹر ساجدہ علوی کی اپنے خاوند کے ہمراہ بیت النور آمد

30 جنوری 2006ء: آج دوپہر بیت النور میں ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ اپنے خاوند پروفیسر محمد صابر صاحب کے ہمراہ تشریف لارہی تھیں، لہذا پروفیسر علیم تفضل صاحب محترمہ ساجدہ علوی، ان کے خاوند محمد صابر، پروفیسر اقبال مجددی اور پروفیسر محمد رفیق صاحب کو لے کر بیت النور آگئے، امام علی محمد عالم مختار حق اور یہ خادم سید جمیل احمد رضوی صاحب کو لے کر بیت النور آگئے۔ شاہ

صاحب کسی کام سے فیصل آباد گئے ہوئے تھے ان کے لاہور پہنچنے کے فوراً بعد آپ اس میٹنگ میں شرکت کے لیے جو ہرٹاؤن بیت النور ہوٹل میں آگئے۔ اس مجلس کی تمام گفتگو کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے بعد میں محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا۔

مجلس کے اختتام پر محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ قبلہ میاں صاحب سے اجازت لے کر روانہ ہوئیں ہوٹل سے باہر نکلنے سے پہلے انہوں نے مجھے ایک لفافہ قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کو فرمایا۔ میں نے ان سے عرض کیا اگر اس میں رقم ہے تو میاں صاحب نہیں لیں گے بہتر یہی ہے آپ اس کو اپنے پاس رکھ لیں مگر محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ کے بار بار اصرار پر میں نے لفافہ رکھ لیا اور قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے پوچھا اس میں کیا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے دیا ہے اور شر قیور شریف میں طالبات کے مدرسہ کے لیے کچھ اعانت کرنا چاہتی ہیں۔ آپ نے مجھے واپس کرنے کو فرمایا۔ ساجدہ علوی صاحبہ ابھی ہوٹل کے باہر گاڑی میں تشریف فرما تھیں۔ میں نے ان کو یہ لفافہ واپس کر دیا اور قبلہ میاں صاحب کی طرف سے پیغام دیا اس کی ضرورت نہیں اور اس موضوع پر بعد میں بات کریں گے۔

اس میٹنگ کی تفصیلات ”فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شر قیوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)“ از سید جمیل احمد رضوی صاحب کی کتاب میں شائع ہو چکی ہے۔

## والدگرمی کے چہلم کا ختم اور پاکپتن شریف حاضری

05 فروری 2006ء: 27 جنوری کو شر قیور شریف میں قبلہ میاں صاحب نے والد صاحب کے ایصال ثواب کے لیے ختم شریف کی ایک محفل کا انعقاد کرایا اور آج فتح گڑھ میں ظہر کی نماز کے بعد چہلم کا ختم شریف ہوا۔ اگلے روز قبلہ میاں صاحب سے اجازت لے کر پاکپتن شریف بابا فرید الدین گنج شکر کے عرس میں شرکت کے لیے روانہ ہو گئے، بابا حیات، حاجی محمد اسلم (اعظم مارکیٹ)، پروفیسر خالد بشیر صاحب اور اکرام عرف بلا (جلیانہ) ہمراہ تھے۔ کرمانوالہ شریف ظہر کی نماز ادا کی، محمد منیر (ٹاؤن، پاکپتن) نے جمال چوک سے تمام حضرات کی ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی۔ محمد منیر صاحب سے ملاقات کے بعد ہم سب حضرات حاجی اسلم صاحب کی بیٹی کے گھر چلے گئے، رات کا کھانا ادھر سے ہی کھایا، تھوڑی دیر بعد حاجی اسلم صاحب کے بھانجے محمد اقبال



(ایس ڈی او، واپڈا)، محمد طارق اور غلام ربانی صاحب کے ہمراہ سرکاری گاڑی میں دربار شریف پر حاضری کے لیے چلے گئے۔ عقیدت مندوں کا بہت رش تھا بہر حال ایک مخصوص راستے سے ہم کو دربار اقدس کے قریب ایک ہال میں لے جایا گیا۔ لنگر شریف میں بیٹھے چاول اور قہوہ پیا، چند لمحوں بعد بہشتی دروازے سے تمام حضرات کو گزرنے کی سعادت حاصل ہوئی، بڑی ہی پرانوار رات تھی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آسمان سے نور کی تجلیوں کی بارش ہو رہی ہو۔ تمام حضرات علی محمد خان بسی شریف کی مرقد مبارک کے قریب اور ادو وظائف میں مشغول ہو گئے۔ رات بارہ بجے حاجی محمد حیات نے دعا کی۔ دربار شریف سے حاضری کے بعد حاجی اسلم صاحب کے بھانجے محمد اقبال کے گھر آ گئے، رات ادھر ہی قیام کیا صبح فجر کی نماز کے بعد شرقپور شریف روانہ ہو گئے، صبح دس بجے میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف آ گئے۔ ان دنوں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اپنے بیٹے صاحبزادہ مسرور احمد صاحب کے ہمراہ لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔

## میاں صاحب کی ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے ملاقات

مغرب کی نماز کے بعد قبلہ میاں صاحب ان سے ملاقات کے لیے لاہور روانہ ہو گئے، تقریباً آٹھ بجے ڈاکٹر صاحب سے ماڈل ٹاؤن میں ملاقات ہوئی جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ احوال وغیرہ دریافت کرنے کے بعد علمی گفتگو شروع ہوئی۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب: چند ایک ضروری کام اور مفتی مکرم صاحب سے ملاقات کے لیے میں 28 مارچ کو ہندوستان جا رہا ہوں۔

قبلہ میاں صاحب: انڈیا سے ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کے لیے چند ایک مضمون لکھوانے کی کوشش کریں۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب: ان شاء اللہ ضرور فی الوقت صاحبزادہ مسرور صاحب کا ایک غیر مطبوعہ مقالہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے اس کو گولڈن جوبلی کا حصہ بنالیں۔ مفتی مکرم صاحب کے حوالے سے مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی دارالعلوم سلطانیہ کالادویو جہلم سے ایک کتاب شائع ہو رہی ہے۔ آپ اس کی تیاری کے لیے کوشش کیجئے گا۔

قبلہ میاں صاحب: خواجہ محمد زمان ہمارے نقشبندی سلسلہ میں بہت پاپے کے بزرگ گزرے ہیں

ان پر علمی کام کرنے کی کوشش کریں۔ کافی دیر نقشبندی سلسلہ کی فلاح و ترقی کے لیے گفتگو ہوتی رہی۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ فیصل آباد روانہ ہو گئے فیض پور انٹر چینج سے حافظ صاحب (مڑ بھنگواں) کو بھی ساتھ بٹھالیا، رات سما جزا دہ میاں جلیل احمد صاحب کے دفتر ہی قیام کیا صبح فجر کی نماز کے بعد ڈھوک شیر ربانی چکوال روانہ ہو گئے، جہاں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قیوری نقشبندی مجددی کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا۔ محمد عابد نے نعت شریف پڑھی، محمد ظفر (اتراء، خوشاب) نے تقریر کی۔ آخر میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت پر روشنی ڈالی، عرس شریف کے اختتام پر آپ واپس فیصل آباد روانہ ہو گئے، آج ”گیمبر“ (اوکاڑہ کے نزدیک) میں بھی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قیوری کا عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا۔ قبلہ میاں صاحب نے فیصل آباد سے ہی 16 منٹ کا ٹیلی فونک خطاب کیا آپ نے اپنی تقریر میں بادشاہ اکبر کے دین الہی اور حضرت مجدد الف ثانی کی کاوشوں پر بڑی جامع تقریر کرتے ہوئے فرمایا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوبات دنیائے تصوف کے لیے بہترین سرمایہ ہیں بلاشبہ علم و عرفان کا شاہکار ہیں۔ ان میں بہت سے مقامات پر سالکان راہ حقیقت کے لیے مجاہدہ و ریاضت اور اذکار و اشغال کی شرح بھی کر دی گئی ہے۔ ان مکتوبات میں سے بعض مکتوبات آپ کے صوفیانہ عقائد و نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ حضرت امام ربانی کی تعلیمات کو تصوف کی دنیا میں عام کرنا وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے کیونکہ دور حاضر میں بھی بہت سے بد عقیدہ لوگ مشائخ طریقت کے لبادے اوڑھ کر تصوف کی اصل روح کو پس پشت ڈال کر اپنے خود ساختہ صوفیانہ نظریات کے ذریعے عوام کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں جن کے خلاف جہاد تصوف کی اصل روح (شریعت اسلامیہ پر مکمل طور کار بند رہنا) کو عوام میں پھونک کر کیا جاسکتا ہے۔

اگلے روز آپ فجر کی نماز کے بعد فیصل آباد سے روانہ ہو کر محمد رمضان صاحب سے ملاقات کرنے کے لیے بچکی آ گئے۔ چند منٹ یہاں ٹھہرنے کے بعد واپس شر قیور شریف آ گئے۔

## ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی تعلیمی نظام پر تنقید

13 فروری 2006: کمر میں تکلیف کی وجہ سے میرا ٹھننا مشکل ہو گیا، رانا ندیم شہزاد کو

میاں صاحب کی گاڑی دیکر شہر چور شریف بھجوا دیا، دو دن گھر میں ہی رہا، آج میاں صاحب لاہور فضل الرحمن صاحب (شادمان) کے گھر تشریف لائے۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی میاں صاحب سے ملاقات ہونا تھی لہذا میں امام علی کے ہمراہ فضل الرحمن صاحب کے گھر آ گیا، شیراز بھٹی ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کو لے کر میاں صاحب کی خدمت میں سہ پہر تین بجے آ گئے۔ یہ ملاقات تھوڑی دیر کے لیے ہی ہوئی۔ اس ملاقات میں ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے پاکستان میں تعلیمی نظام کو بہتر کرنے کے بارے میں بہت زور دیا۔ انہوں نے کہا بہتر تعلیم کے لیے بڑی بلڈنگ کی نہیں ایک بہتر استاد کی ضرورت ہوتی ہے انہوں نے کہا میری تعلیم خود مسلم گریڈ ہائی سکول باغبانپورہ کی ہے۔ اس وقت استادوں کو پڑھانے کی لگن تھی، میرے ساتھ پڑھنے والے اچھے عہدوں پر فائز ہیں کیونکہ اب کی نسبت اس وقت تعلیم کا معیار بہت بہتر تھا، گورنمنٹ کی طرف سے جو کتابیں سکول میں پڑھائی جاتی ہیں ان کی میتھو ڈولوجی (Methodology) ہی غلط ہے، پانچ سال تک بچوں کو ان کی مادری زبان اردو پر ہی مکمل دھیان دینا چاہیے۔ چھٹی جماعت سے انگریزی و دیگر زبانوں کی کتب پڑھانی چاہئیں۔ سکولوں کے باہر انگلش میڈیم لکھا ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ انگلش میڈیم نہیں ہوتے، دیہاتوں میں تعلیم کا تو کوئی حال نہیں، کافی دیر تعلیم پر لیکچر دینے کے بعد میاں صاحب سے اجازت لے کر رخصت ہو گئیں، شیراز بھٹی اور امام علی ان کو گھر چھوڑ آئے۔

## شہر چور شریف میں حضرت مجدد پاک کا عرس مبارک

29 مارچ 2006ء: آج شہر چور شریف میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی

سرہندی کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا نعت خوانی کے علاوہ، علامہ غلام مصطفیٰ مجددی، مولانا فاروق صاحب، مولانا کرامت علی اور مولانا اسلم ساقی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی پر بڑی جامع تقاریر کیں۔ اسلم ساقی صاحب نے حضرت مجدد پاک کے ان کارناموں کا خصوصاً ذکر کیا جو انہوں نے بادشاہ اکبر کے اپنے بنائے ہوئے دین الہی کو ختم کرنے کے لیے کیے تھے۔ عصر کی نماز سے قبل قبلہ میاں صاحب نے دعاء کرائی، عرس کی تقریبات میں شمولیت کے لیے دیگر شہروں کے علاوہ کراچی سے اشرف بھائی، کریم بھائی اور قادر بھائی تشریف لائے تھے۔

## میاں صاحب کے بائیں بازو میں شدید درد

یکم اپریل 2006ء: پرنٹنگ مشین خراب ہونے کی وجہ سے شیر ربانی ڈائجسٹ چھپ نہ سکا۔ قبلہ میاں صاحب کی طبیعت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی۔ رات دو بجے آپ نے اپنے بائیں بازو کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ درد کر رہا ہے، رات تین سے چار مرتبہ آپ پیشاب کے لیے گئے، میں نے تھوڑی دیر آپ کا بازو دبایا، کچھ دیر بعد آپ کی آنکھ لگ گئی۔ آپ بہت کم دبانے کے لیے فرماتے مگر اس وقت آپ کے بازو میں شدید درد تھا اس لیے آپ نے مجھے بازو دبانے کے لیے فرمایا۔

## میاں صاحب کا پیر فضل الرحمن مجددی سے فون پر رابطہ

28 اپریل 2006ء: کراچی سے کمانڈر ظفر صاحب کے بیٹے محمد بلال لاہور آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بذریعہ فون پیر فضل الرحمن مجددی صاحب کی بات قبلہ میاں صاحب سے کرائی، احوال پوچھنے کے بعد آپ نے پیر صاحب کو شہر قبور شریف آنے کی دعوت بھی دی۔ رات دو بجے میری آنکھ کھلی تو آپ محمد عالم مختار حق صاحب کی دی ہوئی کتاب ”مشفق من خواجہ من، مشفق نائے“ کا مطالعہ کر رہے تھے، میاں صاحب نے کافی مرتبہ اس کتاب کی تعریف کی اور مجھے فرمایا محمد عالم صاحب کے پاس شمس الدین پر بھی کچھ مواد موجود ہے اگر ان کے پاس ان سے متعلق کوئی اضافی نسخہ ہو تو ضرور لے لینا۔

## میاں صاحب کے کمرہ سے سانپ برآمد

21 مئی 2006ء: آپ کو ناف کے قریب ایک بڑے سائز کی پھنسی (پھوڑا) نکل آئی تھی، تین سے چار عدد اور بھی تھے مگر وہ چھوٹے سائز کے تھے، جسم کی کافی حصے میں پھنسیاں تھیں جن میں پانی پڑ گیا تھا، ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کے مطابق میاں صاحب کو آگمینٹن بی ٹی (625 گرام) کھانے کو دیں میاں صاحب لکڑی کے تختے پر آرام کرتے تھے، لہذا تختے کو ہٹا کر نوار کی بنی ہوئی چار پائی رکھ دی گئی، عشاء کے بعد ایک سانپ میاں صاحب کے کمرہ اور دوسرا ماسی

حلیقاں کی چار پائی کے نیچے سے نکلا، ماسی حلیقاں نے ڈنڈے کے ساتھ سانپ کر مار دیا مگر میاں صاحب کے کمرہ سے نکلنے والا سانپ کہیں غائب ہو گیا۔ میاں صاحب کے کمرہ میں دیکھا گیا سانپ کوئی تین انگشت لمبا تھا۔ آج پروفیسر منور حسین صاحب کے بھائی بشیر حسین ولد حسین بخش رضائے الہی سے وفات پا گئے تھے، دو ہفتہ قبل پروفیسر صاحب کے بہنوئی ریاض الدین چغتائی بھی 85 سال کی عمر میں انتقال کر گئے تھے۔

## صاحبزادہ سعید شاہ گجراتی کی شہر چور شریف آمد

22 مئی 2006: آج گجرات سے صاحبزادہ سعید شاہ گجراتی ولد پیر محمود شاہ گجراتی فیاض احمد سیٹھی اور پروفیسر خالد بشیر صاحب کے ہمراہ شہر چور شریف تشریف لائے، محمود سعید شاہ گجراتی صاحب کا تحریک پاکستان میں بڑا اہم رول تھا۔ انہوں نے 17 سال کی عمر میں قائد اعظم محمد علی جناح کے شانہ بشانہ بے شمار جلسے جلوسوں میں حصہ لیا۔ پاکستان کو معرض وجود میں لانے کے لیے انہوں نے ہندو اور انگریزوں کے ظلم و ستم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ میاں صاحب کافی دیر تک گجرات سے تشریف لائے ہوئے ان معزز مہمانوں سے محو گفتگور ہے۔ محمود شاہ صاحب نے میاں صاحب تحریک پاکستان کے حوالے سے چند ایک واقعات بھی سنائے۔ اس دوران میاں جلیل احمد شہر چوری بھی تشریف لائے۔ ساڑھے بارہ بجے میاں صاحب خالد بشیر صاحب اور شیراز بھٹی کو ساتھ لے کر پروفیسر منور صاحب کے گھر تعزیت کے لیے چلے گئے۔ صاحبزادہ محمود سعید شاہ گجراتی فیاض احمد سیٹھی صاحب کے ہمراہ واپس گجرات چلے گئے۔

## محمد مقصود قادری کی شہر چور شریف آمد

12 جون 2006: آج شہر چور شریف میں لندن سے محمد عمران اپنے ایک ساتھی اور کراچی سے محمد مقصود احمد قادری صاحب شہر چور شریف قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے، آپ نے ان کی خاطر مدارت کی، کافی دیر ان سے محو گفتگور ہے۔ ان کے جانے کے بعد حاجی محمود صاحب (مدینہ منورہ) کے ساتھ مختلف موضوعات پر محو گفتگور ہے۔ حاجی محمود صاحب بھی میاں صاحب کے قریبی ساتھیوں میں سے ہیں۔

## صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب نے گاڑی چلائی

24 جون 2006ء: آج آپ نے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کی معرفت 14 جلدوں پر مشتمل ”تاریخ بغداد“ کا سیٹ مبلغ 5000/- روپے اور چار جلدوں پر مشتمل اس کا ذیل مبلغ 1800/- روپے میں خریدا۔ امام علی نے یہ دونوں سیٹ میاں صاحب کو شرقپور شریف پہنچائے۔ آج میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف شفیق احمد شاہ کر (لاٹانی بک پبلس)، بھیرہ شریف سے مدرس مولانا محمد الطاف اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کراچی سے محمد الیاس بھائی اور غفار بھائی تشریف لائے تھے۔ اگلے روز میاں صاحب نے کراچی کے مہمانوں کو فیصل آباد چھوڑ کر آنے کو فرمایا۔ صاحبزادہ میاں تنویر احمد شرقپوری صاحب نے گاڑی چلائی، حاجی محمود صاحب اور یہ خادم ہمراہ تھے، مغرب کی نماز سے قبل ہم شرقپور شریف واپس آ گئے۔

## سید ضیاء الدین شاہ صاحب کی شرقپور شریف آمد

02 جولائی 2006ء: شیر ربانی ڈائجسٹ محمد نواز صاحب (اٹاری سروہ، لاہور) کی معرفت مانچسٹر جاتا تھا۔ ہر تین ماہ بعد کوئی بیس سے بائیس ہزار روپے تک کا بل بن جاتا قبلہ میاں صاحب نے مجھے ایک دو مرتبہ فرمایا تم محمد نواز صاحب کے علاوہ کسی اور طریقے سے ڈائجسٹ باہر بھجوانے کا پتہ کرو، ڈائجسٹ تیار ہو چکا تھا محمد نواز صاحب کا پتہ کیا تو وہ کسی کام سے امریکہ جا چکے تھے۔ لہذا میں ایک عدد شیر ربانی ڈائجسٹ کی کاپی لے کر لاہور ایئر پورٹ چلا گیا، پی آئی اے کارگو میں ایک افسر سے ملاقات ہوئی ان کو رسالہ دکھایا اور کہا اس کو مانچسٹر بھجوانا ہے۔ انہوں نے کہا کیا یہ ایک رسالہ ہی باہر بھجوانا ہے۔ میں نے کہا نہیں ٹوٹل تعداد چار سو ہے میں ریٹ لینے آیا ہوں۔ انہوں نے اپنا نام عزیز بٹ بتایا اور اپنا دفتر بھی دکھا دیا کہا تم کل یہ رسالہ لے کر ادھر آ جانا۔ میں اگلے روز تقریباً چار سو رسالہ لے کر ان کے پاس پہنچ گیا، عزیز بٹ صاحب نے مبلغ نو ہزار روپے میں چار سو عدد شیر ربانی ڈائجسٹ مانچسٹر بھجوا دیا۔ میں جانے لگا تو مجھے دعا کے لیے فرمایا۔ میں نے کہا آپ شرقپور شریف آئیں اور میاں صاحب سے عرض کریں لہذا اگلے روز صبح چھ بجے داتا صاحب دربار کے باہر کا وقت مقرر ہو گیا۔ اگلے روز عزیز بٹ صاحب ٹھیک چھ بجے داتا

صاحب آگئے اور ہم تقریباً سات بجے شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے۔ عزیز بٹ صاحب نے میاں صاحب سے دعا کے لیے درخواست کی۔ میاں صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنا چاہیے کوئی حسد یا جادو اگر کرتا بھی ہے تو وہ اپنا نقصان خود کرتا ہے۔ عزیز بٹ صاحب کے جانے کے بعد سارا دن میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہا مغرب کی نماز کے بعد جناب مولانا غلام رسول چکسواری والے اور سید ضیاء الدین شاہ صاحب (کنارہ شریف) شرقپور شریف آئے۔ رات ساڑھے دس بجے تک میاں صاحب کے پاس ہی رہے۔ ان کے جانے کے بعد میاں صاحب آرام کے لیے لیٹ گئے۔

## میاں صاحب کی آنکھوں میں انفیکشن

10 جولائی 2006ء: قبلہ میاں صاحب کی آنکھوں سے بہت زیادہ پانی بہہ رہا تھا اس کا اثر بینائی پر بھی پڑ رہا تھا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کو چیک اپ کرایا انہوں نے میاں صاحب کی آنکھوں میں انفیکشن بتائی۔ ڈاکٹر صاحب نے دو عدد ڈراپس اور نظر کی عینک کا نمبر تبدیل کر دیا، انہوں نے دو روز بعد خود عینک شرقپور شریف لانے کو کہا۔

## شوکت خانم لیبارٹری سے میاں صاحب کے ٹیسٹ

18 جولائی 2006ء: شام ساڑھے سات بجے میاں صاحب سکن سپیشلسٹ ڈاکٹر عدنان صاحب کے پاس شادمان چلے گئے۔ میاں صاحب کی جلد کی انفیکشن بہت بہتر تھی، ڈاکٹر عدنان صاحب سے فارغ ہو کر آپ ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کے پاس ممتاز میموریل ہسپتال ٹاؤن شپ چلے گئے۔ انہوں نے میاں صاحب کو چند ایک ٹیسٹ لکھ دیے جو شوکت خانم لیبارٹری سے کروائے۔ ٹیسٹ کی رپورٹس بالکل ٹھیک تھیں۔ ڈاکٹر سعید نیازی سے چیک اپ کے بعد آپ واپس شرقپور شریف آگئے، جناب فقیر حسین صاحب بھی ہمراہ تھے۔

## حکیم سلیم سے میاں صاحب کا علاج

27 جولائی 2006ء: میاں صاحب کو پیٹ پر پھر گڑھ (پھوڑا) نکل آیا تھا، آپ نے

مجھے فرمایا میاں خلیل کو بھی گڑھ (پھوڑا) نکلا تھا س نے ہسپتال سے آپریشن کروایا ہے۔ میاں صاحب نے مجھے بھی ڈاکٹر کو چیک کروانے کو فرمایا۔ میں نے عرض کیا اس مرض کے لیے ڈاکٹر سے بہتر حکیم ہیں۔ لہذا عبدالقیوم صاحب (شیرربانی پریس، موری گیٹ) کی معرفت حکیم سلیم صاحب (لوہاری گیٹ) سے علاج کرایا چند روز تک آپ لوہاری علاج کے سلسلہ میں آتے رہے۔ بہر حال میاں صاحب کا زخم کافی بہتر ہو چکا تھا۔

## چوہدری محمد حنیف صاحب کی شرقیہ شریف آمد

28 جولائی 2006ء: آج صبح آٹھ بجے چوہدری محمد حنیف صاحب یونیورسٹی کے چار ساتھیوں سمیت شرقیہ شریف میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ میاں صاحب نے محمد منیر (لابریرین) کی وفات پر تعزیت فرمائی، کچھ دیر ٹھہرنے اور لنگر شریف کھانے کے بعد تمام حضرات واپس روانہ ہو گئے۔

## ڈاکٹر شیر محمد کی شرقیہ شریف آمد

06 اگست 2006ء: آج شرقیہ شریف میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرید خاص ڈاکٹر شیر محمد صاحب، محمد یسین اور محمد سعید مجاہد آبادی تشریف لائے۔ ڈاکٹر شیر محمد صاحب نے قبلہ میاں صاحب کی رپورٹس دیکھیں جن کو انہوں نے تسلی بخش کہا، اس کے بعد وہ شیرربانی فری ڈسپنسری میں معائنہ کے لیے چلے گئے چند ایک مریضوں کو چیک کیا اور پھر واپس میاں صاحب کی خدمت میں آ گئے۔

## حضرت ثانی صاحبؒ کی کرامت

08 اگست 2006ء: شیرربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر چلا گیا، ڈائجسٹ کا کام کرنے کے بعد پروفیسر صاحب فرمانے لگے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقیہ پوریؒ ایک مرتبہ حج سے واپس آئے تو میں ان کی زیارت کے لیے شرقیہ شریف چلا گیا۔ میں نے ان سے عرض کیا حضور سفر کیسا رہا۔ فرمانے لگے بہت اچھا رہا مگر واپسی پر دوران



سفر پیٹ خراب ہو گیا تھا، میرا ہی نہیں بلکہ بہت مسافروں کا پیٹ خراب ہو گیا تھا۔ میں چونکہ سفر میں بھی اپنے ساتھ شہد رکھتا ہوں میں نے خود بھی شہد کھایا اور ان مسافروں کو بھی شہد کھانے کو دیا۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو شفا دے دی، پروفیسر صاحب فرمانے لگے میں اکثر حکیم دوست محمد تکمیلی (مطب یکی دروازہ) کے پاس جایا کرتا تھا اور وہاں میاں جمیل احمد شریقیوری صاحب بھی حکمت سیکھنے کے لیے تشریف لاتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا حکیم صاحب اگر پیٹ میں درد یا مروڑ ہوں تو شہد اس کے لیے کیسا ہے تو حکیم صاحب فرمانے لگے اس شخص کو شہد نہیں دینا چاہیے۔ میں نے حکیم صاحب سے حضرت ثانی صاحب کے حج کے سفر والا واقعہ سنایا اور کہا آپ نے خود بھی شہد کھایا اور باقی مسافروں کو بھی دیا سب کے سب ٹھیک ہو گئے۔ اس پر حکیم دوست محمد تکمیلی صاحب کہنے لگے پروفیسر صاحب بزرگوں کے معاملات ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں لہذا میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پروفیسر صاحب نے مجھے کہا، ثانی صاحب اکثر مجھے فرمایا کرتے تھے پروفیسر شہد کھایا کریں۔ اس سے دماغ کو بہت قوت ملتی ہے میں رمضان شریف میں روزہ رکھتا بھی شہد سے ہوں اور کھولتا بھی شہد سے ہوں۔

## شادی کارڈ پر اپنا نام لکھ لو

21 اگست 2006ء: کوٹلی، آزاد کشمیر میں مفتی نذیر احمد صاحب کے بیٹے کی شادی تھی اس سلسلہ میں انہوں نے پانچ عدد شادی کارڈ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیے تھے۔ میاں صاحب نے تمام شادی کارڈ مجھے دے دیے ایک پر مجھے اپنا نام لکھنے کو فرمایا۔ باقی کارڈ کس کو دینے ہیں اس کے بارے میں میں نے دو مرتبہ عرض کیا مگر آپ خاموش ہی رہے، تیسری مرتبہ میں نے پروفیسر خالد بشیر صاحب کا نام لیا تو آپ نے فرمایا ایک کارڈ پر ان کا نام لکھ لو۔ باقی کارڈ بھی آپ نے مجھے دے دیے اور کسی کا نام نہیں بتایا۔ میں نے میاں صاحب کی خدمت میں خزانہء معرفت جو کرمانوالہ بک شاپ والے شائع کر رہے تھے اس کا پیش لفظ قاضی ظہور احمد اختر (پھلرون) نے تحریر کیا تھا وہ میاں صاحب کو پڑھایا قبلہ میاں صاحب نے بغور اس کا مطالعہ کیا اور بغیر کسی ہدایت کے مجھے واپس کر دیا۔ میں نے اسی طرح یہ پیش لفظ قاضی ظہور احمد اختر صاحب کو واپس کر دیا۔ بعد میں وہ اسی طرح کتاب میں شائع ہوا۔

## قدر آفاقی صاحب اور نماز مغرب

23 اگست 2006ء: تین چار دن سے کمر میں تکلیف کچھ زیادہ ہی تھی مگر ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کی تیاری کے سلسلہ میں آرام نہ کر سکا، نور اسلام کی پوری ٹیم چار پانچ روز سے نور اسلام کے دفتر کا شانہء شیر ربانی میں ہی موجود تھی۔ دن رات کام کرنے کے باوجود رسالے کا کام مکمل ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں بھند تھا جب تک یہ کام ختم نہیں ہوتا کوئی بھی گھر نہیں جائے گا سوائے ماسٹر احمد علی صاحب کے تمام کے تمام حضرات نور اسلام کے دفتر میں ہی دن رات گزار رہے تھے۔ ماسٹر احمد علی صاحب بھی رات دس بجے اپنے گھر موہلنوال چلے جاتے اور صبح چھ بجے تک واپس دفتر کا شانہء شیر ربانی تشریف لے آتے۔ ایک روز قدر آفاقی صاحب مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے کہ تیسری رکعت میں بھول گئے ان کو لقمہ دیا مگر وہ سمجھ نہ سکے اور نماز توڑ کر پوچھنے لگے میں نے کیا غلطی کی ہے۔ ماسٹر احمد علی صاحب نے کہا آپ نے تیسری رکعت میں بیٹھنا تھا مگر چوتھی رکعت کے لیے اٹھ گئے۔ قدر آفاقی صاحب نے دوبارہ جماعت کرائی تیسری رکعت میں پھر بھول گئے لقمہ دیا مگر نماز توڑ کر پوچھنے لگے اب میں نے کیا غلطی کی ہے۔ ماسٹر احمد علی صاحب نے کہا اس مرتبہ بھی آپ نے تیسری رکعت کے بعد بیٹھنا تھا مگر اٹھ گئے۔ مگر اس مرتبہ قدر آفاقی صاحب ذرا غصے میں میری طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے سب قصور اس کا ہے جس نے ہمیں کافی دنوں سے ادھر رکھا ہوا ہے جس کی وجہ سے میری ذہنی کیفیت درست نہیں رہی۔ پھر ماسٹر احمد علی صاحب نے جماعت کرائی۔ بروز بدھ آپ نے مجھے شرقپور شریف بلا لیا، میاں صاحب کی طبیعت پہلے کی نسبت زیادہ خراب تھی، رات اکثر میاں صاحب کے کراہنے کی آواز آتی رہی۔

## کمر کی تکلیف اور جنرل ہسپتال کا سفر

28 اگست 2006ء: صبح تین بجے مجھے آپ نے نفل پڑھنے کو فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد فجر کی جماعت کرانے لگا تو کمر درد کی وجہ سے اٹھ نہ سکا جماعت عابد علی نے کرائی، مجھے سٹریچر پر ڈال کر اگلے کمرہ میں لٹا دیا گیا، عطاء اللہ اور فتح شیر کانی دیر دباتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد قبلہ میاں صاحب ناشتہ لے کر اسی کمرہ میں آ گئے مگر تکلیف کی وجہ سے ناشتہ نہ کر سکا، سات بجے فقیر حسین

صاحب آئے۔ انہوں نے مجھے دو عدد ٹیکے لگائے، تکلیف میں کچھ افاقہ ہوا مگر اٹھنے سے قاصر تھا، لہذا شیر ربانی ڈسپنسری سے ایسبولنس منگوا کر جنرل ہسپتال روانہ ہو گئے، قبلہ میاں صاحب علیحدہ گاڑی میں تھے، ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کی تیاری کے سلسلہ میں مکتوبات امام ربانی کے ایک سیٹ کی ضرورت تھی ایک مضمون کے حوالہ جات کی پڑتال کرنا تھی۔ لہذا عطاء اللہ کی معرفت مکتوبات امام ربانی کا ایک سیٹ اور لنکر شریف ایسبولنس میں رکھوا لیا۔ جنرل ہسپتال جانے کی بجائے میں عطاء اللہ کو زبردستی نور اسلام کے دفتر کا شانہ شیر ربانی لے گیا، عطاء اللہ مجھے بار بار کہتا رہا اگر میاں صاحب ہم سے پہلے جنرل ہسپتال پہنچ گئے تو میری شامت آجائے گی کیونکہ انہوں نے مجھے جنرل ہسپتال پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ بہر حال مکتوبات امام ربانی کا سیٹ اور لنکر شریف قاضی محمد نور اللہ صاحب کے حوالے کر کے جنرل ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہم قبلہ میاں صاحب کے پہنچنے سے چند منٹ پہلے ہی جنرل ہسپتال پہنچ گئے۔ ڈاکٹر نواز وڑائچ صاحب کی معرفت مجھے ڈاکٹروں کے پرائیویٹ کمرہ میں ہی لٹا دیا گیا۔ اس کمرہ میں ڈاکٹر عبدالکریم صاحب، ڈاکٹر نثار صاحب رہتے تھے۔ سارا دن ڈیوٹی کرنے کے بعد یہ ڈاکٹر حضرات اسی کمرہ میں آ کر آرام کرتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں دس سے بارہ ڈاکٹر ڈاکٹر نواز احمد وڑائچ کی نگرانی میں میاں صاحب کی خدمت میں آ موجود ہوئے۔ میاں صاحب کے ساتھ میاں غلام رسول صاحب (شیر ربانی کلاتھ ہاؤس) بھی تھے، ڈاکٹروں نے میاں صاحب کے لیے پھل وغیرہ کا انتظام کیا مگر آپ نے کچھ بھی تناول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا آپ سب معروف کا علاج کریں اس کے علاوہ کسی چیز کی ضرورت نہیں، اس کے علاج پر جتنا بھی خرچہ ہوگا اس پر آپ کو گھرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ یہ جان لیں کہ میں ادھر ہی ہوں، وقتی طور پر مجھے ڈاکٹر عبدالکریم صاحب (آزاد کشمیر)، ڈاکٹر نثار صاحب اور ڈاکٹر عثمان صاحب نے چیک کیا۔ انہوں نے ڈرپ لگائی اور کچھ دوائی کھانے کو دی۔ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب کے مطابق میری کمر کی تین ڈسکیں اپنی جگہ سے اہل گئی تھیں، اگلے روز ماسٹر احمد علی صاحب اور چوہدری محمد حیات صاحب تیمارداری کے لیے میرے پاس ہسپتال تشریف لائے، ماسٹر احمد علی صاحب نے مبلغ ایک ہزار روپے اور چوہدری محمد حیات نے مبلغ تین سو روپے دیے، یہ رقم میں نے فقیر حسین صاحب کے سپرد کر دی (میرے پاس جو بھی رقم آتی وہ میں فقیر حسین صاحب کو دے دیتا، اس طرح وہاں پر ہونے والے تمام اخراجات فقیر حسین صاحب ہی

کرتے)، شام کو MRI ٹیسٹ ہوا ایک روز بعد اس کی رپورٹ آئی تو اس میں بھی میری تین ڈسک اپنی جگہ سے ہل گئی تھیں، کھانا وغیرہ میاں غلام رسول صاحب کے گھر سے ہی آتا رہا، قبلہ میاں صاحب وقتاً فوقتاً ٹیلی فون پر میری طبیعت پوچھتے رہے۔ 25 اگست کو میاں صاحب پھر جنرل ہسپتال آئے اور ڈاکٹر نواز وڑائچ (ایم ایس، جنرل ہسپتال) سے ملاقات کی۔ میرے بارے میں تفصیلات لینے کے بعد واپس چلے گئے۔ رات کو کافی ڈاکٹر حضرات اسی کمرہ میں اکٹھے ہو جاتے اور لنگر شریف سے لطف اندوز ہوتے۔

## عطاء اللہ کو گولی لگ گئی

28 اگست 2006ء: آج رات ایک اور افسوس ناک واقعہ پیش آ گیا۔ عطاء اللہ نے صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کی گن پکڑی ہوئی تھی، اچانک اس سے گولی چل گئی جو اس کے اپنے ہی پاؤں میں پیوست ہو گئی۔ رات بارہ بجے اس کو بھی جنرل ہسپتال داخل کرا دیا گیا، ایکس رے کی رپورٹس کے بعد معلوم ہوا اس کے پاؤں کی دو انگلیوں کی ہڈیاں بڑی طرح متاثر ہوئی ہیں، بہر حال میری طبیعت پہلے سے بہتر تھی، میں اب خود اٹھ کر باتھ روم چلا جاتا۔ ایک دو روز بعد مجھے ہسپتال سے چھٹی مل گئی، مگر میں فاروق بھائی کے ہمراہ مسلسل ایک ہفتہ چیک اپ کے لیے آتا رہا۔ تمام ڈاکٹروں کے ساتھ جناب فقیر حسین کی خدمات قابل تحسین تھیں۔ بیماری کی وجہ سے ماہنامہ گولڈن جوبلی کا کام بھی تعطل کا شکار ہو گیا۔ صاحب علم حضرات جو ماہنامہ نور اسلام کے دفتر (دربار حضرت داتا گنج بخش، اجمیری سٹریٹ) گولڈن جوبلی نمبر کی تیاری میں کئی دنوں سے مصروف تھے میری بیماری کا سن کر واپس گھروں کو لوٹ گئے۔

## میاں صاحب کے سمجھانے کا انداز

13 ستمبر 2006ء: رات ساڑھے تین بجے میری آنکھ کھلی تو آپ کتاب کا مطالعہ فرما

رہے تھے اور دوران مطالعہ بار بار یہ شعر پڑھ رہے تھے:

عدل کریں تاں تھر تھر کمبیاں اچیاں شانوں والے

فضل کریں تاں بخشنے جاوون میں جے منہ کالے

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

اس دوران آپ نے دو مرتبہ میری طرف چہرہ مبارک کر کے فرمایا تمہیں کوئی سمجھ بھی آرہی ہے کہ نہیں، اصل میں قبلہ میاں صاحب اپنے زبان مبارک سے اپنی تکلیف کا اظہار نہ کرتے بلکہ جو بھی شعر پڑھتے مجھے میاں صاحب کی دعاؤں سے پتہ چل جاتا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اور قبلہ میاں صاحب اس وقت کس کیفیت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور میاں صاحب کی دعاؤں سے میں ان تمام معاملات کو سلجھانے کی بھی کوشش کرتا جس کا قبلہ میاں صاحب کو بخوبی علم تھا۔

## پروفیسر منور صاحب کا ڈاکٹر نیازی سے چیک اپ

19 ستمبر 2006ء: پروفیسر علیم تفضل صاحب کی گاڑی میں پروفیسر منور حسین صاحب

کو ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کے پاس چیک اپ کے لیے چلے گئے، ڈاکٹر صاحب نے پروفیسر صاحب کی آنکھیں بڑے اطمینان سے چیک کیں۔ انہوں نے بتایا پروفیسر صاحب کی دائیں آنکھ میں سفید موتیا اور بائیں آنکھ کمزور ہے۔ انہوں نے دس دن بعد آپریشن کا مشورہ دیا۔ ڈاکٹر صاحب کے کلینک میں سید جمیل احمد رضوی صاحب (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری) اپنی اہلیہ کی آنکھیں چیک کرانے کے لیے آئے ہوئے تھے، ڈاکٹر صاحب کے کلینک میں پروفیسر منور صاحب اور شاہ صاحب کی پہلی ملاقات ہوئی۔ پروفیسر منور صاحب کا مضمون جو انہوں نے حضرت عائشہؓ پر انگریزی میں لکھا تھا اس کی شاہ صاحب نے بہت تعریف کی پروفیسر صاحب نے شاہ صاحب سے پوچھا ریٹائرمنٹ کے بعد اب آپ کیا کر رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے جواب دیا میاں صاحب نے مجھے ریٹائر ہی نہیں ہونے دیا کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے فرمایا میاں صاحب کے کام کے علاوہ پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ اور نقوش پریس والوں کے کام کر لیتا ہوں۔ پروفیسر منور حسین صاحب کو ان کے گھر چھوڑنے کے بعد ہم دونوں شرقپور شریف آگئے۔ میاں صاحب سے ملاقات کے بعد پروفیسر علیم تفضل صاحب واپس لاہور آگئے اور میں میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہا۔

## خانہ کعبہ کی زیارت

12 اکتوبر 2006ء: رمضان شریف شروع ہو چکا تھا، آج سحری کھانے اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد میری آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ خانہ کعبہ میرے گھر کے صحن میں ہے۔ میں بھاگ کر اس کا طواف کرتا ہوں اور تین سے چار مرتبہ خانہ کعبہ کے غلاف مبارک کو بھی چومتا ہوں، خانہ کعبہ کا فرش مرمت ہو رہا ہے اور بلڈنگ بھی ذرا خستہ حالت میں تھی۔ میں اونچی آواز میں گھر سے باہر لوگوں کو بلاتا ہوں کہ جس نے خانہ کعبہ کی زیارت کرنی ہو وہ میرے گھر آجائے، میری والدہ نے مجھے سرعام اعلان کرنے سے منع کیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ سارا دن شیرربانی ڈائجسٹ، ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر اور سالانہ عرس شریف حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرچوری نقشبندی مجددی کے اشتہارات کی تیاری میں مصروف رہا۔ رات کو واپس شرچور شریف میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

## میاں صاحب کی کرامت

20 اکتوبر 2006ء: ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر جو تین جلدوں پر مشتمل تھا پہلی جلد میں شان مصطفیٰ ﷺ اور دیگر اولیاء کرام کے متعلق بڑے جامع مضامین تھے دوسری جلد حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی پر مشتمل تھی اور تیسری جلد میں پچاس سالوں میں ماہنامہ نور اسلام میں جتنے بھی مضامین، حمد شریف، منقبت اور نعت شریف شائع ہوئے تھے ان کا اثناریہ مرتب کیا گیا تھا، ان تینوں جلدوں میں ایسا کوئی مضمون شائع نہیں کیا جا رہا تھا جو پہلے کسی رسالے یا کتاب میں چھپ چکا ہو۔ پہلی دو جلدوں کا ایک ایک پروف میاں صاحب کے حکم پر محمد عالم مختار حق صاحب اور تیسری جلد کا پروف سید جمیل احمد رضوی صاحب کو دیا۔ انہوں نے دو سے تین پروف میں اس مسودے کو فائنل کر دیا، محمد عالم مختار حق صاحب کی طرف سے جب دوسری جلد کا پروف آیا تو میں نے سعید احمد صدیقی اور قاضی محمد نور اللہ صاحب کو ٹیلی فون کیا کہ آپ ذرا جلدی کا شانہ شیرربانی آجائیں تاکہ دوسری جلد کے پروف کو فائنل کیا جائے۔ قاضی محمد نور اللہ صاحب نے بیمار ہونے کی وجہ سے آنے سے معذرت کر لی بہر حال میں نے ماسٹر احمد علی شرچوری اور سعید

صدیقی صاحب کے ساتھ مل کر دوسرا پروف فائل کر لیا اور اسکی ٹریننگ نکال لی۔ اگلے ہفتے قاضی نور اللہ صاحب کا شانہ شیر ربانی تشریف لائے اس وقت دفتر میں ماسٹر احمد علی صاحب، قدر آفاقی صاحب، صوفی اللہ رکھا صاحب، ڈاکٹر نذیر شریقی صاحب، بابا محمد نذیر (تاجپورہ) اور یہ خادم بھی موجود تھے۔ قاضی نور اللہ صاحب کہنے لگے:-

جب معروف کا فون آیا تھا میں نے اس سے اپنی بیماری کا ذکر کیا اور کا شانہ شیر ربانی آنے کی معذرت کی تھی۔ فون کے بعد میری آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھتا ہوں قبلہ میاں صاحب ہمارے گھر کے ساتھ والی مسجد میں تشریف لائے ہیں۔ میں بھی زیارت کے لیے چلا گیا، سب لوگ مل رہے تھے میں بھی میاں صاحب سے مصافحہ کرنے کے لیے آگے بڑھا مجھے مصافحہ کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا۔ کیا ہوا اگر معروف نے تمہیں بلایا تھا اور تم چلے جاتے، میں نے عرض کیا حضور بیمار تھا اس وجہ سے نہیں جاسکا۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کام تو ہو ہی جائے گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

ماسٹر احمد علی صاحب نے خواب سننے کے بعد کہا، قبلہ میاں صاحب ہمارے تمام معاملات سے آگاہ ہیں۔ یہ ان کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے جو ہم اس عمر میں چل پھر رہے ہیں۔

## میاں صاحب کی چار سال بعد سٹیج پر تقریر

28 اکتوبر 2006ء: آج شریقی شریف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کا سالانہ عرس مبارک منایا جا رہا تھا، میں غلام محی الدین اور قاضی نور اللہ کے ہمراہ ماہنامہ نور اسلام کا گولڈن جوہلی نمبر اور دیگر کتابیں لوڈ کروا کر شریقی شریف آ گیا۔ اس مرتبہ عرس شریف کے سٹیج والی جگہ کے ساتھ ایک اور سٹیج بنایا گیا تھا۔ 29 اکتوبر کو آپ گیارہ بجے سٹیج پر تشریف لائے، نعت خوانی اور تقاریر کا سلسلہ دو بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد قبلہ میاں صاحب نے چار سال بعد سٹیج پر خود تقریر فرمائی، آپ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی حیات مبارکہ پر مختصر سی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی ولادت باسعادت 14 شوال 971ھ بمطابق 26 جون 1564ء ہندوستان کے

مشرقی پنجاب میں واقع گاؤں سرہند میں ہوئی۔ اس گاؤں کو فیروز شاہ تغلق نے آباد کیا تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب 27 واسطوں سے حضرت عمر فاروق سے جا ملتا ہے۔ آپ کا اسم گرامی 'احمد' کنیت ابو البرکات، لقب بدرالدین اور عرف امام ربانی ہے۔ آپ کی شہرت حضرت مجدد الف ثانی کے نام سے ہے جس کے معنی ہیں دوسری ہزارویں ہجری میں دین اسلام کا احیاء کرنے والا۔ آپ کا سلسلہ نسب افغانستان کے شہر کابل کے معروف خاندان سے جا ملتا ہے آپ کے جد امجد شیخ شہاب الدین علی المعروف بہ فرخ شاہ الفاروقی الکابلی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کو آپ کے ہم عصر ملا عبد الحکیم سیالکوٹی نے سب سے پہلے مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کیا۔

امام ربانی کا ابتدائی دور سرہند میں گزرا۔ خاندانی روایات کے مطابق مروجہ علوم کے اکتساب میں مصروف ہو گئے۔ اپنے والد محترم مخدوم عبدالاحد کے ساتھ سرہند اور ملک کے دیگر مشہور علماء سے کسب فیض کیا۔ آپ نے علامہ کمال الدین کشمیری، شیخ یعقوب کشمیری سے بالترتیب علوم متداولہ اور احادیث کے علوم میں استفادہ کیا۔ قرآن کریم کے علوم اور تفاسیر کا علم اور جملہ کتب احادیث کا علم قاضی بہلول بدخشانی سے حاصل کیا۔ گویا آپ نے چھوٹی عمر میں اسلامی علوم کے تمام تر شعبوں میں مہارت تامہ حاصل کر لی اور سترہ سال کی عمر میں اپنے والد شیخ عبدالاحد کے زیر سایہ درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

آپ کے مکتوبات میں وہ آفاقی اور لازوال رنگ غالب تھا جو ان مکتوبات کی بنیاد ٹھہرا یعنی دین حق تعالیٰ کے ازلی وابدی پیغام کی بنیاد جس کی تبلیغ و ترویج آپ کا اصل مقصود تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام و بیان میں جہاں شرع کی حمایت و ترجمانی کا رنگ نظر آتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے (صبحۃ اللہ) کہہ کر پکارا ہے وہاں پر اس دور کے اجتماعی نظام میں پائی جانے والی بدعت و ضلالت اور روافض کے عقائد کا پر زور اور مدلل انداز میں بطلان و رد بھی نظر آتا ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی حیات مبارکہ پر روشنی ڈالنے کے بعد آپ نے فرمایا۔  
آستانہ عالیہ شیر ربانی کے دربار اقدس کا ماحول خراب نہ کیا جائے میلوں، ڈھول اور بھنگڑوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ انتظامیہ کے علاوہ آپ نے ہر آنے والے ساتھیوں کو تعاون کرنے کے



بارے میں فرمایا۔ آپ نے فرمایا میرے کسی قریبی ساتھی، بیٹے یا رشتہ دار سے کسی قسم کا لین اپنی ذمہ داری پر کریں۔ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ اس وقت سٹیج پر صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقیوری، صاحبزادہ میاں ابوبکر شرقیوری، صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقیوری، صاحبزادہ میاں عدیل احمد شرقیوری اور صاحبزادہ میاں حنان شرقیوری کے علاوہ دیگر خادین شامل تھے۔ ختم شریف کے بعد دعاء ہوئی۔ اذان کے بعد جماعت صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقیوری نے کرائی، عصر تک قبلہ میاں صاحب دور دراز سے آنے والے زائرین سے ملتے رہے۔ عصر کی نماز کے بعد آپ واپس گھر تشریف لے آئے۔

## صاحبزادہ میاں ولید احمد کے گھر بیٹے کی پیدائش

13 نومبر 2006ء: آج صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد صاحب کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی قبلہ میاں صاحب اس نعمت پر بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ چند روز بعد بچے کا نام صاحبزادہ میاں غلام رسول رکھا گیا۔

## میاں صاحب کی ڈاکٹر محسن نذیر سے تعزیت

02 دسمبر 2006ء: آج صبح گیارہ بجے آپ میاں آفتاب کے گھر آئے ان کو ساتھ لے کر ڈاکٹر محسن سے تعزیت کرنے ان کے گھر آ گئے۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر محسن اور ان کے والد سے تعزیت فرمائی، تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ واپس شرقیوری شریف روانہ ہو گئے۔ (ہارٹ اٹیک کے بعد میاں صاحب کا تمام علاج ڈاکٹر محسن نذیر صاحب نے کیا، اگر کسی اور ڈاکٹر کو چیک کرانے کی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ بھی ڈاکٹر محسن صاحب کے مشورے سے ہی کرتے)

## ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کی افتتاحی تقریب

09 دسمبر 2006ء: آج ماہنامہ نور اسلام کے گولڈن جوبلی کی افتتاحی تقریب ہمدرد ہال، غازی علم دین روڈ، نزد پرانی انارکلی، لاہور صبح گیارہ بجے منعقد ہو رہی تھی۔ تقریب شروع ہونے سے قبل صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقیوری اور مقررین حضرات تشریف لاکچے تھے مگر ابھی

ہال تقریباً خالی تھا۔ میں وقت پر تقریب کا آغاز کرنا چاہتا تھا مگر ابھی صاحبزادہ میاں ولید احمد صاحب بھی نہیں آئے تھے کیونکہ تلاوت صاحبزادہ میاں ولید احمد صاحب نے کرنی تھی۔ مقررہ وقت سے ہم تقریباً آدھا گھنٹہ لیٹ ہو چکے تھے۔ اس سلسلہ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ قبلہ میاں صاحب کا فون آیا آپ نے فرمایا کوئی آیا ہے تو بڑی اچھی بات ہے اور اگر کوئی نہیں بھی آیا تو گھبرانے کی ضرورت نہیں تم نے کوشش تو کی ہے لہذا تم پر وگرام شروع کرو۔ آپ کے اس حوصلے سے میں نے سید جمیل احمد رضوی صاحب سے مشورہ کر کے فوراً تقریب کا آغاز کر دیا۔

تلاوت قرآن پاک غلام مصطفیٰ صوفی نقشبندی (پھلرون)

اور نعت رسول مقبول ﷺ قاضی محمد نور اللہ نے پڑھنے کی سعادت حاصل کی، نعت شریف کے بعد

جناب گل حسنین صاحب (چیف لائبریری پنجاہ پبلک لائبریری، لاہور)

جناب سید جمیل احمد رضوی (سابق چیف لائبریری پنجاہ یونیورسٹی لائبریری، نیو کیمپس لاہور)

جناب حبیبی صاحب (گجرات)

پروفیسر اقبال مجددی صاحب (صدر شعبہ تاریخ، اسلامیہ کالج سول ایٹنز، لاہور)

پروفیسر منور حسین صاحب (اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور)

سید سعید الحسن صاحب (وزیر آزاد کشمیر)

ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (پروفیسر میگل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، کینیڈا)

ڈاکٹر ظہور احمد ظہر صاحب (سابق صدر شعبہ عربی)

جسٹس منیر احمد مغل صاحب

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب (مدیر جہان رضا، لاہور)

جناب حامد رضا صاحب (وزیر اوقاف)

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شریقی صاحب

نے اپنا اپنا مقالہ پڑھا، آخر میں دعا صاحبزادہ میاں خلیل احمد شریقی نے کرائی۔

تقریب شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہال مہمانوں سے بھر گیا۔ اس تقریب کے سٹیج سیکرٹری کے

فرائض جناب چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریری پنجاہ یونیورسٹی، لاہور) نے ادا

کیے۔ دعا کے بعد تمام حاضرین محفل کو میاں صاحب کی طرف سے بھیجا گیا لنگر شریف (قورمہ،

پلاؤ، زردہ) کھلایا گیا۔ تقریب کے اختتام پر میں خالد بشیر صاحب کے ہمراہ شرقپور شریف چلا گیا۔ قبلہ میاں صاحب نے پروفیسر خالد بشیر صاحب سے فرمایا ماہنامہ نور اسلام کی گولڈن جوبلی کی تقریب کی کامیابی میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کی خاص نظر کرم کا نتیجہ ہے، نور اسلام گولڈن جوبلی کی افتتاحی تقریب میں محمد شیراز فیض بھٹی، سعید احمد صدیقی، قاضی محمد نور اللہ، ماسٹر احمد علی شرقپوری، صوفی اللہ رکھا، پروفیسر علیم تفضل صاحب، حاجی ارشد صاحب (پشاور)، پروفیسر خالد بشیر صاحب (گجرات)، حاجی انعام اللہ (ساندہ)، فاروق الحسن، محمد ارشاد (علاقہ نواب صاحب)، بابا نذیر احمد (تاجپورہ)، امام علی، حاجی محمد حیات، محمد طارق (پی اے میاں جلیل احمد شرقپوری)، عطاء اللہ، عامر لطیف، محمود سعید، رانا ندیم شہزاد اور رفیق شاہد نے انتظامی امور میں اہم کردار ادا کیا، اگلے روز روزنامہ ایکپریس، روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ پاکستان، روزنامہ مختار، روزنامہ مساوات اور مفت روزہ زندگی میں اس پر تبصرہ بھی شائع ہوا۔ ماہنامہ نور اسلام میں بھی اس پر تبصرہ شائع کیا گیا۔

## بیت النور ہوٹل میں حوزہ نقشبندیہ کی میٹنگ

19 دسمبر 2006ء: حوزہ نقشبندیہ کے سلسلہ میں بیت النور ہوٹل (جوہر ٹاؤن، لاہور) میں ایک میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔ اس کی روداد حوزہ نقشبندیہ میں چھپ چکی ہے اس کو محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا۔ اس مجلس کے افتتاحی کلمات پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ: یہ آج کی جو مبارک محفل ہے یہ ایک طرح سے حوزہ نقشبندیہ کا اجلاس ہے جس میں حوزہ نقشبندیہ کے مؤسس حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب، محترمہ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ چیئر پرسن انڈو مسلم ہسٹری میکگل یونیورسٹی مونٹریال کینیڈا اور ان کے شوہر ڈاکٹر صابر صاحب، پروفیسر ایم ریٹس، ٹورنٹو یونیورسٹی، علیم تفضل صاحب، جمیل احمد رضوی صاحب، سابق چیف لائبریری پنجاب یونیورسٹی لائبریری، چودھری محمد حنیف صاحب، چیف لائبریری پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور، محمد عالم مختار حق، محبوب عالم تھائل (محمد عالم مختار حق کے برخوردار) اور محمد معروف احمد شرقپوری (ایڈیٹر ماہی شیرربانی ڈائجسٹ و روزنامہ شیرربانی لاہور) شریک گفتگو ہیں۔ اس سلسلے میں جو تجاویز ہمیں ملیں گی حوزہ

نقشبندیہ کی بہتری کے سلسلے میں انہی کی روشنی میں آئندہ ہم کام کریں گے۔ حوزہ نقشبندیہ کی دوسری روداد چھپ چکی ہے اسے محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا ہے وہ پیش کی جا رہی ہے۔ اجلاس کے آغاز میں ہی محترمہ نے ایک اہم کتاب کا عکس بنوا کر واپس کیا وہ کتاب حوزہ نقشبندیہ ہی کی وساطت سے ان تک پہنچی تھی۔ انہیں اور کہیں سے مل نہیں سکی تھی، اس کتاب کا نام ”ملفوظات نقشبندیہ“ ہے جو شاہ مسافر اورنگ آبادی کے حالات اور ملفوظات سے متعلق ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ سائمن ڈیگی (Syman Digby) نے کیا ہے جو آکسفورڈ یونیورسٹی پریس دہلی سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔ شرکاء کے شکریہ کے ساتھ اس مبارک محفل کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔ اور اس کے آغاز میں ہی اقبال احمد فاروقی صاحب کی بڑی دلچسپ گفتگو ہوئی انہوں نے نقشبندی سلسلے سے متعلق اپنی شائع کردہ کتابوں کا ایک سیٹ محترمہ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا اور اسی حوالے سے یہ کتابیں ان کی خدمت میں پیش کی گئیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو اہم ترین کام ہے وہ ان کی جنوری اسلام کی 50 سالہ تقریب کے موقع پر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے معاشرے پر اثرات کے حوالے سے کی۔ اسی قسم کی گفتگو کا سلسلہ آج ہمارے درمیان ہے۔ مجددی صاحب نے بسم اللہ سے آغاز کرتے ہوئے کہا کہ محترمہ آپ کی طرف سے جو تجاویز ہمارے لیے ہیں وہ آپ بتائیے تاکہ باقی حضرات سے بھی کچھ استفادہ کر سکیں۔

ساجدہ علوی صاحبہ: مجددی صاحب آپ کی مہربانی یہ یقیناً میری خوش قسمتی ہے کہ میں ہر سال چاہے میرا ارادہ ہو نہ ہو میں یہاں پہنچ جاتی ہوں۔ پچھلے سال ہمارا کوئی پروگرام نہیں تھا کہ ہم آئیں گے لیکن پھر بھی چونکہ چشتیہ سلسلہ کے صوفیہ کرام پر تحقیق کر رہی تھی ارادہ ہوا کہ ان کے روضوں پر جائے بغیر کام آگے بڑھتا ہوا ادھورا سا لگتا ہے۔ اسی مقصد سے پانچ روز کے سفر کے بعد ہم لاہور واپس آئے ہیں اور جناب رضوی صاحب اور میرے شوہر ساتھ تھے۔ ملتان میں ہماری بہت پذیرائی ہوئی۔ سبھی قسم کی سہولتیں ہمیں میسر آئیں حد تو یہ ہے کہ ہم کشلول گدائی لیے ہوئے جگہ جگہ پھرتے ہیں اور خدا کے فضل سے ہمیں بے بہا کتابیں حاصل ہوئیں اور بالخصوص ان بزرگوں کی دعائیں۔ اور اب آپ سب سے درخواست ہے کہ دعا کیجیے یہ بہت اہم کام ہے جو اس وقت شروع ہوا ہے کیونکہ پنجاب کے صوفیہ کرام پر

اٹھارہویں صدی میں بہت کم کام ہوا ہے۔ آخری کتاب جو چھپی وہ پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب کی تاریخ مشائخ چشت کی پانچویں جلد ہے اور اس میں انہوں نے پہلی مرتبہ مفصل طور پر صوفیہ کی خدمات کا جائزہ لیا ہے لیکن اس میں کوئی تجزیہ کوئی تنقید یا تبصرہ نہیں ہے جو چیزیں انہیں بنیادی ماخذ سے ملیں انہوں نے ان کو شائع کر دیا ہے اس کے لیے ہم بہت شکر گزار ہیں اب اسی کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور جناب رضوی صاحب اس کام میں میرے معاون ہیں۔ ان کی مدد کے بغیر یہ کام آگے نہیں بڑھ سکتا تھا کیونکہ وہ یہاں کے علمی خزانوں میں بیٹھے ہیں اور میں ہزار ہا میل دور کینیڈا کی سردی میں روحانیت کی مشعل کو کسی طرح سے برقرار رکھنے کی کوشش میں ہوں۔ تو جہاں تک نقشبندیہ سلسلہ کا تعلق ہے میں ان کی وجہ سے چشتیوں کی طرف آئی تھی کیونکہ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب سے میرا رابطہ ہوا تو انہوں نے مجھے اٹھارہویں صدی پر تحقیق کرنے کی طرف راغب کیا (بحوالہ مراسلت) اور اس کے بعد بڑھتے بڑھتے نقشبندیوں کے ساتھ بہت گہری وابستگی پیدا ہو گئی اور اسی وجہ سے اس کام کو آگے بڑھانے کے لیے میں نے سارا مواد اکٹھا کر لیا تھا لیکن پھر ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے مجھے احساس ہوا کہ نقشبندیوں پر تو اور حضرات ماشاء اللہ کام کر رہے ہیں لیکن چشتیہ سلسلہ پر بہت کم کام ہوا ہے تو اس لیے میں نے یہ بیڑا اٹھایا ہے اور میری تجاویز یہ ہیں کہ آپ نقشبندیوں پر کام جاری رکھیں تاکہ میں جس وقت اس طرف آؤں تو میرے پاس اور زیادہ مواد ہو، شکریہ۔

جمیل احمد رضوی صاحب: ڈاکٹر صاحب نے جو بات کی ہے سلسلہ چشتیہ کے حوالے سے تو جب کام کا آغاز ہوا دو ڈھائی سال پہلے تو ہم نے ماخذ کی تلاش شروع کی ان ماخذ کے بارے میں جو سلسلہ چشتیہ کے بارے میں بنیادی تصور کیے جاتے ہیں سب سے زیادہ مدد حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے ذخیرہ سے ملی اور اسی جستجو میں ہم چشتیاں شریف میں پیر محمد اجمل چشتی فاروقی صاحب کے ہاں گئے اور ان کو دیکھ کر ہمیں حضرت بابا فرید گنج شکر کی خوشبو محسوس ہوئی اور اب بھی دو دن پہلے ہم ان سے مل

کر آئے ہیں تو میرا تاثر یہی ہے کہ وہ باباجی کی اولاد میں تاج العارفین کی اولاد میں سے ہیں۔ وہاں وہ شہید دفن ہیں اور ان کا جو روضہ تاج العارفین ہے اس کی بھی زیارت کی اور ہمیں یہی لگا کہ یہ انسانی خدمت کے پیکر ہیں اور باباجی کا کلام اور ان کا پیغام یہی ہے اور اب ان شاء اللہ کام کافی آگے بڑھے گا۔ ہمیں اور بھی چیزیں ملی ہیں وہاں سے اس بار جو ہمارا پانچ روزہ سفر تھا اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی تشریف فرما ہیں صدر مجلس ہیں وہ جو بھی ہمیں حکم دیتے ہیں اور جو فرماتے ہیں ان کا جو بھی پیغام ہوتا ہے اور جو بھی حکم ہوتا ہے اس پر پورا عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر لکھنے کے حوالے سے ہو یا اشاریہ سازی کے حوالے سے ہو تو ہم حاضر ہوتے ہیں اور ان کے فرمان کو پورا کرنا اپنی سعادت اور خوش بختی تصور کرتے ہیں جو بھی میاں صاحب فرمائیں گے ہم ہر وقت تعاون کے لیے تیار ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی: پیر طریقت جناب میاں جمیل احمد نقشبندی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے ہمیں ایک علمی مجلس میں حاضر ہونے کا موقع دیا جس میں محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ تشریف فرما ہیں اور دوسرے حضرات بھی تشریف فرما ہیں اور انہوں نے حوزہ نقشبندیہ کی اس سال کی جو روئداد ہے وہ بھی عنایت فرمائی۔ اس میں پچھلے سال کی کئی چیزیں جمع ہیں اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں صاحب کی یہ کوشش دور تک جائے گی اور لوگ اس کو پڑھیں گے۔ میں نے بھی اس کو پڑھا ہے لیکن سارا نہیں پڑھ سکا اس لیے اس پر اظہار خیال کرنے سے قاصر ہوں۔ میں اس مجلس میں آپ کی وساطت سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں خصوصی طور پر ساجدہ صاحبہ کی انفارمیشن کے لیے کہ میں ایک نقشبندی بزرگ کا شاگرد ہوں ان کا نام ہے مولانا محمد نبی بخش حلوانی۔ وہ لاہور کے رہنے والے تھے اور لاہور کی ارائیں فیملی بہت بڑی فیملی تھی جس سے ان کا تعلق تھا۔ جس وقت لاہور ابھی پھیلا نہیں تھا پرانے لاہور میں دہلی دروازے کے اندر ان کی رہائش تھی۔ انہوں نے تعلیم حاصل کی اور

15 جلدوں میں انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر، ”تفسیر نبوی“ کے نام سے لکھی جو تین لاکھ اشعار پر پنجابی میں ہے۔ الحمد للہ اور انہوں نے اس کے کئی ایڈیشن چھپوا کر تقسیم کیے یہ بڑا معرکہ آرا کام تھا جو انہوں نے اپنی زندگی میں کیا۔ دوسری بات یہ کہ قصور کے حضرت غلام محی الدین قصوری دائم الحضورؒ کے خانوادہ سے ان کی روحانی نسبت نقشبندیہ تھی۔ ان کے داماد شاگرد اور خلیفہ مولانا غلام دستگیر قصوری تھے۔ مولانا حلوائی ان کے مرید تھے۔ مولوی نبی بخشؒ نے افکار نقشبندیہ پر بہت کام کیا کتابیں بھی لکھیں تفسیر میں حوالے دیے اس لحاظ سے وہ تفسیر نقشبندیوں کے حوالے سے بہت اہم سمجھی جاتی ہے ویسے تو قرآن پاک کی تفسیر ہے لیکن حواشی پر وہ بہت کام کر گئے جس وقت مولانا غلام دستگیر قصوری فوت ہوئے تو اس کے بعد مولانا سید جماعت علی شاہ صاحب لاٹھانی نے مولانا حلوائی کو اپنی سرپرستی میں لے لیا خلافت عطا فرمائی اور ان کے صاحبزادگان جتنے بھی ہیں وہ مولانا نبی بخش حلوائی کے درس میں پڑھا کرتے تھے۔ الحمد للہ مجھے ان کے درس میں پڑھنے کا موقع ملا۔ میں اگرچہ ابھی نو جوان تھا اور ابتدائی دور میں تھا میں نے وہاں بے شمار نقشبندیوں کی زیارت کی جنہوں نے بعد میں بڑے بڑے بزرگ بن کر خانقاہیں آباد کیں۔ میں نے ان سے استفادہ کیا ان کی باتیں سنیں ان کی مجالس میں کئی نقشبندیوں کی زیارت کی جو مولانا نبی بخش حلوائی کی مسجد میں طریقت کی منازل طے کیا کرتے تھے۔ میں اس لیے یہ بات کر رہا ہوں کہ لاہور بالکل خاموش نہیں ہے۔ میں سب حضرات کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اس حوزہ نقشبندیہ کی طرف اللہ تعالیٰ اس کے مرتب اور اس کے معاونین کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے بہت اہم کام کیا ہے انہوں نے بہت سی یادیں اس میں سمودی ہیں اور اگلے سال ان شاء اللہ اس میں اور چیزیں آئیں گی۔ میری یہ خواہش ہے کہ یہ حوزہ نقشبندیہ سال بھر ہمیں نہ ترساتا رہے ہم راہیں دیکھ دیکھ کر بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ میں نے گزارش کی تھی کہ میاں صاحب زندگی بڑی تیزی کے ساتھ چل رہی ہے یہ حوزہ نقشبندیہ سال کے بعد تشریف لاتا ہے۔ میں محمد عالم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس میں ذرا جلدی کیا کریں

اقبال صاحب کو میں کچھ نہیں کہوں گا۔ اقبال مجددی صاحب کی یہ عادت ہے کہ تحقیق کرتے کرتے یہ عمر گزار دیتے ہیں اور کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔ اس لیے میں ان سے نہیں کہوں گا کہ حوزہ نقشبندیہ پر نگاہ ڈالیں لیکن میں دوسرے دوستوں سے کہوں گا کہ تین ماہ بعد ایک رو داد چھپنی چاہیے۔ نقشبندی لوگ بڑا کام کر رہے ہیں ان کے بڑے اجلاس ہوتے ہیں بڑی کتابیں آتی ہیں بڑے لوگ جمع ہوتے ہیں اور لوگوں تک پہنچنی چاہیے۔ یہ ایک قابل قدر رو داد ہے علمی اعتبار سے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک عام رسالہ ہے علمی اعتبار سے اس میں بہت سی چیزیں ہیں۔

چودھری محمد حنیف صاحب: میاں صاحب کے زیر سایہ یہ جو روحانیت سے بھرپور مجلس ہے میرا اس میں شامل ہونا باعث سعادت ہے۔ یہاں ایسی اہل قلم اور اہل علم ہستیاں تشریف فرما ہیں تو میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہمارے لیے ہماری اس لائبریری کو سعادت حاصل ہے کہ میاں صاحب کا سارا کو لیکشن ہمارے پاس ہے جتنے بھی ہمارے اہل علم دوست یہاں تشریف فرما ہیں مجھ سے بہت سینئر ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی کو لیکشن ہے جو چیزیں میاں صاحب یا نقشبندیہ سلسلہ میں مختلف جگہ پر پڑی ہوئی ہیں ہو سکتا ہے ان میں کچھ میٹرل ایسا ہو جو میاں صاحب کے کو لیکشن میں نہیں وہ آپ کے ذاتی ذخیرہ میں ہو سکتا ہے وہ بھی اپنا کو لیکشن پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عنایت کر دیں جس کی جمع آوری میں رضوی صاحب اور معروف صاحب کی کوششیں کار فرما ہیں تو اگر سارے مہربان سارے اہل علم دوست وہ ذخیرہ جن کے پاس ہو اس کی ایک ایک کاپی ہمیں دے دیں تو ایک جگہ یہ اکٹھا ہو جائے۔ مستقبل میں ہو سکتا ہے کوئی آدمی آپ کے پاس نہ پہنچ سکے تو میڈم (ڈاکٹر ساجدہ علوی) جیسے جو ہمارے سکا لروگ ہیں وہ لائبریری میں تشریف لائیں انہیں پتا ہوگا کہ میاں صاحب کا کو لیکشن یہاں رکھا ہوا ہے وہ باسانی یہاں پہنچ سکتے ہیں اور ہم ان کی خدمت کر سکتے ہیں تو میری گزارش ہے اس سلسلہ میں آج کی اس محفل کے حوالہ سے کہ جو فاضل میٹرل دوستوں کے پاس ان کے ذخائر میں پڑا ہوا



ہے تو آپ ایک ایک کاپی میاں صاحب کے ذخیرہ میں جمع کرادیں ہم اس کو حفاظت سے رکھیں گے۔ یہ نہیں کہ اس پر سانپ بن کر بیٹھ جائیں گے کسی ساتھی کو ضرورت ہو وہ دنیا کے کسی کونے میں بیٹھا ہو وہ صرف ہمیں لکھے ہم اس کی فوٹو کاپی اس کو مہیا کر دیں گے۔

ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ: اس سلسلے میں میں نے جناب رضوی صاحب سے گزارش کی تھی کہ وہ کتابیں جو میرے منصوبے کے لیے اکٹھی کی جا رہی ہیں ان کی ایک ایک نقل جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں نہیں وہاں جمع کروادی جائیں تو اس طرح آہستہ آہستہ قطرے قطرے سے دریا بنتا ہے اور آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم سب لوگ تحقیق کے طالب علم ہیں یہی ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے بعض اوقات ایک کتاب جس تک ہماری رسائی نہیں ہوتی وہ اتنی اہم ہو جاتی ہے کہ ہماری تحقیق رک جاتی ہے اب مثال کے طور پر ملفوظات نقشبندیہ اگر اقبال مجددی صاحب کے پاس نہ ہوتی تو میرا مقالہ تشنہ رہ جاتا۔ میں اس کی بہت تلاش میں تھی کہ کسی طرح سے مجھے ملے وہ سائنس ڈبئی کا ترجمہ یہاں نہیں تھا ترجمہ ترجمہ ہوتا ہے اصل اصل ہی ہوتی ہے اور یہی ہمارا تجربہ ہے کہ چشتیوں کی تحقیق کے سلسلے میں اردو کے تراجم جو ہیں وہ ٹھیک ہے ایک خدمت کے طور پر حق ادا کر رہے ہیں لیکن جب تک اصل سامنے نہ ہو ترجمہ آپ کو غلط راہ پر ڈال سکتا ہے اس لیے اصل متن کا ہونا بہت لازمی ہے شکر یہ۔

سید جمیل احمد رضوی صاحب: محترمہ نے جو بات فرمائی ہے پچھلے سال جب یہ تشریف لائیں تو ان کے لیے جو ہم کام کر رہے ہیں انہوں نے کچھ کتابوں کی فوٹو کاپی کروائی اور جاتے ہوئے مجھے فرمایا کہ یہ جو کتابیں میرے پاس ہیں یہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں جمع کروادیں میں کتابیں لے کر چودھری حنیف صاحب کے پاس گیا جو اس وقت پنجاب یونیورسٹی کے چیف لائبریرین ہیں۔ انہوں نے بڑی خوش دلی کے ساتھ نہ صرف کتابوں کو وہاں رکھا بلکہ ایک بڑی خوبصورت رسید مجھے اپنے یونیورسٹی کے لیٹر پیڈ پر لکھ کر دی۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ جو کتابیں ہم بہاولنگر اور چشتیاں شریف سے لے کر آئے ہیں اگر ان کی بھی ایک ایک کاپی پنجاب

یونیورسٹی لائبریری میں جمع ہو جائے تو اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ موجودہ نسلیں اور آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کر سکیں گی اور ہر سکالر آسانی سے یہاں پہنچ سکتا ہے۔ میں یہاں پر صرف ایک بات کا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ جب میں چیف لائبریرین تھا پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا تو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چھ یا سات بہت اہم ذخیرے ملے اور ان کتابوں کی تعداد تقریباً 25 سے 30 ہزار تک تھی جو یونیورسٹی کے ذخیرے میں جمع ہو گئے۔ اب فائدہ اس کا یہ ہے جیسا کہ چودھری محمد حنیف صاحب نے فرمایا کہ اگر سلسلہ نقشبندیہ کی جو کتابیں نہیں ملتیں اور سب حضرات کو یہ معلوم ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے میاں صاحب کے ذخیرہ کی دو جلدوں میں فہرست شائع کر دی ہے جو تقریباً 14 سو صفحات پر مشتمل ہے اسی طرح حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے ذخیرہ کی فہرست چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہے اور اس کی پانچویں جلد اس وقت تکمیل کے مرحلے میں ہے۔ ان شاء اللہ وہ بھی جلد شائع ہو جائے گی تو نہ صرف یہ کہ ذخیرے جمع ہو جاتے ہیں بلکہ سکالر جہاں جہاں بیٹھے ہوتے ہیں ان فہرستوں کو دیکھ کر ان ذخائر کا عکس جمیل انہیں نظر آتا ہے۔

پروفیسر اقبال احمد مجددی صاحب: بہت شکر یہ چودھری صاحب کی طرف سے محترمہ کی طرف سے اور سید جمیل احمد رضوی کی طرف سے جو آراء آئی ہیں کہ میاں صاحب کا جو کولیکشن ہے اس کو ہم نقشبندی سلسلے کی سٹڈی کے مرکز کے طور پر بنادیں اصل میں حوزہ نقشبندیہ کی روداد کے پہلے حصے میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اس میں اہتمام کے ساتھ نقشبندی سلسلے کی جو چیزیں میاں صاحب نے جمع کی ہیں اس میں دی گئی ہیں۔ جن حضرات کو کام کرنا ہو وہ میاں صاحب کے کولیکشن کی طرف رجوع کریں تو ہمارے حوزہ نقشبندیہ کی طرف سے اس وقت چار متن اشاعت کے لیے تقریباً تیار ہیں تین رسائل ہیں مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے جو ایک بہت بڑے سکالر تھے انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں رسائل لکھے تھے ایک ”الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی“ ہے برزنجی کے اعتراضات کے جواب میں ہے۔ دوسرا حضرت مجدد کے معترضین کے جواب میں ہے۔ تیسرا رسالہ شیخ عبدالحق محدث

دہلوی اور دور سارے ہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب علیہ الرحمۃ کے جن میں سے ایک رسالہ ان کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس کا عکس ہم شائع کر رہے ہیں وہ بھی حضرت مجدد صاحب کے دفاع میں ہے تو اس طرح سے پانچ دفاعی رسائل اس نئے سال میں ان شاء اللہ شائع ہونگے۔ اب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی خدمت میں ہمارا مائیک حاضر ہے کہ حوزہ نقشبندیہ کے بارے میں اپنی تجاویز خصوصیت سے پیش کریں۔

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ارباب علم و فضل میں اپنے تاثرات پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے جیسا کہ مجددی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میری ایک تجویز یہ ہے کہ قرآن حکیم نے اپنا جو تعارف کرادیا ہے اس میں اپنا ایک جو کردار ہے وہ سورہ یونس کی ایک آیت ہے تو اس میں ہمارے پورے خانقاہی نظام اور روحانیت کے سلسلے کی اسی پر بنیاد ہے کہ شفاء لمافی الصدور کا اہتمام کیا جائے۔ میری ایک چھوٹی سی تجویز یہ ہے کہ جیسے حضرت یعقوب چرخنی سلسلہ نقشبندیہ کے ایک عظیم ولی کامل ہیں ان کی تفسیر چرخنی متداول تفاسیر سے ہٹ کر خالص اہل قلوب کی اصلاح و تربیت کی غرض سے لکھی گئی ہے۔ باقی کی جو تفاسیر ہیں ان کا کچھ اشارہ یا ان کے کچھ حوالے یا کن کن لوگوں نے یہ کام انجام دیا ہے ان کا اگر اس میں ذکر آجائے تو یہ ان شاء اللہ العزیز سکالرز کے لیے اس سلسلے میں مطالعہ کرنا یا اپنا مطالعہ آگے بڑھانا آسان ہوگا اس کے علاوہ جو باقی کی تجاویز آئی ہیں ان سے بھی اتفاق کرتا ہوں۔

لابریری کے حوالے سے اقبال احمد فاروقی صاحب کے چند تحفظات پر چیف

لابریرین چودھری محمد حنیف صاحب نے اپنے موقف کی وضاحت کی اور کہا:

”ایک تو میں یہ عرض کروں گا اس وقت الحمد للہ پنجاب یونیورسٹی لابریری پاکستان کی واحد لابریری ہے جو اس وقت پوری کی پوری آن لائن ہے ایک ہفتہ ہو گیا ہے آپ دنیا میں کہیں بھی بیٹھ کے سرچ کر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے پاس جتنے بھی کولیکشن ہیں وہ اس لحاظ سے محفوظ ہیں کبھی کسی کو ہم کتاب نہیں دیتے اس لیے کہ یہ خزانہ ہمارے پاس محفوظ سمجھ کر کسی نے دیا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ

معروف صاحب سامنے موجود ہیں کہ رسالہ نور اسلام کی جو گولڈن جوہلی کی تقریب کی گئی اس میں اشاریے کی تیاری کے لیے سارے کے سارے پرچے ہماری لائبریری سے ملے ہیں۔ میاں صاحب نے یہاں ارسال کیے تھے اس کے علاوہ اگر کسی ساتھی کو دنیا کے کسی کونے میں میاں صاحب کے ذخیرہ یا حکیم محمد موسیٰ کے ذخیرہ سے یا ہماری لائبریری کی کسی کتاب کی ضرورت ہو تو وہ ان شاء اللہ مل سکتی ہے ہم نے اس کا بھی انتظام کر لیا ہے اب ہمارے پاس جو 1750ء یا اس سے پہلے یا 1800ء کی کتابیں ہیں اس کی ہم فوٹو کاپی نہیں کرتے اس کو ہم مائیکروفلم یا سی ڈی کی صورت میں بھیجتے ہیں اس کی فوٹو کاپی نہیں دیتے۔ ایک کتاب جس پر میری نظر ایک دفعہ پڑ جائے اور وہ بہت اہم ہو وہ ریڈر کے پاس نہیں جاتی بلکہ اس کی سی ڈی بنوائی جاتی ہے یا اس کی کاپی بصورت مائیکروفلم کر کے محفوظ کر لی جاتی ہے الحمد للہ اس پر ہم کام کر رہے ہیں یہ باتیں اس محفل میں میں ایسے ہی نہیں کر رہا۔ آپ میں سے کوئی صاحب علم لائبریری کو ذرا Visit کرے اس کی حالت کو دیکھے کہ ہم نے اس کو کس طرح سیٹ کیا ہوا ہے یہ میری ذمہ داری ہے۔ الحمد للہ میں یہ دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ساتھی جس نے دو سال پہلے لائبریری دیکھی تھی آج وہ جا کر دیکھے اس کی حالت خود بتائے گی کہ اس میں کام ہو رہا ہے۔“

علامہ اقبال احمد فاروقی: میں دارالعلوم نعمانیہ کی لائبریری پر کبھی کبھی نگاہ ڈالتا ہوں۔ الحمد للہ اس کے اندر اس وقت آٹھ ہزار کتابیں ہیں اور یہ لائبریری 125 سال پرانی ہے۔ اس میں وہ وہ کتابیں بھی ہیں جو عام لائبریریوں میں نہیں ہیں۔ میں نے وہاں محنت کر کے اس کی ایک لسٹ تیار کی ہے اور لسٹ کو میں نے کمپوز کرا لیا ہے۔ کمپوز کرانے کے بعد اب میں اس کو شائع کروں گا تاکہ اہل علم کے پاس جائے اور انہیں اس ذخیرہ کا علم ہو۔ اچھا یہ تو کتابیں تھوڑی ہیں ایک ہمارا ذاتی دوست ہے اس کا نام ہے مولوی احمد علی سندیلوی۔ ہزار ہا کتابیں اس کی ذاتی لائبریری میں موجود ہیں جبکہ اس زمانے میں گرانی کے باوجود کتاب خریدنی بڑی بات ہے۔ میں اس کی ہمت پر آفریں کہتا ہوں۔

جمیل احمد رضوی صاحب: مجھے چونکہ فرمایا گیا ہے کہ میں چند جملے اس بات پر کہوں کہ میاں صاحب کا جو ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے اس کو کیسے آگے بڑھایا جائے، ترقی دی جائے یا کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ جو حنیف صاحب نے کہا کہ جو نقشبندی حضرات جن کے پاس زائد کاپی ہو اور وہ دے سکیں تو میاں صاحب کے ذخیرہ میں اکٹھی کر کے وہ جمع ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب نے خود بھی فرمایا ہے کہ لائبریری میں جو کتاب نہیں ہے اگر مجھے بتا دیا جائے تو وہ خود خرید کر دینے کے لیے بھی تیار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں صاحب کی یہ جو پیش کش ہے بہت اچھی ہے۔ میں چودھری حنیف صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اس ذخیرہ کو ارتقائی مراحل سے گزارنا چاہتے ہیں تو پھر کوئی ایسی فہرست جو پہلے سے بن چکی ہے جو کتب وہاں پر نہیں ہیں اگر کوئی ایسی فہرست جسے ہم مطلوبہ کتب کہتے ہیں اگر وہ تیار ہو جائے اور ہم حضرت میاں صاحب سے گزارش کریں تو ماشاء اللہ ان کی دعا سے ان کی برکت سے یہ چیزیں وہاں پر آسکتی ہیں جو سب کے کام آئیں گی شکر یہ۔

پروفیسر اقبال مجددی صاحب: میں پھر حوزہ نقشبندیہ کی روداد کے پہلے حصے کی طرف متوجہ ہوں کہ اس میں ان دونوں باتوں کا ذکر ہے ایک تو یہ ہے کہ میاں صاحب نے اس میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میں دنیا بھر سے نقشبندی سلسلے کے جہاں جہاں مخطوطات ہیں ان کے عکس جس صورت میں بھی وہاں سے مل سکتے ہیں وہ حاصل کریں گے اپنے ذخیرہ کے لیے۔ ذخیرہ کا مطلب ہے جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں دے دیا گیا ہے۔ اس کے لیے دوسری بات اس میں یہ بھی ہے کہ ایک ہم نقشبندی سلسلے کے عنوان سے بلیو گرانی تیار کروائیں گے تو وہ بلیو گرانی بھی تیار کروانے کا پروگرام ہے۔ اس کی کاپی پرنٹ ہونے سے پہلے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو دے دی جائے گی تاکہ وہ چیک کریں کہ کون کون سی چیزیں پہلے غیر موجود ہیں وہ حاصل کرنے کی کوشش کریں تو یہ تجاویز اس سے پہلے ہمارے پاس تحریری طور پر آچکی ہیں اب اختتامی باتیں حضرت میاں صاحب۔

قبلہ میاں صاحب: یہ جو تجاویز پیش ہوئی ہیں ماشاء اللہ اہل علم حضرات نے پیش کی ہیں تو میں اپنی بساط کے مطابق ان شاء اللہ کوشش کروں گا حاضر ہوں جتنا مجھ سے ہو سکے گا اپنی طاقت کے مطابق کام کروں گا۔

(روداد حوزہ نقشبندیہ 2006ء مرتب محمد عالم مختار حق صاحب)

## پیر محبوب الرسول صاحب کی شر قیور شریف آمد

30 دسمبر 2006ء: میاں صاحب پورے پاکستان میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قیوری اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے ارشاد پر مبنی بینرز اور سٹیکرز چھپوا کر مختلف جگہ پر آویزاں کرتے اس سلسلہ میں مختلف شہروں سے بیلیوں کو شر قیور شریف دعوت دی گئی تھی، جن میں حاجی میاں محمد آصف صاحب (ملتان)، فیاض احمد سیٹھی (گجرات)، محمد حنیف صاحب (گوجرانوالہ)، محمد رمضان صاحب (پنجی)، ماسٹر احمد علی، بابا حیات، نیامت ڈوگر، محمد محبوب، اشفاق پٹواری و دیگر حضرات شامل تھے۔ آپ نے تمام حضرات کو مختصر وعظ کیا آپ نے فرمایا اگر بلی ساتھ دیں تو مسلک کا کام بہت بہتر انداز سے کر سکتے ہیں۔ تمام حضرات کے ذمہ بینرز اور سٹیکرز کی مناسب تعداد لگائی گئی تاکہ ان کو اپنے اپنے علاقوں میں آویزاں کیا جاسکے۔ آپ نے میاں آصف صاحب کے کام کو پسند کیا اور تمام حضرات کو ان کی مثال بھی دی، دوپہر بارہ بجے کے بعد اللہ شریف سے پیر محبوب الرسول صاحب اپنے دو صاحبزادوں کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ آپ ان سے ڈاکٹر مسعود صاحب کی مرتب کردہ کتاب جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی پر بڑی علمی گفتگو کرتے رہے۔ جاتے وقت جناب محبوب الرسول صاحب کی خدمت میں ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوہلی نمبر (تین جلدیں)، ارشادات مجدد، روداد حوزہ نقشبندیہ اور شیر ربانی ڈائجسٹ پیش کیا۔ عشاء کے بعد آپ آرام کے لیے لیٹ گئے، رات کئی مرتبہ تکلیف سے آپ کے کراہنے کی آواز آتی رہی۔ میں جب بھی آپ سے پوچھتا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگتی مگر آپ مجھے یہی فرماتے کہ میں ٹھیک ہوں۔ آجکل آپ صبح فجر کی نماز کے بعد کنوئیں (مال مویشیوں کے جگہ) پر تشریف لے جاتے اور کئی مرتبہ یہ بھی فرماتے ہو سکتا ہے میں کنوئیں پر شفٹ ہو جاؤں۔

## ڈاکٹر ظہور صاحب کا خواب

03 جنوری 2007ء: قبلہ میاں صاحب حضرت مجدد الف ثانی کی ذات بابرکات پر عربی زبان میں کام کرنا چاہتے تھے اس سلسلہ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب سے مشورہ ہوا تو انہوں نے صاحبزادہ مظہر کبیر اور ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کا نام لیا، میاں صاحب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب سے ملاقات کرنے ان کی رہائش گاہ پر تقریباً بارہ بجے دوپہر تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی گرم جوشی سے میاں صاحب اور صدیقی صاحب کا استقبال کیا، گفتگو کے آغاز میں ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب نے دو اشعار سنائے:

مجھ کو چاہیے ایسا نر

پیر، باورچی، بہشتی، خر

غم زندگی کا حسرت سبب کیا بتائیں

میری ہمتوں کی پستی، میرے شوق کی بلندی

قبلہ میاں صاحب اور ڈاکٹر ظہور صاحب نے ان اشعار کو بہت پسند کیا اور کھل کر تعریف کی۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے بتایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہؓ پر ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی، اس کے چھپ جانے کے بعد میں اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ حج کے لیے چلا گیا۔ ادھر میں نے چند ایک وظائف کیے کہ شاید مجھے آپ ﷺ کی زیارت نصیب ہو۔ وظائف کرنے کے باوجود مجھے زیارت کا شرف حاصل نہ ہو سکا، ایک روز میں باب جنت کے قریب عبادت میں مصروف تھا کہ میری آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں وہ کتاب تھی جو میں نے حضرت آمنہؓ کی شان میں لکھی تھی۔ مجھے خواب میں محسوس ہوا کہ جن کے لیے ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور میں ان کی والدہ محترمہ پر صرف ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب لکھ کر فخر محسوس کر رہا ہوں، لہذا حج سے واپس جب پاکستان آیا تو میں نے اصل ماخذ پر دوبارہ ریسرچ کی اور وہ ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب اب ساڑھے چار سو صفحات پر تیار ہو چکی ہے جو ان شاء اللہ جلد چھپ جائے گی۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا جب حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے تو ابواء کے مقام پر اپنی والدہ محترمہ

کی قبر پر ضرور حاضری دیتے بعض اوقات تو حاضری کے دوران آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بھی نکلے ہیں، حضرت آمنہ بھی اکثر اپنے شوہر حضرت عبداللہ کی قبر انور پر حاضری کے لیے جاتیں۔

## ملک حسن علی کا خواب

قبلہ میاں صاحب نے فرمایا ملک حسن علی شرقپوری نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جب 1965ء کی جنگ لگی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میاں شیر محمد صاحب جلدی جلدی جا رہے ہیں۔ میں (ملک حسن علی) نے پوچھا میاں صاحب جلدی میں کہاں جا رہے ہیں تو اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا میری ڈیوٹی سیالکوٹ کے محاذ پر لگی ہے وہاں جا رہا ہوں۔ میں (ملک حسن علی) نے پوچھا لاہور میں ڈیوٹی کس کی ہے تو میاں شیر محمد صاحب نے جواب دیا یہاں داتا صاحب موجود ہیں، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب نے کہا کہ جب ملک ذوالفقار علی (سابق صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کی والدہ فوت ہو گئیں تو میں چہلم میں شرکت کے لیے ان کے گھر چلا گیا، وہ چونکہ خود بھی وہابی ذہنیت کے مالک تھے اور چہلم میں آنے والے لوگوں کی زیادہ تر تعداد بھی دیوبندی وہابیوں کی تھی۔ چہلم میں مجھے کہنے لگے صدیقی صاحب آپ یہاں بریلوی مسلک والا ختم شریف پڑھیں۔ میں نے ان کی طرف غور سے دیکھا تو کہنے لگے میری والدہ محترمہ اہلسنت والجماعت کے عقائد رکھتی تھیں۔ لہذا آپ ان کے عقائد کے مطابق ہی ختم شریف پڑھیں لہذا میں نے ختم شریف پڑھا اور دعا بھی مانگی، قبلہ میاں صاحب نے فرمایا ملک ذوالفقار علی کے آباؤ اجداد تو نسہ شریف میں بیعت تھے مگر اب وہ دیوبندیوں میں شامل ہو گئے ہیں، ڈاکٹر ظہور احمد صاحب نے کہا کہ مجھے ملک ذوالفقار نے کہا میری ترقی کی راہ میں وہابی حائل ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب سے کہا، میاں صاحب حضرت مجدد الف ثانی پر عربی میں کام کروانا چاہتے ہیں آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے فرمایا میاں صاحب جو حکم دیں گے ان شاء اللہ ضرور پورا کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں کسی وقت ڈاکٹر طاہر القادری کے ساتھ وقت گزارتا تھا۔ ایک دن مجھے کہنے لگے میں سیاست میں آنا چاہتا ہوں میں نے انہیں منع کیا مگر انہوں نے سیاست میں آنے کا اعلان کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد مجھے کہنے لگے آپ صحیح کہتے تھے مجھے سیاست میں نہیں آنا چاہیے تھا لہذا اب میں سیاست چھوڑنا



چاہتا ہوں۔ میں نے پھر ان کو منع کیا کہ اب آپ سیاست نہ چھوڑیں مگر انہوں نے پھر میری بات نہ مانی اور سیاست چھوڑ دی۔ انہوں نے کہا سیاست کی وجہ سے ان کا مورال کافی گرا ہے، اس نشست میں بابا حیات، ر، امام علی اور عابد علی (طالب علم) بھی موجود تھے۔

## ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے شعر سنائے

4 جنوری 2007: صبح آٹھ بجے لاہور ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے پاس تشریف لائے، میاں صاحب کے پاس جتنی کتابیں تھیں وہ پنجاب یونیورسٹی کو بطور عطیہ دے دی گئی تھیں، فہرست سازی کے بعد جتنے بھی خطوط میاں صاحب کو وصول ہوئے تھے اس کو ترتیب وار کر کے میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ان میں بعض ایسے بھی خطوط تھے جو بہت نایاب تھے، آج اس کا مسودہ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اس مسودے کا نام ”خطوط بنام فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی“ تجویز کیا۔ اس کے علاوہ حوزہ نقشبندیہ کے لیے نقشبندی سلسلے کے مخطوطات اکٹھے کرنے کے بارے میں بھی مشورے دیے۔ انہوں نے کہا اس وقت دنیا کی سب سے بڑی لائبریری تاشقند میں ہے اور دوسری بڑی لائبریری برٹش لائبریری ہے، یہاں بھی کثیر تعداد میں مخطوطات موجود ہیں جن کی مانکر و فلم منگوا کر نقشبندی سلسلے کا لٹریچر اکٹھا کر سکتے ہیں، ڈاکٹر صاحب نے دو عدد شعر سنائے:

کیا کہیں احباب کیا کارہائے نمایاں کر گئے  
بی اے ہوئے نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے  
بچے میں خو آئے کیسے ماں باپ کے کردار کی  
دودھ تو ہے ڈبے کا تعلیم ہے سرکار کی

ان اشعار کے بعد آپ نے شیراز بھٹی اور علیم تفضل صاحب کو اجازت دے دی اور خود شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## ”باتوں سے خوشبو آئے“ کی افتتاحی تقریب

11 جنوری 2007: آج صبح نو بجے داتا دربار، سماع ہال کے ساتھ والے ہال میں

علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب پر لکھی جانے والی جناب صلاح الدین سعیدی صاحب کی کتاب ”باتوں سے خوشبو آئے“ کی تقریب رونمائی تھی، تقریب میں شرکت کے لیے چلا گیا۔ جسٹس منیر احمد مغل صاحب نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا۔ میں نے ان کو سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کی ایک کاپی پیش کی۔ انہوں نے اپنی دوسری طرف بیٹھے عبدالمجید اولکھ صاحب سے میرا تعارف کرایا اور مجھے فرمایا ایک کاپی اولکھ صاحب کو بھی دو۔ میں نے سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کی ایک کاپی اولکھ صاحب کو پیش کی، عبدالمجید اولکھ صاحب نے قرآن پاک کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہوا ہے جو بیرون ملک مختلف درس گاہوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ بہر حال میری ان سے پہلی ملاقات تھی۔ تقریب رونمائی کے بعد جسٹس منیر احمد مغل صاحب کے ہمراہ داتا صاحب دربار پر سلام کے لیے آ گیا۔ جسٹس منیر احمد مغل صاحب کی داتا دربار کے خادمین نے بہت عزت کی دربار شریف کا دروازہ کھول کر انہیں تربت مبارک کے پاس سلام کے لیے جگہ بنا کر دی۔ جسٹس صاحب تقریباً پندرہ سے بیس منٹ دربار شریف کے اندر وضائف میں مصروف رہے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار سے نکل کر میں شرق پور شریف کے لیے روانہ ہو گیا۔

## میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی

13 جنوری 2007ء: آج آپ ڈھوک شیر ربانی روانہ ہو گئے، بابا حیات، بابا محمد ظفر، محمد منیر (ٹاٹو، پاکپتن شریف)، عطاء اللہ، طارق، ولی محمد اور یہ خادم ہمراہ تھے، دوپہر ڈیڑھ بجے ڈھوک پہنچ گئے۔ آپ سے ملاقات کے لیے قاری عبدالباسط صاحب (تلہ گنگ)، جناب رنگ الہی صاحب، غلام محی الدین صاحب، حاجی اقبال صاحب، نذیر صدیقی اور ان کے بیٹے محمد اقبال صاحب، صوبیدار صاحب (اسلام آباد) محمد بشیر صاحب (راولپنڈی، شیر ربانی جوس کارنر)، فیاض احمد سیٹھی، پروفیسر خالد بشیر صاحب (گجرات) سے تشریف لائے۔ عشاء کے بعد آپ تقریباً ایک گھنٹہ مولانا اکبر صاحب (سدووال) سے محو گفتگو رہے۔ رات دو بجے میری آنکھ کھلی تو آپ ”باتوں سے خوشبو آئے“ کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اس کتاب کے بعض اقتباسات مجھے بھی پڑھنے کو فرمائے میرے پڑھنے کے دوران آپ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی کتاب ”انوار رضا“ کا مطالعہ فرماتے۔

## میاں صاحب کی خواب میں بیعت کی

اگلے روز بارہ کہوہ راولپنڈی سے جناب محمد اصغر صاحب اپنے ایک دوست کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ یہ میرے دوست سعودیہ سے آئے ہیں کہتے ہیں بیس سال پہلے میں نے آپ کی خواب میں زیارت اور بیعت کی تھی۔ اب میرے لیے کیا حکم ہے۔ آپ نے حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ صاحب کا واقعہ سنایا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا کہنے لگا حضور خواب میں آپ نے مجھے خلافت عطا کی ہے۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا ٹھیک ہے تم بیعت بھی خواب میں ہی کرنا۔ اس کے بعد آپ نے اصغر صاحب کے دوست کو بیعت کیا۔ عصر کے بعد آپ مولانا اکبر صاحب کے ہمراہ ان کی مسجد کی زیارت کرنے بھون چلے گئے، مغرب کے قریب واپس ڈھوک آ گئے۔

## ”جہان امام ربانی“ کی تیاری

18 جنوری 2007ء: کمانڈر ظفر صاحب کی معرفت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے بذریعہ ٹیلی فون رابطہ ہوا۔ انہوں نے جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے مسودے کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا حضور میں میاں صاحب کے ساتھ چکوال میں ہوں لاہور پہنچ کر آپ کو تمام معاملات سے آگاہ کر دوں گا۔ مسودہ اس وقت محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس پروف ریڈنگ کے لیے آیا ہوا تھا، ڈاکٹر مسعود صاحب نے مجھے فرمایا تم مختار حق صاحب سے صرف معلومات لینا انہیں جلدی کام ختم کرنے کے متعلق مت کہنا۔ وہ اپنی مرضی سے جب اس کو فائل کر دیں گے تب تم اس کو کراچی بھجوادینا، سلام دعا کے بعد رابطہ منقطع ہو گیا۔

## جوہر آباد اور ڈیرہ اسماعیل تک کا سفر

اگلے روز جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ تمام ساتھیوں کے ہمراہ بابا طاہر شاہ کے آستانہ جوہر آباد کی طرف روانہ ہو گئے۔ مغرب کی نماز جوہر آباد پڑھی، غلام محمد (اتراء) اور عمر دراز (ماڑی لک) پہلے سے ادھر موجود تھے۔ رات ساڑھے نو بجے جناب محبوب رسول قادری

صدر رسائل اہلسنت والجماعت (سرگودھا) سے تشریف لائے۔ قادری صاحب نے میاں صاحب کے پنجاب یونیورسٹی کو اپنی کتابیں بطور عطیہ دینے کے اقدام کو بہت سراہا۔ انہوں نے کہا میرے سامنے کئی ایک مثالیں ہیں جہاں کتابوں کی تقسیم کتابوں کو پھاڑ کر یا کاٹ کر کی گئی۔ انہوں نے کہا میرے دادا تحریک پاکستان کے کارکن تھے ہندوستانی فوج کی ظالمانہ کارروائیوں کے نتیجہ میں شہید ہوئے۔ انہوں نے مزید بتایا میرے نانا قادری سلسلہ کے پیشوا تھے، بابا طاہر شاہ صاحب ہمارے بزرگ مولانا عبدالغفور صاحب سے تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے میاں صاحب سے گزارش کی کہ میرے والد گرامی کی طبیعت کافی خراب ہے مہربانی فرما کر تشریف لائیں لہذا آپ نے ثناء اللہ کو ساتھ لے کر ان کے والد کی عیادت کی، واپسی پر بابا طاہر شاہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ ظہر کی نماز کے بعد میاں صاحب ڈیرہ اسماعیل کی طرف روانہ ہو گئے، اس وقت میاں صاحب کے ساتھ حاجی اسلم صاحب (اعظم مارکیٹ لاہور) بھی تھے۔ راستے میں بابا حیات کی گاڑی کو ایک ٹرک والے نے ٹکر مار دی جس کو رانا ندیم شہزاد چلا رہا تھا۔ ٹرک والے نے اپنی غلطی مانتے ہوئے مبلغ دو ہزار روپے مرمت کے لیے دیے، عصر کی نماز چشمہ بیراج سے گزر کر ایک چھوٹی سی مسجد میں پڑھی۔ رات سات بجے میاں صاحب کا قافلہ حافظ پیر دوست محمد پٹھان کے گھریالی شمالی پہنچ گیا، کھانا کھانے اور نماز ادا کرنے کے بعد تمام حضرات تھکاوٹ کی وجہ سے جلد سو گئے۔ اگلی صبح آپ ڈیرہ اسماعیل خان شہر میں جامعہ رضویہ منظر الاسلام واقع ڈیال روڈ سی آر بی سی چوک پر تشریف لے گئے اس مدرسے کے مہتمم جناب مفتی محمد عارف احسن تھے۔ انہوں نے بڑے احسن انداز سے میاں صاحب کو خوش آمدید کہا۔ میاں صاحب نے اہلسنت والجماعت کی فلاح و ترقی کے حوالے سے مولانا صاحب سے معلومات لیں اور چند ایک تجاویز دینے کے بعد آپ بنوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ سرائے نورنگ کے علاقے میں دوپہر کا کھانا کھایا، کھانا کھانے کے دوران ایک شخص کولر میں ٹھنڈا پانی لے کر آیا۔ اس شخص کا نام صابر اللہ خان ولد میرا طلس تھا۔ میاں صاحب نے کھانے کے بعد صابر اللہ کی خدمت بھی کی۔ عصر کی نماز درہ پیزو کے علاقے میں جامعہ غوثیہ سلیمانہ میں پڑھی، جامعہ کے مہتمم کو قبلہ میاں صاحب کا پتہ چلا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو عدد شہد کی بوتلیں بھی پیش کیں، تاجہ زئی اور لگی مروت سے ہوتے ہوئے آپ بنوں پہنچے۔ چند منٹ رکنے کے بعد آپ واپس ڈیرہ اسماعیل خان حافظ دوست محمد صاحب

کے گھربالی شمالی آگئے۔ حافظ دوست محمد کا گھر بڑی سڑک سے کوئی آٹھ سو قدم کے فاصلے پر تھا پہلے تو میاں صاحب کو وہیل چیئر پر گھر لے جایا گیا، فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہیل چیئر پر سفر مشکل تھا اس لیے بعد میں چارپائی استعمال ہوتی رہی، تمام گاڑیاں حافظ دوست محمد صاحب کے گھر سے آٹھ سو قدم کے فاصلے پر ایک حویلی میں کھڑی ہوتی تھیں۔

## ڈائری گاڑی کی چھت پر رہ گئی

22 جنوری 2007: صبح آٹھ بجے بالی شمالی ڈیرہ اسماعیل خان سے روانہ ہوئے،

پٹھان کوٹ، خانوخیل، بلوٹ شریف، چشمہ علی خیل، لکی مروت اور سرانے نورنگ سے ہوتے ہوئے، شام ڈھکی آگئے یہ علاقہ بہت خوبصورت تھا بڑی دور دور تک کھجور کے درخت نظر آتے۔ یہاں کی کھجور بھی بہت اعلیٰ قسم کی تھی، اکثر ڈائری میرے ہاتھ میں ہی ہوتی، میں بھی چند منٹ کے لیے گاڑی سے اتر اور اتفاق سے ڈائری بابا حیات صاحب کی گاڑی کی چھت پر رکھ کر پکڑنا بھول گیا، تھوڑی دیر بعد قافلہ سرگودھا کی طرف روانہ ہو گیا میں واپس میاں صاحب کی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا اور میاں صاحب کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا۔ کوئی تین سے چار کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد مجھے ڈائری کا خیال آیا۔ تلاش کرنے کے باوجود مجھے میاں صاحب کی گاڑی میں ڈائری نہ ملی میں نے اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا تو ڈائری بابا حیات کی گاڑی کی چھت سے کھسک کر نیچے سڑک کی جانب گر رہی تھی۔ میں نے میاں صاحب سے عرض کر کے گاڑی رکوائی اور بھاگ کر سڑک سے اپنی ڈائری پکڑ لی ڈائری مل گئی مگر اس کی جلد ٹوٹ گئی، اصل میں ڈائری میں قبلہ میاں صاحب کے روزمرہ کے معمولات لکھے جا رہے تھے اس لیے میں ڈائری حفاظت کرنے کی کوشش کرتا۔ پھر یہ قافلہ چشمہ بیراج پہنچ گیا۔ حاجی اسلم صاحب اور اشفاق پٹواری نے تازہ مچھلی خریدی، سرگودھا بانی پاس کے نزدیک شیل پٹرول کے ساتھ والے ہوٹل میں دوپہر کا کھانا کھایا۔ حافظ دوست محمد پٹھان میاں صاحب سے اجازت لے کر یہاں سے واپس ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہو گئے۔ عصر کے قریب میاں صاحب جوہر آباد پہنچ گئے۔ نماز عصر کے بعد بابا طاہر شاہ کے مزار پر حاضری دی اور پھر سرگودھا محمد بشیر (وال فیکٹری والے) کے گھر آگئے، رات ادھر ہی قیام فرمایا۔

## توشہ شاہ نقشبندؒ

اگلے روز صاحبزادہ عبدالرسول صاحب سے ملاقات تھی، لہذا صاحبزادہ صاحب کو ان کے سکول سے لے کر محمد بشیر صاحب کے گھر میاں صاحب کی خدمت میں آئے۔ صاحبزادہ عبدالرسول صاحب ڈویژنل پبلک ماڈل سکول میں پرنسپل کے فرائض انجام دے رہے تھے، اس سکول میں بچے اور بچیوں کی تعداد تقریباً ساڑھے تین سو تھی، سکول کی بلڈنگ کافی بڑی تھی اس میں بچوں کے رہنے کے لیے ہوٹل بھی موجود تھا۔ صاحبزادہ صاحب کافی دیر گفتگو میں مصروف رہے، واپسی پر قبلہ میاں صاحب نے صاحبزادہ صاحب کو چاولوں کی بوری اور ایک عدد شہد کی بوتل بھی پیش کی۔ جانے سے پہلے انہوں نے میاں صاحب کو توشہ شاہ نقشبند کا طریقہ استعمال بھی بتایا: (دو رکعت نماز نفل حضرت شاہ نقشبندؒ کے نام پڑھنے کے بعد نیت کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے وزن کا توشہ شاہ نقشبند کے نام سے دوں گا، توشہ سے مراد سو جی، چینی اور گھی کی ہم وزن مقدار ہے)۔ قبلہ میاں صاحب ساڑھے گیارہ بجے ماڑی لک روانہ ہو گئے، اہل علاقہ نے بڑا پرتپاک استقبال کیا، آپ عمر دراز کے گھر ٹھہرے۔

## رات سیٹھی صاحب کے گھر قیام کیا

ظہر کی نماز کے بعد گجرات کی طرف روانہ ہو گئے۔ رات آٹھ بجے گجرات بائی پاس پر پہنچے جہاں فیاض احمد سیٹھی، پروفیسر خالد بشیر صاحب، محمد شہزاد اور دیگر اہل علاقہ موجود تھے۔ میاں صاحب سب سے پہلے فیاض احمد سیٹھی صاحب کے شوروم چوائس سنٹر تشریف لے گئے۔ چند منٹ دکان پر رکنے کے بعد آپ سیٹھی صاحب کے گھر آ گئے۔ رات ادھر ہی قیام فرمایا، صبح ناشتے کے بعد 9 بجے شرق پور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ فیاض احمد سیٹھی صاحب نے رات اور صبح کے ناشتے میں بڑا پر تکلف انتظام کیا ہوا تھا۔ روانہ ہونے سے قبل آپ نے سیٹھی صاحب کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ مرید کے کے نزدیک درجنوں افراد نے آپ کا استقبال کیا۔ چند منٹ کے لیے آپ یہاں رکے، ساڑھے گیارہ بجے آپ شرق پور شریف پہنچ گئے۔ امام علی اور اس خادم کے علاوہ تمام حضرات اجازت لے کر لاہور آ گئے۔

## ہونہار شاگرد

26 جنوری 2007ء: قبلہ میاں صاحب کی گھڑی مرمت کروائی، کتاب ”باتوں سے خوشبو آئے“ کی ویڈیو فلم اور محمد عالم مختار حق صاحب کی مرتب کردہ کتاب ”فکر فاروقی“ لے کر رانا ندیم شہزاد کے ساتھ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ فکر فاروقی کتاب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا، اقبال احمد فاروقی نے محنت کی، اسلام کی ترقی کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اور آج اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی عزت سے نوازا ہے۔ آپ نے فرمایا مولانا عطاء محمد بندیا لوی ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں۔ ان کے پاس ایک شاگرد تھا اور اس شاگرد کو ایک شخص روزانہ ایک پاؤ چاول دیتا۔ وہ شاگرد ان چاولوں کو ابال کر تینوں وقت کھاتا، مولانا عطاء محمد بندیا لوی کے پاس ایک اور شاگرد آ گیا۔ اس دوسرے شاگرد کے لیے کھانے کا کوئی بندوبست نہ ہو سکا۔ دوسرے شاگرد نے پہلے شاگرد سے کہا تم چاول ابال کر اس کا پانی مجھے دے دیا کرو جب ان دونوں شاگردوں کی تعلیم مکمل ہوئی تو چاولوں کے پانی پر گزارا کرنے والا شاگرد بہت لائق اور قابل تھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد جناب انعام الحق نقشبندی مجددی اور محمد ریاض صاحب تشریف لائے۔ میاں صاحب نے ان کی خدمت میں ارشادات مجدد، رواد حوزہ نقشبندیہ اور لطائف المدینہ کی ایک ایک کاپی پیش کی۔

## میاں صاحب کی جسٹس منیر مغل صاحب سے ملاقات

27 جنوری 2007ء: شیراز فیض بھٹی صاحب کے دفتر سے پروفیسر خالد بشیر صاحب کو ساتھ لے کر شرقپور شریف آ گیا۔ مغرب کے بعد محمد اکرم صاحب (راچڈیل) سے فون آیا کہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کی طبیعت بہت خراب ہے۔ میاں صاحب نے دعا فرمائی۔ عشاء کی نماز کے بعد پروفیسر خالد بشیر صاحب کو آرام کرنے اور خود ”فکر فاروقی“ کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہو گئے۔ اگلی صبح جسٹس منیر احمد مغل صاحب سے ملاقات تھی۔ آٹھ بجے جسٹس صاحب کے گھر لالہ زار کالونی ٹھوکر نیاز بیگ پہنچ گئے۔ اس وقت میاں صاحب کے ساتھ پروفیسر خالد بشیر، پروفیسر علیم تفضل، سعید احمد صدیقی، شیراز فیض بھٹی، میاں غلام رسول، رفیق مغل، رفیق شاہد،

امام علی، طاہر شہزاد (طالب علم) اور یہ خادم موجود تھے۔ میاں صاحب دو گھنٹے جسٹس منیر احمد مغل صاحب سے مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے۔ جسٹس صاحب ان دنوں مکتوبات کا انگریزی میں ترجمہ بھی کر رہے تھے جس کو قسط وار شیر ربانی ڈائجسٹ میں شائع کیا جا رہا تھا، میاں صاحب نے جسٹس منیر احمد مغل صاحب کو ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرتب کردہ جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا مکمل سیٹ بھی پیش کیا۔ ظہر کی نماز سے قبل آپ شرقپور شریف واپس آ گئے۔

## نور اسلام گولڈن جوہلی نمبر ایک شاہکار

یکم فروری 2007ء: آج بھائی فاروق حج سے واپس آرہے تھے لہذا میاں صاحب سے اجازت لے کر ایئر پورٹ آ گیا، سارا دن گھر میں ہی رہا۔ رات اعظم مارکیٹ سے کچھ سامان لے کر شرقپور شریف آ گیا، میاں صاحب کی طبیعت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹروں کے علاوہ دیگر معالجوں سے بھی مسلسل رابطہ تھا۔ اگلے روز شکر گڑھ سے مولانا غلام مصطفیٰ مجددی صاحب اپنے ماموں کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ میاں صاحب ان کے ساتھ جہان امام ربانی کے بارے میں بڑی علمی یا فکر انگیز گفتگو کرتے رہے۔ غلام مصطفیٰ مجددی صاحب نے ماہنامہ نور اسلام کے گولڈن جوہلی نمبر کی تعریف کی۔ انہوں نے فرمایا میں نے تینوں جلدیں پڑھی ہیں یہ واقعی ایک شاہکار ہے، اس کی اشاعت پر میاں صاحب کو مبارکباد بھی دی۔

## عبدالمجید اولکھ صاحب کی شرقپور شریف آمد

04 فروری 2007ء: آجکل ہر روز آپ رات ایک سے ڈیڑھ بجے کے قریب اٹھ جاتے اور پھر فجر کی اذانوں تک مطالعہ میں مصروف رہتے۔ صبح آٹھ بجے محمد قیوم صاحب (شیر ربانی پریس، لوہاری، لاہور) اپنے بھائی جاوید اور بیٹے محمد رضا کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں آئے، جاوید صاحب جلد لندن جا رہے تھے۔ میاں صاحب نے ان کو ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور مولانا غلام رسول چکسواری صاحب کے ساتھ رابطہ رکھنے کو فرمایا۔ دوپہر بارہ بجے میں کسی کام سے لنگر خانے آیا تو وہاں عبدالمجید اولکھ صاحب لنگر شریف کھانے کی تیاری کر رہے تھے۔



میں نے قبلہ میاں صاحب کو عبدالمجید اولکھ صاحب کے بارے میں بتایا تو آپ نے ان کو اپنے کمرہ میں ہی بلوالیا، ان کے لنگر شریف کھانے کا انتظام میاں صاحب کے کمرہ میں ہی کر دیا گیا۔ میاں صاحب ان کو اپنی علمی زندگی کے بارے میں چند ایک واقعات سناتے رہے، اولکھ صاحب نے بتایا میرے دادا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقی پوری نقشبندی مجددی کے مرید تھے اور میں کرمانوالہ بیعت ہوں۔ مزید کہنے لگے میں چھ ماہ پاکستان اور چھ ماہ دوسرے ممالک کی جیلوں میں قیدیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتا ہوں۔ اپریل تک پاکستان میں ہی ہوں۔ پہلے عمرہ کرنے کے بعد چھ ماہ کے لیے دیگر ممالک میں ہی رہوں گا۔ آخر میں قبلہ میاں صاحب نے ان کو گلاب جامن تحفہ پیش کیے اور ان سے منسلک امام دین صاحب کا واقعہ بھی سنایا۔

## ڈاکٹر ظہور صاحب کو مکتوبات مجدد کا تحفہ

عبدالمجید اولکھ صاحب کے جانے کے بعد آپ سہ پہر چار بجے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے گھر لالہ زار کالونی تشریف لے گئے۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کو آج کے نوائے وقت میں جناب سلطان صاحب کا دو قومی نظریے پر مضمون پڑھایا۔ آپ نے فرمایا سلطان صاحب صحیح تاریخ پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی بے پناہ کاوشوں کو نظر انداز کر دیا ہے جو علمی اور تاریخی لحاظ سے بہت بڑی ناانصافی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب سے کہا اگر مجھے حضرت مجدد پاک کے فارسی مکتوبات مل جائیں تو میں اس مضمون کو دوبارہ مرتب کر دیتا ہوں۔ انہوں نے مزید فرمایا میں نے حضرت مجدد پاک پر عربی میں بھی کام شروع کر دیا ہے۔ اگلے روز میاں صاحب نے حضرت مجدد پاک کے مکتوبات کا ایک سیٹ (فارسی) ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ڈاکٹر ظہور احمد صاحب نے فارسی مکتوبات کو دیکھ کر دو عدد شعر پڑھے، جس کو میاں صاحب نے مجھے نوٹ کرنے کو فرمایا:

خاک میں ناموس پیمان محبت مل گئی  
 اٹھ گئی دنیا سے راہ رسم یاری ہائے ہائے  
 اٹھ گئی یوں وفا زمانے سے  
 کبھی گویا کسی میں تھی ہی نہیں

## میاں صاحب کا دانت اور ڈاکٹر علی کی زور آزمائی

10 فروری 2007ء: آج آپ کا ایک اور دانت ہل گیا تھا، ڈاکٹر شاہد قیوم صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے بدھ کے روز آنے کو کہا۔ میاں صاحب چونکہ تکلیف میں تھے اس لیے ذوالقرنین صاحب کی معرفت علامہ اقبال ٹاؤن، کریم بلاک میں ڈاکٹر علی صاحب سے رابطہ کیا تو شام چھ بجے کا وقت مل گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے دانت نکالا تو آدھا دانت ٹوٹ کر سوڑے کے اندر ہی رہ گیا اور باقی باہر نکل آیا۔ اس باقی دانت کو نکالنے کے لیے ڈاکٹر صاحب نے بڑی بے دردی سے مختلف حربے استعمال کیے جس کو دیکھ کر کئی بار ڈاکٹر صاحب پر غصہ بھی آیا۔ دانت کی باقی جڑ تو نکل آئی مگر زخم کافی گہرا ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر علی سے فارغ ہو کر آپ تھوڑی دیر کے لیے فضل الرحمن (شو مارکیٹ) کے گھر آگئے۔ یہاں سے فقیر حسین صاحب کو ساتھ لے کر سکن سپیشلسٹ ڈاکٹر جمشید صاحب کے کلینک آگئے۔ ڈاکٹر صاحب نے چیک اپ کے بعد میاں صاحب کی ادویات میں تبدیلی کر دی، رات آپ نے فضل الرحمن صاحب کے گھر ہی قیام کیا۔ داڑھ درد کی وجہ سے آپ ساری رات تکلیف میں ہی رہے، ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کی مطابق آپ کو دو مرتبہ آئس کریم بھی کھلائی۔ فجر کی نماز کے بعد شر قپور شریف روانہ ہو گئے۔

## روزنامہ پاکستان کے دفتر نذیر حق سے ملاقات

21 فروری 2007ء: صبح دس بجے روزنامہ پاکستان کے دفتر نذیر حق صاحب کے پاس چلے گئے انہیں مولانا محمد بخش مسلم کی کتاب بیان العقائد دی۔ آپ نے فرمایا مسلم صاحب پر ایک مضمون تیار کر کے اس کو اخبار میں شائع کریں کیونکہ ان کا عرس شریف قریب آرہا تھا۔ میاں صاحب نذیر حق صاحب کے ساتھ کافی دیر ملکی حالات پر تبصرہ کرتے رہے، نذیر حق صاحب کے خیال میں حکمرانوں کی کوتاہیوں کی وجہ سے ملک کی سلامتی کو خطرات لاحق ہیں۔ دوپہر ایک بجے نذیر حق صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ شر قپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ میں نے آپ سے عرض کیا جس طرح ڈاکٹر مسعود صاحب نے جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کو مرتب کیا ہے ہمیں بھی جہان شیر ربانی کے نام سے پانچ جلدوں پر مشتمل اس پروجیکٹ پر کام کرنا

چاہیے۔ قبلہ میاں صاحب اس تجویز کو سن کر بہت خوش ہوئے اور اس پروجیکٹ پر کام شروع کرنے کی اجازت دیدی اس وقت میاں صاحب کے پاس شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ اور امام علی صاحب بھی تھے۔

## میاں صاحب کی وصیت

27 فروری 2007: آپ نے مولانا محمد منشاء تابلش قصوری صاحب اور ابوالبقاء قدر آفاقی صاحب کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقی پوری کے بارے میں چند ایک کتابیں دیں اور تمام حضرات کو جہان شیر ربانی کی تیاری میں کام کرنے کو فرمایا۔ اس وقت میاں صاحب کے پاس کا شانہ شیر ربانی میں بابا حیات، ماسٹر احمد علی، قاضی محمد نور اللہ، سعید صدیقی، شیراز فیض بھٹی، محمد رفیق شاہد، بابا عبدالرؤف صاحب بھی موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد گھوڑے ہسپتال کے نزدیک نیشنل پریس چلے گئے، یہ پریس بابا طاہر شاہ کے مرید حافظ دوست محمد صاحب کا تھا۔ آپ نے ان کو حضرت مجدد پاک کے سٹیکر چھاپنے کو فرمایا اس مد میں مبلغ دو ہزار روپے ایڈوانس دیا۔ پنڈی بھٹیاں سے بابا ظفر کو ساتھ لے کر عصر کے بعد ڈھوک شیر ربانی چکوال چلے گئے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے بستر پر آرام کرنے سے پہلے فرمانے لگے اگر ایک دو ماہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے بلاوا آ گیا تو تم دین اسلام کا کام جاری رکھنا۔

## جوہر آباد، طاہر شاہ کے ختم میں میاں صاحب کی شمولیت

28 فروری 2007: صبح فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد آپ جوہر آباد کے لیے روانہ ہو گئے۔ آج بابا طاہر شاہ صاحب کا سالانہ ختم شریف تھا۔ آپ نے اس میں شرکت فرمائی لوگوں کی ایک کثیر تعداد ختم شریف میں شرکت کے لیے آئی تھی۔ ظہر کی نماز تک دو دروازے آئے ہوئے علماء کرام اور نعت خواں حضرات تقاریر اور نعت خوانی کرتے رہے۔ آخر میں دعاء آپ نے فرمائی اور عمر دراز (ماڑی لک) کی والدہ کی وفات پر فاتحہ خوانی بھی کی گئی۔ عرس شریف کے بعد لنگر شریف کا بھی وسیع انتظام کیا گیا تھا۔ رات آپ جوہر آباد ہی رہے، صبح ناشتہ کرنے کے بعد آستانہ عالیہ بابا طاہر شاہ کے منتظمین نصر اللہ صاحب، ثناء اللہ صاحب اور ماسی سیداں کو آپس میں اتفاق

سے رہنے کی ہدایت فرمائی۔

## میاں صاحب کی مولانا محمد صادق صاحب سے ملاقات

دو پہر بارہ بجے گوجرانوالہ محمد حنیف صاحب کے پاس مدنی پرنٹنگ فیکٹری آگئے۔ ظہر کی نماز ادھر ہی ادا کی، ظہر کی نماز کے بعد حنیف صاحب کے گھر آگئے۔ مجھے اور حنیف صاحب کو ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے سرپرست اعلیٰ مولانا محمد صادق صاحب کو لانے کو فرمایا۔ جب ہم مولانا محمد صادق صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچے تو آپ ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے، بہر حال تقریباً ایک گھنٹے بعد مولانا صادق صاحب ان کے بیٹے محمد داؤد اور حفیظ صاحب کو ساتھ لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ کافی دیر تصویر کے معاملے میں مولانا صاحب سے گفتگو ہوتی رہی۔ کچھ دیر بعد مولانا صادق اور ان کے ساتھیوں کو واپس چھوڑ آئے اور میاں صاحب خود لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔ راستے میں مولانا تائبش قصوری صاحب سے رابطہ کیا تو وہ فیض پور انٹر چینج پر تھے آپ نے ان کو وہیں ٹھہرنے کو فرمایا۔ مولانا تائبش قصوری صاحب کے بہنوئی مولانا عارف نورئی کی پچھلے دنوں رحلت ہو گئی تھی اس سلسلہ میں میاں صاحب نے ان سے تعزیت فرمائی۔ مولانا عارف نورئی کے والد گرامی کا نام میاں نظام الدین تھا۔ آپ کی پیدائش 1943ء کو بصیر پور ضلع اوکاڑہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مرکزی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں 1955ء میں حاصل کی۔ 1965ء میں جامع مسجد مہاجرین مرید کے میں 12 سال تک امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔ 12 سال مسجد شیخان والی مرید کے، پھر جامع مسجد بلال و مدرسہ غوثیہ، 12 سال جامع مسجد نور (قصور) میں خطابت کے فرائض انجام دینے کے بعد 1990ء میں لیاقت چوک سبزہ زار آٹھ کنال رقبہ پر مشتمل مسجد تاجدار انبیاء اور مدرسہ نور یہ غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد اور مدرسہ پر تین کروڑ روپے لاگت آئی۔ مولانا عارف نورئی کا مزار مدرسہ کے صحن میں بنایا گیا اور آپ کے جنازے میں 25 ہزار افراد نے شرکت کی۔ آپ نے اپنی زندگی میں 4 حج اور 20 عمرے کیے۔ پوری دنیا میں خطیب پاکستان کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ میاں صاحب نے مولانا محمد منشاء صاحب سے جہان شیر ربانی کے کام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ”جہان شیر ربانی“ کی تیاری کے سلسلہ میں ہونے والے کام کے متعلق میاں صاحب کو تفصیل سے آگاہ

کیا۔ فشا صاحب سے ملاقات کے بعد آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## اعلیٰ حضرت شیر ربانی سرکاری پیدائش کی جگہ

02 مارچ 2007ء: شیر ربانی ڈائجسٹ کے سلسلہ میں آج پروفیسر منور حسین صاحب

کے گھر آگئے۔ منور صاحب ڈائجسٹ کے کام سے فارغ ہونے کے بعد فرمانے لگے، میاں محمد سلطان جو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری صاحب کے سگے بھانجے تھے مجھ سے ملنے اکثر میرے گھر تشریف لاتے۔ اعلیٰ حضرت ان کے بارے میں اکثر فرماتے یہ سرکاری وچھ ہے۔ گھر سے سبزی لینے جاتے تو افغانستان پہنچ جاتے، میرے گھر میں دو دو دن قیام کرتے اور پھر بغیر بتلائے کہیں چلے جاتے، نہ پیسوں کی پروا اور نہ کھانے پینے کی، پروفیسر صاحب فرمانے لگے ایک روز میاں محمد سلطان صاحب فرمانے لگے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری میں انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، وہ فرماتے لوگ مجھے میاں شیر محمد کہتے ہیں حالانکہ میں تو ”شیر و“ ہوں شیر و کا لفظ اپنے لیے ایک عام آدمی کے طور پر استعمال کرتے۔ اسی طرح حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری بھی فرماتے مجھے تو کچھ پتہ نہیں میں تو صرف اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کا کام سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوں، (حضرت ثانی صاحب کام کی جگہ کھلیرا کا لفظ استعمال کرتے) پروفیسر صاحب نے بتایا، ایک مرتبہ میاں محمد سلطان مجھے فرمانے لگے پروفیسر صاحب ادھر آئیں آج میں آپ کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری پیدا ہوئے تھے، کبھی کبھار مجھے کرمانوالہ شریف حضرت پیر اسماعیل شاہ صاحب کے پاس لے جاتے۔ آپ وہاں حضرت شاہ صاحب کی چارپائی پر بیٹھ جاتے مجھے بھی اپنے ساتھ بٹھا لیتے۔ شاہ صاحب میاں محمد سلطان صاحب کا بہت احترام کرتے تھے، مجھے لنگر شریف کھانے کو فرماتے اور خود میاں سلطان صاحب غائب ہو جاتے۔ مجھے وہاں سے اکیلے ہی واپس آنا پڑتا۔

## اعلیٰ حضرت سرکار اور کرنل محمد یوسف

پروفیسر صاحب فرمانے لگے ایک مرتبہ میں بیمار ہو گیا، میاں محمد سلطان کو پتہ چلا تو میرے گھر تشریف لے آئے۔ میری حالت دیکھ کر مجھے اپنے ساتھ کرنل ڈاکٹر محمد یوسف صاحب

کے پاس لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی محبت اور تسلی سے چیک کیا میں ان کو فیس دینے لگا تو میاں محمد سلطان نے مجھے سختی سے منع کیا اور ڈاکٹر محمد یوسف کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے تو ڈاکٹر صاحب ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے، ڈاکٹر کرنل محمد یوسف صاحب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے مرید تھے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن چلے گئے، لیکن اس بات کا ذکر انہوں نے اعلیٰ حضرت سے نہ کیا کہ کہیں اعلیٰ حضرت جانے کی اجازت نہ دیں۔ کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کو خط لکھا لندن تعلیم کے حوالے سے تمام معاملات سے آگاہ کر دیا۔ اعلیٰ حضرت سرکار کو جب یوسف صاحب کا خط ملا تو آپ نے اس کو جواب میں یہ نہ لکھا کہ تم واپس آ جاؤ تم نے اچھا کام نہیں کیا، جب اعلیٰ حضرت سرکار کا خط کرنل محمد یوسف کے پاس پہنچا تو اس وقت اس کے امتحانات شروع ہو چکے تھے اور ایک دو پرچے باقی تھے۔ اعلیٰ حضرت سرکار کا خط پڑھ کر کرنل محمد یوسف صاحب سے وہاں رہا نہ گیا اپنا سامان باندھا اور واپس اپنے گھر لاہور کی راہ لی۔ واپس پہنچے تو گھر والے بہت ناراض ہوئے یوسف صاحب کو ساتھ لے کر اعلیٰ حضرت سرکار کی خدمت میں حاضر ہو گئے، آپ سے شکایت کی کہ اتنی دور جا کر امتحان پورا نہیں دے کر آیا آپ ہی اس کو سمجھائیں۔ اعلیٰ حضرت نے یوسف کو سمجھانے کی بجائے اس کے گھر والوں سے کہا اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ چاہے تو لندن والا کام ادھر ہی بنا دے۔ خیر کچھ عرصہ بعد کرنل محمد یوسف کو میوہسپتال میں انچارج کی نوکری مل گئی۔ کسی نے شکایت کر دی کہ محمد یوسف کے پاس تو ڈگری ہے ہی نہیں لہذا وہ اس نوکری کا اہل نہیں، اس سلسلہ میں ابھی انکو آری ہو رہی تھی کہ لندن سے بذریعہ ڈاک ڈاکٹر کرنل محمد یوسف کی ڈگری آ گئی۔ انہوں نے وہ ڈگری میوہسپتال کی انتظامیہ کو دکھائی جس کو دیکھ کر ہر کوئی خاموش ہو گیا۔

## پرندے اعلیٰ حضرت شیر ربانی پر سایہ کرتے تھے

اس کے بعد پروفیسر منور صاحب فرمانے لگے میاں محمد سلطان صاحب کے بڑے بیٹے میاں نور محمد صاحب تھے انہوں نے ڈپنسر کا کورس کیا ہوا تھا اور شرقپور شریف میں مطب چلاتے تھے۔ ان کو میرے ساتھ بہت پیار تھا۔ میں اکثر ان سے ملنے ان کے مطب پر جاتا۔ ایک روز مجھے فرمانے لگے اعلیٰ حضرت سرکار لوگوں سے قرض لے کر ضرورت مندوں کی حاجت پوری کرتے

تھے اور خود فاقوں میں رہتے، جب بھی اعلیٰ حضرت باہر نکلتے چیلین آپ پر سایہ کرتیں یہ منظر تو ہم نے کئی مرتبہ دیکھا تھا۔

## میاں صاحب کی نعیم احمد نوری صاحب سے تعزیت

03 مارچ 2007ء: آج آپ مولانا محمد منشاء تائبش قصوری صاحب کو ساتھ لے کر مدرسہ نوریہ غوثیہ، لیاقت چوک سبزہ زار کالونی تشریف لے گئے، وہاں عارف نوری کے بیٹے نعیم احمد نوری سے تعزیت فرمائی۔ تھوڑی دیر رکنے کے بعد ٹھوکر نیاز بیگ حاجی اسلم صاحب کے بیٹے محمد سہیل سے ملنے ان کی دکان پر آ گئے۔ آجکل حاجی اسلم مدینہ منورہ میں حاجی محمود صاحب سے ناراض تھے۔ حاجی محمود میاں صاحب کی رباط پر کافی سالوں سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے، میاں صاحب نے حاجی اسلم کے بیٹے محمد سہیل کو پیار محبت سے رہنے کی تلقین فرمائی۔

## حنان علی عباسی ایک بہترین کالم نویس

05 مارچ 2007ء: صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کی معرفت آج حنان علی عباسی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ نوائے ہزارہ کے نام سے ایک اخبار شائع کر رہے تھے، حنان علی صاحب کالم نویسی کے ماہر تھے۔ آج سارا دن آپ کا شانہ شیر ربانی دفتر کے نیچے اپنے بیٹھنے کے لیے کمرہ کی تیاری کرتے رہے عصر کی نماز کے بعد واپس شہر چور شریف چلے گئے۔

## میاں صاحب کی پشاور روانگی

11 مارچ 2007ء: چند دنوں سے میری کمر اور ٹانگ میں درد تھا۔ آج آپ نے پشاور جانا تھا، محمود سعید مجھے داتا صاحب موٹر سائیکل پر چھوڑ آیا جہاں ویگن پر بیٹھ کر میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا، تھوڑی دیر بعد حاجی ارشد صاحب چار اہباب کے ہمراہ پشاور سے تشریف لے آئے۔

۱۔ سید اقبال حسین شاہ صاحب، سجادہ نشین لیوانے بابا تو تھیا، صدر پشاور

۲۔ جناب محمد ایوب جانی صاحب، صدر بزم میلاد مصطفیٰ ﷺ گلہار پشاور و مہتمم مسجد نجم النساء پشاور

۳۔ جناب محمد جہانزیب صابری، چیئر مین مدینہ ویلفیئر ٹرسٹ، و ملازم QTV پشاور

۴۔ جناب محمد کامران صاحب (گاڑی چلا کر شرقپور شریف آئے)

یا رسول اللہ ﷺ کا نفرنس ہر سال پشاور میں منعقد ہوتی تھی۔ اس کی تنظیم نو کے سلسلہ میں زیر سرپرستی فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ایک علماء مشائخ کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جو پشاور میں حاجی شیخ محمد ارشد صاحب کی رہائش گاہ (شامی روڑ) پر منعقد ہونی تھی اسی سلسلہ میں آپ شرقپور شریف سے ساڑھے بارہ بجے پشاور کے لیے روانہ ہوئے۔ عطاء اللہ، عابد حسین، بابا ظفر (باورچی) اور راقم الحروف آپ کے ہم سفر تھے۔ مسلسل بارش ہونے کی وجہ سے آپ کا قافلہ رات ساڑھے نو بجے پشاور پہنچا، باقی حضرات رات نو بجے پہنچے۔ سفر کی وجہ سے آپ کو پیچش کی شکایت ہو گئی، حاجی محمد ارشد صاحب نے میاں صاحب کو ORS کا پانی اور Amodium کپسول کھانے کو دیے مگر اس سے بھی کچھ افاقہ نہ ہوا۔ رات آپ نے بڑی تکلیف میں گزاری۔

## اکبر بادشاہ کی گستاخی

12 مارچ کو حاجی محمد ارشد شیخ قبلہ میاں صاحب کی اجازت سے بابا ظفر اور راقم الحروف کو سید عبدالوہاب المعروف اخوند پنچو بابا کے مزار شریف پر حاضری کے لیے گئے۔ آپ کا مزار اکبر پورہ پشاور میں مرجع خلافت ہے۔ مزار شریف پر حاضری کے دوران حاجی ارشد صاحب نے بتایا کہ مغل بادشاہ اکبر اپنی فوج کے ہمراہ دہلی جا رہا تھا پیر سید عبدالوہاب اس وقت اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ اکبر بادشاہ نے قریب ہی اپنی فوج کے ہمراہ پڑاؤ ڈالا۔ بادشاہت کے نشے میں اکبر بادشاہ نے حضرت اخوند پنچو بابا کی شان میں گستاخی کی جس کی وجہ سے اکبر بادشاہ سمیت تمام فوج کو خارش اور برص کا مرض لاحق ہو گیا۔ اکبر بادشاہ اپنی اس گستاخی پر بہت نادم ہوا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا طلبگار ہوا۔ حضرت اخوند پنچو بابا کی نظر فیض سے اکبر بادشاہ اور اس کی فوج کو خارش اور برص کے مرض سے نجات ملی اور اکبر آپ کی روحانیت کا بڑا معترف ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد اکبر بادشاہ نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت سید عبدالوہاب المعروف اخوند پنچو بابا سے کر دیا۔ دربار شریف پر حاضری کے بعد ہم حضرت اخوند پنچو بابا کے موجودہ گدی نشین سید شمشاد



علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

## قیامت کی نشانی

حضرت پیر سید شمشاد علی شاہ صاحب بڑی محبت سے ملے اور حضرت سید اخوند بنجو بابا کا ایک واقعہ سنایا۔ یہ واقعہ آج سے 400 سال پہلے کا ہے۔ حضرت اخوند بنجو بابا اپنے حجرہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے اس مسجد کا نام پختہ مسجد اخوند بنجو بابا ہے۔ آپ کے ایک مرید حضرت دریا بابا صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ قیامت کی نشانیوں کے متعلق مطلع فرمائیں لیکن حضرت اخوند بنجو بابا نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ کے راز ہیں۔ حضرت دریا بابا جو آپ کے خلیفہ بھی تھے بار بار اصرار کرتے رہے کہ حضور کوئی نشانی ضرور بتائیں، حضرت اخوند بنجو بابا نے کافی دفعہ ٹالنے کی کوشش کی لیکن جب دریا بابا صاحب نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب اس مسجد کا محراب زمین کے برابر ہو گیا تو اسے قرب قیامت کی نشانی سمجھنا۔ اسی دن سے مسجد کا محراب زمین میں دھنستا جا رہا ہے۔ پیر سید شمشاد علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم نے اس کو آج تک مرمت نہیں کروایا اور نہ ہی مرمت کی ضرورت پڑی ہے لیکن محراب برابر نیچے جا رہا ہے تھوڑی دیر بعد پیر صاحب نے ہمیں اس مسجد کا مشاہدہ بھی کروایا، واقعی اس مسجد کا محراب اتنا نیچے جا چکا تھا کہ اب اس میں کھڑا ہو کر کوئی بھی شخص جماعت نہیں کر سکتا۔ اس محراب کی لمبائی تقریباً ڈیڑھ فٹ تھی باقی سارے کا سارا زمین بوس ہو چکا تھا، یہ مسجد ایک کنال رقبہ پر مشتمل ہے مسجد کا جو حصہ زمین بوس ہو رہا ہے یہ تقریباً 16 گز چوڑا اور 7 گز لمبا ہے۔ مسجد کی دیوار کی چوڑائی 6 انگشت ہے۔ یہ مسجد خالص چونے کی بنی ہوئی ہے، گلی کی نسبت مسجد کافی گہری ہے مگر صاحبزادہ شمشاد علی شاہ صاحب کے مطابق مسجد میں بارشوں کے باوجود آج تک پانی کھڑا نہیں ہوا۔

ظہر کی نماز اس خادم (معروف احمد) نے کرائی جناب پیر سید شمشاد علی شاہ صاحب کی خدمت میں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد ہم واپس قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ سارا دن بے شمار لوگ میاں صاحب کی زیارت کے لیے پشاور اور گردونواح سے تشریف لاتے رہے۔ سید شیر بادشاہ صاحب جو عثمانیہ کالونی پشاور سے تشریف لائے انہوں نے میاں صاحب کو بتایا کہ وہ ضیاء القرآن کاپستو میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ تقریباً 26 پارے مکمل ہو چکے ہیں۔ جناب سید ناصر

علی شاہ صاحب بھی تشریف لائے جو نور العرفان کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ ان کے ہمراہ علامہ سید محمد نعمان شاہ قادری (انجینئر) بھی تشریف لائے جو نور العرفان میں سید ناصر علی شاہ صاحب کی معاونت کر رہے ہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے تمام حضرات کی کاوشوں کو بہت سراہا اور دعا فرمائی اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس نیک کام کو پورا کر دے۔

شام کی نماز کے بعد حضرت پیر شیخ گل صاحب اپنے بھائی حافظ شیخ عبدالعظیم قادری (شیخ الحدیث) اور دو بیٹوں کے ہمراہ میاں صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ شیخ گل صاحب نے میاں صاحب سے فرمایا کہ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے کافی عرصہ سے گھر سے نہیں نکل سکا لیکن آج آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو رہا نہ گیا اس لیے آپ سے ملاقات کے لیے آ گیا ہوں۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ کا نفرنس کے حوالے سے میں نے محمد ارشد شیخ اور سید شیر باچا صاحب کو کہہ دیا ہے کہ آپ کا ہر فیصلہ مجھے منظور ہے۔ کافی دیر تک میاں صاحب سے مختلف ممالک میں سفر کے حوالے سے گفتگو کرتے رہے اور دو گھنٹے بعد واپس تشریف لے گئے۔

## علماء مشائخ کا نفرنس

13 مارچ 2007ء بروز منگل صبح 10 بجے سے علماء و مشائخ اور مہمانان گرامی یا رسول

اللہ ﷺ کا نفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لانا شروع ہو گئے۔ تمام حضرات کی تشریف آوری کے بعد 11 بجے اس کا نفرنس کا آغاز ہوا۔ جناب سید ناصر علی شاہ صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت اور جناب فواد جہانزیب نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ اقدس میں نعت شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب پیر سید اقبال حسین شاہ صاحب نے ادا کیے۔ سب سے پہلے فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرچوری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرچور شریف کو دعوت دی گئی کہ آپ اجلاس برائے یا رسول اللہ ﷺ کا نفرنس میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”حضرت شاہ ولی اللہ کے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم بڑے بزرگ گزرے ہیں وہ ہر سال نبی پاک ﷺ کا میلاد پاک بڑی عقیدت و احترام سے مناتے اور لنگر شریف کا بڑا وسیع اور پر تکلف انتظام فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے حالات بدل گئے اور مالی حالت کافی کمزور ہو گئی۔ میلاد شریف کا موقع آ گیا سوچ

میں پڑ گئے کہ اب میلاد شریف کیسے کروایا جائے۔ پیسے نہ ہونے کی وجہ سے میلاد شریف منانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ پھر خیال آیا کہ میلاد شریف ضرور منانا چاہیے لہذا انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں ایک محفل کا اہتمام فرمایا محفل کے اختتام پر انہوں نے لنگر شریف میں بھنے ہوئے چنے تقسیم کیے۔ رات کو شاہ عبدالرحیم گونبی پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کی محفل میں چنے تناول فرما رہے ہیں اور آپ ﷺ نے شاہ عبدالرحیم کو فرمایا تمہارے چنے بہت لذیذ ہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا کہ ہم سب کو بھی اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور یا رسول اللہ ﷺ کا نفرنس کا انعقاد ضرور کرنا چاہیے۔ آپ نے مزید فرمایا میں مدینہ منورہ جایا کرتا تھا وہاں قطب مدینہ جناب ضیاء الدین احمد مدنی دس منٹ کی میلاد النبی ﷺ کی محفل منعقد کیا کرتے تھے۔ اب اگر ملکی حالات آپ کو اجازت دیں تو یا رسول اللہ ﷺ کا نفرنس کا انعقاد بڑے اچھے طریقے سے کریں اور اگر اچھے انداز سے نہیں کر سکتے تو ناغہ نہیں کرنا چاہیے۔

میاں صاحب کی تقریر کے بعد جناب محمد جہانزیب صابری صاحب نے فرمایا کہ اہل سنت کی ترقی کے لیے تمام مشائخ کو مل کر چلنا ہوگا۔ انہوں نے کہا میں قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہماری سرپرستی فرمائیں۔ اس سے ہمارے اندر ایک نیا جذبہ پیدا ہوگا انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کا عشق و محبت اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم میلاد النبی ﷺ کا انعقاد بلا خوف و خطر کریں اور اس کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا چاہیے۔

جناب محمد جہانزیب صابری صاحب کی تقریر کے بعد جناب پیر نور الحسنین سلطان آغا صاحب چشم و چراغ مولوی جی صاحب (مرحوم) نے فرمایا ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مسلک کا کام کرنا چاہیے اور مدارس کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اسی طریقے سے ہم اپنے عقیدے کی صحیح معنوں میں خدمت کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں اس محفل کے انعقاد پر بہت خوش ہوں کہ کچھ کام تو شروع ہوا۔ میرے ذمہ جو ڈیوٹی لگائیں گے ان شاء اللہ بھر پور طریقے سے خدمت سرانجام دینے کی پوری کوشش کروں گا۔

جناب محمد جہانزیب صابری صاحب کی تقریر کے بعد سید ظاہر علی شاہ بخاری (ایم پی اے) نے فرمایا میرے خیال سے تمام امور ایک تنظیم کے تحت انجام پانے چاہئیں۔ اس کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل ناگزیر ہے اس کے اخراجات کسی ایک فرد پر نہیں ڈالنے چاہئیں اور میں ایک

ادنیٰ سے کارکن کی حیثیت سے کام کرنے پر فخر محسوس کروں گا اور ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار ہوں۔

سید ظاہر علی شاہ بخاری صاحب کی تقریر کے بعد جناب حافظ عبدالعظیم قادری (شیخ الحدیث) برادر شیخ گل صاحب مبارک آف لنڈی کوتل نے اپنی تقریر میں فرمایا مدرسوں کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ہم نے ایک درخت کے سایہ میں بچوں کی تعلیم کا کام شروع کیا تھا اور اب الحمد للہ تنظیم اہل سنت کے 39 مدارس ہیں جن میں تقریباً 5000 طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ پشاور میں اہل سنت حضرات کی کمی نہیں وجہ یہ ہے کہ ہم متحد نہیں اگر ہم متحد ہو جائیں تو ہر شعبہ میں کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔ آپ سب ایک تنظیم تشکیل دیں میں ہر ممکن آپ کے ساتھ تعاون کروں گا۔

جناب حافظ عبدالعظیم قادری صاحب کی تقریر کے بعد مولانا شمس الرحمن شمس صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا کہ ہمیں قبلہ میاں صاحب کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے۔ اس میں ہی ہماری کامیابی کا راز مضمحل ہے۔ اس سے پہلے جناح پارک پشاور میں یا رسول اللہ ﷺ کانفرنسیں منعقد ہوتی رہیں جو ہر لحاظ سے کامیاب رہیں پشاور اور دور دراز کے علاقوں پر ان کانفرنسوں کا گہرا تاثر اب بھی قائم ہے۔ آج ملک کے حالات تبدیل ہو چکے ہیں اور ہمیں ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا قدم آگے بڑھانا چاہیے۔ اپنی تقریر کے آخر میں انہوں نے قبلہ میاں جمیل احمد صاحب اور پیر رحمت کریم صاحب کی کاوشوں کو سراہا اور دعا کی اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا شمس الرحمن شمس کی تقریر کے بعد یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ

میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی

کمیٹی کے ارکان

۱۔ حضرت پیر شمس الرحمن شمس آف مانکی شریف

۲۔ علامہ نور الحق صاحب مبارک آف لنڈی کوتل

۳۔ جناب پیر رحمت کریم صاحب آف ڈاگ اسماعیل خیل

۴۔ جناب پیر سید نور الحسنین سلطان آغا صاحب یکہ توت پشاور

- ۵۔ جناب پیر سید اقبال حسین شاہ صاحب صدر پشاور  
 ۶۔ جناب حافظ عبدالعظیم صاحب قادری (شیخ الحدیث)  
 ۷۔ جناب سید ظاہر علی شاہ صاحب بخاری (ایم پی اے)

۸۔ جناب سید اسد ولی شاہ صاحب

۹۔ جناب سید شیر بادشاہ صاحب

۱۰۔ جناب مولانا ٹمس الرحمن صاحب

۱۱۔ جناب محمد جہانزیب صابری صاحب (چیمبر مین مدینہ ویلفئر ٹرسٹ)

۱۲۔ جناب محمد ایوب جانی صاحب (صدر بزم میلاد مصطفیٰ ﷺ)

۱۳۔ جناب محمد ارشد شیخ نقشبندی (خادم آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف)

یارسول اللہ ﷺ کانفرنس کے سلسلہ میں دوسرا اجلاس 23 اپریل 2007ء کو پیر نور الحق قادری صاحب مدرسہ جنید غفوریہ کارخانوں بازار پشاور میں منعقد ہوا۔ اور تیسرا اجلاس 7 مئی 2007ء کو مولوی امیر شاہ قادری صاحب یکہ توت پشاور میں منعقد ہوا۔ تمام علماء مشائخ نے متفقہ فیصلہ کیا کہ ہم پیر نور الحق قادری صاحب کی زیر نگرانی کام کرنے کو تیار ہیں۔ پیر نور الحق قادری صاحب نے تمام ممبران کمیٹی سے فرمایا کہ وہ یارسول اللہ ﷺ کانفرنس کے انتظامی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ایک دوسرے کے ساتھ شانے سے شانہ ملا کر کام کریں۔ حاجی شیخ محمد ارشد صاحب نے دونوں اجلاسوں میں میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی طرف سے نمائندگی کی۔

کانفرنس کے اختتام پر ڈاکٹر محمد انعام قادری اپنے والد گرامی شیخ محمد اکرام کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاجی ارشد صاحب کے گھر تشریف لائے، انہوں نے بتایا میرے دادا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے مرید تھے۔ انہوں نے میاں صاحب کو ایک واقعہ بھی سنایا:

کہ شیخ عبدالرحیم صاحب (دہلی گیٹ، لاہور) شیخ جان محمد صاحب (کی گیٹ لاہور) اور جسٹس دین محمد (لاہور) ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہونے کا شرف بھی ملا، ان تینوں میں جان محمد کی داڑھی نہیں تھی، اعلیٰ

حضرت نے ان کو اپنے قریب بلایا اور پوچھا تمہارا نام کیا ہے، انہوں نے عرض کیا جان محمد۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا تم کس طرح محمد ﷺ کی جان ہو تمہارے چہرے پر تو نبی پاک ﷺ کی سنت ہی نہیں، اس کے بعد جان محمد نے داڑھی رکھ لی۔ شیخ عبدالرحیم جب اعلیٰ حضرت سرکار کے بیعت ہوئے تو ان کی شادی کو دس سال کا عرصہ بیت چکا تھا مگر اولاد نہ تھی، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری کی دعا سے ان کے گھر اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی دے دی۔

ظہر کی نماز حاجی شیخ محمد ارشد صاحب کے گھرا داکر نے کے بعد آپ ڈھوک شیر ربانی، چکوال روانہ ہو گئے۔ رات ساڑھے آٹھ بجے ڈھوک پہنچ گئے۔ عشاء کی نماز ادا کی اور آرام کے لیے لیٹ گئے۔ اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد لاہور کا شانہ شیر ربانی پہنچ گئے۔ سارا دن 18، 19 مارچ کو شر قپور شریف میں حضرت مجدد پاک کے عرس شریف کی تیاریوں میں مصروف رہے، مغرب کی نماز کے بعد شر قپور شریف آ گئے۔

## جہان امام ربانی کا نفرنس

18 مارچ 2007ء: آج ہمدرد ہال نزد پرانی انارکلی، لاہور میں جہان امام ربانی کے اظہار تشکر کی تقریب منعقد ہو رہی تھی، میں شیراز فیض بھٹی صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر مسعود صاحب کے مرید خاص ڈاکٹر شیر محمد (مؤنی روڈ، لاہور) کے گھر آ گیا، جہاں ڈاکٹر مسعود صاحب کے بیٹے صاحبزادہ مسرور احمد صاحب، جاوید اقبال مظہری صاحب، محمد اشرف مجددی، محمد شفیق مجددی (سیالکوٹ) اور دیگر احباب موجود تھے۔ صاحبزادہ صاحب بڑی محبت سے ملے۔ انہوں نے میاں صاحب کے بارے میں احوال دریافت کیا۔ میں نے عرض کی کہ آجکل شر قپور شریف حضرت مجدد پاک اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری کے عرس مبارک کی تقریبات منعقد ہو رہی ہیں اس سلسلہ میں قبلہ میاں صاحب ادھر ہی مصروف ہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں سلام پیش کرنے کو کہا اور بتایا میری کل کراچی واپسی ہے وقت کی کمی کی وجہ سے شاید شر قپور شریف نہ آسکوں۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے حوالے سے جناب اشرف مجددی سے بڑی تفصیلی گفتگو ہوئی۔ شیراز فیض بھٹی صاحب نے تمام حضرات کو ڈائجسٹ دیے، جہان امام ربانی کی پانچ مزید جلدیں شائع ہوئی تھیں صاحبزادہ مسرور صاحب نے ان پانچ

جلدوں کا ایک سیٹ قبلہ میاں صاحب کے لیے، ایک سیٹ سید جمیل احمد رضوی صاحب کے لیے ایک سیٹ اس خادم کو دیا۔ صاحبزادہ مسرور صاحب سے شکریے اور اجازت کے بعد ایک سیٹ سید جمیل احمد رضوی صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں آگئے۔ رات عشاء کی نماز کے بعد قبلہ میاں صاحب نے مجھے نوائے وقت میں معین باری کا چھپنے والا مضمون ”مٹی اور آگ کی باتیں“ پڑھنے کو دیا مضمون میں جہانگیر بادشاہ اور بہادر شاہ ظفر کے دور کے ایمان فروشوں کی داستانیں اور ان کے انجام کو قلمبند کیا تھا جو واقعی پڑھنے کے قابل ہے۔ اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد پنڈال پر تشریف لے گئے، طبیعت کافی علیل تھی بار بار پیشاب کی حاجت ہو رہی تھی جس کی وجہ سے جسم میں کمزوری بڑھتی جا رہی تھی، ڈاکٹر یوسف صاحب نے پچیس کی دوائی کے ساتھ نیند کی بھی گولی کھانے کو دی، دوائی کھانے سے آپ کافی دیر نیند میں ہی رہے۔

## میاں صاحب کا صدقہ

21 مارچ 2007ء: میاں صاحب کے فرمان کے مطابق دعوت اسلامی کی شائع کردہ کتاب ”مظلوم مبلغ“ اور میاں صاحب کے صدقے کے لیے تین عدد چڑیاں لے کر شرقپور شریف آگیا، کتاب میاں صاحب کی خدمت میں پیش کی اور چڑیوں کو آپ نے خود آزاد کر دیا۔

## اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عرس پر شدید طوفان

22 مارچ 2007ء: اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے سالانہ عرس مبارک پر (دور بیچ الاول، بدھ کی شام) بڑے زور سے طوفان آیا جس کی وجہ سے خیمے اکٹڑ گئے، لائیں ٹوٹ گئیں، بڑی تیز بارش کی وجہ سے لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے، صاحبزادہ میاں ابو بکر صاحب نے فوری طور پر عرس شریف کی تقریبات کا انعقاد شیڈ کے نیچے کرایا، علماء کرام کی تقاریر اور نعت خوانی کا سلسلہ بارش کے دوران بھی فجر کی اذانوں تک جاری رہا۔ اگلے روز موسم خوشگوار ہو گیا، دو بجے دعاء ہوئی، طوفان اور بارش کے باوجود عرس شریف پر لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

## چکوال میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی کا عرس

24 مارچ 2007ء: 26 مارچ کو ڈھوک شیر ربانی، چکوال میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد

شرقی پوری کا عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا، اس سلسلہ میں آپ بابا ظفر، عطاء اللہ، عابد، مشتاق عرف بلا، نعیم ڈوگر اور اس خادم کو ساتھ لے کر ڈھوک شیر ربانی چلے گئے۔ اس عرس شریف پر میاں صاحب کے حکم پر اس ناچیز نے بھی حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے ذات بابرکات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ عرس شریف کی تقریبات ختم ہونے کے بعد آپ پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، جوہر آباد، ماڑی لک اور سرگودھا سے ہو کر بروز جمعرات شرقی پور شریف واپس آ گئے۔ آجکل میری ٹانگ میں درد بڑھتا جا رہا تھا صبح فجر کی اذانوں سے قبل شروع ہوتا جو صبح دس بجے تک رہتا۔ اس کے بعد درد کی شدت میں کمی آ جاتی۔

## میاں صاحب سے محبوب الرسول صاحب کی ملاقات

31 مارچ 2007ء: آپ عطاء اللہ، بابا ظفر اور عابد علی کو ساتھ لے کر جوہر آباد چلے گئے

اگلے روز آپ واں پھر اں ایک مسجد کے امام سے ملنے چلے گئے، سینوں کے حالات کے متعلق معلومات لیتے رہے، بروز پیر آپ واپس لاہور کا شانہ شیر ربانی تشریف لے آئے۔ تکلیف کی وجہ سے اس سفر میں آپ کے ساتھ نہ جاسکا، ظہر کی نماز کے بعد علامہ اقبال احمد فاروقی اور محبوب رسول قادری تشریف لائے، کافی دیر مختلف موضوعات پر میاں صاحب کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی۔

## اسلم ثاقب کی والدہ کا انتقال

09 اپریل 2007ء: 04 اپریل بروز بدھ محمد اسلم ثاقب صاحب (ویب سول) کی

والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ میاں صاحب ان سے تعزیت کرنے کے بعد پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گئے۔ آج صبح پروفیسر منور صاحب کی آنکھ کا آپریشن میوہسپتال میں ہوا تھا اس سلسلہ میں میاں صاحب پروفیسر صاحب کی عیادت کرنے ان کے گھر تشریف لائے۔ چند منٹ رکنے کے بعد آپ واپس شرقی پور شریف آ گئے۔



## ثانی صاحب کے مرید کا انتقال

اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شر قپوری کے مرید حافظ نور محمد کا 108 برس کی عمر میں انتقال ہو گیا تھا، ظہر کی نماز کے بعد جنازہ تھا۔ میاں صاحب صاحبزادہ میاں ولید احمد صاحب کے ہمراہ ڈھوک شیر ربانی روانہ ہو گئے۔ ٹانگ میں تکلیف کی وجہ میں آپ کے ساتھ سفر پر نہ جاسکا بلکہ لاہور گھر آ گیا۔ 11 اپریل کو جنرل ہسپتال لاہور کی جامع مسجد میں محفل میلاد ﷺ میں فقیر حسین صاحب کے ساتھ صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد صاحب کو بھیج دیا۔ 14 اپریل بروز ہفتہ آپ نے کراچی تشریف لے جانا تھا، اس سلسلہ میں حاجی اشرف بھائی نے ہوائی جہاز کی دو عدد ٹکٹیں بنوا کر میاں صاحب کو بھجوا دیں۔ مجھے پتہ چلا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ میرا جانا بہت مشکل ہے، صبح کے وقت میں بہت تکلیف میں ہوتا ہوں۔ آپ عطاء اللہ یا عابد کو ساتھ لے جائیں تاکہ وہ اچھے طریقے سے آپ کی دیکھ بھال بھی کر سکیں گے، قبلہ میاں صاحب خاموش رہے۔ میں نے خود ہی حاجی اشرف بھائی سے کراچی رابطہ کیا اور انہیں اپنے نام کی ٹکٹ تبدیل کر کے عطاء اللہ کی بک کرانے کو کہا، بڑی کوشش کے باوجود ٹکٹ تبدیل نہ ہو سکی، میں نے ایک روز قبل ہی عطاء اللہ اور عابد کی ریلوے کی ٹکٹیں بنوا کر انہیں کراچی کے لیے روانہ کر دیا اور 14 اپریل کو خود قبلہ میاں صاحب کے ساتھ کراچی چلا گیا۔ کراچی پہنچ کر میں نے قبلہ میاں صاحب کو عطاء اللہ اور عابد کے آنے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ صبح کے وقت عطاء اللہ اور عابد میاں صاحب کو وضو وغیرہ کراتے صبح نو دس بجے کے بعد میری طبیعت بہتر ہو جاتی پھر سارا دن میں آپ کی خدمت میں ہی رہتا۔ میں تو نالائق آدمی ہوں، قبلہ میاں صاحب اپنی تکلیف کے بارے میں کبھی اپنی زبان مبارک سے اس کا اظہار نہ فرماتے اگر تکلیف میں ہوتے تو ساتھ رہنے والے خود ہی اندازہ لگاتے کہ میاں صاحب کی طبیعت ٹھیک ہے کہ نہیں۔ عابد علی اور عطاء اللہ ابھی کم عمر تھے اس لیے وہ تمام معاملات کو نہیں سمجھتے تھے، یہی وجہ تھی قبلہ میاں صاحب مجھے اپنے ساتھ کراچی لے جانا چاہتے تھے۔ کراچی کے سفر کے دوران کیا کیا واقعات ہوئے ان سے قبلہ میاں صاحب بھی باخبر تھے اور یہ خادم بھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی پاک ﷺ کے صدقے سے قبلہ میاں صاحب صحیح سلامت واپس لاہور آ گئے، واپسی پر جہاز میں بیٹھے آپ نے مجھے بہت ساری دعائیں دیں۔

## اعلیٰ حضرت سرکار کی تربیت

12 اپریل 2007ء: آجکل پروفیسر منور حسین صاحب کی طبیعت ناساز تھی، صوفی محمد

نذیر (تاجپورہ) اور عامر لطیف کے ہمراہ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھرانے کی عیادت کے لیے چلے گئے۔ پروفیسر صاحب کی طبیعت پہلے سے بہتر تھی۔ انہوں نے اس دوران اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی کا ایک واقعہ بھی سنایا انہوں نے کہا حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ صاحب کے ایک مرید حافظ حکیم فقیر محمد صاحب تھے۔ ایک روز مجھے کہنے لگے میں نے شاہ صاحب سے خود یہ واقعہ سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت سرکار ایک روز ایک آستانہ پر گئے اور بڑی سادگی میں عام لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے، اس آستانے پر پیر صاحب اونچی جگہ پر تشریف فرما تھے۔ پیر صاحب کے مرید لوگوں کو چائے پلا رہے تھے۔ چائے پلانے کے دوران پیر صاحب نے اپنے مرید سے کہا مجھے بھی چائے دو میں بھی بندہ ہوں، اس پر اعلیٰ حضرت سرکار اس پیر صاحب کے پاس جا کر فرمانے لگے ”آپ کب سے بندہ بن گئے ہیں میں تو آج تک نہیں بن سکا“۔ یہ سن کر پیر صاحب کہتے ہیں آگئے، اعلیٰ حضرت سرکار اکثر فرماتے اگر کسی کے پاس جاؤ دیکھو کہ وہ اپنے سے بڑھ کر ہے تو اس سے حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اگر اس کو کم دیکھو تو اس کو دینے کی کوشش کرو۔

## میاں صاحب کے ساتھ کراچی کا سفر

13 اپریل 2007ء: رات آپ کی خدمت میں شرقپور شریف آ گیا، عشاء کی نماز کے

بعد آپ نے فرمایا عابد یا عطاء اللہ کو کراچی کے لیے روانہ کر دینا چاہیے کیونکہ تمہاری طبیعت ابھی ٹھیک نہیں، بہر حال صبح آٹھ بجے ایئر پورٹ آئے، عطاء اللہ، عابد علی اور ناظم ہمراہ تھے، وہیل چیئر سے لے کر جہاز میں بٹھانے تک جناب عزیز بٹ صاحب نے انتظام کیا۔ ہماری ٹکٹ سیکنڈ کلاس کی تھی، عزیز بٹ صاحب کے تعاون سے جہاز کے عملے نے میاں صاحب کو فرسٹ کلاس میں بٹھایا۔ دوران سفر آپ علامہ اقبال احمد فاروقی، محمد عالم مختار حق، پروفیسر اقبال مجددی اور ڈاکٹر مسعود احمد کی علمی کاوشوں پر روشنی ڈالتے رہے، آپ نے جہان شیر ربانی کے کام کو مزید تیز کرنے کے بارے میں فرمایا، روانگی سے قبل جناب فضل الرحمن صاحب (شو مارکیٹ) سے ایک عدد ٹرین

کی ٹکٹ کراچی کے لیے بنوائی اور عابد علی کو کراچی کے لیے روانہ کر دیا۔ سارا بندوبست کرنے کے بعد میں نے قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں عابد علی کے کراچی آنے کے بارے میں عرض کر دیا، دوپہر 12 بجے کراچی ایئر پورٹ پر پہنچ گئے اور ساڑھے بارہ بجے ایئر پورٹ سے باہر آگئے۔ ایئر پورٹ کے باہر اشرف بھائی، عارف بھائی، الیاس بھائی، قادر بھائی، کمانڈر ظفر، فیاض احمد سیٹھی (گجرات) اور ان کا دوست عبدالستار نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ سب سے پہلے آپ الیاس بھائی کے گھر تشریف لے گئے۔ چوہدری محمد حیات (جلیانہ)، حاجی محمد اسلم اور ان کا بھتیجا کاشف بھی ادھر موجود تھے، کھانا کھانے اور ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ اشرف بھائی کے گھر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد آپ سیٹھی صاحب کے دوست عبدالستار صاحب کے گھر (111/B، بلاک نمبر 1، گلستان جوہر) چلے گئے۔ سیٹھی صاحب میاں صاحب کی رہائش کا بندوبست کرنے چند روز قبل کراچی آگئے تھے، حالانکہ قبلہ میاں صاحب کی رہائش کا انتظام اشرف بھائی اور الیاس بھائی کے گھر موجود تھا۔ آج حاجی الیاس بھائی کے بڑے بیٹے محمد شعیب صاحب کی بارات تھی۔ آپ سوا آٹھ بجے عبدالستار صاحب کے گھر سے روانہ ہوئے، وقاص اور نعمان کو اشرف بھائی کے گھر سے لے کر آپ رات ساڑھے آٹھ بجے کاٹھیا واڈ کمیونٹی سنٹر آدم جی نگر ہال نمبر A، میں پہنچ گئے۔ نکاح سے پہلے تلاوت قرآن پاک اور پھر نعت شریف پڑھی گئی۔ نکاح کے بعد بڑے پر تکلف کھانے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ رات ساڑھے گیارہ بجے آپ کمیونٹی سنٹر سے روانہ ہو کر حاجی اشرف بھائی کے گھر آگئے رات ادھر ہی قیام کیا، کراچی آنے کے بعد آپ کی طبیعت بگڑتی جا رہی تھی۔ میرے بار بار پوچھنے پر آپ خاموش رہتے صرف یہی فرماتے حاجی خوشی محمد (ملتان روڈ، لاہور) اپنی زمینوں پر گیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔ میرا پتہ نہیں کیا حال ہوتا ہے اگر مجھے یہیں کچھ ہو گیا تو لوگ بہت باتیں بنائیں گے۔ یہ بات آپ نے لاہور سے کراچی جاتے ہوئے جہاز میں بھی فرمائی تھی۔

## میاں صاحب کی رپورٹس تسلی بخش نہ تھیں

15 اپریل 2007ء: ناشتہ کرنے کے بعد آپ عبدالستار صاحب کے گھر گلستان جوہر

تشریف لے گئے، دوپہر کا کھانا حاجی عارف بھائی کے گھر کھانے کے بعد واپس عبدالستار صاحب

کے گھر آگئے، طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے آپ آنے والے زائرین سے ملاقات کرنے سے پرہیز کرتے رہے۔ عشاء کی نماز سے کچھ دیر قبل حاجی محمد اشرف بھائی کے گھر آگئے۔ مغرب کی نماز کے بعد عابد بھی لاہور سے آگیا۔ رات عابد اور یہ خادم میاں صاحب کے کمرہ میں ہی رہے، آج صبح میری ٹانگ میں تکلیف پہلے کی نسبت بہت زیادہ تھی، کئی مرتبہ اٹھنے کی کوشش کی مگر اٹھ نہ سکا، بڑی مشکل اور سہارے کے ساتھ میاں صاحب کے کمرہ سے باہر نکل گیا تاکہ آپ کے معمولات میں رکاوٹ نہ آئے۔ میاں صاحب کی طبیعت بھی خراب تھی لہذا کمانڈر ظفر اور اشرف بھائی کو ساتھ لے کر میاں صاحب کے ٹیسٹ کرائے، رپورٹس تسلی بخش نہ تھیں یہ رپورٹس ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو چیک کرانی ضروری تھیں، کراچی میں کسی ڈاکٹر سے علاج کرانا مشکل تھا کیونکہ ڈاکٹر محسن نذیر صاحب میاں صاحب کے تمام معاملات کو بخوبی سمجھتے تھے، اس لیے 18 اپریل کو واپس لاہور آگئے۔ واپس آتے ہوئے آپ نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کا ایک واقعہ سنایا کہ میاں فضل احمد جو بہاولنگر کا رہنے والا تھا، وہ گلیوں محلوں میں آواز لگایا کرتا تھا ”(برتن) بھانڈے قلعی کراؤ، اگر کوئی کہتا کہ بابا جی میرا بھانڈا (برتن) قلعی کر دو تو میاں فضل احمد جواب دیتا شرقپور شریف میاں شیر محمد صاحب کے پاس چلے جاؤ۔ میں نے اپنا بھانڈا (برتن) ادھر سے ہی قلعی کرایا ہے، شیر تو میں نے شرقپور شریف میں ہی دیکھا ہے راستے میں تو بلیاں ہی بلیاں ہیں۔

## میاں صاحب نے میری عیادت کی

کراچی سے واپس آنے کے بعد میری کمر کی تکلیف بہت شدت اختیار کر گئی تھی، لاشی کے بغیر چلنا دشوار ہو گیا تھا۔ تین ماہ اپنے گھر پر ہی رہا۔ اس دوران میاں صاحب کافی مرتبہ فتح گڑھ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ ایک دو مرتبہ مولانا منشاء تالبش قصوری اور نذیر محمود صاحب بھی میاں صاحب کے ساتھ آئے۔ جولائی کے آخر تک طبیعت کچھ بہتر ہو گئی اور اگست میں پھر شرقپور شریف آنا جانا شروع ہو گیا، اس دوران جہان شیر ربانی کا کام بھی تعطل کا شکار ہو گیا لہذا جہان شیر ربانی کی تیاری دوبارہ شروع کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ روزنامہ شیر ربانی اور سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کے مالی اور انتظامی امور کو بہتر بنانے کے لیے دوبارہ سے پلاننگ شروع کر دی گئی۔

## میاں شیر محمد شر قپوری کی عظمت کا اعتراف

13 اگست 2007: آج قبلہ میاں صاحب صبح ساڑھے آٹھ بجے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ باتوں باتوں میں پروفیسر منور صاحب نے کہا، میرا ایک شاگرد جس کا نام حیدر قرار تھا۔ مجھے اپنے ساتھ اپنے گاؤں لے گیا اس کے گاؤں میں اہل تشیع حضرات زیادہ تعداد میں تھے اور وہاں امام بارگاہیں بھی بہت زیادہ تعداد میں تھیں۔ حیدر قرار کا والد اس علاقے کے نواب کانٹھی تھا۔ میری اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں، میں نے جواب دیا میں لاہور سے آیا ہوں اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری کا ماننے والا ہوں یہ سن کر حیدر قرار کے والد نے کہا ہاں میاں شیر محمد صاحب کو تو ہم بھی مانتے ہیں اور وہ بڑے اعلیٰ بزرگ گزرے ہیں، اب بھی ٹھوکر نیاں بیک کے قریب یہ گاؤں علاقہ نواب صاحب کے نام سے مشہور ہے۔

## میاں خلیل احمد بیہوشی کی حالت میں ہسپتال داخل

18 اگست 2007: آج صاحبزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری کی شوگر ساڑھے چار سو اور بلڈ پریشر بھی بہت ہائی ہو گیا تھا اس وجہ سے ان کو بے ہوشی کی حالت میں شیخ زائد ہسپتال داخل کروا دیا گیا۔

## جسٹس منیر احمد صاحب کو جہان امام ربانی کا تحفہ

19 اگست 2007: آج آپ صبح سات بجے مشتاق عرف بلا (مانوالہ، نزد موہلنوال، لاہور) کے ہمراہ لاہور بیت النور تشریف لائے، علیم تفضل اور شیراز بھٹی کو ساتھ لے کر جسٹس منیر احمد مغل صاحب کے گھر چلے گئے۔ جسٹس منیر احمد مغل صاحب آج کل مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا انگریزی ترجمہ کر رہے تھے۔ پچھلے ہفتے ان کی آنکھوں کا آپریشن ہوا ان کی عیادت کے لیے قبلہ میاں صاحب ان کی رہائش گاہ پر تشریف لائے تھے۔ قبلہ میاں صاحب نے ان کی خدمت میں ”جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی“ کا 12 جلدوں پر مشتمل ایک عدد سیٹ بھی پیش کیا

جسٹس صاحب نے پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی اس علمی کوشش کی تعریف اور سیٹ دینے پر میاں صاحب کا شکریہ بھی ادا کیا۔

جسٹس منیر احمد مغل صاحب: میں نے کلمہ شریف کی بدولت بہت برکتیں حاصل کی ہیں، میرا فارغ وقت کلمہ شریف کو لکھنے میں ہی گزرتا ہے۔ جب میں نے کلمہ شریف لکھنا شروع کیا تو میری رفتار کافی بہتر تھی میرا خیال تھا کہ میں ایک دو روز میں اپنی ڈائری ختم کر دوں گا، مگر آج تک کلمہ شریف کی بدولت میرے پاس ڈائریاں ختم نہیں ہوئیں، بلکہ اضافی پڑی ہوتی ہیں۔

قبلہ میاں صاحب: محمد امین شرقپوری ”شمع“ رسالہ نکالا کرتا تھا۔ اسی نے مجھے ماہنامہ نور اسلام نکالنے کا مشورہ دیا۔ شروع میں میں جیسے تیسے کر کے اس رسالے کو چلاتا رہا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجدد الف ثانی نمبر، امام ابو حنیفہ نمبر، شیر ربانی نمبر اور گولڈن جوبلی نمبر بڑے ضخیم نمبر شائع کیے۔

جسٹس منیر احمد مغل صاحب: میرے خیال میں آپ کسی کو برامت کہیں بلکہ خود کو برائی سے روکیں کسی کو منع کرنے سے برائی ختم نہیں ہوتی۔ میں نے حضرت مجدد الف ثانی کے 75 مکتوب کا انگریزی ترجمہ کر دیا ہے آپ یہاں سے پرنٹ نکال کر اس کو شائع کر سکتے ہیں۔

قبلہ میاں صاحب: ہم اس کو سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ میں قسط وار شائع کر دیا کریں گے۔ معروف احمد: میاں صاحب سے گزارش کی کہ جسٹس منیر احمد مغل صاحب کمپیوٹر کے جس پروگرام میں مکتوبات کا ترجمہ کر رہے ہیں شیر ربانی ڈائجسٹ اس پروگرام میں تیار نہیں ہوتا اگر اس کو کاپی کر کے ڈائجسٹ کے سائز کے مطابق کرنے کی کوشش کریں تو بہت زیادہ وقت درکار ہوتا ہے لہذا جسٹس صاحب (مائیکروسوفٹ ورڈ) میں اگر اس کی تیاری کر لیں تو آسانی بھی ہو جائے گی اور غلطی کا اندیشہ بھی نہیں رہے گا۔

## حضرت یوسف ہمدانیؒ کی کرامت

کچھ دیر مزید گفتگو کے بعد آپ جسٹس منیر احمد مغل صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے گھر چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کو ”حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال“ کے نام سے ایک کتاب پیش کی۔ یہ کتاب کمانڈر ظفر صاحب کی معرفت کراچی سے منگوائی

تھی۔ ڈاکٹر ظہور احمد صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی پر عربی میں مضمون تیار کرنے کا وعدہ کیا۔ میاں صاحب نے ان سے فرمایا آپ حنیف صاحب (کسان گھی، فیصل آباد) کی یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں ان کو اس کام کی طرف لگائیں کہ وہ حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں مختلف زبانوں میں کام کروا کر شائع کر دیں، اگر ضرورت پڑے تو میری حنیف صاحب سے بات کروادیں میں خود ان سے کہہ دوں گا۔ قبلہ میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو فرمایا، ابن سقہ، ابن اسروم اور شیخ عبدالقادر جیلانی ایک ہی مدرسہ کے طالب علم تھے، ایک مرتبہ حضرت یوسف ہمدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے، روانگی سے قبل ابن سقہ نے کہا میں حضرت ہمدانی سے وہ سوال کروں گا جس وہ خود واقف نہیں ہوں گے، ابن اسروم نے کہا بزرگوں سے اٹھے سیدھے سوال نہیں کرنے چاہئیں بلکہ اپنی اصلاح کے لیے پوچھ لینا چاہیے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہا جب بزرگوں کے پاس جائیں تو خالی ذہن کے ساتھ جانا چاہیے۔ تینوں حضرات جب حضرت یوسف ہمدانی کے پاس گئے تو آپ اس وقت آستانہ پر موجود نہ تھے مگر تھوڑی دیر بعد آگئے۔ آپ نے آتے ہی فرمایا ابن سقہ تمہارے یہ سوال ہیں اور اس کے یہ جواب دھیان سے سن تو مرتد ہو کر مرے گا۔ ابن اسروم کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا تمہارے یہ سوال اور ان کے یہ جواب ہیں تم دنیا کے مال میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ پھر شیخ عبدالقادر جیلانی کو فرمایا تم بڑے بلند مرتبہ پر فائز ہو جاؤ گے اور تمہارا قدم ولیوں کی گردنوں پر ہوگا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایسے ہی ہوا ابن سقہ نے ایک عیسائی لڑکی سے شادی کر لی، اسی کے عشق میں مرتد ہو کر مرا، ابن اسروم بہت مال دار ہوا اور شیخ عبدالقادر جیلانی ولایت کے بہت اونچے مقام پر فائز ہوئے۔

## حضرت عبید اللہ احرار کی کرامت

دوسرا واقعہ حضرت عبید اللہ احرار کا سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت جامی بیعت ہونے کے لیے حضرت عبید اللہ احرار کے آستانہ پر گئے، آپ نے دیکھا کہ گھر کے باہر گھوڑے سونے کے کندوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں دیکھ کر خیال آیا کہ میں ان کی بیعت نہیں کروں گا کیونکہ یہ خود بہت زیادہ دنیا داری میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ سوچ کر واپس چلے گئے۔ رات خواب میں دیکھتے ہیں کہ محشر لگا ہوا ہے، حضرت جامی کا بھی حساب ہوا جنتی قرار پائے۔ جنت کی طرف

جاتے ہوئے ایک شخص نے گھیر لیا کہ آپ نے دنیا میں میرا قرضہ دینا تھا لہذا مجھے قرضہ واپس کریں آپ نے بڑی منت سماجت کی مگر وہ شخص نہ مانا۔ اس قرض کے بدلے اس شخص کو نیکیاں دینی پڑ گئیں۔ اس طرح سے گناہوں کا پلڑا بھاری ہو گیا پریشان ہو گئے۔ اسی دوران پاس سے حضرت عبید اللہ احرارؓ کا گزر ہوا انہوں نے جامی کی طرف دیکھ کر فرمایا جامی پریشان کیوں ہو۔ جامی نے کہا قرض دار نے گھیر لیا ہے اور میری نیکیاں اس کے پلڑے میں چلی گئیں، اس وجہ سے پریشان ہوں۔ آپ نے گھوڑے کے سونے کا کنڈا میرے ہاتھ میں تھمایا اور فرمایا یہ سونے کے کنڈے تمہارے جیسوں کے لیے ہی رکھے ہوئے ہیں۔ یہ دو اور اپنا قرض ادا کر دو۔ اگلی صبح اٹھے اور سیدھے حضرت عبید اللہ احرارؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو گئے۔

## میاں خلیل احمد شرقپوری کی عیادت

ڈاکٹر ظہور احمد انظر صاحب کے گھر کچھ دیر قیام کے بعد پروفیسر علیم صاحب کی گاڑی میں آپ صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی عیادت کے لیے شیخ زائد ہسپتال چلے گئے۔ میاں صاحب نے تمام حضرات کو ہسپتال کے باہر رکنے کو فرمایا۔ یہ خادم میاں صاحب کے ساتھ کمرہ نمبر 317 دوسری منزل چلے گئے، میاں صاحب وہیل چیئر پر تشریف فرماتے وہیل چیئر کو طالب علم طاہر شہزاد اور فیاض چلا رہے تھے۔ جب میاں صاحب کمرہ میں گئے تو صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب آرام فرما رہے تھے، فقیر حسین اور فاروق بھائی کمرہ میں موجود تھے۔ میاں صاحب نے فقیر حسین صاحب سے طبیعت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا میاں خلیل صاحب کی شوگر نیچے نہیں آرہی۔ قبلہ میاں صاحب نے کھانے کے متعلق پوچھا تو فقیر صاحب نے کہا آج کا کھانا فاروق صاحب لائے ہیں پہلے کینٹین سے آجاتا تھا۔ کچھ دیر مزید رکنے کے بعد آپ شرقپور شریف روانہ ہو گئے، شرقپور شریف پہنچے تو فیاض احمد سیٹھی، محمد قذافی صاحب (گجرات) اور بھی کافی حضرات ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے۔ محمد قذافی صاحب کا تعلق نوم بنانے والی کافی ملی نیشنل کمپنیوں سے تھا اور شیر ربانی ڈائجسٹ میں اشتہار بھی ان کی معرفت ملتے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد لنگر شریف کھلانے کے بعد قبلہ میاں صاحب نے تمام حضرات کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔



## میاں صاحب کا خواب

رات میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہا، آپ صبح تین بجے اٹھے غسل کیا اور فرمانے لگے آج میں نے خواب دیکھا ہے۔ مجھے وہ خواب بھی سنایا۔ میں نے خواب سننے کے بعد فوراً اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیا:

”میں نے اپنے آپ کو ایک نئی آبادی میں دیکھا، اچانک ایک شخص نمودار ہوا میں نے اس سے پوچھا تم ابھی یہاں آئے ہو یا پہلے کے ہو۔ اس نے جواب دیا میں تو بہت پہلے کا ہوں، اچانک وہ شخص غائب ہو جاتا ہے، مجھے ایک گھڑی ملتی ہے جس کا پٹہ کالے رنگ کا تھا میں نے وہ گھڑی پکڑ لی اور حیران ہوا نا جانے یہ گھڑی کس کی ہے، ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک شخص میرے پاس آ کر کہنے لگا یہ گھڑی میری ہے مجھے دے دو، میں نے اسے کہا یہ گھڑی تمہاری ہے اور تم اس کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے۔ اس نے کہا یہ گھڑی کوئی نہیں لے جا سکتا کیونکہ اس میں ایک خاص قسم کا الارم لگا ہوا ہے، یہ کہہ کر اس نے گھڑی پکڑی اور چلتا بنا۔“

## چوہدری محمد حنیف صاحب کی انڈیا روانگی

28 اگست 2007ء: آجکل آپ روزانہ شرقپور شریف سے لاہور شیخ زاہد ہسپتال صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی عیادت کے لیے تشریف لاتے، صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت اب کچھ بہتر تھی مگر ڈاکٹر حضرات ابھی میاں خلیل احمد صاحب چھٹی دینے پر تیار نہ تھے۔ ایک روز قبل قبلہ میاں صاحب کا پنجاب کارڈیالوجی میں ٹیسٹ ہوا، اس ٹیسٹ سے متعلق آج ایک اور ٹیسٹ ہونا تھا، شیخ زاہد ہسپتال سے ہو کر آپ پنجاب کارڈیالوجی آگئے۔ فقیر حسین صاحب ساتھ تھے۔ ٹیسٹ کرانے کے بعد آپ بیت النور تشریف لائے۔ رمضان شریف کے کیلنڈر کا پروف چیک کیا، چوہدری حنیف صاحب (چیف لائبریرین)، پروفیسر علیم تفضل اور شیراز بھٹی سے ملاقات کی، آپ نے گرما (پھل) سے ان کی تواضع کی۔ چوہدری حنیف صاحب

نے میاں صاحب سے کہا حضور میں سرکاری دورے پر اٹھایا جا رہا ہوں۔ میاں صاحب نے کتابوں کی ایک فہرست ان کو دی اور فرمایا ان میں سے جو ملیں وہ خرید لیں، عصر کی نماز سے قبل قبلہ میاں صاحب واپس شہر قپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے، زیادہ وقت عطاء اللہ اور ناظم (طالب علم) میاں صاحب کے ساتھ ہوتے۔

## تابلش قصوری صاحب کا میاں صاحب کو کتابوں کا تحفہ

29 اگست 2007ء: آج بیت النور میں مولانا محمد منشاء تابلش قصوری صاحب تشریف

لائے میاں صاحب نے ان کو محمد رفیق شاہد کے بنائے ہوئے رمضان شریف کے کیلنڈر اور سٹیکروں کے ڈیزائن چیک کرائے۔ منشاء صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں دو عدد کتابیں پیش کیں۔

۱۔ سیرت نگینہ رسول سوانح حیات حضرت حاجی محمد یوسف علی نگینہ المعروف باباجی سرکار از محمد محسن منور یوسفی۔

۲۔ فتاویٰ دیداریہ (جلد اول) از مولانا سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری۔

ان دونوں کتابوں کو میاں صاحب نے بہت پسند کیا۔ کافی دیر جہان شیر ربانی کی تیاری کے سلسلہ میں منشاء تابلش قصوری صاحب سے گفتگو ہوتی رہی۔ منشاء صاحب ساڑھے بارہ بجے واپس مرید کے روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب کافی دیر سیرت نگینہ رسول کے بارے میں تبصرہ فرماتے رہے۔

## میاں خلیل احمد شہر قپوری فاطمہ میموریل منتقل

30 اگست 2007ء: صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی طبیعت سنبھل نہیں رہی تھی

اس لیے ان کو فاطمہ میموریل ہسپتال کمرہ نمبر 40 میں منتقل کر دیا گیا۔ میاں صاحب صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی عیادت کے بعد بیت النور آ گئے۔ رات ادھر ہی قیام کیا۔ اگلے روز صبح نو بجے آپ شہر قپور شریف روانہ ہو گئے اور میں بابا حیات صاحب کے ساتھ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر چلا گیا۔ پروفیسر منور صاحب کو ساتھ لے کر ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کے پاس

چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی تسلی سے پروفیسر صاحب کو چیک کیا۔ کچھ ادویات لکھ دیں اور کچھ ساتھ دے دیں، ہم پروفیسر منور صاحب کو ان کے گھر چھوڑنے کے بعد واپس ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کے پاس چلے گئے کیونکہ ان کی گاڑی کی چابی بابا حیات صاحب کی گاڑی میں رہ گئی تھی، چابی ان کے حوالے کر کے چوہدری محمد حیات صاحب مجھے بیت النور اتار کر شرقپور شریف چلے گئے۔

## میاں صاحب کے آپریشن پر تحفظات

یکم ستمبر 2007ء: محمد عالم مختار حق صاحب نے ”مجالس علماء“ کے نام سے ایک کتاب میاں صاحب کو بھجوائی کتاب کافی دلچسپ تھی۔ آپ نے صرف دو دن میں اس کتاب کا مطالعہ کر لیا، دوران مطالعہ اکثر اقتباسات آپ مجھے بھی پڑھنے کو دیتے، اس میں حافظ ولی اللہ (نائب خطیب شاہی مسجد لاہور)، آقا بیدار بخت، حضرت فضل عثمان مجددی، جناب نیازی صاحب اور دیگر سبق آموز واقعات پڑھنے کے قابل ہیں۔ کافی عرصہ سے آپ پیشاب کی تکلیف میں مبتلا تھے، لہذا فقیر حسین صاحب کی معرفت ایک سرجن سے اگلے روز آپریشن کا پروگرام طے پایا، میں اس آپریشن سے بے خبر تھا، عطاء اللہ نے میاں صاحب کے آپریشن کے بارے میں مجھے بتایا جس پر میں نے قبلہ میاں صاحب سے آپریشن کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ہاں کل میرا آپریشن ہے۔ میاں صاحب سے عرض کیا کہ یہ آپریشن بہت کم لوگوں کا کامیاب ہوتا ہے اور آپ کو دل کا عارضہ بھی ہے لہذا آپریشن سے اجتناب کرنا چاہیے۔ میں نے آپریشن کرانے والے دو تین افراد کی مثالیں بھی دیں۔ اسی دوران پروفیسر منور حسین صاحب کا ٹیلی فون آیا وہ بھی اس آپریشن کے بارے میں کافی تجربہ رکھتے تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا میاں صاحب پیشاب کی تکلیف کے لیے آپریشن کر رہے ہیں۔ پروفیسر منور صاحب نے میاں صاحب سے کہا حضور اگر آپ کا گذارا ہو رہا ہے تو آپریشن مت کریں کیونکہ بعض مریض اس آپریشن کے بعد کھڑے بھی نہیں ہو سکتے، پروفیسر منور صاحب کے فون کے بعد آپ نے آپریشن کرانے کا فیصلہ بدل دیا، فقیر حسین صاحب کو بلا کر فرمایا کہ ابھی آپریشن نہیں کرانا۔ اس طرح سے میاں صاحب کے آپریشن کا خطرہ ٹل گیا۔

## میاں صاحب کے بھانجے کا انتقال

02 ستمبر 2007ء: حاجی اللہ دتہ صاحب آج صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی عیادت کے لیے فاطمہ میموریل ہسپتال آئے۔ قبلہ میاں صاحب کا بھانجہ مظہر اقبال صاحب 31 اگست کو فوت ہو گئے تھے ان کی رسم قل آج لالہ زار کالونی، لاہور میں ادا ہو رہی تھی۔ میاں صاحب تو نہ جاسکے مگر صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقی پوری اور صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقی پوری صاحب نے شرکت فرمائی۔ ظہر کی نماز علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کا فون آیا کہ یکم ستمبر کو مولانا عبدالحکیم شرف صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کا جنازہ رات دس بجے داتا صاحب پڑھایا گیا اور 03 ستمبر کو ان کا ختم قل شریف ادا کیا جائے گا۔

## صحابیؓ کا واقعہ

03 ستمبر 2007ء: آپ اپنے بھانجے کی تعزیت کرنے لالہ زار کالونی، جوہر ٹاؤن چلے گئے، راستے میں اپنی وہیل چیئر مرمت کرائی اور پھر فاطمہ میموریل ہسپتال صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی عیادت کو چلے گئے یہاں سے فارغ ہو کر آپ سرگودھا تشریف لے گئے۔ عرس شریف کی مصروفیات کے باعث یہ خادم قبلہ میاں صاحب کے ساتھ نہ جاسکا بہر حال آپ نے رات جوہر آباد ہیبت خان کے گھر قیام کیا۔ صبح ساڑھے دس بجے بیت النور لاہور آ گئے، سفر کی وجہ سے آپ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی اس لیے ایک دو روز بیت النور میں ہی رہے۔ جناب محمد فاروق صاحب (مالک نرالا سویٹ) کا ملازم محمد اقبال میاں صاحب کی خدمت میں کافی دیر بیٹھا رہا۔ وہ جوہر آباد کارہنے والا تھا اس لیے میاں صاحب اس سے کافی دیر جو گفتگو رہے۔ ان سے گفتگو کے دوران میاں صاحب نے فرمایا ایک صحابی جس کا تعلق ملک شام سے ہے وہ حضور پاک ﷺ کی محفل میں لوگوں کو پانی پلاتا تھا اور بعد میں بہت بڑا شاعر ہوا۔

## علامہ غلام مصطفیٰ مجددی کے اشعار کو پسند فرمایا

08 ستمبر 2007ء: 04 ستمبر بروز پیر کو آپ ملتان حاجی آصف کے پاس چلے گئے تھے

آج آپ ظہر کی نماز تک لاہور بیت النور آگئے۔ آجکل آپ کتاب نور چراغ از مولانا عبدالغفور نقشبندی مجددی اور انجیئر بابر سعید سہول کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اس کتاب کے صفحہ 384 اور 385 مجھے پڑھنے کو فرمایا، ماہنامہ جہان رضا کا شمارہ (اگست 2007، شمارہ نمبر 155) جو ڈاکٹر مسعود ملت نمبر شائع ہوا تھا۔ اس میں شائع ہونے والی علامہ غلام مصطفیٰ مجددی صاحب کی نظم کو بہت پسند کیا۔ آپ کا خیال تھا مجددی صاحب حضرت مجدد الف ثانی پر مزید اشعار لکھ دیں جو جمعہ کے خطبہ کے دوران پڑھنے چاہئیں۔ پھر آپ نے روزنامہ شیر ربانی کے متعلق پوچھا کہ کب مارکیٹ میں آجائے گا۔ میں نے عرض کیا حضور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ (دو گج ٹاؤن، لاہور) نے ڈیڑھ لاکھ روپے کی آفر کرائی ہے، ہم اس کو اخبار کی آمدن میں سے کمیشن دے دیا کریں گے، آپ نے اس تجویز کو بہت پسند کیا اور فرمایا جلد از جلد روزنامہ شیر ربانی کو مارکیٹ میں لانے کی کوشش کرو۔

## حضرت مجدد پاک کی عظمت کا اعتراف

107 اکتوبر 2007ء: آجکل ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب مانچسٹر سے لاہور آئے ہوئے تھے، سعید صدیقی اور نعمان صدیقی صاحب کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں بیت النور آگئے۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر علیم تفضل صاحب بھی آگئے۔ قبلہ میاں صاحب تمام احباب کو لے کر ڈاکٹر ظہور احمد صاحب کے گھر لالہ زار کالونی چلے گئے، ڈاکٹر ظہور احمد صاحب نے میاں صاحب سے ملاقات میں کہا آجکل میں حضرت مجدد پاک پر بڑے گہرے انداز میں مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں حضرت مجدد پاک کے بارے میں بس اتنا ہی جانتا تھا کہ وہ بادشاہ اکبر کے سامنے حق بات کہنے سے نہ ڈرے اور اسلام کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا لیکن ان کے مکتوبات اور دوسری تصنیفات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مجدد پاک عام سی شخصیت نہ تھے بلکہ علوم و فنون کی تمام منازل طے ہونے کے باوجود روحانی تصرفات میں بھی کمال کا درجہ رکھتے تھے۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے جہان امام ربانی پر بڑا اہم کردار ادا کیا ہے لیکن میں ان کو ضرور مشورہ دوں گا کہ وہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کو از سر نو ترتیب دے کر اس کو اردو ترجمہ کے ساتھ دوبارہ شائع کرنے کی کوشش کریں کیونکہ ہمارے ملک میں اب عربی اور فارسی ناپید ہو چکی ہے بلکہ زوال کا شکار ہے، اردو ترجمہ عربی اور فارسی میں مکمل عبور رکھنے والا ہی کر سکتا ہے۔ اگر میاں صاحب

اجازت دیں تو عربی سے پہلے میں اردو میں حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت پر کچھ تحریر کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر قبلہ میاں صاحب نے فرمایا آپ اردو میں تحریر کریں ہم اس کو ماہنامہ نور اسلام میں شائع کر دیں گے اور اس کا انگریزی ترجمہ کروا کر شیر ربانی ڈائجسٹ میں شائع کر دیں گے، کیونکہ انگریزی ترجمہ کے لیے ہمارے پاس پروفیسر منور حسین صاحب، جناب غلام محی الدین صاحب، جناب رنگ الہی صاحب، پروفیسر خالد بشیر صاحب اور پروفیسر علیم تفضل صاحب جیسے افراد کی بڑی مستعد ٹیم موجود ہے۔

## میاں صاحب کی طاہر رضا بخاری کے گھر آمد

30 اکتوبر 2007ء: آج آپ صبح نو بجے محمد مشتاق عرف بلا (ماناوالہ) کی گاڑی میں جناب طاہر رضا بخاری (ڈائریکٹر جنرل محکمہ اوقاف، لاہور) کے گھر (540/B، کینال ویو، ٹھوکر نیاز بیگ) چلے گئے، طاہر رضا بخاری نے میاں صاحب کا بڑا پر تپاک استقبال کیا۔ میاں صاحب نے ان سے ملاقات میں محکمہ اوقاف کی طرف سے شائع ہونے والے چند ایک رسائل کی عکسی نقل مانگی۔ بخاری صاحب نے کہا تمام رسائل کا ریکارڈ دفتر میں موجود ہے ان شاء اللہ جلد ہی اس کی کاپی بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ میاں صاحب کو پیش لگے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر رکنے کے بعد واپس بیت النور آ گئے۔

## میاں صاحب کی روزنامہ شیر ربانی دفتر آمد

24 نومبر 2007ء: آج آپ صبح ساڑھے آٹھ بجے فتح گڑھ تشریف لائے، آپ کے ہمراہ غلام رسول (مالک بیت النور ہوٹل)، شیراز بھٹی، حافظ دوست محمد (ڈیرہ غازی خان) اور حیدر علی (طالب علم) تھا۔ میں نے آپ کی خدمت میں مکتوبات مسعودی کتاب پیش کی۔ تھوڑی دیر مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے وہ کتاب مجھے واپس کر دی چند لمحے رکنے کے بعد آپ روزنامہ شیر ربانی دفتر آ گئے۔ تمام افراد اخبار کے دفتر میں آئے لیکن قبلہ میاں صاحب گاڑی میں ہی رہے۔ آپ نے اخبار کی تیاری کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ تین سو سینر پورے لاہور میں عنقریب لگ جائیں گے اور اخبار بھی مارکیٹ میں آجائے گا، تمام حضرات کے ہمراہ آپ

واپس بیت النور چلے گئے۔

## ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی لاہور آمد

28 نومبر 2007ء: ڈاکٹر مسعود احمد صاحب آج ہی کراچی سے لاہور تشریف لائے تھے۔ میاں صاحب غلام رسول اور شیراز بھٹی کے ہمراہ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی رہائش گاہ (30/C ماڈل ٹاؤن) پر چلے گئے اور ان کو بیت النور آنے کی دعوت دی، لہذا مورخہ 03 دسمبر کا دن اور ساڑھے نو بجے کا وقت طے پایا، چند لمحے رکنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف چلے گئے۔ 02 دسمبر رات کو ہی آپ شرقپور شریف سے لاہور بیت النور ہوٹل آ گئے۔ رات ادھر ہی قیام کیا۔ اس محفل کے انعقاد کے سلسلہ میں جناب پروفیسر علیم تفضل، شیراز فیض بھٹی، سعید صدیقی، محمود سعید، رانا ندیم شہزاد، میاں غلام رسول، محمد رفیق شاہد، امام علی، کاشف کامران نے اہم کردار ادا کیا۔

## میاں صاحب کی ڈاکٹر مسعود صاحب سے علمی نشست

03 دسمبر 2007ء: قبلہ میاں صاحب اور ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی ملاقات بیت النور ہوٹل میں ہوئی اس علمی مجلس کی آڈیو ریکارڈنگ بھی کی گئی جو محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کی اور روداد حوزہ نقشبندیہ 2007ء میں شائع ہو چکی ہے۔

مورخہ ۲۸ نومبر ۲۰۰۷ء کو مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے والد گرامی شیخ الاسلام مفتی شاہ محمد مظہر اللہ (شاہی امام و خطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی) کے عرس مبارک کی تقریب سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں زیر اہتمام بزم ارباب طریقت مظہریہ مسعودیہ و ادارہ مظہر اسلام لاہور منعقد ہوئی جس کی نظامت کے لیے مسعود ملت بذات خود کراچی سے لاہور تشریف فرما ہوئے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ نے ان کے ساتھ ایک علمی مذاکرہ کے انعقاد کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ اس مذاکرے کا اہتمام مورخہ ۳ دسمبر کو ”بیت النور“ (جوہر ٹاؤن) میں کیا گیا۔ اس مذاکرے کے لیے صلوائے عام نہیں دی گئی بلکہ اس میں میاں صاحب کے چند نیاز مندوں نے شرکت کی

سعادت حاصل کی۔ ان میں پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی، پروفیسر محمد اقبال مجددی، سید جمیل احمد رضوی (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)، چودھری محمد حنیف (موجودہ چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)، پروفیسر علیم تفضل، سعید احمد صدیقی، شیراز فیض بھٹی (ایڈووکیٹ)، ملک محمد حیات (جلیانہ)، کاشف کامران، محمد رفیق شاہد، معروف احمد (چیف ایڈیٹر سہ ماہی ”شیر ربانی ڈائجسٹ“ لاہور) اور راقم الحروف (محمد عالم مختار حق، سیکرٹری حوزہ نقشبندیہ) شامل تھے۔ محترم غلام رسول (مالک بیت النور) مہمان گرامی قدر اور ان کے خواہر زادہ (مقیم اسلام آباد) قاری سید طاہر صاحب کو لے کر دس بجے ہوٹل پہنچے۔ پہلے حاضرین مجلس کے تعارف کا فریضہ محترم فاروقی صاحب نے انجام دیا۔ بعدہ میاں صاحب کی طرف سے حاضرین کی خدمت میں دعوت تناول ما حضردی گئی۔ اس دوران بھی غیر رسمی انداز میں علمی باتیں ہوتی رہیں۔

جمیل احمد رضوی صاحب: (مسعود احمد صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے) آپ کی زیر نگرانی ”جہان امام ربانی“ کی گیارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کی جلد یازدہم میں تین اشاریے بھی ترتیب دیے گئے ہیں۔ اشاریہ رجال، اشاریہ کتب اور اشاریہ اماکن اس کی ترتیب میں میرا مشورہ بھی شامل رہا ہے۔ اس میں اشاریہ موضوعات شامل نہیں ہے۔ کیا اس پر کام ہو رہا ہے اور یہ شائع ہوگا؟ تحقیق میں موضوعی اشاریے کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔

مسعود صاحب: جی ہاں، اشاریے کا کام آپ کی نگرانی میں ہوا ہے۔ یہ درست ہے کہ اشاریہ موضوعات کی تحقیق میں بہت اہمیت ہوتی ہے۔ اس پر کام ہو رہا ہے۔ اس کی ایک جلد الگ سے شائع ہوگی۔ ”جہان امام ربانی“ کی تین جلدیں اور شائع ہوں گی۔ اس کو ”باقیات جہان امام ربانی“ کے عنوان سے موسوم کیا جائے گا۔

محمد عالم مختار حق نے کہا کہ یہ عنوان نہ دیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ کا پیغام مل گیا ہے۔ فراغت کے بعد اس دوستانہ نشست نے ایک علمی مذاکرہ کی شکل اختیار کر لی۔ مہمان گرامی اور میزبان چونکہ دونوں شخصیات کی خدمات مجددیت کے فروغ اور مجدد الف ثانی کے پیغام کو اقصائے عالم میں متعارف کرانے میں ناقابل فراموش ہیں، اس لیے گفتگو کا محور بھی ”مجددیت کی نشو و ارتقاء“ ہی رہا۔ بحث کا آغاز کرتے ہوئے جناب فاروقی صاحب نے پروفیسر



صاحب سے استفسار کیا کہ: حضور! ہندوستان میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر کوئی کام ہوا ہے یا کوئی آپ کے سامنے آیا ہے یا صرف خاموشی ہی ہے؟

مسعود احمد صاحب: خاموش رہے میرے علم کی حد تک (پھر آپ نے پروفیسر محمد اقبال مجددی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ) انہیں زیادہ علم ہے۔

اقبال مجددی صاحب: صورت حال یہ ہے کہ علی گڑھ میں پروفیسر محمد حبیب اور ان کے سکول آف

تھاٹ کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ کا نام لینا ممنوع اور جرم قرار پا چکا تھا

اور انہوں نے بزعم خود ثابت کیا تھا کہ ان دونوں حضرات کی سیاسی شخصیت اور تحریک

احیائے دین کی کمان ان کے خوش عقیدہ مریدوں کی خود ساختہ داستان ہے جس کا حقیقت

سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے نتیجے کے طور پر وہاں باقاعدہ ہمارے حضرات کے خلاف

فکری محاذ قائم ہوا اور پروفیسر محمد حبیب نے اپنے مکتبہ فکر کے خاص سکالر اطہر عباس رضوی

کو اس کام کے لیے مقرر کیا اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف پروفیسر محمد

حبیب ہی کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کا مقالہ بعنوان (Muslim Revivalist

Movements in Northern India) لکھا جس میں حضرت مجدد الف

ثانی کے خلاف بہت زہرا گلا اور پروفیسر محمد حبیب نے اس مقالہ کی اشاعت کے وقت اس

پر دیباچہ لکھتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف کی تحقیقات شیخ عبدالحق محدث

دہلوی کی تحقیقات پر فوقیت رکھتی ہیں۔ اطہر عباس رضوی کی اس کتاب کا پہلا محاکمہ سید صباح

الدین عبدالرحمن نے ”معارف“ میں کیا۔ پھر اور کئی حضرات نے اس طرف توجہ دلائی۔ پھر

پاکستان میں حضرت مجددی کی اس تحریک کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا جس کے اثرات

ہندوستان خصوصاً علی گڑھ میں بھی پہنچے جہاں کی مسلم یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ (سنی)

میں باقاعدہ شاہ ولی اللہ ریسرچ سیل قائم ہوا جس کے تحت چار دن تک مجدد الف ثانی کانفرنس

منعقد ہوئی۔ جس میں دو دن اردو میں مقالات پڑھے گئے اور دو دن انگریزی میں جس کی

رواد دو جلدوں میں علی گڑھ سے چھپ چکی ہے۔

مسعود صاحب: جی ہاں جی ہاں۔ وہ میں نے دہلی میں دیکھی ہیں اور ایک اہم کام جو اب اور آگے

بڑھ چکا ہے وہ ہے مجموعہ رسائل عبدالاحد وحدت سرہندی جس کا ایک خطی نسخہ ذخیرہ شیفتہ

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ہے۔ اس مجموعے کا ایک رسالہ یعنی الجنتا الثمانیہ جو حضرت مجدد الف ثانی کے احوال و مناقب پر مشتمل ہے، پر ایک تعارفی مقالہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے سابق صدر شعبہ عربی پروفیسر عبدالباری نے لکھا ہے جو ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ کی جلد نمبر ۹ میں شامل ہے اس اہم رسالے کا عکس مجھے پروفیسر عبدالباری صاحب نے علی گڑھ سے بھیجا تھا جو میں نے صاحبزادہ محمد بدر الاسلام صدیقی کو بھیج دیا تھا جسے انہوں نے مرتب کر کے خانقاہ سلطانیہ جہلم سے شائع کر دیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مفتی علیم الدین نے کیا ہے جو زیر طبع ہے۔

اقبال احمد فاروقی صاحب: سرہند شریف میں ویسے تو ڈوپلینٹ (ترقی) کا بڑا کام ہوا ہے۔ مجدد صاحب کے روضے کو از سر نو تعمیر کیا گیا ہے۔ مہمان خانے اور مسجد پر کروڑوں روپے لگ گئے ہیں لیکن پتا نہیں کہ تعلیمات مجددیہ پر وہاں کوئی شعبہ قائم ہوا ہے یا نہیں۔ کیا آپ نے اپنی کتابیں وہاں بھیج دی ہیں؟

مسعود صاحب: جی ہاں۔ سب بھیج دی ہیں۔ وہاں کے سجادہ نشین صاحب نے اپنے ہاں ایک چھوٹی سی لائبریری بنائی ہوئی ہے جس میں یہ سب چیزیں رکھ دی ہیں۔

اقبال احمد فاروقی صاحب: آپ کی کتابیں بڑی نفاست کے ساتھ چھپی ہیں اور آپ نے بہت دور دور تک بھیجی ہیں۔ سری نگر (مقبوضہ کشمیر) سے ایک خط آیا کہ پہلی جلدیں پہنچ گئی ہیں بقیہ جلدیں انہیں پہنچانے کا بندوبست کرنا ہے۔ تو اس کا یہ معنی ہے کہ آپ کی کتاب ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ دور دور تک پہنچ گئی ہے ماشاء اللہ!

مسعود احمد صاحب: میں نے ”جہان امام ربانی“ کے چند سیٹ اپنے مخلصین کے ذریعے تاشقند کی سرکاری لائبریری میں بھیجے ہیں۔

اقبال احمد فاروقی صاحب: آپ نے یہ بہت اچھا کام کیا ہے مگر وہاں اردو کون پڑھے گا جناب؟ مسعود صاحب: وہاں لائبریری میں اردو ڈیپارٹمنٹ بھی ہے جناب فاروقی صاحب۔ ان دنوں جرمن سے حضرت بدر المشائخ اور صدر المشائخ کی پوتی محترمہ فائقہ مجددی صاحبہ آئی ہوئی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرے دادا اور والد صاحب کے بارے میں کتاب لکھوادیں۔ رسائل یا اخبارات میں جو کچھ ان کے بارے میں چھپا اس کی فائل انہوں نے

بنارکھی ہے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ جن لوگوں سے آپ نے ملاقاتیں کی ہیں ان کے انٹرویو بھی لے لیں۔ اس میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

اقبال احمد فاروقی صاحب: مجھے آپ کا یہ پیغام پہنچا ہے کہ دونوں بزرگوں کے متعلق کچھ بات کریں۔ میں ان کے متعلق کوئی چیز اپنی یادداشت میں محفوظ نہیں کر سکا اور دوسری بات یہ ہے کہ صدر المشائخ عثمان مجددی صاحب کامیاں جمیل احمد صاحب کے ساتھ بھی رابطہ رہا ہے اور میں بھی موصوف کا نیاز مندر ہا ہوں۔ میں ملاقاتیں بھی کرتا رہا۔ ایک دفعہ میں نے یوم ”سیدنا حضرت عمر فاروقؓ“ منانے کا اہتمام کیا۔ میری یہ خواہش تھی کہ فاروقی لوگ ہی اس میں تلاوت قرآن مجید کریں، فاروقی ہی نعت پڑھیں۔ فاروقی ہی تقریر کریں اور فاروقی ہی سٹیج سیکرٹری ہو۔ یہ میں نے اہتمام کیا۔ ان دنوں صدر المشائخ یہاں پاکستان میں آئے ہوئے تھے۔ میں نے بطور مہمان خصوصی انہیں دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ پھر میں نے ان سے یہ بھی گزارش کی کہ خطاب فارسی میں کریں تو انہوں نے بڑے پُر جوش انداز میں فارسی میں تقریر کی۔ گوسنے والے فارسی سے نابلد تھے لیکن سب کے قلب میں ان کی وہ تقریر نقش ہو گئی اور لوگ خوش ہو گئے بس اتنا ان کے ساتھ تھوڑا بہت لگاؤ رہا۔ میں زیادہ ان کے ساتھ نہیں رہ سکا۔ پھر یہاں صبغۃ اللہ مجددی آئے ان کے ساتھ بھی تھوڑا بہت واسطہ رہا۔ مگر وہ پھر وادی افغانستان میں گم ہو گئے۔ اب وہ کرزئی کے ساتھ ہیں لیکن ادھر کم آتے ہیں۔ یہ خاندان تو بہت اچھا ہے۔ ان پر لکھنا چاہیے ان پر بات ہونی چاہیے۔ مسعود صاحب: آپ جب یاد کریں گے تو بہت سی چیزیں آپ کے ذہن میں آجائیں گی۔

اقبال مجددی صاحب: حضرت: ہم یہ چاہتے ہیں کہ نقشبندی سلسلے کے جو مخطوطات کبھی شائع نہیں ہوئے وہ حضرت میاں صاحب کی وساطت اور عنایت سے شائع ہوں تو اس سلسلے میں آپ ہمیں کوئی رہنمائی فرمائیے۔ کوئی بات کیجیے۔

مسعود احمد صاحب: یہ جواب بھی میں نے مجموعہ رسائل کے بارے میں عرض کیا تو وہ بھی اسی ضمن میں آجاتا ہے ان میں سے ایک چھپا ہے باقی ابھی نہیں چھپے ہیں۔ تو کیا وہ سی ڈی آپ نے منگوا لی ہے؟

اقبال مجددی صاحب: نہیں سی ڈی ہم نے نہیں منگوائی وہ صاحبزادہ بدرالاسلام صدیقی کے پاس ہے۔

مسعود احمد صاحب: وہ منگوا لیجیے گا تو چھ رسائل تو اس ہی میں مل جائیں گے جو ابھی چھپے نہیں ہیں۔ اور ممکن ہے کچھ اور چیزیں بھی لٹن لائبریری میں ہوں۔

اقبال مجددی صاحب: نہیں۔ میں خود دیکھ کر آیا ہوں۔ ان رسائل کا تعارف ”لطائف المدینہ“ کے مقدمے میں ہی سب سے پہلے کروایا تھا کیونکہ یہ انہی کی تصنیف ہے ”لطائف المدینہ“ ان رسائل میں شامل نہیں ہے وہ علیحدہ ملی ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں بھیجی گئی تھی۔ جسے حضرت میاں جمیل احمد صاحب نے حوزہ نقشبندیہ کی طرف سے شائع کر دیا ہے اور وہیں سے اشاعت مخطوطات کا آغاز ہوا۔ کوئی اور اہم قسم کے مخطوطات ہوں تو آپ ان کی نشان دہی فرمائیں۔

مسعود احمد صاحب: اچھا یہ جو کونٹہ میں قاری احسان اللہ صاحب تاجر مخطوطات ہیں ان سے رابطہ رہتا ہے آپ کا یا نہیں؟

اقبال مجددی صاحب: جی کبھی کبھی ان سے ملاقات ہو جاتی ہے۔

مسعود احمد صاحب: ان کے پاس بھی مخطوطات ہیں اور ایک مسعود جھنڈیر کی لائبریری میلسی میں ہے جس میں نقشبندی سیکشن علیحدہ بنایا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے یا نہیں؟

اقبال مجددی صاحب: جی نہیں۔

مسعود احمد صاحب: کبھی آپ وہاں ضرور چلے جائیں۔

اقبال مجددی صاحب: اچھا جی: کیا نقشبندی سیکشن علیحدہ ہے؟

مسعود احمد صاحب: ہاں۔ ایک صاحب نے کہا کہ وہ لائبریری میں نے دیکھی ہے۔ اس کے بیس

پائیس کمرے ہیں۔ یہ شخصی لائبریری ہے۔ قرآن کریم کا سیکشن علیحدہ ہے اور نقشبندی علیحدہ۔

افغانستان سے لوگ آتے رہتے ہیں تو ان سے وہ مخطوطات وغیرہ خریدتے ہیں۔ ہیں تو

زمیندار لیکن اپنی زمینداری ساری مخطوطات پر صرف کرتے ہیں۔ آپ میرے حوالے سے

وہاں چلے جائیں۔ بہت مہمان نواز لوگ ہیں۔ وہاں آپ قیام بھی کریں۔

اقبال مجددی صاحب: آپ ہمیں ایسے مخطوطات کی نشان دہی فرمائیں جو واقعی سلسلہ نقشبندیہ کی

تاریخ و افکار کا ماخذ بن سکیں۔ ہر کتاب اس بنیاد پر شائع نہیں کی جاسکتی کہ وہ قلمی ہے۔

مسعود احمد صاحب: ہاں چند ایسی کتابیں ضرور ہیں جو مخطوطات کی صورت میں ہیں اور تاحال شائع

نہیں ہوئیں۔ مثلاً شیخ بدرالدین سرہندی کی ”مجمع الاولیاء“ اس نسخے کا عکس میرے پاس ہے جس میں سرہند کے کروڑی نے مؤلف سے لے کر تحریف کر دی تھی اور اسے اپنے نام سے شہرت دی تھی یعنی علی اکبر اردستانی سرہندی۔ اس نسخے کا عکس انڈیا آفس لائبریری سے منگوا یا گیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں یہ بھیج دوں۔ دوسرا اہم مخطوطہ شیخ آدم بنوری کی تصنیف ”خلاصۃ المعارف“ ہے یہ بھی بہت اہم مخطوطہ ہے جس میں اس وقت کی معاشرتی بدعات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ آپ اسے شائع کر سکتے ہیں۔

اقبال احمد فاروقی صاحب: ہمارے بہت سے علمائے کرام نے ان دنوں قرآن پاک کے تراجم کیے ہیں۔ بازار میں آئے بھی ہیں۔ یہ ایک اچھا رجحان آ گیا ہے۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری مرحوم کا ترجمہ بھی طباعت کے لیے تیار ہو رہا ہے۔ مفتی غلام سرور صاحب قادری چشتی کا ترجمہ آ گیا ہے۔ علامہ مقصود احمد صاحب خطیب جامع مسجد داتا دربار کے ترجمہ کے پہلے دو حصے چھپ گئے ہیں۔ ادھر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا ترجمہ بھی بازار میں آ گیا ہے۔ ایک ترجمہ وجیہ السیما عرفانی کا بھی آ گیا ہے۔ اور کچھ عورتیں بھی اس میدان میں نکل آئی ہیں وہ بھی ترجمے کر رہی ہیں۔ ایک سانحہ یہ ہوا ہے کہ لکھنے والے علماء سے میدان خالی ہو گیا ہے۔ ہمارے بعض علماء وعظ پر لگ گئے ہیں۔ کچھ یورپ کو چلے گئے ہیں اور کچھ یہاں مارے مارے پھر رہے ہیں۔

جمیل احمد رضوی صاحب: ایک صاحب ہماری پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں آ کر بیٹھا کرتے تھے۔ بات بھی اردو میں نہیں کرتے تھے۔ انگریزی میں کرتے تھے کوئی غیر ملکی تھے۔ میں نے پوچھا یہ کیا کرتے ہیں؟ تو پتا چلا کہ یہ قرآن پاک کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا ان کو عربی آتی ہے؟ تو کہنے لگے کہ عربی بالکل نہیں جانتے لیکن ترجمہ قرآن کا انگریزی میں کر رہے ہیں۔

اسکے بعد فاروقی صاحب نے گجرات کے ایک مقام بڑیلہ میں بعض انبیاء کرام کی قبور کا ذکر کیا جو کسی صاحب کشف نے دریافت کی ہیں۔ اب ان پر کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ابن عربی کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا تفصیلاً ذکر دلچسپ پیرائے میں بیان کیا۔ اور آخر میں اپنی عجز و مسکنت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میری ساری عمر گزری گئی کشف حجاب

نہیں ہوا۔ میں اسی سلسلے میں رجال الغیب کی تلاش میں مارا مارا پھرا۔ قبروں میں جا کر بیٹھ جاتا۔ بیابانوں میں گھومتا رہا۔

رضوی صاحب یوں گویا ہوئے کہ:

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

یہ اس تقریب کی آخری بات تھی جس کے بعد ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جانے کے لیے اٹھے مگر شریک مجلس پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اور دوسرے حضرات کو چند لمحات کے لیے تشریف رکھنے کے لیے گزارش کی اور کہا کہ:

”میں اپنے میزبان گرامی قدر میاں جمیل احمد صاحب شر قپوری اور مہمان ذی احترام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی خدمت میں چند لمحوں کے لیے ان کی خدماتِ جلیلہ پر ہدیہ تحسین پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ مجھے آپ دونوں حضرات کی علمی اور اشاعتی خدمات کا اعتراف ہے مگر میں آج چند لمحوں کے لیے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے سلسلے میں آپ نے جو علمی کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ ان پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔ میری میاں جمیل احمد صاحب سے نیاز مندی کا عرصہ تقریباً چالیس سال سے زیادہ پر محیط ہے۔ میں نے میاں صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی کے افکار و نظریات کو پھیلاتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کبھی تو وہ حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کو شائع کر کے عوام میں تقسیم کیا کرتے تھے اور کبھی ”یوم مجدد“ منا کر عوام تک حضرت مجدد الف ثانی کے کارناموں کو پہنچانے میں سرگرم عمل رہے۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا مگر مجھے کم از کم چالیس مواقع پر یہ سعادت حاصل رہی ہے کہ میاں صاحب کے زیر اہتمام منائے جانے والے ”یوم مجدد“ کی تقریبات میں شریک رہا ہوں جن میں ہزاروں لوگ جمع ہوتے اور علماء کرام کے خیالات سنتے۔ میاں صاحب کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ ملک کے جید علمائے کرام، اہل علم و دانش اور کالجوں کے پروفیسروں کو بلا تے اور انہیں حضرت مجدد الف ثانی پر تقاریر کرنے کی دعوت دیتے۔ آپ کے اس طریقہ کار سے بے شمار لوگوں میں حضرت مجدد الف ثانی کا تعارف ہوا اور ان کے علمی و روحانی کارناموں سے آگاہی ہوئی۔

دوسری طرف میاں جمیل احمد صاحب کو ہر اس شخص سے خلوص و محبت رہی جو حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلے میں کوئی کام کرتا رہا ہو۔ وہ دنیا کے گوشے گوشے میں سفر کرتے اور ان

مشاہیر کی زیارت سے شاد کام ہوتے جو مجدد پر کام کر رہے ہوتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میاں جمیل احمد صاحب ترکی میں ایک ایسے شخص کو ملنے گئے جو حضرت مجدد الف ثانی کی کتابوں اور مجددی سلسلے کی کتابوں کو شائع کر کے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا کرنا تھا۔ ان کا اسم گرامی حسین حلیمی ایشیق تھا۔ جن کا مکتبہ استانبول (ترکیہ) میں تھا اور انہوں نے ہزاروں کتابیں عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں چھپوا کر عالم اسلام کے اہل علم تک پہنچائیں۔ میاں صاحب بذات خود ان کے پاس گئے اور ان کی علمی خدمات کا اعتراف کیا اور چندے ان کے ہاں قیام پذیر رہے۔

کابل میں مجددی خانوادہ ایک نہایت ہی اہم حیثیت کا مالک تھا۔ یہ ملا شور بازار کا خانوادہ کہلاتا تھا۔ جنہوں نے حضرت مجدد کے روحانی اور علمی افکار کو سارے افغانستان میں پھیلا یا حتیٰ کہ سنٹرل ایشیا کی وہ ریاستیں جو روس کے زیر اقتدار تھیں وہاں تک ان کے اثرات پہنچے۔ ان کے ایک فرد مولانا فضل عثمان فاروقی مجددی (م۔ ۱۵۔ ۴۔ ۱۹۷۳) پاکستان میں قیام پذیر تھے میاں جمیل احمد صاحب اکثر ان کی مجالس میں تشریف لے جاتے، بیٹھتے اور حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق بہت سی چیزیں حاصل کرتے۔ جن دنوں ان کا انتقال ہوا تو میاں صاحب اپنے دوستوں کے ہمراہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کی معیت میں کابل پہنچے اور مولانا فضل عثمان مجددی کی تجویز و تکلفین میں شریک ہوئے اور ان کی خدمات کا اعتراف کیا۔ جب ایشیا کی وہ ریاستیں جہاں نقشبندیوں کے مراکز تھے آزاد ہوئیں تو میاں صاحب بخارا، تاشقند اور سمرقند کے علاقوں میں گئے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے مزار پر حاضری دی اور اس علاقے میں نقشبندی بزرگوں کے مراکز کو دیکھا۔ یہ بات اس لیے قابل بیان ہے کہ میاں جمیل احمد صاحب، نقشبندی مراکز کی تلاش میں دنیا کے گوشے گوشے میں جاتے تھے اور اس طرح ان کی اس سلسلے میں لگن اور محبت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ میاں صاحب نے سلسلہ نقشبندیہ کی کتابوں کی اشاعت میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خصوصاً اپنے مجلہ ”نور اسلام“ کا مجدد الف ثانی نمبر تین جلدوں میں اور اولیائے نقشبند نمبر دو ضخیم جلدوں میں چھاپ کر اہل علم حضرات میں مفت تقسیم کیے۔ آج مختلف عوارض میں مبتلا ہونے اور نقاہت جسمانی کے باوجود میاں صاحب الحمد للہ بڑے جذبے سے کام کر رہے ہیں۔ ان کی ان خدمات پر آج کی اس مجلس میں بیٹھنے والے حضرات کو گواہ بنا کر اعتراف کرتا ہوں اور ان کی خدمت میں ہدیہ تحسین پیش کرتا ہوں۔

اب اجازت دیں کہ میں مہمان گرامی حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی خدمت میں ہدیہء تحسین پیش کروں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی پر بڑا کام کیا جسے مرکزی مجلس رضالاہور نے شائع کر کے اندرون ملک اور بیرونی ممالک کے اہل علم و فضل میں تقسیم کیا۔ مجھے یاد ہے کہ مرکزی مجلس رضا کے سٹیج پر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے اعلیٰ حضرت کے سیاسی نظریات کو مختلف انداز میں پیش کیا تو اہل علم حیران رہ گئے۔ پھر ایک وقت آیا کہ ڈاکٹر صاحب حضرت مجدد الف ثانی کی بارگاہ میں اپنی قلمی اور علمی صلاحیتوں کو بطور نذرانہ پیش کرنے لگے۔ اس سلسلے میں آپ نے بڑا شاندار کارنامہ انجام دیا۔ گزشتہ سالوں میں آپ نے ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ کی گیارہ جلدیں مرتب کیں اور انہیں زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ کر کے عالم اسلام کے اہل علم میں تقسیم کیا۔ جہان امام ربانی کے اوراق پر بے شمار اہل علم و فضل کے مقالات اور مضامین پھیلے ہوئے ہیں۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ آج تک حضرت مجدد الف ثانی پر اتنا وسیع پیمانے پر کام نہیں ہوا جتنا جناب پروفیسر مسعود احمد صاحب نے کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے صرف ان چیزوں کو مرتب ہی نہیں کیا، شائع ہی نہیں کیا، بلکہ نہایت دریا دلی سے ان کتابوں کو علماء، مشائخ، مجددی خانقاہوں اور غریب و نادار طلبہ تک بلا قیمت پہنچایا جو اپنی ناداری کے سبب یہ کتابیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے ان کے گھر یہ کتابیں پہنچائیں پھر ہندوستان کے بہت سے علماء و مشائخ ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ سے مستفید ہوئے اور یوں ان کا یہ کارنامہ اتنا عظیم القدر ہے کہ جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ میرے محترم و مکرم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب تشریف فرما ہیں میں ان کی بارگاہ میں ان کی خدمات جلیلہ پر ہدیہء تبریک پیش کرتا ہوں۔

خوش قسمتی سے اس محفل میں میرے ایک ہم درینہ محمد عالم مختار حق صاحب بھی تشریف فرما ہیں انہوں نے ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ کی ترتیب و تصحیح میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ محمد عالم صاحب ایک اسکالر ہیں اور ان کی مختلف کتابوں پر گہری نظر ہے کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ انہوں نے خصوصی طور پر ہر قدم پر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ میری منتشر تحریروں کو یکجا کیا۔ مدینہ پاک کی یادوں، علماء کی مجالس اور میرے ”جہان رضا“ کے اداروں کو بڑی خوبصورتی



سے ”فکر فاروقی“ کے نام سے مرتب کر کے میری امداد کی۔ اگر وہ اس طرح دست تعاون دراز نہ فرماتے تو میں شاید ان تحریروں کو کتابی شکل میں نہ دیکھ سکتا۔ وہ مرکزی مجلس رضا کے بانی حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے عزیز دوستوں میں سے ہیں۔ ان کی زندگی کے بیشتر وہ سال ان کی رفاقت میں گزرے اور اس نسبت سے وہ مجھ پر آج تک کرم فرماتے رہتے ہیں۔

سید جمیل احمد رضوی اور چودھری محمد حنیف دونوں حضرات سرکاری ملازمت کے ساتھ ایسے شعبوں پر متعین ہیں جو علم کی ترقی میں مصروف ہیں خصوصاً کتابی دنیا پر ان حضرات کی نظر ہے اور اپنے تجربات کی بنا پر کتابوں کو بڑی نفاست سے محفوظ کرنے میں مصروف ہیں۔ میں جمیل احمد رضوی صاحب کی خدمات کا خصوصی طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے بزرگوں کی ذاتی کتابوں کو بڑی محنت سے محفوظ کیا اور انہیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں خصوصی توجہ سے سجایا۔ اس محفل میں پروفیسر محمد اقبال مجددی بھی تشریف فرما ہیں۔ یہ بڑے علم دوست اور محقق ہیں خصوصاً شعبہ نقشبندیہ مجددیہ میں وہ اتھارٹی کی حیثیت سے مانے جاتے ہیں ان کے پاس ایسے نادر و نایاب کتابوں کے نسخے موجود ہیں جو شاید ہی کسی دوسرے کے پاس ہوں۔ انہوں نے اس سلسلے میں تحقیقی کام سرانجام دے کر اہل علم سے داد وصول کی ہے۔

عزیزی محمد معروف نقشبندی مجددی خاص طور پر شکر یہ کے مستحق ہیں کہ یہ میاں صاحب کے دست راست اور مخلص خدمت گزار کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ میاں صاحب کے علمی امور کی دیکھ بھال بھی اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ ”شیر ربانی ڈائجسٹ“ کی تیاری اور اس کی پیش رفت میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ میاں صاحب کے احباب سے تعلقات نہایت خوش اسلوبی سے قائم رکھے ہوئے ہیں ان کی معرفت ہمیں بھی میاں صاحب کی قربت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کے فیوض باطنی سے انہیں وافر حصہ عطا فرمائے۔

فاروقی صاحب کے تحسینی کلمات کے بعد سید جمیل احمد رضوی صاحب نے جواباً فاروقی صاحب کی علمی و ملی خدمات پر ہدیہء تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ فاروقی صاحب نے ہم سب کا تعارف کرایا ہے اور سب کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ میں فاروقی صاحب کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ بات کرتے ہیں تو ان کی باتوں سے خوشبو آتی ہے اور خوشبو بھی ایسی جو قلب اور روح کو معطر کر دیتی ہے۔ جب خطابت کے جوہر دکھاتے ہیں تو ان کے بعد کسی

خطیب کا کلام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

پھر چودھری محمد حنیف صاحب نے فاروقی صاحب کی مساعی جمیلہ کو سراہتے ہوئے پیش کش کی کہ آپ لوگوں کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی جن نئی یا پرانی کتابوں کا علم ہو اور وہ بازار سے دستیاب ہوں تو ہمیں اطلاع دیں۔ ہم یونیورسٹی کی طرف سے یہ کتابیں خرید کر محفوظ کر لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کتابوں کے محافظ ہیں۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ کی کتابوں کے ذخیرے ہماری تحویل میں محفوظ ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ مجددی صاحب بھی اسی طرح اپنا ذخیرہ کتب لائبریری کو عطیہ کر دیں۔ انہوں نے فاروقی صاحب کے بارے میں مزید کہا کہ یہ کتاب کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ اہل کتاب کے دوست ہیں۔ میں اور جمیل احمد رضوی صاحب بھی کتابدار ہیں اور ان کے حلقہ کے ممبر۔

مجلس مذاکرہ کے وقفہ کے دوران راقم الحروف، پروفیسر مسعود احمد صاحب اور پروفیسر اقبال احمد مجددی صاحب کے درمیان پروفیسر صاحب کے والد شیخ الاسلام مفتی شاہ محمد مظہر اللہ کی تفسیر ”مظہر القرآن“ (مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور) کے متعلق ایک الگ نشست ہوئی جس میں راقم نے تفسیر مذکورہ میں درآمدہ کمپوزنگ کی بے احتیاطیوں اور دیگر تسامحات کی نشان دہی کی۔ جس پر انہوں نے فرمایا کہ آپ کی پروف ریڈنگ بہت دقیق اور حتمی ہوتی ہے۔ جزاک اللہ۔ آپ نے بہت اچھا کیا۔ آپ اس کا ایک صحت نامہ تیار کر دیں تاکہ ہم تفسیر کے آخر میں چسپاں کر دیں میرا جواب تھا کہ ابھی میں نے چند پاروں کی تفسیر مطالعہ کی ہے۔ مطالعہ مکمل ہو جانے کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ صحت نامہ مرتب کر دوں گا۔

تقریب کے اختتام پر جناب سید جمیل احمد رضوی صاحب نے مسعود احمد صاحب کی خدمت میں تین کتابوں پر مشتمل ایک سیٹ پیش کیا جس میں (۱) مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسری مصنفہ جمیل احمد رضوی صاحب (۲) احوال و آثار حکیم محمد موسیٰ امرتسری مصنفہ پروفیسر محمد صدیق اور (۳) تذکار موسیٰ از سید عارف محمود مہجور رضوی شامل ہیں۔ ”تذکار موسیٰ“ کا ایک نسخہ میاں صاحب کی خدمت میں بھی پیش کیا گیا۔ بعد ازاں میاں صاحب نے حاضرین محفل کو نہایت عزت سے الوداع کہا۔ ان کی فیاضی کی مثالیں اہل علم کو نوازی رہتی ہیں اور یوں یہ علمی و روحانی محفل بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

شکر کہ جہازہ بہ منزل رسید  
زورق امید بہ ساحل رسید

نوٹ:

ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری کے ساتھ یہ آخری مجلس تھی۔ آخری نشست تھی۔ آخری گفتگو تھی اور حلقہ احباب میں آخری زیارت تھی۔

۔ روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

## میاں صاحب کے تحائف ڈاکٹر مسعود صاحب کی نذر

04 دسمبر 2007: قبلہ میاں صاحب نے کتاب ”جوہر اسلام از منور حسین فیصل آبادی“ اور تین عدد فروٹ کی پیٹیاں سعید احمد صدیقی صاحب، بابا حیات اور خادم کو دے کر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے گھر ماڈل ٹاؤن بھیج دیا۔ ہم ساڑھے چھ بجے شام ڈاکٹر صاحب کے گھر پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صاحب بڑی محبت سے پیش آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت مجدد پاک کی دینی کاوشوں کے بارے میں بڑی تفصیل سے بیان کیا۔ جناب سعید احمد صدیقی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی کاوش ”جہان امام ربانی“ کو بہت سراہا اس کام کو بہت بڑا کارنامہ قرار دیا۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے بڑی عاجزی اور انکساری سے فرمایا یہ سب بزرگوں کا کرم ہے۔ جہان امام ربانی کے بعد اب رضوی حضرات مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہیں کہ میں جہان احمد رضا خان پر بھی کام کروں، لیکن اب صحت اجازت نہیں دیتی، بڑی مشکل سے لاہور آیا ہوں۔ اتنے بڑے کام کو میں منزل تک نہیں پہنچا سکتا، بہر حال رضویوں کا حلقہ بہت وسیع ہے وہ خود بھی یہ کام کر سکتے ہیں، کافی دیر علمی گفتگو کے بعد ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے اجازت لے کر ہم واپس میاں صاحب کے پاس آگئے۔

## کمرور میں اضافہ

14 دسمبر 2007: میری کمرور کی تکلیف میں بہت اضافہ ہو گیا تھا اب بغیر سہارے

کے چلنا پھرنا دشوار اور باہر نکلنا بھی بند ہو گیا تھا۔

## میاں صاحب کا سعید مجاہد آبادی کی لائبریری کا معائنہ

15 دسمبر 2007ء: پونے آٹھ بجے آپ مغلوپورہ تشریف لائے کاشف کامران کی رہنمائی میں سعید احمد مجاہد آبادی (ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرید) کے گھر چلے گئے، تقریباً ایک گھنٹہ رکنے کے بعد آپ کاشف کے ساتھ فتح گڑھ آ گئے۔ کمر میں تکلیف کی وجہ سے اب میں سہارے کے بغیر چل نہیں سکتا تھا، لہذا کاشف کے سہارے سے میں گلی کے موڑ پر آ گیا جہاں میاں صاحب تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا سعید مجاہد آبادی کی لائبریری دیکھی ہے کافی اچھی لائبریری بنائی ہے اور علمی تعاون کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ کاشف کامران کو گاڑی لینے پر میاں صاحب نے مبارکباد دی اور فرمایا تم مجھے سیر بھی کرایا کرو گے کہ نہیں۔ اس پر کاشف نے کہا حضور یہ گاڑی آپ کی ہی ہے۔ چند ایک ضروری باتیں کرنے کے بعد آپ واپس بیت النور تشریف لے گئے، آج ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب مانچسٹر سے لاہور تشریف لائے، میاں صاحب کی ان سے ملاقات ہوئی اس دوران میری میاں صاحب نے ٹیلی فون پر ڈاکٹر صاحب سے بات بھی کرائی، ڈاکٹر صاحب نے میری طبیعت بارے احوال دریافت کیے اور جلد صحت یابی کی دعا بھی کی۔ اس وقت حاجی شیخ محمد ارشد صاحب (پشاور) بھی میاں صاحب کے پاس ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے گھر موجود تھے۔

## کمر کے اٹھارہ مہرے ٹیڑھے ہو گئے

26 دسمبر 2007ء رات ایک بجے بخار کی وجہ سے میرا جسم کانپتا رہا، دو تین رضائیاں اور کبل لینے کے باوجود سردی بڑھتی چلی جا رہی تھی، دس پندرہ منٹ کے لیے میرا جسم بڑی زور سے کانپا۔ یہاں تک کہ میری چیخیں نکل گئیں۔ پندرہ منٹ بعد میرے جسم کو تھوڑا بہت سکون ہوا، یہ حملہ اتنا شدید تھا مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے میری کوئی ہڈیاں توڑ رہا ہو۔ اب بستر سے اٹھنے کے لیے بھی مجھے سہارے کی ضرورت تھی۔ 28 دسمبر کو رات اڑھائی بجے ایسا ہی حملہ پھر ہوا، کافی دیر میرا جسم کانپتا رہا، اس حملے کے بعد میری کمر کے مہرے اب ٹیڑھے ہو چکے تھے میں اب سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا تھا، میری کمر ٹیڑھی ہو گئی، میرا بستر پر سیدھا لیٹنا ناممکن ہو گیا تھا۔ دوست احباب، رشتہ دار حتیٰ

کہ میرے علاج کے لیے جو معالج آتے میری حالت دیکھ کر کانوں کو ہاتھ لگاتے اور توبہ توبہ کرتے۔ اس تکلیف کی وجہ سے چھ ماہ اٹھارہ دن میں اپنے بستر پر ہی رہا، بڑی مشکل سے بیساکھیوں کے ساتھ چل کر ہاتھ روم تک جاتا۔ میرے بچپن کا دوست محمد نفیس اکثر مجھے ملنے کے لیے آیا کرتا تھا، میری حالت دیکھ کر بڑا رنجیدہ ہوا، کہیں سے ایمبولنس لایا، میرے گھر سے ہی مجھے سٹریچر پر ڈال کر ایمبولنس میں سوار کر کے ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ ڈاکٹر نے چیک کرنے کے بعد بتایا کہ اس کی کمر کے 18 مہرے ٹیڑھے ہو گئے ہیں، اب تکلیف کی وجہ سے ہاتھ روم تک جانا مشکل ہو گیا تھا۔ چند روز گزرنے کے بعد میری اچانک آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھتا ہوں:

کہ بڑی صاف ستھری ایک آبادی ہے اس میں کافی گھر ہیں۔ گھروں کے درمیان ایک مسجد تھی ایک شخص (میں نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا) مسجد کے سپیکر میں اعلان کر رہا ہے اس آبادی کے جتنے لوگ ہیں سب کے سب معروف کی مدد کریں۔ اگر کسی نے مدد نہ کی تو اس کی خیر نہیں۔

اس خواب کے بعد ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی معالج میرے گھر میرے علاج کے سلسلہ میں آتا رہا۔ جتنے بھی معالجوں نے میرا علاج کیا انہوں نے میرے گھر آ کر ہی کیا۔

## میاں صاحب نے ڈائجسٹ کی تیاری خود کرائی

16 جنوری 2008: آج صبح دس بجے قبلہ میاں صاحب فتح گڑھ تشریف لائے۔ شیراز بھٹی صاحب ہمراہ تھے۔ آپ نے فرمایا اس مرتبہ میں خود لاہور رہ کر شیر ربانی ڈائجسٹ تیار کرواؤں گا۔ روزنامہ شیر ربانی کی ڈمی چیک کرنے کے بعد واپس تشریف لے گئے اور میں عمر فاروق کے ساتھ گلی کی نکل سے آہستہ آہستہ واپس گھر آ گیا۔

## میاں صاحب کی سرگودھا اور چکوال روانگی

24 جنوری 2008: ایک ہفتہ کے لیے آپ سرگودھا اور چکوال گئے، پھر واپس آ کر بیت النور میں اپنی نگرانی میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کرواتے رہے۔ اس تیاری میں پروفیسر علیم تفضل، شیراز بھٹی اور رفیق شاہد آپ کے معاون رہے۔ جمعہ کے روز شرقپور شریف چلے جاتے

باقی دن آپ بیت النور میں ہی گزارتے۔ اکثر آپ اس ناچیز سے ملاقات کے لیے فتح گڑھ تشریف لاتے رہتے۔

## میاں صاحب نفیس کے پٹرول پمپ پر گئے

31 جنوری 2008ء: عصر کی نماز کے بعد غلام رسول صاحب کی گاڑی پر فتح گڑھ تشریف لائے عابد علی ناظم اور رفیق شاہد ہمراہ تھے۔ میری طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے آپ اس مرتبہ شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری اپنی زیر نگرانی کروا رہے تھے۔ یہاں آپ کو ملنے کافی حضرات تشریف لائے، میاں محمد نفیس (تاجپورہ) نے اس وقت قبلہ میاں صاحب کو اپنے پٹرول پمپ پر آنے کی دعوت دی۔ آپ نے نفیس سے پوچھا تمہارا پمپ کدھر ہے نفیس نے بتایا آپ کے راستے میں ہی آئے گا۔ آپ تھوڑی دیر بعد نفیس کے ہمراہ پٹرول پمپ پر تشریف لے گئے۔ میاں صاحب تقریباً آدھا گھنٹہ ادھر ٹھہرے۔ نفیس احمد نے میاں صاحب کی خدمت میں چائے بسکٹ پیش کیے۔ دعاء کرنے کے بعد آپ واپس بیت النور تشریف لے گئے۔

## ”حضرت مجدد اور اقبال“ کی تقریب رونمائی میں شرکت

05 مارچ 2008ء: ایک روز قبل سعید مجاہد آبادی نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ جامع مسجد فتح پوری انڈیا کے خطیب مفتی مکرم صاحب کے بھائی مفتی معظم صاحب کراچی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ 02 مارچ کو کراچی میں ”باقیات امام ربانی“ کے سلسلہ میں ایک سیمینار منعقد ہوا۔ اس میں انہوں نے شرکت فرمائی۔ 05 مارچ کو لاہور تشریف لائے ان کی خواہش تھی کہ وہ شرقپور شریف میں قبلہ میاں صاحب سے ملاقات کر لیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سعید مجاہد آبادی صاحب کی معرفت ملاقات کا پروگرام بنایا، میاں صاحب اس وقت ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی کتاب ”حضرت مجدد اور اقبال“ کی تقریب رونمائی کے سلسلہ میں فیصل آباد میاں محمد حنیف صاحب (کسان گھی والے) کی یونیورسٹی میں تشریف فرما تھے۔ میاں حنیف صاحب کی عدم توجہ کے باعث میاں صاحب زیادہ دیر اس تقریب میں نہ ٹھہرے اور جلد لاہور واپس آ گئے۔ بلکہ تقریب سے قبل ہی لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔

## میاں صاحب کی مفتی معظم صاحب سے ملاقات

06 مارچ کو شہر چور شریف میں حضرت مجدد الف ثانی کا عرس پاک تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے لاہور میں ہی پروگرام بنایا، لہذا آپ فیصل آباد سے 05 مارچ کو سہ پہر تین بجے لاہور بیت النور آگئے۔ میاں صاحب نے مفتی معظم صاحب سے رابطہ کرنے کو فرمایا۔ ڈاکٹر شیر محمد صاحب کی معرفت مفتی صاحب سے رابطہ ہوا اور صبح سات بجے کالاہور ڈاکٹر شیر محمد صاحب کے گھر ملاقات کا وقت مقرر ہوا، اگلے روز قبلہ میاں صاحب پروفیسر علیم تفضل، سعید احمد صدیقی اور شیراز فیض بھٹی صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر شیر محمد صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ ملاقات میں مفتی معظم صاحب نے مفتی مکرم کا دیا ہوا ایک خط میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ اس مکتوب کا ذکر مجھ سے میاں صاحب نے ٹیلی فون پر کیا۔ اس مکتوب میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی طرف سے صوفی سرور صاحب کو معافی کی درخواست کی گئی تھی۔

## ایک اچھی شرارت

07 مارچ 2008ء: قبلہ میاں صاحب نے مفتی معظم صاحب سے دوبارہ ملاقات کا پروگرام بنانے کا حکم دیا، اس سلسلہ میں جناب جاوید اقبال مظہری صاحب سے رابطہ کیا تو مفتی معظم صاحب ان کے پاس ڈاکٹر شیر محمد صاحب کے گھر پر ہی موجود تھے لہذا 08 مارچ صبح دس بجے ڈاکٹر شیر محمد صاحب کے گھر میاں صاحب کی ملاقات کا پروگرام طے پایا۔ میاں صاحب کو اس پروگرام کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے مفتی معظم صاحب کے ہاتھ ایک خط بھیجا ہے۔ اس میں صوفی سرور کو معاف کرنے کے بارے میں کہا ہے، آپ اس سلسلہ میں مفتی معظم صاحب سے دوبارہ ملاقات کرنا چاہتے تھے، کچھ دیر بعد جناب جاوید اقبال مظہری صاحب سے رابطہ ہوا تو انہوں نے بھی اس بات کی تائید کی کہ صوفی سرور صاحب کی معافی کی تحریک جناب ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے چلائی ہے اور ہم سب کی بھی یہی خواہش ہے۔ کیا یہ بات آپ (معروف احمد) پر گراں تو نہیں گزرے گی۔ میں نے عرض کیا مظہری صاحب میرے خیال میں صوفی سرور اگر خود بھی میاں صاحب کے پاس آجاتا اور معافی کا طلب گار ہوتا تو میاں

صاحب نے پھر بھی اس کو معاف کر دینا تھا۔ صوفی سرور ہمارا پیر بھائی ہے اس کا دوبارہ آستانے پر آنا بڑی خوش آئند بات ہے۔ میں نے مشورہ دیا 08 مارچ بروز ہفتہ میاں صاحب کی مفتی معظم صاحب سے ڈاکٹر شیر محمد صاحب سے موہنی روڈ پر ملاقات ہے اگر آپ صوفی سرور صاحب کو ادھر بلا لیں شرط یہ ہے اس بات کو فی الوقت راز میں رکھیں اور آپ مفتی صاحب کے سامنے صوفی سرور صاحب کو معافی دلوائیں۔ جاوید اقبال مظہری صاحب نے کہا تمہاری یہ شرارت بہت اچھی شرارت ہے اور یہ بات دونوں کے درمیان راز میں رکھنے کے متعلق اتفاق ہوا۔ لہذا بذریعہ فون پروگرام کو حتمی شکل دینے کی تیاری شروع کر دی گئی۔

## صوفی سرور کو معافی مل گئی

08 مارچ 2008ء: میاں صاحب مفتی معظم صاحب سے ملاقات کے لیے دس بجے ڈاکٹر شیر محمد صاحب کے گھر پہنچ گئے۔ علامہ اقبال احمد فاروقی، پروفیسر اقبال مجددی، محمد عالم مختار حق، پروفیسر علیم تفضل، سعید احمد صدیقی، ماسٹر احمد علی شرقپوری، بابا نذیر احمد (تاجپورہ)، شیراز فیض بھٹی (ایڈووکیٹ) اور رفیق شاہد میاں صاحب کے ہمراہ تھے۔ میاں صاحب اپنے ساتھ ناشتے کا انتظام لے کر گئے تھے جس کا انتظام حاجی اسلم صاحب (اعظم مارکیٹ) نے کیا تھا۔ مفتی معظم صاحب کے ساتھ، ڈاکٹر شیر محمد، جاوید اقبال مظہری، شاہد مسعودی، سعید مجاہد آبادی، صوفی غلام سرور اور دیگر مقامی حضرات تھے۔ ناشتے کے بعد جاوید اقبال مظہری صاحب نے صوفی سرور صاحب کو میاں صاحب کے سامنے پیش کیا، صوفی صاحب میاں صاحب سے معافی کے طلبگار ہوئے، بہر حال میاں صاحب نے معاف فرما دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل شام کو میاں صاحب سے بذریعہ ٹیلی فون ملی۔ میاں صاحب نے مجھے صوفی سرور صاحب سے رابطہ کرنے کو فرمایا۔ میں نے صوفی سرور صاحب کو فون پر میاں صاحب کا پیغام دیا کہ وہ شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں اور مزید پوچھا کہ وہ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے نمائندہ بن کر آنا چاہتے ہیں یا شرقپور شریف کا خادم، میں نے صوفی سرور صاحب کو میاں صاحب کا پیغام دیا تو صوفی سرور نے جواب دیا کہ میں شرقپور شریف کا خادم بن کر ہی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ مگر چند دن بعد صوفی سرور صاحب کا میاں صاحب سے رابطہ کم ہو گیا تھا۔



## میاں صاحب کے حکم پر محمود سعید کی سماع ہال روانگی

09 مارچ 2008ء: سہ پہر تین بجے قبلہ میاں صاحب کا فون آیا کہ شیراز بھٹی مصروف ہے اس لیے وہ آ نہیں سکا لہذا باقیات امام ربانی کی تقریب رونمائی میں کسی کو بھیجوتا کہ وہ مفتی مکرّم صاحب کے بھائی مفتی معظم کا ایڈریس (انڈیا) لے سکے۔ میں نے محمود سعید (فتح گڑھ) کو ایک عدد ٹیپ ریکارڈر، پچاس عدد کاپیاں سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ اور ارشادات شیر ربانی کی بھی اتنی ہی تعداد میں کاپیاں دے کر داتا صاحب کے سماع ہال بھیج دیا۔ محمود سعید نے شیر ربانی ڈائجسٹ اور ارشادات شیر ربانی محفل میں تقسیم کیے محفل کی ریکارڈنگ کی۔ مفتی معظم کا ایڈریس اور باقیات امام ربانی کی تقریب میں تقسیم ہونے والی کتب لے کر رات ساڑھے آٹھ بجے فتح گڑھ آ گیا، مفتی معظم صاحب کا ایڈریس یہ تھا:

مفتی محمد معظم احمد صاحب، نائب خطیب شاہی جامع مسجد فتح پوری، دہلی، کمرہ نمبر

37، چاندنی چوک، دہلی، انڈیا، پوسٹ کوڈ: 110006۔

جو کتابیں باقیات امام ربانی کی تقریب رونمائی میں تقسیم ہوئیں ان کی تفصیل اس

طرح سے ہے:

- 1۔ تعارف جہان امام ربانی از علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی
- 2۔ مکتوبات حضرت خواجہ محمد مہصوم بنام اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ از مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
- 3۔ دربار رسالت مآب ﷺ میں حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت مقالہ برائے امام ربانی کانفرنس مورخہ 2 اپریل 2004ء بروز جمعہ المبارک از جاوید اقبال مظہری
- 4۔ سراپائے امام ربانی از جاوید اقبال مظہری
- 5۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے سلاطین کی ارادت و عقیدت (ہندوستان، افغانستان، ترکی) از صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
- 6۔ خطبہ صدارت محفل تشکر بسلسلہ اجراء جہان امام ربانی مجدد الف ثانی 10 اپریل 2005ء رگون والا کیونٹی ہال کراچی سندھ از ڈاکٹر مفتی محمد مکرّم احمد نقشبندی خطیب جامع مسجد فتح پور انڈیا۔
- 7۔ آئینہ فاروق اعظم (امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی) محفل تشکر مورخہ 11 مارچ 2007ء

بروز اتوار از جاویدا قبال مظہری۔

۸۔ تعارف جہان امام ربانی، بتقریب محفل اظہار تشکر بسلسلہ تکمیل واجراء جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی 11 مارچ 2007ء پی، ای، سی، ایچ سوسائٹی کمیونٹی ہال کراچی سندھ از علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی

مفتی معظم صاحب کا ایڈریس اور ان مندرجہ بالا کتابوں کا سیٹ قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔

## حکیم محمد موسیٰ صاحب کی پانچویں جلد کا مسودہ تیار

10 مارچ 2008ء: پروفیسر خالد بشیر صاحب (گجرات) اور شیراز فیض بھٹی صاحب فتح گڑھ تشریف لائے۔ کافی دیر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں مصروف رہے۔ رات پروفیسر صاحب نے میرے گھر پر ہی قیام کیا اور بھٹی صاحب کسی کام سے واپس چلے گئے۔ آج جناب سید جمیل احمد رضوی صاحب نے ٹیلی فون پر بتایا کہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی فہرست ذخیرہ کتب کی پانچویں جلد کا مسودہ تیار ہو گیا ہے اور پنجاب یونیورسٹی نے اس کی چھپائی کی اجازت بھی دے دی ہے۔ اب اس کو جلد از جلد کمپوز کرانے کی ضرورت ہے، استاد محترم سید جمیل احمد رضوی صاحب کی خواہش کے مطابق میں نے اس کی کمپوزنگ کا ذمہ لے لیا، شاہ صاحب کے مشورے سے مکتبہ علم و عرفان کے لیٹر پیڈ پر کمپوزنگ، پروفنگ اور پیسٹنگ کی کوٹیشن بنا کر پنجاب یونیورسٹی کو ارسال کر دی۔ اس کتاب کے پہلے 30 عدد صفحات امام علی کی معرفت محترم شاہ صاحب سے منگوا کر عمر فاروق (دو گج ٹاؤن) کو کمپوزنگ کے لیے دے دیے۔

## ہم دھماکے اور میاں صاحب کی لاہور آمد

11 مارچ 2008ء: آج اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری نقشبندی مجددی کے عرس مبارک کا آخری دن تھا۔ ظہر کی نماز کے بعد دعا ہوئی شام کے بعد قبلہ میاں صاحب کا فون آیا آپ نے فرمایا صوفی سرور آیا تھا میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ تم ڈاکٹر مسعود صاحب کے منظور نظر ہو لہذا شر قپور شریف آنے سے پہلے تم اطلاع کیا کرو تا کہ اس کے مطابق انتظام کیا جائے۔ اس

کے بعد صبح میاں صاحب نے لاہور آنے کا بھی فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ آج ایف آئی اے کی بلڈنگ ریگل چوک، لاہور اور ماڈل ٹاؤن میں بم دھماکے ہوئے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں درجنوں افراد ہلاک و زخمی ہوئے ہیں جس کی وجہ سے مختلف جگہوں پر ریلیاں نکالی جا رہی ہیں بہتر ہے آپ ایک دور وزلاہور تشریف نہ لائیں۔

## بشیر احمد صدیقی صاحب کو ڈاکٹر مسعود کا خط لندن فیکس

16 مارچ 2008ء آج آپ سوا پانچ بجے شام روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف

لائے۔ اشفاق پٹواری، عابد علی اور ناظم میاں صاحب کے ہمراہ تھے۔ اشفاق پٹواری میاں صاحب کی گاڑی چلا رہا تھا۔ لال پل کے قریب شیعہ حضرات نے جلوس نکالا ہوا تھا اس وجہ سے میاں صاحب راستہ بدل کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر پہنچے۔ دفتر میں اس وقت عاصم لطیف، عامر لطیف، محمد حنیف (بھائی محمد رفیق شاہد) محمود سعید اور محمد نذیر موجود تھے۔ میاں صاحب نے صوفی سرور صاحب کے حوالے سے ڈاکٹر مسعود صاحب کا ایک خط مجھے دیا۔ آپ نے اس خط کو چھاپنے کے بارے میں فرمایا، میں نے خط دیکھ کر عرض کیا اس کو پہلے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور قاضی ظہور احمد اختر صاحب کو دکھالیں۔ آپ نے میری بات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا اس خط کو مانچسٹر ڈاکٹر صاحب کو فیکس کر دو۔ اگلے روز اس خط کو ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی خدمت میں فیکس کر دیا۔ میاں صاحب سے روزنامہ شیر ربانی کے حوالے سے دعا کی درخواست کی، آپ نے پوچھا اخبار کی ترسیل کا بندوبست کیا ہے۔ میں نے عرض کیا لاہور میں ایک ایجنٹ مقرر کر رہے ہیں جس کی بدولت ہا کر لاہور کے سٹالوں پر اخبار پہنچائیں گے، اور لاہور سے باہر ایجنٹ درکار ہیں۔ آپ نے فرمایا بعض ایجنٹ حضرات اخبار مالکان کو ایڈوانس رقم بھی دیتے ہیں میں نے اس سلسلہ میں دعا کی درخواست کی، بہر حال روزنامہ شیر ربانی کا پروجیکٹ آپ کی دعاؤں سے پایہ تکمیل تک پہنچ رہا تھا۔

## میاں صاحب نے مضامین منور حسین صاحب کو پہنچائے

19 مارچ 2008ء: دو دن قبل آپ سرگودھا اور خوشاب چلے گئے تھے آج واپس لاہور

بیت النور آگئے شیراز بھٹی سے ملاقات کرنے کے بعد روزنامہ شیرربانی کے دفتر آگئے۔ شیرربانی ڈائجسٹ کے متعلق پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ مضامین تیار ہیں بس تھوڑی دیر تک پروفیسر منور حسین صاحب کے پاس دے آؤں گا۔ مگر میاں صاحب شیرربانی ڈائجسٹ کے متعلق تیار شدہ مضمون خود پروفیسر منور حسین صاحب کے پاس لے کر چلے گئے۔ اگلے روز آپ عصر کی نماز کے بعد روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لائے، غلام رسول (بیت النور ہوٹل) اور عابد علی ہمراہ تھے۔ آپ نے صوفی سرور صاحب کے حوالے سے ایک اور مضمون ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کو فیکس کرنے کے بارے میں فرمایا۔ کافی لوگ آپ سے ملاقات کرنے کے لیے شیرربانی دفتر آجاتے۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ واپس بیت النور تشریف لے گئے، ہفتہ میں دو تین مرتبہ آپ روزنامہ شیرربانی کے دفتر ضرور تشریف لاتے۔

## شیخ محمد گل صاحب کی میاں صاحب سے ملاقات

26 مارچ 2008ء: آج رات دس بجے پیر حضرت شیخ گل صاحب اپنے صاحبزادہ صاحب (جو حالیہ سینئر بنے تھے) کے ہمراہ میاں صاحب سے ملاقات کے لیے بیت النور تشریف لائے۔ اس ملاقات میں حاجی شیخ محمد ارشد صاحب (پشاور) نے اہم کردار ادا کیا۔ اس ملاقات میں شیخ گل صاحب نے اہل سنت و جماعت کے حوالے سے مزید کام کرنے کے متعلق فرمایا۔ انہوں نے میاں صاحب سے کہا اس ضمن میں جو ڈیوٹی ہمارے ذمہ لگائیں گے ہم ان شاء اللہ اس کو بڑے احسن طریقے سے انجام دیں گے۔ اس ملاقات میں میاں صاحب کے ساتھ حاجی شیخ محمد ارشد صاحب، پروفیسر علیم تفضل صاحب، شیراز فیض بھٹی صاحب، عطاء اللہ اور عابد علی تھے۔

## کرول باغ کا مزار اور انگریز حکومت

14 جون 2008ء: آج چھ بجے کے قریب آپ روزنامہ شیرربانی کے دفتر آگئے، دفتر کے سامنے پارک میں ہی شامیانے کے نیچے نماز عصر ادا کی۔ کافی لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز عصر ادا کی۔ آپ روزنامہ شیرربانی کے دفتر آنے سے قبل ٹیلی فون پر اطلاع کر دیتے، روزنامہ شیرربانی کا دفتر بیسمنٹ میں تھا اور آپ کے لیے نیچے آنا مشکل ہوتا اس لیے بابا نذیر احمد

(تاجپورہ)، بابا امانت علی نقشبندی، بابا نیامت علی نقشبندی، محمد طارق نقشبندی، محمد جاوید نقشبندی، حافظ محمد شہباز نقشبندی، صوفی محمد اشفاق نقشبندی اور عمر فاروق (چوگی دوگچ) باہر پارک میں ہی فوری طور سے شامیانہ لگا دیتے۔ گرمی اور سردی کے موسم میں بھی آپ شامیانے کے سایے تلے ضرور بیٹھتے، کچھ عرصہ بعد گراؤنڈ فلور پر آپ کے لیے ایک دفتر وقف کر دیا گیا۔ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر سے فارغ ہو کر آپ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ ڈائجسٹ کی تیاری کے دوران پروفیسر صاحب نے ایک واقعہ سنایا کہ میں پاکستان بننے سے قبل کرول باغ، دہلی، انڈیا گیا وہاں چوک میں ایک دربار تھا۔ انگریزوں نے اس دربار شریف کو گرانے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ دربار شریف آج بھی اس چوک میں موجود ہے۔

## میاں صاحب کی صاحبزادہ مسرور صاحب سے تعزیت

28 جون 2008ء: چند دن قبل ڈاکٹر مسعود صاحب اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے تھے، ان کی یاد میں 29 جون کو سماع ہال داتا دربار لاہور میں بسلسلہ چہلم (مسعود ملت کانفرنس) ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں صاحبزادہ مسرور احمد صاحب کراچی سے لاہور تشریف لائے تھے۔ 29 جون کی صبح میاں صاحب ان سے تعزیت کے لیے ڈاکٹر شیر محمد صاحب کے گھر (موہنی روڑ) تشریف لے گئے۔ آپ نے صاحبزادہ ابو مسرور صاحب سے ان کے والد گرامی کی رحلت پر تعزیت فرمائی، صاحبزادہ صاحب کے پاس کچھ دیر رکنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف چلے گئے۔

## میاں صاحب کی صاحبزادہ مسرور صاحب سے ملاقات

30 جون 2008ء: اس روز قبلہ میاں صاحب نے صاحبزادہ محمد مسرور صاحب سے دوبارہ ملاقات کی اس ملاقات میں لاہور سے محمد یسین، محمد یونس، محمد الیاس، شیراز بھٹی، پروفیسر علیم تفضل اور کراچی سے محمد شعیب، سید محمد منصور، محمد علی سومرو، ڈاکٹر شیر محمد، جاوید اقبال مظہری، محمود علی صاحب نے شرکت کی، ڈاکٹر مسعود ملت کی علمی کاوشوں پر کافی دیر علمی گفتگو کے بعد مجلس برخاست ہو گئی۔

## مصافحہ نہ کرنے والے بھی فیض حاصل کرتے ہیں

12 جولائی 2008: آج آپ شام پونے سات بجے روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لائے۔ کافی لوگ آپ کی زیارت کو آئے ہوئے تھے۔ بعض لوگ آپ سے مصافحہ کرنے کی کوشش کرتے مگر آپ ان کو منع فرمادیتے۔ آپ نے فرمایا سلسلہ نقشبندیہ کے بڑے پائے کے بزرگ حضرت شیخ ابوالحسن فاروقی سرہندی کسی بھی شخص سے مصافحہ نہ کرتے تھے تو کیا ان کے ملنے والوں کو فیض نہیں ہوتا تھا۔ یہاں بھی کئی لوگ بڑی محبت سے ملتے ہیں ہاتھ چھوڑتے ہی نہیں۔ میاں صاحب کافی دیر ٹھہرنے کے بعد اپنے ٹیسٹ کرانے زینت لیبارٹری چلے گئے۔

## جمیل اطہر کی میاں صاحب کو صوفی سرور کے لیے سفارش

24 جولائی 2008: آج آپ روزنامہ شیرربانی کے دفتر صبح گیارہ بجے تشریف لائے بابا ظفر (باورچی) اور ایک مدرسے کا طالب علم آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا جمیل اطہر صاحب (چیف ایڈیٹر روزنامہ جرات، تجارت) نے سرور کے حوالے سے سفارش کی ہے اور وہ اس سلسلہ میں ملنا چاہتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ اپنے طور سے ملاقات کرانا چاہتے ہیں یا سرور کے کہنے پر۔ انہوں نے جواب دیا نہیں میں اپنے طور سے کوشش کر رہا ہوں اس پر میں (میاں صاحب) نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ قاری مشتاق صاحب نے بھی سرور صاحب کے حوالے سے قبلہ میاں صاحب کو ایک خط لکھا تھا اس وجہ سے بھی میاں صاحب پریشان تھے۔

## واپڈا کی ہٹ دھرمی اور میاں صاحب کی نظر فیض

میں نے میاں صاحب سے عرض کیا حضور واپڈا والے تک کر رہے ہیں میرا واپڈا کا میٹر آیا ہوا ہے اور میں جس لائن پر ان سے کہتا ہوں وہ لگانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ آپ نے دعاء فرمائی، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد (دو گچ ٹاؤن) کی معرفت کئی مرتبہ وحید گل صاحب (کوآرڈینیٹر پبلک آفیرز برائے اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف) کی سفارش کرائی، وقتی طور پر ایس ڈی او اور

ایکسین حضرات وحید گل صاحب کو کہہ دیتے جناب کام ہو جائے گا مگر بعد میں انکار کر دیتے۔ اس وجہ سے کافی ہفتوں سے یہ معاملہ التواء کا شکار تھا۔ میاں صاحب سے دعاء کرانے کے دو روز بعد واپڈا کا ایک ٹرک روزنامہ شیرربانی کے دفتر کے سامنے آکر رکا اور ٹرک سے بجلی کے پول اتار کر سڑک کے کنارے لگانے شروع کر دیے۔ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ صاحب نے ان کے افسر سے کہا جناب کیا ہمارے میٹر کی تار بھی لگا دیں گے انہوں نے کہا یہ کونسی بات ہے ہم پول لگائیں اس کے بعد آپ کے میٹر کو تار بھی لگا دیں گے۔ کیا آپ کے پاس بجلی کی تار موجود ہے؟ اس افسر نے سوال کیا، ڈاکٹر نے کہا جی ہمارے پاس دو سو میٹر تار موجود ہے۔ پول لگاتے ان کو تقریباً تین گھنٹے لگ گئے اس دوران ان کے لیے روزنامہ شیرربانی کے دفتر کھانے کا بندوبست کیا گیا، کھانا کھانے کے دوران وہ افسر کہنے لگا یہ اخبار شر قپور شریف والوں کا ہے۔ ڈاکٹر نے کہا جی ہاں، تھوڑی دیر سوچنے کے بعد وہ افسر کہنے لگا اگر میں بجلی کی سلور تاریں آپ کے دفتر کے سامنے والے پول پر ہی لگا دوں اس طرح سے آپ کی تار بھی بچ جائے گی اور کرنٹ بھی پورا آئے گا، ڈاکٹر صاحب نے پوچھا اس پر خرچہ کتنا آئے گا افسر نے جواب دیا میرے پاس تار بچ گئی ہے لہذا جنہوں نے تار ڈالنی ہے ان کی خدمت کر دیں یہی کافی ہے۔ جو کام ہفتوں میں نہیں ہو رہا تھا وہ کام میاں صاحب کی دعاؤں سے چند گھنٹوں میں ہو گیا حالانکہ روزنامہ شیرربانی دفتر سے کچھ ہی فاصلے پر واپڈا کا دفتر تھا۔ اس دفتر والے بڑے حیران ہیں کہ یہ مین سپلائی کس نے ڈالی اور میٹر کا کنکشن کس طرح سے ہو گیا۔

## الحمراء ہال میں مجدد الف ثانی کانفرنس

10 دسمبر 2008ء: الحمراء ہال میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت اور سرپرستی حضرت میاں جمیل احمد شر قپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیرربانی شر قپور شریف نے کی۔ تقریب کے مہمانان خصوصی حافظ القاری حضرت میاں محمد ابو بکر سجادہ نشین آستانہ عالیہ شر قپور شریف، صاحبزادہ میاں ولید احمد شر قپوری نقشبندی مجددی آستانہ عالیہ شر قپور شریف، حضرت سید میر طیب علی شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف جیسی جلیل القدر ہستیاں تھیں۔ کانفرنس کی نقابت ڈاکٹر عطاء المصطفیٰ راٹھور نے کی۔ خصوصی خطاب ڈاکٹر اشرف آصف

جلالی نے کیا۔ محفل کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک کا شرف زینت القراء قاری سید مدثر حسین شاہ کو حاصل ہوا۔ اس کے بعد ہدیہ نعت پیش کیا اور تمام مقررین نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی۔ مہمانان خصوصی میں سے سب سے پہلے الحافظ القاری حضرت میاں محمد ابو بکر شرقپوری نے حیات حضرت مجدد الف ثانیؒ پر خطاب کیا۔ جناب اشرف آصف جلالی نے اپنے خصوصی خطاب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دین اسلام کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ وہ برائی کے مقابلے میں اچھائی کو بھی پیدا فرماتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے نمرود کو پیدا کیا تو حضرت ابراہیمؑ کو پیدا کیا اور فرعون کے مقابلے میں حضرت موسیٰؑ کو پیدا فرمایا۔ ابو جہل کے مقابلے میں حضرت محمد ﷺ کو پیدا فرمایا جو لوگ اللہ کے بندوں کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ وہ خود بخود نیک ہو جاتے ہیں۔ پہلے وقتوں میں ایک وقت میں کئی کئی نبی موجود ہوتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ تمام جہانوں کیلئے رحمت بن کر آئے۔ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے وارث ہیں۔ کیونکہ تبلیغ کا سلسلہ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ان کے بعد اولیاء کرام نے تبلیغ کی اور اولیائے کرام کی وجہ سے زندہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دنیا کی تجدیدی کی۔ انہوں نے تبلیغ کے علاوہ لوگوں کی تربیت بھی کی۔ کیونکہ اولیائے کرام لوگوں کی روحانی تربیت بھی کرتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دونوں فریضے سرانجام دیئے۔ یعنی تبلیغ بھی کی اور روحانی تربیت بھی کی۔ جب اکبر نے دین الہی بنایا تو اس نام نہاد دین الہی کے بت کو توڑنے کے لیے ایک مجاہد کی ضرورت تھی۔ وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ذات تھی جس نے اکبر کے نظریات کو بدل ڈالا۔ دین اکبر کو پارہ پارہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے وہ کام سرانجام دیا جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے کیا۔ اگر آج اسلام زندہ ہے تو وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مرہون منت ہے۔ آپ نے آفتی دور میں خلفائے راشدین کے زمانہ کو زندہ کر دیا۔ آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرح قید خانے میں بھی دین کی خدمت کی۔ انہوں نے جیل کے اندر اسلام کی تبلیغ کی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھی جیل میں ہزاروں کافروں کو مسلمان کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور مجدد الف ثانیؒ کے افکار پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نقیب محفل ڈاکٹر جمیل راٹھور نے کہا کہ میں صرف بابا جی سرکار پیر سید میر طیب علی شاہ



بخاری کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ شیخ احمد فاروقی سرہندی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دربار اکبر کے اندر اپنا سر نہیں جھکایا۔ اگرچہ آپ نے بے پناہ صعوبتیں برداشت کیں، لیکن بالآخر آپ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نعرہ حق بلند کیا اور دین اسلام کی خدمت کی۔ مجدد الف ثانیؒ یہ وہی عظیم شخصیت ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سینکڑوں برس پہلے فرمادیا تھا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو میرے دین کی تجدید کرے گا۔ حضرت باقی باللہ جو آپ کے پیرومرشد ہیں ان کے وسیلے سے مجدد الف ثانیؒ نے دینی الہی کی مخالفت کر کے اس کو پارہ پارہ کر دیا۔ آپ حضرت باقی باللہ کے آستانہ پر اڑھائی سال رہے۔ بعض ملاقاتوں کے بعد حضرت باقی باللہ نے آپ کو وہ سب کچھ عطا کر دیا جو ان کے پاس تھا۔ جب مجدد الف ثانیؒ کی تربیت مکمل ہوئی تو آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ حضرت باقی باللہ کا جب وصال ہوا تو حضرت مجدد الف ثانیؒ اس وقت لاہور میں تھے۔ اکبر بادشاہ ان پڑھ تھا اکبر بادشاہ کے لیے تعلیم کی کوشش کی گئی مگر وہ پڑھ نہ سکا۔ اکبر بادشاہ چاہتا تھا کہ سب مذاہب کے لوگ اکٹھے ہو جائیں اکبر بادشاہ نے ایک عمارت تعمیر کروائی اور علما کو اکٹھا کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ایک مذہب تیار کریں جو سب کے لئے قابل قبول ہو مگر وہ نشستوں پر بیٹھنے کے لیے آپس میں لڑنے لگے تو اکبر ان علماء کے رویے سے بیزار ہو گیا تو اس نے اپنے ایک عالم شیخ ناگوری سے کہا کہ ان علماء سے ہمیں نجات دلوائیں۔ اس نے کہا علوم شرعی میں اگر کسی میں اختلاف پایا جائے تو بادشاہ اس فتنہ کو دور کرے۔ اکبر امام عادل بن گیا اور اس نے تمام ادیان کی پیروی شروع کر دی اور اس نے تمام ادیان کو اکٹھا کر کے ایک دین بنایا۔ وہ کتے اور خنزیر کی روز زیارت کرتا تھا شراب پینا جائز قرار دیا اور عورتوں کو کٹوانا، عورتوں کو بے پردہ بازار میں نکلوانا گیا۔ آخر کار اکبر کا سیاہ دور ختم ہوا اور اس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا اور اس نے اکبر کے دین الہی کو جاری رکھا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ اس کی فوج کے بڑے افسر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مرید ہو رہے ہیں تو علمائے سوء نے آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ جہانگیر نے مجدد الف ثانیؒ کو اپنے دربار میں سجدہ کرنے کے لیے بلایا تو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اس پر علماء سونے آپ کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ بادشاہ وقت کو سجدہ کرنا جائز ہے، مگر آپ نے ان تمام نام نہاد مولویوں کے دلائل رد کر دیے اور سجدہ نہ کرنے پر آپ کو قلعہ گوالیار میں بند کر دیا گیا لیکن ایک سال کے بعد جہانگیر آپ کو آزاد کرنے پر

مجبور ہو گیا۔ آپ نے قلعہ کے اندر سینکڑوں قیدیوں کو مسلمان کیا۔ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ قلعہ کے اندر نماز پڑھی اور قلعہ کے اندر ایک عالی شان مسجد تیار کروائی۔ سواتین سال تک آپ جہانگیر کے لشکر کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد آپ سرہند واپس تشریف لائے 1034 ہجری میں آپ نے وفات پائی۔

جناب محمد منشاء تابلش قصوری صاحب نے بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی حیات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے افکار و ہرایا۔ اور حاضرین کو مجدد پاک کے مقام کے بارے میں بتایا کہ اگر مجدد پاک نہ ہوتے تو دین اسلام پر کوئی بھی صحیح گامزن نہ ہوتا اور آج ہم مسلمان بھی نہ ہوتے۔ انہوں نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص فرماتا ہے اور خواص میں حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی ہیں ہم اس طرح محسوس کریں کہ وہ آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں اور ہمیں سن رہے ہیں۔ مجدد الف ثانیؒ کا نام پوری دنیا میں ہے۔ میاں جمیل صاحب نے یوم مجدد الف ثانیؒ کو منانے کی تحریک کا آغاز کیا الحمد للہ اب پورے پاکستان میں یوم مجدد الف ثانیؒ زور شور سے منایا جاتا ہے بلکہ میاں صاحب مدینہ شریف میں بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا دن مناتے رہے۔

ان کے بعد نعت خواں تنویر خان صاحب نعت شریف اور عارفانہ کلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر پیش کیا۔

ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ کی شخصیت دنیائے اسلام میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے برصغیر (پاک و ہند) میں تجدید اسلام کا عظیم کارنامہ سرانجام فرمایا جس کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عہد مبارک میں سیالکوٹ کے ایک جلیل القدر عالم ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام ایک مکتوب میں آپ کو مجدد الف ثانیؒ کے لقب سے نوازا، پھر یہی لقب عوام و خواص میں اس قدر عام ہو گیا کہ آپ کے اصل نام نامی پر غالب آ گیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے زمانہ میں تصوف اور صوفیانہ نظریات کو بعض لوگوں کی طرف سے غلط انداز سے پیش کیا گیا تھا جس کا اظہار خود حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات شریف میں جا بجا کیا ہے، جو آپ کے لیے ایک تکلیف دہ عمل تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے مکتوبات

شریف کے ذریعے جو کہ آپ نے مختلف لوگوں کو تحریر فرمائے، تصوف کی اصل روح کو واضح کیا بالخصوص نظریہ وحدت الوجود کے مقابلے میں آپ نے نظریہ وحدت الشہود پیش کیا جس نے بہت سے علما مفکرین اور صوفیا میں انقلاب پیدا کیا اور ان کے اندر تصوف کی ایک نئی روح پھونکی۔

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ پر چند منٹ بڑی ٹھوس گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا امام ربانی مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی قدس سرہ وہ عظیم ہستی ہیں جنہوں نے علم و عرفان کے وہ چراغ روشن کیے ہیں جن کی ضیا پاشیاں اور تابانیاں قیامت تک آنے والے فرزند ان توحید اور سالکین راہ کو جاوہ مستقیم پر گامزن کرنے کیلئے سبل السلام (سلامتی کی راہوں) کو منور کرتی رہیں گی۔ امام ربانیؒ کے مکتوبات علم و عرفان اور معرفت خداوندی کا آئینہ اور حسین مرقع ہیں۔ تین دفتروں پر مشتمل، پانچ سو سے زیادہ مکتوبات میں سے ہر مکتوب کے بارے میں یہ کہنا بجا ہوگا۔

سب سے آخر میں صدر و سرپرست مجدد الف ثانی کانفرنس، بانی یوم مجدد حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے پر اثر خطاب میں فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جنوبی ایشیا میں خدا داد پاکستان اور ”دوقومی نظریہ“ کے بانی ہیں۔ آپ کی حیات مبارکہ ترویج شریعت دعوت و ارشاد، اعلائے کلمۃ الحق، نظریہ وحدت الوجود کے مقابلے میں ”وحدت الشہود“ کے احقاق، ہندو جارحیت کے سدباب، اکبر و جہانگیر کے ”دین الہی“ اور باطل نظریات کی بیخ کنی میں صرف ہوئی۔ آپ نے فرمایا آج اس محفل کا انعقاد عزیز ریاض صاحب نے کیا آج ان کے والد مرحوم کا سالانہ ختم بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز ریاض صاحب کے والد محترم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور محفل کے انعقاد پر اللہ تعالیٰ ان کو اجر و ثواب دے۔ محمد ریاض صاحب حضرت کرماں والے شریف کے بڑے محبت ہیں۔ میری حضرت کرماں والوں سے درخواست ہے کہ وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ اور شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کا دن منایا کریں۔ میلاد منانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جہاں حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر ہونے لگتا ہو اور درود و سلام ہو۔ ایک بزرگ رسول کریم ﷺ کا میلاد بڑی شان و شوکت سے منایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے حالات ٹھیک نہیں تھے اور وہ میلاد پر کوئی خاطر خواہ انتظام نہ کر سکے۔ انہوں نے کالے چنے پکا کر ان پر ختم پڑھ

کرو ہی تقسیم کر دیے۔ خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار ہوا تو آپ کالے چنے تناول فرما رہے تھے اور بزرگ سے فرما رہے تھے ہمیں تمہارے چنے بہت پسند آئے۔ مختصر یہ کہ آپ ﷺ کا میلاد دھوم دھام سے منانا چاہیے اور اگر کوئی اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی بساط کے مطابق یوم مجدد منانا چاہیے۔ محفل کے اختتام پر آپ نے دعا فرمائی اور تمام حاضرین محفل کیلئے کھانے کا وسیع بندوبست کیا گیا تھا۔ جو آنے والے مہمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

## نذیر حق صاحب نے روزنامہ شیر ربانی کو پسند کیا

15 اکتوبر 2008ء: قبلہ میاں صاحب آج صبح سات بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ انہوں نے جناب نذیر حق صاحب (ایڈیٹر روزنامہ پاکستان) کو لانے کو فرمایا۔ میں دروغہ والا سے گاڑی میں بٹھا کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ قبلہ میاں صاحب نے ان کو روزنامہ شیر ربانی اخبار دکھایا۔ نذیر حق صاحب اخبار دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا ہر علاقے میں نامہ نگاروں کی ٹیمیں تشکیل دیں اور انہیں فعال رکھیں۔ اس سے آپ کو خبریں اور اشتہارات بھی ملتے رہیں گے، اخبار دیکھ کر انہوں نے کہا ابھی اس کو دو ماہ ہوئے ہیں۔ یہ اس لحاظ سے بہت معیاری اخبار ہے ورنہ بڑے بڑے مشہور اخباروں کی تاریخ دیکھیں اور آج ان کا معیار دیکھیں تو زمین آسمان کا فرق ہے، بہر حال نذیر حق صاحب نے اس کو بہت پسند کیا اور فرمایا ہو سکتا ہے آنے والے وقت میں یہ اخبار بہت ترقی کرے۔

## کیا اخبار کے لیے تمہارے پاس دو کروڑ ہیں

چند سال قبل ابھی میں نے اخبار کے لیے ڈیکلریشن کے درخواست نہیں دی تھی میں مشورہ کرنے کے لیے روزنامہ پاکستان کے دفتر جناب نذیر حق سے ملنے آیا۔ میں نے ان سے کہا میں ایک روزنامہ اخبار شائع کرنا چاہتا ہوں اس سلسلہ میں مجھے مشورہ دیں۔ انہوں نے کہا تمہارے پاس دو کروڑ روپے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ نذیر حق صاحب نے کہا۔ پھر میرا وقت ضائع نہ کرو مجھے ابھی بہت کام کرنا ہے، میں نے کچھ دیر بعد باتوں باتوں میں پھر پوچھا حضور میں واقعی روزنامہ اخبار شائع کرنا چاہتا ہوں۔ نذیر حق صاحب نے کہا میں نے واقعی تم سے پوچھا ہے

کہ تمہارے پاس دو کروڑ روپے ہیں۔ میں نے پھر عرض کیا میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔ نذیر حق صاحب نے کہا بیٹا پھر تم اخبار شائع نہیں کر سکتے۔ میں نذیر حق صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد سیدھا سیکرٹریٹ چلا گیا۔ پریس لابرانچ میں جا کر ہاتھ سے لکھ کر روزنامہ ”شیر ربانی“ اخبار کے لیے درخواست دی، ایک افسر نے کہا تم اپنی درخواست میں کم از کم دس نام ضرور لکھو تاکہ اگر ایک نام سلیکٹ نہیں ہوتا تو پھر دوسرا چیک کر لیں گے۔ میں نے کہا مجھے یہی نام رکھنا ہے اس کے علاوہ مجھے اور کوئی نام نہیں رکھنا۔ بہر حال ہلکی سی بحث کے بعد انہوں نے میری درخواست درج کر لی دو ماہ بعد مجھے لیٹر آ گیا اور مجھے روزنامہ شیر ربانی کے نام سے اخبار شائع کرنے کی اجازت مل گئی۔ ابھی مجھے ڈیکلریشن لیٹر نہیں ملا تھا کہ ڈی سی او آفس سے ایک اعتراض آ گیا کہ شیر ربانی ڈائجسٹ کے نام سے ایک رسالہ باقاعدہ شائع ہو رہا ہے لہذا روزنامہ شیر ربانی کے نام سے ڈیکلریشن جاری نہیں ہو سکتا۔ میں نے دوبارہ ڈی سی او آفس درخواست دی کہ شیر ربانی ڈائجسٹ کا ڈیکلریشن بھی میرے نام سے ہے لہذا کوئی دوسرا شخص اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ کچھ عرصہ بعد میاں صاحب کی دعاؤں سے انہوں نے روزنامہ شیر ربانی کا ڈیکلریشن بھی مجھے جاری کر دیا۔ ڈیکلریشن ملنے کے بعد میں نے بیسمنٹ (کینال بنک) میں اخبار کی تیاری شروع کی، شروع شروع میں میرے پاس کمپیوٹر موجود نہ تھے صرف خالی (Key Board) پر لڑکوں کو کمپوزنگ کی مشق کروانا کچھ عرصہ بعد دو کمپیوٹر انسٹال کیے، ہر لڑکے کو ایک ایک گھنٹہ کمپیوٹر پر مشق کروانا۔ جوں جوں لڑکے کمپوزنگ میں ماہر ہوتے گئے ان کو پیج میکنگ اور کورل ڈراما میں لیڈ ”ہالو“ تیار کرنے کی مشق کروانا۔ تقریباً ڈیڑھ سال اسی طرح گذر گئے ہم اب روزانہ اخبار تیار کرتے رات کو اس کا پرنٹ نکالتے صبح تمام اخبار کی سرخیاں چیک کرتے اور اپنی غلطیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے، لڑکوں کو اخبار کی مشق کرانے میں چوہدری محمد عاصم نے بڑی محنت کی۔ اس وقت وہ روزنامہ ایکسپریس میں بطور پیج میکر کام کرتے تھے۔ اب اخبار کے دفتر میں چھ کے قریب کمپیوٹر موجود تھے جس سے باسانی آٹھ صفحات پر مشتمل اخبار تیار ہو جاتا تھا۔

## دو سال بعد شرقپور شریف حاضر ہوا

18 اکتوبر 2008ء: آج شرقپور شریف میں حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ

شرقی پوری کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد اپنی گاڑی پر چند ایک دوستوں کو اور پانچ ہزار اخبار ساتھ لے کر صبح ساڑھے چھ بجے شرقی پور شریف روانہ ہو گئے۔ عمر فاروق، محمد روحیل اور محمد اعجاز کو شیراز بھٹی صاحب کے دفتر ایک ہزار اخبار دے کر بھیج دیا جو انہوں نے شرقی پور شریف جانے سے قبل لاہور کے مختلف اور مشہور دفتروں میں پھینک دیا۔ جناب بابر ضمیر صاحب کو (دوست ڈاکٹر غلام مصطفیٰ ساجد) عرس شریف سے ایک روز قبل شرقی پور شریف روانہ کر دیا جہاں وہ دو دروازے آنے والے زائرین کو اخبار دکھاتے اور ان کو اخبار خریدنے کے حوالے سے ترغیب دیتے۔ محمد اکرام (بلا) عرس شریف کے دن بابا حیات صاحب کی گاڑی لے کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آگئے، رانا ندیم شہزاد کے والد میاں غلام رسول صاحب، رانا محسن علی، محمد مظہر منیر، محمد بلال اور یہ خادم محمد اکرام کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر شرقی پور شریف عرس شریف میں شرکت کے لیے چلے گئے۔ میں جب میاں صاحب کی خدمت میں پہنچا تو میاں صاحب کی خدمت میں اس وقت حاجی اشرف بھائی اور قادر بھائی بیٹھے ہوئے تھے۔ میاں صاحب نے حاجی اشرف بھائی کو اخبار دکھایا اور اس میں تعاون کرنے کے بارے میں بھی فرمایا۔ کمر میں تکلیف کی وجہ سے میں تقریباً دو سال بعد عرس شریف میں شرکت کے لیے آیا تھا۔ سارا دن حضرت صاحب کی خدمت میں رہا، دعاء سے قبل قبلہ میاں صاحب سے اجازت لے کر واپس روزنامہ شیر ربانی دفتر آ کر اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ روزنامہ شیر ربانی اخبار کی ٹیم کے تمام لوگ نہایت مخلص، عقیدت مند اور باحوصلہ تھے کوئی بھی کارکن میرے لیے کام نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ جانتا تھا اس کا اجر اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کے صدقے میں ہمیں ضرور ملے گا، بہر حال ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد اور محمد اعجاز کی کاوشیں قابل ستائش رہیں۔ انہوں نے کئی کئی دن اپنے گھر سے دور رہ کر روزنامہ شیر ربانی کی ترقی کے لیے اپنی خدمات سرانجام دیں اور شیر ربانی اخبار کو مالی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے ہر ممکن تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

## صبح پانچ بجے میاں صاحب کی اخبار کے دفتر آمد

20 اکتوبر 2008ء: قبلہ میاں صاحب حسن ڈرائیور کے ہمراہ صبح ساڑھے پانچ بجے

روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لائے۔ گاڑی سے اترے بغیر چند ایک باتیں کرنے کے بعد واپس روانہ ہو گئے۔ آپ نے آج کا اخبار بھی پوچھا۔ میں نے عرض کیا ابھی ہا کر دے کر نہیں گیا، بس آنے والا ہے مگر آپ اخبار کے آنے سے قبل ہی واپس چلے گئے۔

## میاں شیر محمد شرچپوری کے عرس پر اخبار کا کلرایڈیشن شائع

21 اکتوبر 2008ء: روزنامہ شیرربانی اخبار دو ماہ سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا تھا،

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری نقشبندی مجددی کے عرس شریف پر آٹھ صفحات پر مشتمل کلرایڈیشن شائع کیا گیا تھا جس کو عوام نے بہت پسند کیا تھا، اس کے اشتہارات کی مارکیٹنگ کے لیے جناب عامر لطیف صاحب، رانا ندیم شہزاد، شہزاد گیلانی و دیگر افراد پر مشتمل ایک ٹیم تھی جنہوں نے اشتہارات کے لیے مارکیٹنگ کرنا تھی اور اخبار کے اخراجات کو پورا کرنا تھا مگر روزنامہ شیرربانی کے شروع ہونے سے پہلے ہی روزنامہ شیرربانی ان کی ڈیمانڈ پر پورا نہ اتر سکا اور ان سے کسی قسم کا معاہدہ نہ ہوا۔ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد (دوبچ چونگی) نے اس وقت مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپے (1,50,000) روزنامہ شیرربانی اخبار میں انوسٹ کیے۔ طے پایا کہ لاہور میں اخبار کی فروخت ہونے والی آمدن میں ان کا 40% کا شیئر ہوگا، عرس شریف کے موقع پر جب اخبار کو تقسیم کیا گیا، اہل حلقہ نے اس کو بہت پسند کیا۔ میاں صاحب کی دعاؤں سے لاہور سے باہر بھی نمائندوں نے اخبار خریدنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ عرس شریف کے موقع پر قبلہ میاں صاحب نے بھی اپنی تقریر میں روزنامہ شیرربانی اخبار کا تعارف کرایا اور فرمایا جو لوگ اخبار پڑھتے ہیں وہ روزنامہ شیرربانی کو ترجیح دیں۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچپوری کے عرس شریف کے بعد قبلہ میاں صاحب ہفتہ میں کم از کم دو دن ضرور روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لاتے۔ اس کی ترقی کے لیے کوشش بھی کرتے۔ روزنامہ شیرربانی روزانہ مساوات اخبار کے دفتر سے شائع ہو رہا تھا اس کی تیاری کینال بینک نزد فتح گڑھ مغلوپورہ میں اپنی بیسمنٹ میں ہو رہی تھی۔ قبلہ میاں صاحب بعض اوقات بیسمنٹ میں تشریف لاتے آپ کو وہیل چیئر میں بٹھا کر سیڑھیوں سے نیچے اتار لیتے اور ایسے ہی اوپر لے جاتے۔ تقریباً ایک ماہ بعد ڈاکٹر محمد مصطفیٰ صاحب کی انوسٹ کی ہوئی مبلغ ڈیڑھ لاکھ کی رقم ختم ہونے کے قریب تھی مارکیٹنگ کی ٹیم ابھی تک نہیں بن سکی تھی، ایک روز قبلہ میاں

صاحب روزنامہ شیرربانی اخبار کے دفتر میں تشریف لائے۔ میں نے آپ سے عرض کیا حضور مارکیٹنگ کے لیے جو لوگ کام کرنے کے لیے تیار تھے ان کی ڈیمانڈ تھی کہ وہ 60% پر کام کریں گے اور ایک سو روپے میں اگر ساٹھ روپے وہ لے جائیں گے تو ادارہ کیسے چلے گا۔ اس پر قبلہ میاں صاحب نے فرمایا تمہارا اخبار چھپ رہا ہے تمہیں فکر نہیں کرنی چاہیے جو جاتا ہے اس کو جانے دو۔ آپ کی اس بات سے مجھے بہت حوصلہ ملا۔ چند روز بعد قاضی محمد نور اللہ (پھلرون) روزنامہ شیرربانی کے دفتر آئے اس روز قبلہ میاں صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے قاضی محمد نور اللہ سے فرمایا روزنامہ شیرربانی اخبار کس طرح شائع ہو رہا ہے یہ اعلیٰ حضرت میاں شیرمحمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ جانتے ہیں یا میں (قبلہ میاں صاحب) جانتا ہوں۔ پہلے دو ماہ روزنامہ شیرربانی اخبار کی تیاری میں فیاض احمد سیٹھی (گجرات)، شیراز فیض بھٹی، شیخ ذوالقرنین صاحب اور ان کے بھائی شیخ محمد انوار صاحب اور محمد اکرام (جلیانہ) نے بہت مالی تعاون کیا۔ اس اخبار کی تیاری میں جو عملہ کام کر رہا تھا ان میں عمر فاروق، رانا محسن، محمد مظہر، محمد بلال، حافظ ظہیر اور روہیل احمد شامل تھے۔ ایک روز قبلہ میاں صاحب کا فون آیا مجھے شرقپور شریف آنے کو فرمایا۔ میں ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد کے ہمراہ قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

## جمیل اطہر صاحب کے میاں صاحب کو مشورے

آپ نے فرمایا دو روز قبل میری ملاقات جناب جمیل اطہر صاحب (چیف ایڈیٹر روزنامہ جرات، تجارت) سے ہوئی۔ میں نے ان کو روزنامہ شیرربانی اخبار دکھایا انہوں نے اس کو پسند کیا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کوئی بڑا کام لینا ہے جو روزنامہ شیرربانی کی باقاعدہ اشاعت شروع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اخبار کے حوالے سے چند ایک اعتراض بھی لگائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں اعلیٰ حضرت شیرربانی کا عکس ضرور نظر آنا چاہیے، دوسرا اس میں تصاویر شائع نہیں ہونی چاہیے، اخبار میں مسلسل ایک اشتہار شائع ہو رہا تھا کہ جو حضرات روزانہ اخبار کا مطالعہ کرتے ہیں اور وہ آستانہ عالیہ شیرربانی سے منسلک ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ روزنامہ شیرربانی اخبار خریدیں اور اگر ہا کر شیرربانی اخبار کی جگہ دوسرا اخبار پھینک جائے تو آپ اس کی قیمت ادا نہ کریں، اس اشتہار پر بھی جناب جمیل اطہر صاحب نے



اعتراض کیا اور اس کو نہ چھاپنے کا مشورہ دیا، خیر قبلہ میاں صاحب سے جمیل اطہر صاحب کی ملاقات کے بارے میں تمام باتیں سننے کے بعد میں نے عرض کیا ہمارا مقصد آستانہ عالیہ شیر ربانی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان ایک مضبوط نیٹ ورک کا قیام ہے۔ اس کے لیے ہمیں اخبار میں توازن قائم رکھنا ہوگا بہر حال قبلہ میاں صاحب میری بات سن کر خاموش رہے اور اس کے بعد جمیل اطہر صاحب کے دیے ہوئے مشوروں کے بارے میں ذکر نہ کیا۔ قبلہ میاں صاحب نے چائے وغیرہ کالنگر شریف کھلانے کے بعد پوچھا اخبار کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا حضور 20 دن کا بجٹ موجود ہے۔ اس کے بعد بھی آپ کی دعاؤں سے یہ سلسلہ چلتا رہے گا، تھوڑی دیر بعد آپ سے اجازت لے کر ڈاکٹر محمد مصطفیٰ کے ہمراہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کے دربار اقدس پر حاضری دی اور پھر لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔

## میاں جلیل شر قپوری نے اپنی نگرانی میں ایڈیشن تیار کرایا

26 اکتوبر 2008ء: صاحبزادہ میاں جلیل احمد شر قپوری صاحب اپنے ایک سیاسی ایڈیشن کی تیاری کے سلسلہ میں میاں غلام رسول صاحب کے ہمراہ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ صبح ساڑھے دس بجے سے لے کر شام سات بجے تک آپ نے اپنی نگرانی میں ایڈیشن تیار کروایا۔ عصر کے وقت قبلہ میاں صاحب عطاء اللہ اور حسن ڈرائیور کے ہمراہ شیر ربانی دفتر تشریف لائے۔ آپ نے عصر کی نماز ادھر ہی ادا کی۔ نماز کے بعد جناب عزیز بٹ صاحب کا فون آیا انہوں نے قبلہ میاں صاحب سے اپنے بیٹے کے لیے دعا کے لیے درخواست کی۔ قبلہ میاں صاحب نے اخبار کی سرکولیشن کے بارے میں پوچھا کہ اس میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ میں نے عرض کیا اضافہ تو ہو رہا ہے مگر بجٹ کی کمی کی وجہ سے زیادہ چھاپنا مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں خدا کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں، یہاں بہت کچھ ہو جائے گا۔ تمام حضرات کو شر قپور شریف سے لایا ہوا لنگر شریف کھلایا۔ مغرب سے تھوڑی دیر پہلے واپس تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد میں صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کے ساتھ ایڈیشن کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ صاحبزادہ صاحب نے پوچھا اخبار کی کیا صورت حال ہے۔ میں نے عرض کیا بس میاں صاحب کی دعاؤں سے ہی چل رہا ہے۔ میں نے صاحبزادہ صاحب سے عرض کیا مجھے یاد ہے

جب میں پہلی مرتبہ نور اسلام کے دفتر آیا تو آپ نور اسلام کی تیاری میں مصروف رہتے اپنے ہاتھوں سے مضمونوں کی سلیکشن اور ٹائٹل ڈیزائن بنواتے۔ اس وقت میں ماہنامہ نور اسلام کے لفافوں پر ٹکٹیں لگایا کرتا تھا۔ آج قبلہ میاں صاحب نے مجھ جیسے نالائق سے اخبار شائع کروادیا ہے۔ میری بات سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور مجھے دعائیں بھی دیں۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرچوری صاحب گاہے بگاہے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لاتے۔ چند منٹ رکنے کے بعد واپس چلے جاتے، ایک دو مرتبہ میاں جلیل احمد شرچوری قبلہ میاں صاحب کو بھی روزنامہ شیر ربانی دفتر سے لینے کے لیے آئے۔

## میاں صاحب نے شیراز بھٹی کو دعائیں دیں

27 اکتوبر 2008ء: قبلہ میاں صاحب گیارہ بجے دن روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، عطاء اللہ، حسن ڈرائیور اور فدا حسین پلمبر (شرچور شریف) ہمراہ تھے۔ آپ نے فدا حسین کو مبلغ دس ہزار روپے (-/10000) دیے اور نیک نیتی سے کام کرنے کی تلقین کی، اخبار کے متعلق پوچھا تو میں نے عرض کیا شیراز فیض بھٹی صاحب نے بڑی کوشش کے بعد اخبار میں عدالتی اشتہارات کے لیے ہائیکورٹ سے اجازت لے لی ہے۔ قبلہ میاں صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بار بار فرماتے رہے، اللہ تعالیٰ بھٹی کو برکت دے یا یہ فرماتے اللہ تعالیٰ بھٹی کی خیر کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں شیراز فیض بھٹی صاحب اخبار کے لیے جتنی محنت کر رہے تھے وہ قابل دید تھی۔ قبلہ میاں صاحب نے صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرچوری صاحب کے بارے میں پوچھا کہ کیا میاں جلیل بحال ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کیا اگر عدالت میاں جلیل احمد صاحب کو بحال کر بھی دے تو کیا میاں صاحب اپنے دفتر کا قبضہ رحمت علی ڈوگر سے چھڑوا لیں گے کیونکہ اس نے اسلحہ کے زور پر دفتر پر قبضہ کیا تھا۔ اس پر قبلہ میاں صاحب نے فرمایا یہ تو بہت مشکل ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا مجھے بہت خوشی ہے کہ اخبار کا کام چل جائے۔ اخبار کے حوالے سے کافی دیر معلومات لیتے رہے۔ میاں صاحب تقریباً دو گھنٹے روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر ٹھہرنے کے بعد ماہنامہ نور اسلام کے دفتر کا شانہ شیر ربانی داتا صاحب جا کر ملتان شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## حاجی آصف کا ملتان میں اخبار کے لیے اہم کردار

28 اکتوبر 2008ء: صبح دس بجے آپ کا فون آیا آپ نے مجھے حاجی آصف صاحب سے فون پر بات کرنے کو فرمایا۔ حاجی آصف صاحب نے کہا میاں صاحب کی دعاؤں سے اخبار کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا یہ ABC ہو گیا ہے۔ میں نے کہا نہیں ابھی اس میں دو سے تین ماہ کا عرصہ لگ جائے گا، مگر عدالتی اشتہارات کی اجازت لاہور ہائی کورٹ نے دے دی ہے، میں نے مزید عرض کیا کہ عنقریب روزنامہ شیر ربانی کی ٹیم ملتان آئے گی جو آپ کے زیر نگرانی کام کرے گی۔ حاجی آصف صاحب نے کہا ملتان میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں جیسے میاں صاحب فرمائیں گے ویسے ہی ہوگا۔ ساڑھے دس بجے جناب پروفیسر منور حسین صاحب تشریف لے آئے، اس مرتبہ حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرقپوری کے عرس مبارک کی روداد کا انگریزی ترجمہ شیر ربانی ڈائجسٹ میں شائع ہو رہا تھا۔ پروفیسر صاحب نے اپنے سامنے اپنے تحریر کردہ مضمون کو کمپوز کروایا ادھر ہی غلطیاں لگاتے رہے، ساڑھے بارہ بجے کے قریب واپس چلے گئے کیونکہ انہوں نے اپنی پوتیوں کو کالج سے لینا تھا۔

## میاں صاحب کے فون پر بوگس کال

31 اکتوبر 2008ء: آج آپ حسن ڈرائیور کے ہمراہ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے فون آیا کہ آپ کا جاز (Jazz) کمپنی کی طرف سے انعام نکلا ہے اور دوبارہ اسی نمبر پر رابطہ کرنے کو کہہ کر فون بند کر دیا۔ میں نے آنے والی کالز کی فہرست میں اس نمبر کو دیکھا تو میاں صاحب سے عرض کیا حضور یہ فراڈ ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا آج میں نے روزنامہ شیر ربانی اخبار میاں سعید کو دکھایا اور کہا میں نے تو سرسری طور سے معروف کو جمیل اطہر صاحب کے پاس اخبار کا کام سیکھنے کو بھیجا تھا۔ یہ دیکھو اب اس نے اپنا اخبار نکال لیا ہے اور تم نے آج تک میرا کہنا نہیں مانا اگر تم آج بھی دو سال تک میرا کہنا مانو جیسا میں کہتا ہوں ایسا کرو بے شک اپنا کام بھی ساتھ رکھو لیکن میری اجازت کے ساتھ اور پھر دیکھو تم ترقی کرتے ہو یا کہ نہیں۔ کچھ دیر بعد آپ نے بابا امانت علی (چونگی دوگچ) کو بلایا اور فرمایا کہ

اشفاق پٹواری اور تمھارے درمیان کچھ لڑائی جھگڑا چل رہا ہے، لیکن ہم نے تو اشفاق پٹواری کو آگے کیا ہوا ہے۔ اگر تم نے کام کرنا ہے تو پٹواری کے ساتھ مل کر کام کرو۔ بابا امانت قبلہ میاں صاحب کی بات سن کر خاموش رہے۔ اس پر میں نے عرض کیا حضور اشفاق پٹواری کو بھی چاہیے کہ تمام کام کرنے والے لوگوں کو ساتھ لے کر چلے کیونکہ عرس شریف کے موقع پر انتظامات کو کنٹرول کرنا آسان نہیں۔ میری بات سن کر آپ نے فرمایا بہتر ہے تم اشفاق پٹواری سمیت ان تمام افراد کو شیر ربانی دفتر بلاؤ جو عرس شریف کے موقع پر انتظامات کو کنٹرول کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا بہتر حضور۔ چند منٹ رکنے کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔ دس منٹ بعد آپ کا فون آیا اور مجھے شفیق احمد شاہ صاحب (لاٹانی بک سیلز)، محمد امین صاحب (گھیمبر) اور محمد شریف صاحب (جنرل ڈیپارٹمنٹ) سے رابطہ کرنے کو فرمایا۔ میں نے ان تمام حضرات سے رابطہ کر کے انہیں میاں صاحب سے رابطہ کرنے کو کہا۔ تھوڑی دیر بعد قبلہ میاں صاحب نے فون پر فرمایا کہ تمام افراد سے رابطہ ہو گیا تھا۔

## اخبار کے دفتر میں انتظامی امور کے حوالے سے میٹنگ

03 نومبر 2008ء: قبلہ میاں صاحب کے حکم کے مطابق شرقپور شریف میں ہونے والے عرس شریف کی تمام انتظامیہ کو روزنامہ شیر ربانی کے دفتر بلایا۔ آج قبلہ میاں صاحب بھی تشریف لائے۔ شام چار بجے میٹنگ کا وقت رکھا گیا، میٹنگ شروع ہونے سے قبل قبلہ میاں صاحب تشریف لے گئے۔ بہر حال میٹنگ میں بابا حیات، ماسٹر احمد علی، جناب عزیز بٹ صاحب، یوسف بھٹی (آراہیاں)، محمد اشفاق پٹواری، بابا نذیر احمد، بابا امانت علی، بابا نیامت علی، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد، محمد منشاء عرف سوہنا، محبوب صاحب، حاجی عبدالرؤف و دیگر افراد نے شرکت کی۔ عرس شریف کے انتظامات کی بہتری کے لیے سب نے اپنے مشورے دیے اور ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا تاکہ عرس شریف کے دوران ہونے والی کوتاہیوں کو دور کیا جاسکے۔ تمام حضرات نے اشفاق پٹواری کو انتظامی امور کو بہتر کرنے کے لیے مختلف تجاویز دیں کیونکہ اشفاق صاحب ہی عرس شریف کے انتظامی امور میں پیش پیش ہوتے۔ اتنے بڑے انتظام میں کبھی کبھار کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ مگر تمام حضرات کی خواہش تھی کہ عرس شریف کے انتظام کو مثالی بنایا جاسکے۔

## روزنامہ شیرربانی روز بروز قرضوں کی دلدل میں

22 نومبر 2008ء: روزنامہ شیرربانی چھپ تو رہا تھا مگر مارکیٹنگ ٹیم نہ ہونے کی وجہ سے اشتہارات نہ ہونے کے برابر تھے جس کی وجہ سے ادارہ دن بدن مقروض ہوتا چلا جا رہا تھا، عرس شریف پر اعلانات کی وجہ سے اخبار کی مانگ میں اضافہ تو ہو رہا تھا مگر مانگ کے حساب سے اخبار کی تعداد شائع کرنا مشکل تھا، بہر حال میاں صاحب کی دعاؤں سے یہ سلسلہ چل رہا تھا۔

## بابانیا مت علی کی عقیدت

23 نومبر 2008ء: کمزوری کی وجہ سے مجھے ڈاکٹروں نے موٹر سائیکل چلانے سے منع کر دیا تھا۔ اخبار شروع کرنے سے پہلے مجھے پیسوں کی ضرورت تھی اس لیے میں نے اپنی موٹر سائیکل فروخت کر دی تھی، مگر جب اخبار کی اشاعت باقاعدہ شروع ہوئی تو مجھے موٹر سائیکل کی ضرورت پڑ گئی۔ فی الوقت اتنے پیسے نہیں تھے کہ ایک عدد موٹر سائیکل خریدی جاسکے۔ بابانیا مت علی صاحب (دو گچ چونگی) کو پتہ چلا تو انہوں نے اپنی موٹر سائیکل روزنامہ شیرربانی کے دفتر لاکھڑی کی کہ جب تک بندوبست نہیں ہوتا تب تک آپ اس کو استعمال کریں۔ ہم ڈیڑھ ماہ تک بابانیا مت علی صاحب کی موٹر سائیکل استعمال کرتے رہے۔ بابانیا مت علی صاحب کے بیٹے کی شادی چند روز قبل ہوئی تھی اس کو اپنی بیگم کے ساتھ باہر جانا پڑتا تو کرایہ کی موٹر سائیکل لے کر جاتا جس سے تمام گھر والے بابانیا مت علی صاحب کو باتیں کرتے۔ اپنے گھر والوں سے باتیں سننے کے بعد بھی بابانیا مت علی صاحب نے روزنامہ شیرربانی دفتر سے اپنی موٹر سائیکل نہ منگوائی، بلکہ انہوں نے ذکر تک نہ کیا کہ وہ موٹر سائیکل کی وجہ سے بہت پریشان ہیں اور دفتر آنا بھی بہت کم کر دیا۔ بابا امانت علی صاحب کی معرفت بابانیا مت علی صاحب کے گھر کے حالات سے آگاہی ہوئی، بابانیا مت علی صاحب کو اطلاع دی کہ آپ دفتر سے اپنی موٹر سائیکل لے جائیں۔ بابانیا مت علی صاحب دو دن بعد اپنی موٹر سائیکل واپس لے گئے۔ موٹر سائیکل نہ ہونے کی وجہ سے رات کو کاپی مساوات اخبار کے دفتر پہنچانے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، کبھی شیراز بھٹی صاحب اور کبھی مظہر منیر اور محمد بلال کاپی پہنچانے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ محمد صدیق

صاحب جن کا مانا نوالہ میں موٹر سائیکل کا شوروم تھا ہر روز ان کو 20 عدد اخبار بذریعہ ڈاک روانہ کیے جاتے تھے۔ ان سے قسطوں میں موٹر سائیکل مانگی تو انہوں نے کہا کہ پہلے دس ہزار روپے دے دیں اور باقی رقم آسان قسطوں پر ادا کر دیں ہمارے لیے بھی آسانی ہوگئی۔ اگلے روز بابر ضمیر مانووالہ چلے گئے اور دس ہزار روپے دے کر ایک عدد موٹر سائیکل (Toyo) روزنامہ شیرربانی کے دفتر لے آگئے اس طرح مساوات اخبار کے دفتر اخبار کی کاپی پہنچانے میں آسانی ہوگئی۔

## سیٹھی صاحب کی ساتھیوں سمیت اخبار کے دفتر آمد

مغرب کی نماز سے تھوڑی دیر پہلے جناب فیاض احمد سیٹھی، محمد شہزاد صاحب، بشیر صاحب، ایک حکیم صاحب، پروفیسر خالد بشیر صاحب، شیراز فیض بھٹی صاحب، ساجد بٹ صاحب، گل آٹھ افراد روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لائے۔ شیرربانی ڈائجسٹ میں اشتہارات کے لیے جناب فیاض احمد سیٹھی صاحب اور عنصر سیٹھی صاحب (قذافی صاحب) کافی محنت کرتے تھے، قذافی صاحب کی معرفت نوم کمپنیوں کے اشتہار مل جاتے تھے، اور اب روزنامہ شیرربانی کو ABC کروانے کے لیے سیٹھی صاحب بھرپور کوشش کر رہے تھے۔ خیر کافی دیر ڈائجسٹ اور اخبار کی ترقی کے لیے صلاح و مشورے ہوتے رہے۔ سیٹھی صاحب نے قبلہ میاں صاحب کی مرتب کردہ کتاب ”نماز“ شائع کی۔ اس کے تمام اخراجات اپنی جیب سے ادا کیے۔ اور اس کو بعد میں فری تقسیم کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد پروفیسر خالد بشیر اور شیراز بھٹی کے علاوہ باقی تمام افراد واپس گجرات روانہ ہو گئے۔ یاد رہے یہ تمام حضرات گجرات سے شر قیور شریف قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر روزنامہ شیرربانی کے دفتر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد آرائیاں سے محمد یوسف بھٹی اور محمد فرحان بھٹی روزنامہ شیرربانی کے دفتر آگئے۔ میں خالد بشیر صاحب کے ساتھ رات گئے شیرربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں مصروف رہا۔ اسی دوران قبلہ میاں صاحب کا بھی شر قیور شریف سے فون آیا آپ نے فیاض احمد سیٹھی اور ان کے ساتھ آنے والے دیگر ساتھیوں کے متعلق بھی پوچھا۔ میں نے عرض کیا حضور وہ شیرربانی دفتر آئے تھے اور تقریباً ایک گھنٹہ پہلے یہاں سے جا چکے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم نے ان کو شیرربانی اخبار کا دفتر دکھایا ہے میں نے عرض کیا جی حضور۔

## شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں پروفیسر خالد کا اہم رول

24 نومبر 2008ء: پروفیسر خالد بشیر صاحب اور شیراز فیض بھٹی صاحب صبح ناشتہ

کرنے کے بعد واپس روانہ ہو گئے، پروفیسر خالد بشیر صاحب وہ مضامین بھی ساتھ لے گئے جو پروفیسر منور صاحب نے پڑھے تھے اور ان کو شائع نہ کرنے کا حکم دیا تھا لہذا ان کی پروفنگ کے لیے پروفیسر صاحب نے ان مضامین کو ساتھ لے لیا۔ آجکل روزنامہ شیر ربانی کی کاپی اعجاز احمد اور محمد بلال چھوڑ کر آتے تھے۔ اس سے قبل محمد رفیق شاہد بھی چند روز اخبار کی کاپی مسادات کے دفتر چھوڑ کر آتا رہا۔

## کافی دنوں کے بعد میاں صاحب کی اخبار کے دفتر آمد

28 نومبر 2008ء: آج آپ کافی دنوں بعد صبح گیارہ بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر

تشریف لائے، آپ کے ساتھ بابا ظفر (باورچی) اور محمد خالد ڈرائیور تھے۔ میں نے آپ کی خدمت میں سید جمیل احمد رضوی صاحب کی مرتبہ کتاب ”حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے خطوط (متعلقہ ذخیرہ کتب و دیگر)“ پیش کی۔ کافی دیر آپ اس کتاب کا مطالعہ کرتے رہے، پھر آپ نے سعید صاحب کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کیا یہ فتح گڑھ کے قریب مہر فیاض کالونی کے رہائشی ہیں اکثر روزنامہ شیر ربانی اخبار کی پروف ریڈنگ کے لیے دفتر تشریف لے آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا ان سے پھر ملاقات ہوگی۔ ابھی آپ روانہ ہونے ہی والے تھے کہ گوجرانوالہ سے شیخ محمد حنیف صاحب اور علی پور چٹھہ سے جناب عظمت صاحب تشریف لے آئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کیسے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہم اخبار کے سلسلہ میں آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا تو پھر ٹھیک ہے معروف سے ملاقات کرو اور اس سے تعاون بھی کرنا۔ یہ فرما کر آپ گاڑی میں بیٹھ کر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## میاں صاحب کی چند افراد سے محنتا رہنے کی ہدایت

29 نومبر 2008ء: آج قبلہ میاں صاحب سہ پہر چار بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر

تشریف لائے۔ بابا ظفر اور خالد ڈرائیور ہمراہ تھے۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے روزنامہ شیرربانی کے دفتر صوفی بشیر (پراپرٹی ڈیلر، رائے ونڈ روڈ، لاہور) اپنے دوست محمد علی جو ملتان کے رہنے والے اور ان کا عقیدہ بھی شاید دیوبندی تھا بیٹھے ہوئے تھے۔ محمد علی صاحب اس وقت میاں محمد نواز شریف کے فارم پر رہتے تھے، وہ دونوں میاں صاحب سے بھی ملے۔ ان کے جانے کے بعد مجھے قبلہ میاں صاحب نے ان سے محتاط رہنے کو فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضور صوفی بشیر روزنامہ شیرربانی کا پریس کارڈ بنوانا چاہتا ہے۔ میں نے اس کو اشتہاروں کے لیے کہا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا لائے گا تو پھر ہے نا، تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمانے لگے تمہیں طریقہ آتا ہے میرے خیال سے تم تین سے چار ماہ اخبار نکال ہی لو گے۔ حالانکہ اخبار تو قبلہ میاں صاحب کی دعاؤں سے ہی نکل رہا تھا ورنہ میں کہاں اخبار نکال سکتا تھا۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ آج آپ نے خود بھی فرمایا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جناب عزیز بٹ صاحب تشریف لے آئے، کافی دیر دفتر شیرربانی میں میاں صاحب کے متعلق گفتگو ہوتی رہی، مغرب کی نماز کے بعد واپس چلے گئے۔

## ذخیرہ کتب کی تیسری جلد کی تیاری کا حکم

30 نومبر 2008ء: آج قبلہ میاں صاحب صبح آٹھ بجے روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لائے، شیراز فیض بھٹی، نذیر محمود صاحب، بابا ظفر اور خالد ڈرائیور ہمراہ تھے، آپ نے جناب نذیر حق صاحب کو لانے کو فرمایا، نذیر محمود، شیراز بھٹی اور یہ خادم نذیر حق صاحب کو لینے ان کے گھر داروغہ والا چلے گئے، گھر سے پیغام ملا کہ وہ ابھی ابھی دفتر چلے گئے ہیں۔ خیر ان کے بیٹے محمد مسعود صاحب کے سکول سے پتہ کیا تو نذیر حق صاحب ابھی سکول میں ہی تھے۔ ہم نے ان سے کہا میاں صاحب بلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا میں تو دفتر جا رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا آپ کو دفتر بھی چھوڑ دیں گے۔ جلد ہی ہم ان کو ساتھ لے کر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چائے کا لنگر شریف پلانے کے بعد میاں صاحب نے ان کو روزنامہ شیرربانی اخبار دکھایا۔ انہوں نے بڑے اطمینان سے اخبار دیکھا اور فرمایا پرچہ پہلے سے بہتر ہو گیا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا میں نے معروف کو بتا دیا ہے کہ دعاء تمہارے ساتھ ہے مگر دواء میرے پاس نہیں ہے۔ میاں



صاحب کے حکم کے مطابق نذیر محمود صاحب اور شیراز بھٹی صاحب نذیر حق صاحب کو چھوڑنے ان کے دفتر چلے گئے، میں میاں صاحب کے پاس ہی رہا۔ میاں صاحب نے فرمایا موبائل تنگ کرتا ہے اس میں واٹس ایپ نہیں لگا ہوا۔ میاں صاحب کے دائیں کان کی سماعت کمزور ہو گئی تھی اس لیے بعض اوقات موبائل کی گھنٹی کی آواز کا میاں صاحب کو پتہ نہیں چلتا تھا۔ میں نے عرض کیا واٹس ایپ آپ کی صحت کے مضر ہے، اگر فون کی گھنٹی کا بعض اوقات پتا نہیں چلتا تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اگر موبائل نہ بھی ہو میرا تب بھی گزارا ہو سکتا ہے۔ پھر میاں صاحب نے فہرست ذخیرہ کتب کی تیسری جلد کی تیاری کے بارے میں پوچھا۔ میں نے عرض کیا حضور کچھ کتابیں پنجاب یونیورسٹی جا چکی ہیں اگر ایک ہزار کے قریب کتابیں جمع ہو جائیں تو تیسری جلد کی تیاری شروع کی جاسکتی ہے۔ کتابوں کے اکٹھا کرنے میں شیراز بھٹی اور سعید صدیقی صاحب بھی اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی پانچویں جلد تیار ہو چکی ہے، ابھی چوہدری حنیف صاحب پنجاب یونیورسٹی لاہور میں موجود ہیں۔ ہماری کافی مشکلات حل ہو سکتی ہیں، اگر نئی کتابیں خرید کر ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی میں جمع کروانی پڑیں تو کر دینی چاہئیں۔ تھوڑی دیر بعد نذیر محمود صاحب اور شیراز بھٹی صاحب نذیر حق صاحب کو روزنامہ پاکستان کے دفتر چھوڑ کر واپس آ گئے۔ دس بجے کے قریب میاں صاحب واپس شرقیہ شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## ڈاکٹر اظہر کی میاں صاحب سے ملاقات

24 جنوری 2009ء: آج صبح اعجاز احمد اور محمد مقصود (فتح گڑھ) کے ساتھ میاں صاحب کی خدمت میں جناب حبیب اللہ بھٹی صاحب کے گھر چلا گیا، کمانڈر محمد ظفر صاحب تین روز سے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ اعجاز احمد کو پودنتر (موہنی روڈ) سے اخبار کی کاپیاں لینے کے لیے بھیج دیا۔ آج قبلہ میاں صاحب نے ڈاکٹر کرنل محمد اظہر صاحب اور ان کی اہلیہ کو پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آنے کا فرمایا ہوا تھا۔ ڈاکٹر اظہر صاحب نے انگریزی میں پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی اور آجکل ڈی ایچ اے فیز ۷ میں رہائش پذیر تھے۔ وہ پروفیسر خالد بشیر صاحب کی معرفت میاں صاحب کے بیعت ہوئے۔ میاں صاحب نے ان کو پروفیسر منور صاحب کے گھر

ہی ملاقات کا پروگرام بنایا تھا۔ لہذا ساڑھے گیارہ بجے قبلہ میاں صاحب پروفیسر منور صاحب گھر کی طرف روانہ ہوئے، کمانڈر ظفر صاحب نے گاڑی چلائی، دوپہر بارہ بجے تک ہم سب میاں صاحب کے ساتھ پروفیسر صاحب کے گھر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد شیراز بھٹی صاحب محمد ارشاد کے ہمراہ حاجی انعام اللہ (ساندہ) سے کھانا لے کر پروفیسر صاحب کے گھر آگئے، جو میاں صاحب نے تمام حضرات کے لیے بنوایا تھا۔ ایک بجے کے قریب پروفیسر علیم تفضل صاحب بھی آگئے۔ ڈیڑھ بجے ڈاکٹر کرنل محمد اظہر صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ پروفیسر منور صاحب کے گھر آگئے۔ ان کے آنے سے قبل میاں صاحب نے نماز ظہر ادا کی جماعت اس خادم نے کرائی۔ ڈاکٹر اظہر صاحب کی بیگم پروفیسر منور صاحب کی بیگم کے پاس چلی گئیں۔ پہلے کرنل اظہر صاحب نے اپنا تعارف کرایا، انہوں نے کہا میں نے پی ایچ ڈی اسلام آباد سے علی یونیورسٹی سے کیا اور آرمی میں کرنل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہو چکا ہوں۔ اس وقت گوجرانوالہ میں ایک پرائیویٹ گفٹ یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں۔ پروفیسر منور حسین صاحب نے کہا میں گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ سے پرنسپل ریٹائرڈ ہوں اور میں ہندوؤں سے پڑھا ہوا ہوں۔ اس کے بعد پروفیسر منور صاحب نے حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرقپوری کے حوالے سے چند ایک واقعات سنائے۔ تھوڑی دیر بعد کھانا لگ گیا تمام حضرات نے لنگر شریف کھایا، کھانے کے بعد بھی پروفیسر منور حسین صاحب نے شیر ربانی ڈائجسٹ میں چھپنے والے اسلامی مضامین کی تفصیلات بتائیں، کرنل اظہر صاحب زیادہ تر خاموش ہی رہے انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ شیر ربانی ڈائجسٹ میں انگریزی میں ضرور مضامین لکھ کر دیں گے۔ میاں صاحب نے کرنل اظہر صاحب کا پروفیسر علیم تفضل صاحب اور شیراز فیض بھٹی صاحب سے بھی تعارف کرایا۔ سہ پہر ساڑھے تین بجے تک یہ علمی اور روحانی نشست جاری رہی۔ اس کے بعد کرنل اظہر صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ میاں صاحب سے اجازت لے کر روانہ ہو گئے۔ کمانڈر ظفر صاحب کی آج شام پانچ بجے کی کراچی کے لیے ٹرین تھی، لہذا میاں صاحب ان کو محمد ارشاد کے ہمراہ ریلوے اسٹیشن چھوڑنے چلے گئے۔ میاں صاحب نے پشیل حلوہ بھی تیار کروایا تھا وہ بھی کمانڈر ظفر صاحب کے ساتھ روانہ کر دیا تا کہ وہ یہ تبرک کراچی میں علمی افراد میں تقسیم کر سکیں۔ آجکل میاں صاحب کے پاس گاڑی چلانے کے لیے کوئی ڈرائیور موجود نہ تھا، اس لیے محمد اکرام عرف بلا (جلیانہ) کو فون کر کے بلایا کہ تم چند روز میاں

صاحب کے پاس ہی رہو، محمد اکرام پروفیسر منور صاحب کے گھر ہی آ گیا۔ چار بجے میاں صاحب پروفیسر منور حسین کے گھر سے روانہ ہوئے گاڑی محمد اکرام نے چلائی۔ پروفیسر علیم، شیراز بھٹی، محمد مقصود اور یہ خادم گاڑی میں پیچھے بیٹھ گئے، قبلہ میاں صاحب نے مجھے اور مقصود کو یونیورسٹی پل پر اتارا اور خود حبیب اللہ بھٹی صاحب کے گھر چلے گئے، میں گھر پہنچا تو والدہ صاحبہ کی طبیعت بہت خراب تھی، دوائی دی طبیعت کچھ بہتر ہوئی، اور میں اخبار کی تیاری میں لگ گیا۔ آج کل اخبار کے دفتر میں کوئی بھی ایڈیٹر نہ تھا میں خود ہی پورے اخبار کی خبریں بناتا اور پیج میکر محمد بلال، رانا محسن اور مظہر منیر اس کی پیج میکنگ کرتے، رات بارہ بجے تک کاپی تیار کر کے مساوات پریس بھجوا دی گئی۔

## صدائے حق کو ایک مرتبہ پھر شائع کرنے کا حکم

27 جنوری 2009ء: آج صبح فجر کی نماز کے بعد اعجاز احمد کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر چلا گیا۔ آپ نے صدائے حق کو دوبارہ کمپوز کروا کر اس کو شائع کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ نے عربی کی کتاب ”آسان جدید عربی گرامر“ کی تعداد پوچھی۔ میں نے بتایا تین سو کے قریب موجود ہے۔ آپ نے اس کو تین سے چار ہزار تک چھاپنے اور مدرسوں میں تقسیم کرنے کو فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کی یاد میں مختلف مقامات پر عرس شریف منعقد کیے جاتے ہیں ان کی تعداد کو بڑھانے کے لیے میاں صاحب کی طرف سے اپیل شائع ہوتی ہے۔ آپ نے اس کو دوبارہ ڈیزائن کرنے کو فرمایا تھا۔ میں نے اس کا ڈیزائن کیا ہوا پروف آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ بغور مطالعہ فرمانے کے بعد آپ نے اس کو پسند کیا اور احتیاطاً اس پروف کو محمد عالم مختار حق صاحب کو دکھانے کو فرمایا۔ آپ نے جسٹس منیر احمد مغل صاحب کے مرتب کردہ مکتوبات کو بھی شائع کرنے کے بارے میں فرمایا۔ میں نے عرض کیا اس کو چیک کروانا چاہیے، خدا نخواستہ کوئی غلطی ایسی چھپ جائے جو بعد میں مشکل کا باعث بنے۔ آپ نے فرمایا ان شاء اللہ چھاپنے کی کوشش کریں گے لیکن کام تو ہمیں اپنی چادر کے مطابق ہی کرنا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا اس وقت مجھے مفتی غلام سرور صاحب کے پاس جانا ہے انہیں منطق پر کچھ عبور حاصل ہے اور انہوں نے اپنی مدد آپ کے تحت بند روڈ پر ایک مدرسہ بنایا ہے لہذا میں اس کو مل کر حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر واپس

آجاؤں گا۔ جانے سے پہلے مجھے میاں صاحب نے اجازت دے دی، میں محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر آ گیا، محمد عالم صاحب کسی جنازے میں شرکت کے لیے گھر سے روانہ ہو ہی رہے تھے بہر حال میں اپیل اشتہار کا ڈیزائن انہیں دے کر روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا۔

## محمد حسین نعیمی کی عالمانہ کتاب

28 جنوری 2009ء: فجر کی نماز کے بعد اعجاز احمد کے ہمراہ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے گھر آ گیا۔ قدر آفاقی صاحب بھی اس وقت ادھر موجود تھے۔ انہوں نے بتایا میاں صاحب اس وقت پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر گئے ہوئے ہیں لہذا میں اعجاز کے ہمراہ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر آ گیا۔ شیراز بھٹی صاحب بھی آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ نے محمد عالم مختار حق صاحب کو بھی لانے کو فرمایا۔ میں نے اعجاز احمد کو عالم صاحب کے گھر روانہ کر دیا تھوڑی دیر بعد وہ محمد عالم صاحب کو ساتھ لے کر میاں صاحب کی خدمت میں آ گیا۔ کمزور کی وجہ سے میں کافی عرصہ گھر پر ہی رہا اور تقریباً دو سال بعد میری پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے ملاقات ہو رہی تھی۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری پر لکھی جانے والی چھوٹے سائز میں محمد حسین نعیمی صاحب کی کتاب دکھائی۔ میاں صاحب نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا گو کہ یہ چھوٹی سی کتاب ہے مگر بڑی عالمانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب پر تاریخ طباعت درج نہ تھی لیکن مختلف حوالوں سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کتاب 1967ء میں چھپی۔ قبلہ میاں صاحب نے قدر آفاقی صاحب کو حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی پر کچھ علمی کام کرنے کو فرمایا۔ اس سلسلہ میں پروفیسر اقبال مجددی صاحب اور محمد عالم صاحب سے بھی ان کو رہنمائی لینے کی تلقین کی، اس کتاب کی تیاری میں آفاقی صاحب کا ہر بگا ہے ان دونوں حضرات سے رہنمائی لیتے رہے۔ وکیل احمد سکندر پوری کی تین کتب میں سے پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے دو کتابوں پر علمی کام مکمل کر لیا تھا۔ انہوں نے کہا مجھے وکیل احمد سکندر پوری پر تیسری کتاب بھی مل گئی ہے ان شاء اللہ جلد وہ بھی مکمل ہو جائے گا۔ میاں صاحب نے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کو ان کے کالج چھوڑ کر حاجی محمد اسلم (اعظم مارکیٹ) کے گھر جانا تھا، شیراز بھٹی صاحب محمد عالم صاحب کو چھوڑنے چلے گئے۔ قدر آفاقی صاحب کو سکیم موڑ پر

اتارنے کے بعد میں اعجاز احمد کے ہمراہ روزنامہ شیرربانی اخبار کے دفتر آ گیا۔

## میاں صاحب کی ساجدہ علوی صاحبہ سے ملاقات

21 فروری 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب کی ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ سے رات آٹھ بجے بیت النور ہوٹل میں ملاقات تھی، اس سلسلہ میں سید جمیل احمد رضوی صاحب کو اطلاع دی کہ شیراز بھٹی صاحب آپ کو لینے آپ کے گھر آئیں گے۔ اخبار کی تیاری کے سلسلہ میں اس میٹنگ میں شامل نہ ہو سکا بہر حال شیراز بھٹی صاحب جمیل احمد رضوی صاحب اور ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کو لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب بھی اس میٹنگ میں شامل ہوئے۔

## بیت النور میں ایک علمی میٹنگ کا انعقاد

25 فروری 2009ء: ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ ان دنوں پاکستان آئی ہوئی ہیں، اس سلسلہ میں آج بیت النور ہوٹل میں سہ پہر چار بجے ایک علمی میٹنگ کا اہتمام کیا گیا ہے، اس میٹنگ میں قبلہ میاں صاحب نے ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ، سید جمیل احمد رضوی صاحب، پروفیسر منور حسین صاحب، علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب، پروفیسر اقبال مجددی صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب، کمانڈر ظفر صاحب، عطاء اشرف صاحب، پروفیسر علیم تفضل صاحب، چوہدری محمد حنیف صاحب، ڈاکٹر سعید نیازی صاحب، محمد شیراز فیض بھٹی صاحب اور اس خادم کو مدعو کیا ہوا تھا۔ چائے کے بعد قبلہ میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرچوری نقشبندی مجددی پر چھپنے والی سترہ عدد کتب کی عکسی نقول ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کو پیش کیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ان کتابوں کے عنوانات کو بغور پڑھا میاں صاحب کا شکریہ ادا کیا اور آپ کے قریب آ کر بیٹھ گئیں۔ میاں صاحب نے فرمایا ان کتابوں کی عکسی نقول کی تیاری میں چوہدری محمد حنیف صاحب اور شاہ صاحب (سید جمیل احمد رضوی) نے مہربانی کی ہے۔ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی خواہش کے مطابق ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے اپنی علمی زندگی کے متعلق تھوڑی دیر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا:

میں ایک عام سی پاکستانی عورت ہوں۔ میری زندگی کا انداز حیات اسی طرح کا رہا ہے۔ میرے اندر خواہش تھی کہ مجھے کچھ کرنا چاہیے۔ میں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے (فارسی) کرنے کے بعد لاہور کالج فار ویمن میں فارسی پڑھانا شروع کی اور ساتھ ہی پی ایچ ڈی کرنے کے لیے اپنے استاد ڈاکٹر محمد باقر مرحوم سے مشورہ کیا۔ سوچ بچار کے بعد مراۃ العالم (آرائش ہفتم) کو ایڈٹ کرنے کا کام میرے ذمے لگایا گیا۔ ڈاکٹر محمد باقر میرے گائیڈ تھے۔ ان کے کہنے پر پروفیسر فیروز الدین رازی نے بھی میری مدد کی۔ اسی دوران میں نے مولوی محمد شفیع مرحوم سے صرف دو گھنٹے کے لیے ملاقات کی۔ وہ میری کلاس فیلو سیدہ اشرف کے گائیڈ تھے۔ اس ملاقات سے مجھے ترتیب و تدوین کے بہت سے اسرار و رموز واضح ہوئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تاریخ جہانکشاہی (قزوینی) کے مرتبہ نسخہ کو اپنا ماڈل بنالیں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔

اسی دوران میری شادی ہو گئی۔ میرے میاں (ڈاکٹر صابر علوی صاحب) نے امریکہ سے پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی اور وہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ آئی۔ ای۔ آر میں ریڈر تھے۔ وہ کہتے تھے کہ تم کنوئیں کی مینڈک ہو۔ تمہیں دنیا میں پھر کر دیکھنا چاہیے کہ باہر کے ممالک میں کیا ہو رہا ہے۔ 1967ء میں مجھے پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔ پھر تین ماہ کا بچہ بھی تھا۔ میں جہیز میں اپنا مقالہ لے کر گئی تھی۔ پی ایچ ڈی کرنے کے بعد مجھے کینیڈا میں جاب مل گئی۔ میں ٹورنٹو میں پڑھاتی تھی۔ میرے میاں مانٹریال میں پڑھاتے تھے۔ درمیان میں تین سو میل کا فاصلہ تھا۔ اب ماشاء اللہ دوسرا بیٹا بھی آ گیا تھا۔ میری ساس اور سردنوں وہاں (مانٹریال) پہنچے تاکہ بچوں کی دیکھ بھال کر سکیں۔ اس طرح بڑی مشکل سے سروس جاری رکھی۔

کچھ مدت کے لیے ہم امریکہ میں بھی پڑھاتے رہے۔ پھر مانٹریال میں آ گئے۔ کچھ مدت کے لیے میں انڈونیشیا میں بھی پڑھاتی رہی۔ 1970-71ء میں ایران میں اسلامی انقلاب آیا۔ میں اس انقلاب سے بہت متاثر ہوئی تھی۔ اس سے مجھے خیال آیا کہ ہمارے برصغیر میں بھی تو بڑے بڑے علماء گزرے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان پر تاریخی تحقیق کرنے کا سوچا۔ اس طرح میں علماء اور صوفیاء کی خدمات کی طرف مائل ہوئی اور میں نے کام کرنا شروع کر دیا۔ لہذا میں نے دس مقالات لکھے جو شائع ہو گئے۔ ان میں چار نقشبندی مشائخ پر ہیں اور کچھ مسلم تھاٹ (Muslim Thought) (مسلمانوں کے اصول حکمرانی) پر ہیں۔ اب یہ کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

کراچی سے شائع ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ اپریل یا مئی میں چھپ جائے گی۔

ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز کے بارے میں بھی بتایا۔ اس میں اسلامی تہذیب و تمدن اور اردو زبان کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ ایم اے اور پی ایچ۔ ڈی کے طلبہ اطالبات اس میں داخلہ لیتے ہیں۔ اس میں اردو پڑھاتی ہوں اور تاریخ (مغل پیریڈ) بھی۔ اس ادارے میں پی ایچ۔ ڈی کروائی جاتی ہے۔ میں کئی طالب علموں کی نگرانی کرتی ہوں۔ میں نے اردو زبان کی تدریس کے لیے چار کتابیں بھی لکھی ہیں (با اشتراک دیگر)۔ ان کو میکگل یونیورسٹی مانٹریال نے شائع کیا ہے۔ یہ یورپین طلبہ کو اردو کی تدریس و تعلیم کے لیے پڑھائی جاتی ہیں۔

پھر پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے پوچھا کہ اب آپ کس موضوع پر تحقیق کر رہی ہیں۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے کہا کہ میں نے ایک کتاب (Sufi Martyrs of Love by Carl W. Ernest and Bruce B. Lawrence) پر تبصرہ لکھا۔ اس میں مصنفین نے لکھا کہ پنجاب کے بارے میں ہمیں بنیادی مآخذ دستیاب نہیں ہوئے، اس لیے ہم پنجاب کو پوری طرح کور (Cover) نہ کر سکے۔ نیز پنجاب کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی میں یہاں تعلیم نہ تھی۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اس موضوع پر پنجاب کے حوالے سے تحقیق کرنی چاہیے۔ لہذا میں نے اس موضوع پر کام کرنے کے لیے ارادہ کر لیا۔ مواد کی تلاش شروع کی۔ میری خوش قسمتی تھی کہ 2004ء میں مجھے جمیل احمد رضوی صاحب اس کام میں مدد کرنے کے لیے مل گئے۔ جب ہم نے بنیادی مآخذ کی تلاش شروع کی تو ہمیں بہت سے خزانے مل گئے۔ اس وقت خواجہ نور محمد مہاروی اور ان کے چار بڑے خلفاء (حضرت نور محمد نارووالہ، حافظ محمد جمال ملتانی، قاضی محمد عاقل اور حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی) پر کام جاری ہے۔ دو مقالے (Articles) تیار ہو چکے ہیں۔ ایک تو تہران کانفرنس (2007ء) میں پڑھا گیا تھا اور ایک 28 فروری 2009ء کو لاہور میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنس میں پڑھا جائے گا۔ یہ کانفرنس لاہور میں 26 فروری سے یکم مارچ 2009ء تک منعقد ہو رہی ہیں۔ میں اس میں شرکت کے لیے آئی ہوں۔ اس کا افتتاحی اجلاس 26 فروری کو سینٹ ہال جامعہ پنجاب لاہور میں منعقد ہوگا۔ باقی تمام سیشن لمز (Lums) میں ہوں گے، اس

کانفرنس کا موضوع ”Persian the Society and Culture“ ہے۔

اس پر پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے کہا کہ میڈم جو کام کر رہی ہیں، آسان نہیں، (یہ) دوزخ کی طرف جاتا ہے، شاہ صاحب سے پوچھیں کہ وہ کس دوزخ سے گزر رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا کہ مجددی صاحب نے لفظ دوزخ استعارہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ان کے کہنے کا شاید مطلب یہ ہے کہ تحقیق کے کام میں بہت مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہ بہت کٹھن راہ ہے، اس لیے اقبال مجددی صاحب اس کو لفظ دوزخ سے تعبیر کر رہے ہیں۔ شاہ صاحب کی اس بات سے سامعین پر خوشگوار اثر ہوا اور تھوڑا سا مزاح بھی پیدا ہوا۔

اس کے بعد پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کام کرتے ہوئے آپ کو مکاشفات بھی ہوئے ہیں یا کسی بزرگ کی زیارت بھی ہوئی ہے۔ اس پر میڈم نے کہا کہ اس طرح کی کوئی واضح بات نہیں ہے۔ البتہ میرا اس تحقیقی منہج کو اختیار کرنے سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ تائید ایزدی کی وجہ سے ہوا ہے اور توفیق ادھر سے ہی ملتی ہے۔

فاروقی صاحب نے کہا کہ یہ سوال میں نے اس لیے پوچھا ہے کہ میں نے ایک کتاب ”رجال الغیب“ پر لکھی ہے۔ اس میں ایسے بہت سے واقعات آگئے ہیں۔

اس پر سید جمیل احمد رضوی صاحب نے دو واقعات سنائے، انہوں نے کہا کہ دسمبر 2006ء میں ہم نے پانچ روز جنوبی پنجاب میں گزارے اور چشتی مشائخ کے مزارات پر حاضری دی۔ اس سفر میں ڈاکٹر صاحبہ اور ان کے شوہر (ڈاکٹر صابر علوی) بھی میرے ہمراہ تھے۔ جب تونسہ شریف پہنچے تو مزار کے اندر کا دروازہ بند تھا، ہمیں بتایا گیا کہ یہ دروازہ نماز ظہر کے بعد کھلے گا۔ تب آپ زیارت کے لیے اندر جاسکتے ہیں۔ نماز ظہر میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا، ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ اگر سجادہ نشین صاحب اجازت دے دیں تو دروازہ خصوصی اجازت سے پہلے بھی کھل سکتا ہے۔ میں نے خادموں کو بتایا کہ یہ مہمان کینیڈا سے آئے ہیں اور میں لاہور سے آیا ہوں، لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں اس دروازہ کو کھولنے کا اختیار نہیں۔ صاحب مزار کی توجہ سے دس منٹ کے اندر سجادہ نشین بھی گھر تشریف لے آئے اور ان کی جانب سے دروازہ کھولنے کی اجازت بھی مل گئی۔ ہم نے زیارت کی، بلکہ جو لوگ زیارت کے انتظار میں وہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بھی زیارت کی۔



اسی طرح ایک دو روز کے بعد جب ہم چشتیاں شریف پہنچے تاکہ خواجہ نور محمد مہاروی کے مزار پر حاضری دیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ خواتین کو مزار کے اندر جانے کی اجازت نہیں۔ یہ اجازت سائیں (سجادہ نشین) دے سکتے ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ سائیں کہاں ہیں؟ خادموں نے بتایا کہ وہ مزار کے احاطہ کے باہر چھوٹے ملحقہ دروازہ کے قریب کچھ تعمیر کا کام کروا رہے ہیں تاکہ اس میں زائرین کے لیے گوشت پکایا جاسکے۔ ہم سب سائیں کے پاس حاضر ہوئے۔ اپنا تعارف کرایا۔ ان کے قریب چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہمیں ان پر بٹھایا گیا۔ جب ہم نے اپنے سفر کے متعلق بات کی تو انہوں نے خادم کو بلایا اور کہا کہ ان کو لے جاؤ اور میڈم کو مزار والے کمرے کے اندر جانے کی اجازت بھی دے دی۔ میڈم نے بھی وہاں حاضری دی۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحبہ نے خواجہ نور محمد مہاروی صاحب کے مزار پر پڑی ہوئی چادر کو پاؤں کی طرف سے ایک طرف کیا۔ اس کے اوپر اپنا دایاں ہاتھ رکھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کچھ دعا مانگ رہی ہیں۔ ظاہر ہے کہ میڈم نے اس تحقیقی منصوبے کی تکمیل کے لیے دعا مانگی ہوگی جس پر کام ہو رہا ہے اس طرح ہمارے راستے میں حائل تمام رکاوٹیں ختم ہوتی گئیں۔ یہ یقیناً صاحب مزار کی توجہ کا اثر اور فیض کہا جاسکتا ہے۔

آخر میں ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے سب کا شکر یہ ادا کیا اور بالخصوص میاں صاحب کا کہ انہوں نے اس علمی مجلس کا انتظام کیا اور اتنے سکا لرز اور علماء سے مجھے ملاقات کا موقع فراہم کیا۔ پروفیسر علیم تفضل صاحب پہلے ساجدہ علوی صاحبہ کو اور پھر جمیل احمد رضوی صاحب کو گھر چھوڑ کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

نوٹ: اس علمی میٹنگ کی روداد کو سید جمیل احمد رضوی صاحب نے مرتب کیا اور یہ علمی مجلس شاہ صاحب کی اپنی کتاب ”فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقیوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں، صفحہ: ۱۶۰-۱۶۸)“ میں شائع ہو چکی ہے۔

## نور اسلام کی میٹنگ حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر منتقل

25 مارچ 2009ء: آج کل قبلہ میاں صاحب حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے

شیراکوٹ، بندر روڈ پر ہی زیادہ دیر قیام فرماتے تھے۔ جمعرات کو شرقیوری شریف چلے جاتے اور جمعہ کی

رات یا ہفتہ کی صبح واپس حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرہ پر آجاتے پھر زیادہ تر وقت لاہور میں ہی گزارتے، وکیل احمد سکندر پوری کے بارے میں کتاب کی تیاری چونکہ آخری مراحل میں تھی اس لیے آپ اس کو پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کو بھی پڑھانا چاہتے تھے، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب ان دنوں مانچسٹر سے پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے۔ چند مہینوں سے آپ کو قبض کی شکایت تھی، ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو چیک کرایا تو چند روز دوائی کھانے کے بعد آپ کو پیش لگ گئے۔ تین روز قبل ڈاکٹر محسن صاحب کو چیک کرایا انہوں نے دوائی میں کچھ تبدیلی کی جس سے آپ کی پیش کی تکلیف میں کچھ بہتری آگئی۔ کمزوری زیادہ ہونے کی وجہ سے اب آپ نے بروز پیر ماہنامہ نور اسلام کی میٹنگ میں بھی جانا بند کر دیا تھا بلکہ اب بروز پیر ماہنامہ نور اسلام کی میٹنگ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ہی ہو جاتی، اس سلسلہ میں اشتہار چھپوا کر تقسیم بھی کیے گئے۔

## ڈاکٹر محسن نذیر سے میاں صاحب کا چیک اپ

آج آپ ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو چیک کرانے پنجاب کارڈیالوجی سنٹر تشریف لے گئے، فقیر حسین صاحب، بابانذیر (تاجپورہ)، بابا ظفر (باورچی)، محمد اکرام اور یہ خادم ہمراہ تھے۔ آپ کا بلڈ پریشر نارمل تھا۔ ڈاکٹر محسن صاحب نے آپ کو پھل کا زیادہ استعمال کرنے کو کہا۔ ڈاکٹر محسن نذیر صاحب سے فارغ ہونے کے بعد آپ فقیر حسین صاحب کے ساتھ فاطمہ میموریل ہسپتال جلد (Skin) کے ڈاکٹر کو چیک کرانے چلے گئے۔ میں بابانذیر صاحب کو ساتھ لے کر پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر چلا گیا۔ پروفیسر منور حسین صاحب کو میاں صاحب کی طرف سے سلام پیش کیا اور شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ ایک گھنٹے بعد پروفیسر صاحب سے اجازت لے کر بابانذیر احمد کے ہمراہ روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر آ کر اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

## میاں خلیل احمد شریقی کی کرامات

26 مارچ 2009ء: آج حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی خدمت میں حبیب اللہ بھٹی صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ وہ

صاحبزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری کے حوالے سے میاں صاحب کو واقعات سنار ہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد حبیب اللہ بھٹی صاحب میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تم کبھی وقت نکال کر آنا میں تم کو صاحبزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری صاحب کے حوالے سے ان گنت واقعات سناؤں گا۔ تم اس کو اخبار میں شائع کر دینا۔ میں نے کہا بہت بہتر۔ قبلہ میاں صاحب کی طبیعت کچھ بہتر تھی مگر کمزوری حد سے بڑھ گئی تھی، اب بغیر سہارے تھوڑا سا چلنا بھی دشوار تھا۔ جناب فقیر حسین صاحب اب ڈاکٹر صاحب کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق قبلہ میاں صاحب کو صبح دوپہر اور شام کو دوائی دیتے، زیادہ تر ایک ہفتے کی دوائی چھوٹے چھوٹے لفافوں میں ڈال کر تیار کر دیتے۔ اس سے پہلے 2001ء سے 2008ء تک یہ خادم ہی قبلہ میاں صاحب کی دوائی ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق دینے پر مامور تھا۔

## ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے بھائی کی رحلت

28 مارچ 2009ء: ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے گھر صبح آٹھ بجے پہنچا، قبلہ میاں صاحب ڈاکٹر صاحب کے گھر پہلے سے ہی موجود تھے۔ وکیل احمد سکندر پوری والی کتاب کی دو عدد کاپیاں کروائیں، ایک ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب اور دوسری مجھے دی۔ آپ نے ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کو بتایا یہ کتابیں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دفاع میں لکھی گئی تھیں، آپ اس کو ایک نظر دیکھ لیں۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد قبلہ میاں صاحب حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آگئے۔ میں وکیل احمد سکندر پوری کے مسودے کی کاپی محمد عالم مختار حق صاحب کو دے کر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ کل بروز اتوار حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ہونے والی ماہنامہ نور اسلام کی میٹنگ کے انتظامات کے بارے میں مجھے آپ نے ہدایات دیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کا فون آیا کہ ان کا بھائی حکیم محمد سعید صاحب چشتیاں شریف میں انتقال کر گئے ہیں، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب جنازے میں شرکت کے لیے چشتیاں شریف روانہ ہو گئے۔ لہذا میٹنگ کینسل ہو گئی، آپ شر قپور شریف چلے گئے۔ بروز اتوار آپ شر قپور شریف ہی رہے، آپ نے علی الصبح مجھے شر قپور شریف آنے کو فرمایا۔ میں تقریباً آٹھ بجے شر قپور شریف آ گیا۔ اس وقت پروفیسر خالد بشیر صاحب گجرات سے میاں صاحب کی خدمت

میں موجود تھے۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہ تھی، بہر حال کافی دیر ملکی حالات پر گفتگو کرتے رہے۔ آپ کے خیال میں پاکستان ترقی کی طرف جاتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ ظہر کی نماز اکٹھے ادا کرنے کے بعد آپ نے اجازت دے دی اور میں روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ کر اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

## ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی اہلیہ کی رحلت

30 مارچ 2009ء: آج صبح محمد اکرام کی معرفت قبلہ میاں صاحب کو فون آیا کہ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی اہلیہ کی رحلت ہو گئی ہے۔ ان کے جنازے میں شرکت کرنا ہے اور دوست احباب کو بھی اطلاع کر دیں۔ میں نے جناب سعید احمد صدیقی صاحب سے رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ اپنے بھائی حکیم محمد سعید صاحب کے جنازے میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے، واپسی پر بہاولنگر کے مقام پر ان کی اہلیہ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ مقامی ہسپتال لے جایا گیا مگر طبیعت سنبھل نہ سکی اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ تمام حلقہ احباب کو مطلع کر دیا گیا اور ظہر کی نماز کے بعد نماز جنازہ کی اطلاع کر دی گئی۔ ایک بجے کے قریب میں بھی جنازے میں شرکت کے لیے اعوان ٹاؤن چلا گیا، جنازہ رضوان مسجد کی جناز گاہ میں ہوا، نماز جنازہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے بیٹے حافظ نعمان صدیقی صاحب نے پڑھائی۔ قبلہ میاں صاحب نے جنازہ وہیل چیئر پر بیٹھ کر پڑھا۔ جنازہ پڑھنے کے بعد میت کو تدفین کے لیے شرقپور شریف روانہ کر دیا گیا۔ میاں صاحب اور ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب لاہور میں ہی رہے۔ میاں صاحب نے گوشت آلو کی چند دیکیں بنوا کر ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے گھر بھجوا دیں تاکہ دور دراز سے آنے والے مہمانوں کو کھانا کھلایا جاسکے۔ اعوان ٹاؤن سے فارغ ہو کر آپ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر چلے گئے جہاں بابا حیات، ماسٹر احمد علی اور محمد قیوم (شیر ربانی پریس) پہلے سے ہی موجود تھے، آدھ گھنٹے بعد آپ نے تمام حضرات کو اجازت دے دی۔ مجھے آپ نے مبلغ دو ہزار پچاس (2050) روپے دیے تاکہ میں صبح قل شریف کی رسم میں پھل لے آؤں۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ پھر اعوان ٹاؤن 207/D، رضوان بلاک چلے گئے جہاں ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب ٹھہرے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ نے مجھے اجازت

دے دی اور خود حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں شیر ربانی ڈائجسٹ کے چند ایک مضامین پروفیسر منور صاحب کو دے کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ کر اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

## میاں صاحب کی قل شریف کے ختم میں شمولیت

31 مارچ 2009ء: میں بابا نذیر احمد کے ساتھ فروٹ منڈی راجہ وقار صاحب سے میاں صاحب کے دیے ہوئے پیسوں کا پھل لے کر اعوان ٹاؤن چلا گیا۔ معلوم ہوا ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کی طبیعت خراب ہے اور وہ قل شریف کی محفل میں شرکت نہیں کریں گے۔ میاں صاحب بھی قل شریف کی محفل میں شرکت کی بجائے ڈاکٹر صاحب کی عیادت کے لیے ان کے گھر چلے گئے۔ مجھے بھی میاں صاحب نے ادھر ہی بلا لیا، کافی دیر ملکی حالات، طالبان کی سرگرمیوں اور اولیاء کرام کی کاوشوں پر گفتگو ہوتی رہی۔ اس دوران شیخ محمد ارشد صاحب اور ان کے بیٹے شیخ محمد اقبال صاحب بھی آ گئے۔ شیخ ارشد صاحب کی طبیعت کچھ ناساز تھی انہوں نے قبلہ میاں صاحب سے پانی دم کروا کر پیا جس سے ان کی طبیعت بہتر ہو گئی۔ کچھ دیر رکنے کے بعد قبلہ میاں صاحب بابا نذیر احمد کو گاڑی میں بٹھا کر حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گئے۔ میں بھی اپنی موٹر سائیکل پر ادھر آ گیا۔ حاجی محمد ریاض صاحب (شاہ عالمی، لائٹ والے) بھی اس وقت موجود تھے میاں صاحب نے تمام افراد کو رس ملائی کھلائی۔ یکم اپریل کو ماہنامہ نور اسلام کی دوپہر ایک بجے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میٹنگ رکھی گئی جس کی اطلاع تمام حضرات کو کر دی گئی۔

## ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی تقریر

یکم اپریل 2009ء: آج حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ماہنامہ نور اسلام کی میٹنگ ہوئی جس میں ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب نے بڑی جامع تقریر کی۔ انہوں نے ماہنامہ نور اسلام کی ابتداء سے لے کر آج تک قبلہ میاں صاحب کی کاوشوں کا ذکر کیا کہ میاں صاحب نے کن حالات میں ماہنامہ کو جاری و ساری رکھا۔ اس میٹنگ کی روداد روزنامہ شیر ربانی میں 2 اپریل 2009ء کو شائع ہوئی۔

## جہان شیر ربانی کا نام انوار شیر ربانی میں تبدیل

05 اپریل 2009ء: آج ”جہان شیر ربانی“ کے حوالے سے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھراےوان ٹاؤن میں ایک میٹنگ رکھی گئی تھی۔ میری کمر میں تکلیف کی وجہ سے جہان شیر ربانی کے متعلق کام گزشتہ ایک سال سے بند تھا۔ بیماری کی وجہ سے اس پر کوئی خاطر خواہ مواد اکٹھا نہ ہو سکا تھا، ”جہان شیر ربانی“ کی تیاری کے سلسلہ میں اب پھر میٹنگ رکھی گئی تھی۔ میٹنگ کا وقت صبح ساڑھے آٹھ بجے طے ہوا تھا مگر ابھی کئی ساتھی نہیں آئے تھے، بہر حال ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے قبلہ میاں صاحب کی سرپرستی میں میٹنگ کا آغاز کر دیا گیا، میٹنگ جب شروع ہوئی تب قبلہ میاں صاحب کے علاوہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب، سعید احمد صدیقی صاحب، ڈاکٹر نذیر شرف پوری، شیراز فیض بھٹی اور یہ خادم موجود تھے۔ میٹنگ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ڈاکٹر نذیر صاحب نے کیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد ”جہان شیر ربانی“ کے متعلق اکٹھا کیے جانے والے مواد کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا، اس کے بعد ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے اپنے قیمتی مشورے پیش کیے۔ ڈاکٹر صاحب کے بعد میں نے ”جہان شیر ربانی“ کا نام تبدیل کرنے کا مشورہ دیا۔ میاں صاحب نے فرمایا سوچیں اس کا کیا نام رکھنا چاہیے، تھوڑی دیر بعد ماسٹر احمد علی صاحب، بابا حیات صاحب اور قدر آفاقی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ میٹنگ کے دوران قدر آفاقی صاحب نے ”جہان شیر ربانی“ کا نام ”انوار شیر ربانی“ تجویز کیا جس کو قبلہ میاں صاحب کے ساتھ تمام حضرات نے بہت پسند کیا۔ انوار شیر ربانی کا ایک پیٹرن تشکیل دیا گیا اور اس کام کی تکمیل کے لیے مختلف کمیٹیاں قائم کر دی گئیں۔ ”انوار شیر ربانی“ کے سلسلہ میں اگلی میٹنگ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے (ملتان روڈ) پر دوپہر دو بجے رکھی گئی۔ میٹنگ کے اختتام پر قبلہ میاں صاحب تمام حضرات کو شرف پور شریف سے لایا ہوا لنگر شریف کھلانے کے بعد حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔ شیراز فیض بھٹی صاحب کے ساتھ میں بھی حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر میاں صاحب کی خدمت میں آ گیا۔ کچھ دیر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں رہنے کے بعد میں میاں صاحب سے اجازت لے کر شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا اور اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

## محمد رمضان ایڈووکیٹ کی دعوت

آج محمد رمضان صاحب (ایڈووکیٹ) اپنے گھر والوں کے ہمراہ میاں صاحب کے پاس آرہے تھے، قبلہ میاں صاحب نے ان کے لیے پر تکلف کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا، کھانا ان کو بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ہی کھلانا تھا مگر آج بھٹی صاحب کے گھر ایک بارات آئی تھی جس کی وجہ سے محمد رمضان اور ان کے گھر والوں کو کھانا حاجی خادم حسین (باورچی) کے گھر ساندہ میں ہی کھلایا گیا۔ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب سے اجازت لے کر پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر سے ہو کر روزنامہ شیرربانی کے دفتر آ گیا۔

## میاں صاحب کا صاحبزادہ فضل کریم سے اظہار افسوس

08 اپریل 2009ء: آج صبح دس بجے قبلہ میاں صاحب نے مجھے اور بڑے بھائی فاروق الحسن کو بلا کر آپس میں پیار محبت سے رہنے کی تلقین فرمائی، گیارہ بجے جمعیت العلماء پاکستان کے صدر فضل کریم صاحب (ایم این اے) کے بیٹے سید محسن رضا کی عیادت کے لیے سروسز ہسپتال کمرہ نمبر 1 میں تشریف لے گئے۔ چند دن پہلے ان کا بیٹا ایک حادثے میں شدید زخمی ہو گیا تھا، قبلہ میاں صاحب نے صاحبزادہ فضل کریم صاحب سے اظہار افسوس کیا اور ان کے بیٹے کی تندرستی کے لیے دعاء فرمائی۔ صاحبزادہ فضل کریم صاحب محدث اعظم پاکستان محمد سردار احمد صاحب کے بیٹے تھے، صاحبزادہ فضل کریم صاحب قبلہ میاں صاحب کو چھوڑنے ہسپتال کے گیٹ تک آئے۔ سروسز ہسپتال سے روانہ ہو کر آپ فردوس مارکیٹ گلبرگ بابا برکت (سیکھانوالہ) کی عیادت کے لیے آئے۔ بابا برکت نے میاں صاحب سے کہا میں بہت تکلیف میں ہوں اور رات بہت بے چینی سے گذرتی ہے، یہاں چند منٹ رکنے کے بعد آپ واپس بیت النور تشریف لے گئے اور میں حاجی خادم حسین صاحب کے برتن ان کے گھر ساندہ دے کر روزنامہ شیرربانی کے دفتر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر خالد بشیر صاحب اور شیراز بھٹی صاحب بھی روزنامہ شیرربانی کے دفتر آ گئے۔ میں نے پروفیسر خالد بشیر صاحب کو حضرت ابو بکر صدیقؓ پر لکھے ہوئے مضمون کا پرنٹ نکال کر دیا جو وہ لے کر پروفیسر منور حسین کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

## صوفی غلام سرور کا انتقال

09 اپریل 2009ء: آج شیراز فیض بھٹی صاحب کا فون آیا کہ صوفی غلام سرور صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں نے صوفی غلام سرور صاحب کے مرید خاص ناظم حسین صاحب سے بذریعہ فون رابطہ کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور کہا جنازہ کل جمعہ کی نماز کے بعد ڈونگی گراؤنڈ، سمن آباد میں ادا کیا جائے گا۔

## صاحبزادہ مسرور احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا

10 اپریل 2009ء: صبح آٹھ بجے کے قریب قبلہ میاں صاحب کا فون آیا اور صوفی سرور کے جنازے میں جانے کا حکم دیا۔ مزید فرمایا باقی احباب کو بھی اطلاع کر دو کہ وہ جنازے میں شرکت کریں، جمعہ کی نماز جامع مسجد شیر ربانی سمن آباد میں ہی ادا کی۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے بیٹے صاحبزادہ مسرور احمد صاحب جنازہ پڑھانے کے لیے کراچی سے تشریف لارہے تھے، سفر کی وجہ سے وہ کچھ لیٹ ہو گئے اس لیے جنازہ سہ پہر چار بجے گھر سے اٹھایا گیا۔ جنازہ اٹھانے سے قبل صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب بھی تشریف لے آئے، صوفی غلام سرور صاحب کے گھر صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کی ملاقات صاحبزادہ محمد مسرور احمد صاحب سے ہوئی، دونوں صاحبزادگان بڑی گرمجوشی سے آپس میں ملے۔ چند لمحے ایک دوسرے کے احوال دریافت کرتے رہے۔ ساڑھے چار بجے کے قریب جنازہ ڈونگی گراؤنڈ پہنچ چکا تھا، نماز جنازہ صاحبزادہ مسرور احمد صاحب نے پڑھائی، صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے بھی ان کی معیت میں نماز جنازہ ادا کی۔ جنازے میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی، صوفی غلام سرور صاحب کی رسم قیل 11 اپریل بروز ہفتہ ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد شیر ربانی سمن آباد میں ادا کرنے کا اعلان کیا گیا۔

## میاں صاحب کی قیل شریف کے ختم میں شرکت

11 اپریل 2009ء: قبلہ میاں صاحب صوفی غلام سرور صاحب کے قیل شریف کی



محفل میں شرکت کے لیے جامع مسجد شیر ربانی سمن آباد تشریف لائے۔ دعاء کے بعد آپ واپس شرقپور شریف تشریف لے گئے۔

## میاں صاحب کی چہلم کی محفل میں شرکت

12 اپریل 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی اہلیہ کے چہلم کے ختم شریف کی محفل میں شرکت کے لیے اعوان ٹاؤن تشریف لائے۔ طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے آپ صدیقی صاحب کے گھر کے ایک کمرہ میں ہی رہے۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے چہلم کی محفل میں شرکت کی، حافظ قاری نعمان صدیقی صاحب نے بڑی جامع تقریر کی۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے دعاء فرمائی، محفل کے اختتام پر لنگر شریف تقسیم کیا گیا۔ محفل کے اختتام پر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب قبلہ میاں صاحب کے پاس آگئے، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب نے شرقپور شریف آنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میاں صاحب نے بروز منگل سہ پہر چار بجے آنے کو فرمایا۔ میاں صاحب نے مزید فرمایا میری طبیعت دن بدن بگڑتی جا رہی ہے لہذا اب میں زیادہ وقت شرقپور شریف میں ہی رہا کروں گا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے اور میں پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر وکیل احمد سکندر پوری کی کتاب کا مسودہ دینے کے لیے چلا گیا۔

## میاں صاحب کی عقیدہ توحید سیمینار میں شرکت

18 اپریل 2009ء: آج حضرت داتا گنج بخشؒ کے سماع ہال میں ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کی زیر سرپرستی عقیدہ توحید سیمینار منعقد ہو رہا تھا۔ اس تقریب میں قبلہ میاں صاحب کی صدارت تھی۔ میاں صاحب مغرب کی نماز کے بعد سیمینار میں تشریف لائے۔ کچھ دیر بیٹھے مگر طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے جلد حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔ اگلے روز آپ صبح فجر کی نماز کے بعد ہی شرقپور شریف روانہ ہو گئے، روانگی سے قبل قبلہ میاں صاحب نے فون پر مجھ سے بات کی کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں اور اب میں شرقپور شریف ہی زیادہ رہا کروں گا، میری زندگی کا بھی کوئی پتہ نہیں۔

## علمی کاموں کو مزید تیز کرنے کی ہدایت

19 اپریل 2009ء: آج صبح میاں صاحب کی خدمت میں شر قپور شریف آ گیا۔ آپ نے فرمایا منگل اور بدھ کو میں پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آیا کروں گا تاکہ ان اولیاء کرام پر بھی انگریزی میں کام ہو سکے جن پر پہلے کبھی نہیں ہوا۔ آپ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے عرس مبارک اور صوفی سرور صاحب کے بارے میں بھی گفتگو فرماتے رہے۔ علمی کام کو بڑھانے کے لیے آپ نے مزید ساتھیوں کو ساتھ ملانے کے بارے میں فرمایا۔ آپ نے مزید فرمایا شیراز بھٹی اور علیم تفضل سے بھی اشاعت کا کام لینا ہے مگر یہ بھی دھیان رکھنا ہے کہ ان کے اپنے کام کا حرج نہ ہو۔ کافی دیر گفتگو کرنے کے بعد آپ ظہر کی نماز سے قبل گھر تشریف لے گئے اور میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری کے دربار اقدس پر حاضری کے بعد واپس روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔ میری طبیعت بھی کچھ ٹھیک نہیں تھی، اخبار، ڈائجسٹ اور مختلف کتابوں کی تیاری میں ایسا مصروف ہو گیا تھا کہ اپنی طرف توجہ دینے کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ ساتھیوں کی کمی کی وجہ سے بھی مشکلات میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا، اخبار کے مالی حالات بہت زیادہ مخدوش تھے جس کی وجہ سے قرضے میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

## حضرت بابا امیر الدین کے نوادرات

21 اپریل 2009ء: آج صبح فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت بابا امیر الدین صاحب (کوئلہ شریف) کے نوادرات حاصل کرنے ملک محمد اشرف ایڈووکیٹ صاحب کے گھر چلے گئے، ملک محمد اشرف صاحب نے یہ نوادرات بڑی محنت اور محبت سے اکٹھے کیے تھے۔ ملک صاحب بابا امیر الدین پر ایک جامع کتاب مرتب کرنا چاہتے تھے۔ ان کے خیال میں حضرت بابا امیر الدین پر ابھی تک کوئی خاص کتاب شائع نہیں ہوئی تھی، بہر حال ملک اشرف صاحب اور ان کے بیٹے ملک محمد عمران صاحب بڑی محبت سے پیش آئے۔ اسی دوران قبلہ میاں صاحب کا فون آیا کہ میں پروفیسر منور صاحب کے گھر آ رہا ہوں تم بھی آ جاؤ، لہذا میں شیراز بھٹی صاحب کے ہمراہ پروفیسر صاحب کے گھر آ گیا۔ میاں صاحب نے ہندوؤں کا مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈہ اور

کس حد تک بغض رکھنے کے بارے میں چند ایک واقعات سنائے۔ اسلام کی ترویج اور استقامت کے حوالے سے آپ نے محمد بخش مسلم بی اے کی بہت تعریف کی جس کی تائید جناب پروفیسر منور صاحب نے بھی کی۔ آپ نے مجھے 19 اپریل، نوائے وقت، سنڈے میگزین میں چھپنے والے مہاتما گاندھی پر لکھے ہوئے انگریزی میں دو اقتباسات پڑھنے کو فرمایا۔ پروفیسر منور صاحب ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ بھی کرتے جاتے۔ دوپہر 12 بجے کے قریب پروفیسر منور صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر شیخ ذوالقرنین صاحب کے پٹرول پمپ واقع ڈی ایچ اے پر تشریف لے گئے۔ چند منٹ وہیں قیام کیا اور پھر ناخدا چوک، سن پورہ میں بابا محمد شفیق صاحب (درزی) کے پاس آگئے۔ میاں صاحب پہلے کی نسبت کافی کمزور ہو چکے تھے اس لیے شفیق صاحب نے میاں صاحب کے کپڑوں کا نیا ناپ لیا اور آپ نے استعمال شدہ کپڑے بھی درست کرنے کو فرمایا۔ محمد شفیق صاحب کی دکان سے روانہ ہونے کے بعد آپ نے کراچی سے آئے ہوئے جناب عمر حیات صاحب سے ملاقات کی۔ ان کو روزنامہ شیر ربانی اخبار کراچی کی مارکیٹ کے پہنچانے کے بارے میں فرمایا۔ اسی دوران آپ نے شیراز بھٹی صاحب کو فرمایا نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر مجید نظامی صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے ان سے تعزیت کرنی ہے اس سلسلہ میں ان سے رابطہ کرو، یہ فرما کر آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## میاں صاحب کی مجید نظامی سے تعزیت

22 اپریل 2009ء: آج صبح نو بجے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر پہنچ گیا۔ میاں صاحب پہلے سے ہی ادھر موجود تھے۔ آپ کے ساتھ بابا احمد حسن، بابا ظفر اور محمد اکرام تھے، تھوڑی دیر بعد صاحبزادہ میاں ولید احمد جو اد صاحب بھی تشریف لے آئے۔ پروفیسر منور صاحب نے کہا برطانیہ پر مختلف حملوں کی وجہ سے اب ان کی انگریزی زبان بھی خالص نہیں رہی، اس میں بھی کئی قسم کی تبدیلیاں آچکی ہیں۔ اگر آپ ڈکشنری دیکھیں انگریزی کے ایک لفظ کے آگے کئی اور الفاظ ہوتے ہیں جن کے معنی ایک جیسے ہی ہوتے ہیں، یہ انگریزی کے الفاظ مختلف زبانوں کا مجموعہ ہیں اور اچھا مصنف وہ ہے جو انگریزی لکھتے وقت صحیح لفظ کا استعمال کرے۔ پھر ایک مثال دی کہ ایک فقرہ ہے ”دل میں اتر جا“ اس کی انگریزی یہ بھی ہو سکتی ہے۔ ”Enter in the

heart“ لیکن یہ لوہاری منڈی کی انگریزی ہوگی۔ اس کی صحیح انگریزی ”Penetrated“ ہوگی۔ اس طرح پروفیسر صاحب نے بڑی خوش اسلوبی سے الفاظ کے استعمال کا طریقہ بتایا۔ اس دوران میں نے پروفیسر منور صاحب سے اپنے لکھے ہوئے انگریزی کے دو اقتباسات بھی درست کروائے۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا اب میاں ولید بھی آئیں گے مگر ہم نے ان پر اتنا بوجھ نہیں ڈالنا۔ پروفیسر منور حسین صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ چند لمحوں کے لیے زینت لیبارٹری آئے پھر وہاں سے تعزیت کے لیے ساڑھے بارہ بجے نوائے وقت کے دفتر آگئے۔ میاں صاحب وہیل چیئر پر بیٹھ کر بذریعہ لفٹ تیسری منزل پر جناب مجید نظامی صاحب کے دفتر آگئے۔ صاحبزادہ میاں ولید احمد جو ادھر چپوری بھی ہمراہ تھے۔ مجید نظامی صاحب نے اٹھ کر میاں صاحب کو سلام کیا۔ میاں صاحب نے مجید نظامی صاحب سے ان کی اہلیہ کی رحلت پر تعزیت فرمائی۔ تعزیت کے بعد مجید نظامی صاحب نے میاں صاحب سے آپ کی طبیعت کا حال دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا بزرگوں کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے گزارا ہو رہا ہے۔ میاں صاحب نے مجید نظامی صاحب سے صاحبزادہ میاں ولید احمد جو اد صاحب کا تعارف کرایا۔ مجید نظامی صاحب نے میاں صاحب سے اپنی بیٹی رمیزہ صاحبہ (مجید نظامی صاحب کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی اس لیے انہوں نے اپنی بہن (سالی) کی بیٹی لے کر پالی تھی) کا بھی تعارف کرایا۔ اس وقت مجید نظامی صاحب کے دفتر میں ان کے سیکرٹری جاوید علوی صاحب بھی موجود تھے۔ مجید نظامی صاحب سے تعزیت کرنے کے بعد میاں صاحب میاں ولید احمد صاحب کے ہمراہ شرچپور شریف روانہ ہو گئے اور میں روزنامہ شیرربانی کے دفتر آ گیا۔

## میاں صاحب کی ذوالقرنین کے پمپ پر تشریف آوری

24 اپریل 2009ء: قبلہ میاں صاحب نے محمد اکرام کو روزنامہ شیرربانی کے دفتر بھیجا۔ میں محمد اکرام کو ساتھ لے کر شیخ ذوالقرنین صاحب کے پمپ پر چلا گیا۔ قبلہ میاں صاحب کے فرمان کے مطابق سامان لے کر محمد اکرام کو شرچپور شریف روانہ کر دیا، آپ تقریباً سارا دین شیخ ذوالقرنین صاحب کے پمپ پر ہی رہے، محمد اکرام کے واپس آنے پر آپ واپس شرچپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## میاں صاحب کی کرامت

26 اپریل 2009ء: آج محمد رمضان نقشبندی (چیف ایڈیٹر روزنامہ فخر ملت، فیصل آباد) کے ہمراہ موٹر سائیکل پر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گیا۔ رمضان صاحب نے لکمشی چوک پہنچ کر کہا "اؤسی اور" بن" کا ناشتہ کرتے ہیں میں نے کہا ناشتہ میاں صاحب کے پاس جا کر کریں گے۔ راستے میں موٹر سائیکل خراب ہو گئی خیر دس بجے کے قریب ہم شرقپور شریف پہنچ گئے۔ اس وقت قبلہ میاں صاحب گھر گئے ہوئے تھے۔ محمد اکرام نے میاں صاحب کے کمرے میں پڑا ہوا ناشتہ ہمارے سامنے رکھا اور کھانے کو کہا، کھانے کے دوران محمد اکرام نے بتایا، آج صبح قاری محمد یاسین صاحب اسلام آباد سے آئے تھے۔ میاں صاحب نے ان کے لیے ناشتہ منگوا دیا انہوں نے ناشتہ کیا اس کے بعد میاں صاحب نے اور ناشتہ منگوا کر رکھ لیا۔ حاجی اللہ دتہ صاحب اور مولانا منصب علی صاحب آگئے۔ میاں صاحب نے ان کو ناشتہ کرنے کو کہا، ان کے ناشتہ کرنے کے بعد میں برتن گھر دینے گیا تو آپ نے فرمایا ابھی اور ناشتہ منگواؤ۔ میں نے اور ناشتہ منگوا کر آپ کے کمرے میں رکھ دیا، اس کے بعد آپ لوگ آگئے ہیں۔ خیر ابھی ہم ناشتہ کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ قبلہ میاں صاحب گھر سے باہر تشریف لے آئے۔ آپ نے آتے ہی پوچھا ناشتہ کر لیا ہے، میں نے عرض کیا جی حضور کر لیا ہے۔ آپ نے اکرام سے مخاطب ہو کر فرمایا لو اب برتن گھر بھجوا دو۔ اس وقت میاں صاحب کے کمرے میں حاجی اللہ دتہ صاحب اور مولانا منصب علی صاحب بھی موجود تھے۔ مولانا منصب علی صاحب کو چند روز قبل میاں صاحب نے داراللمبلغین حضرت میاں صاحب سے نکال دیا تھا۔ مولانا صاحب داراللمبلغین حضرت میاں صاحب میں منتظم اعلیٰ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ قبلہ میاں صاحب نے ان کو پہلے آستانہ پر آنے سے بھی منع کر دیا تھا۔ لیکن چند دن بعد آستانہ پر آنے کی اجازت دے دی۔ دوپہر ایک بجے قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں گجرات سے محمد شہزاد صاحب، فیاض احمد سیٹھی صاحب، ان کے بیٹے محمد ایاز سیٹھی، ان کے بھائی نوید احمد سیٹھی اور ایک بزرگ تشریف لائے۔ قبلہ میاں صاحب کافی دیر فیاض احمد سیٹھی صاحب سے محو گفتگو رہے۔ سیٹھی صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں کچھ تحائف دیے اور ایک کیمرہ بھی دیا۔ سیٹھی صاحب نے کیمرہ میاں صاحب کو دیتے ہوئے کہا یہ

حضور معروف نے اخبار کے لیے منگوا یا ہے۔ آپ نے وہ کیمرہ مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے اسی وقت اسی کیمرے سے سیٹھی صاحب اور دیگر ساتھیوں کی قبلہ میاں صاحب کے ساتھ تصاویر بنالیں، کیمرہ کی رقم محمد شہزاد صاحب نے ادا کی تھی، تھوڑی دیر بعد شفیق احمد شاہ صاحب (لاٹانی بک سیلس، اردو بازار) اور سعید صدیقی صاحب تشریف لائے۔ وکیل احمد سکندر پوری کی کتاب چھپائی کے مراحل میں تھی، قبلہ میاں صاحب نے فی الوقت اس کو اڑھائی سو چھاپنے کو فرمایا۔ ظہر کی نماز ادا کی جماعت سعید احمد صدیقی صاحب نے کرائی۔ نماز کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد قبلہ میاں صاحب نے تمام حضرات کو اجازت دے دی۔ میں بھی محمد رمضان نقشبندی صاحب کے ہمراہ لاہور آ گیا۔

## ہوسکتا ہے شیرربانی اخبار کی پوزیشن بہتر ہو جائے

27 اپریل 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب فاطمہ میموریل ہسپتال کے سامنے جلد (Skin) کے ڈاکٹر کو چیک کرانے کے بعد فقیر حسین صاحب کے ساتھ روزنامہ شیرربانی کے دفتر آگئے، دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد نماز ظہر ادا کی۔ میں نے شفیق احمد شاہ صاحب کی بھیجی ہوئی چار عدد کتابیں پیش کیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے مجھے بتایا حاجی عبدالرؤف (موہلنوال) فوت ہو گیا ہے اس کی خبر اخبار میں شائع کر دینا، مجھے مبلغ 100/- روپے دیے۔ چند ایک لوگوں سے ملنے کے بعد آپ محمد رفیق شاہد کی دکان سے ہو کر شریقیہ شریف روانہ ہو گئے۔ آج آپ کی طبیعت کچھ بہتر لگ رہی تھی۔ اخبار کے متعلق بھی فرمایا ہو سکتا ہے یہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔

## محمد عمران کو میاں صاحب کی نصیحت

28 اپریل 2009ء: قبلہ میاں صاحب صبح سوا آٹھ بجے روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لائے، آج کانوائے وقت اور روزنامہ شیرربانی کی تین عدد کاپیاں منگوائیں۔ تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد آپ حاجی عبدالرؤف کے قتل شریف کے ختم میں شرکت کے لیے موہلنوال تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ محمد اکرام اور ایک مدرسے کا طالب علم تھا۔ مغلپورہ فلانی اور ابھی زیر تعمیر تھا اس لیے آپ نے مجھے مغلپورہ کراس کرنے تک موٹر سائیکل پر ساتھ رہنے کو فرمایا۔ میں غازی آباد کے راستے سے آپ کو نہر پر لے گیا اور خود روزنامہ شیرربانی کے دفتر واپس

آگیا۔ موہلو وال سے آپ واپس روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لے آئے، شام تک آنے والے زائرین سے ملاقات کرتے رہے۔ محمد عمران (بورنگ والا، عزیز پٹی، ہرنس پورہ) بھی میاں صاحب کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے میاں صاحب سے عرض کیا حضور دعاء فرمائیں میں باہر چلا جاؤں۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا اگر بندہ ادھر نیک نیتی سے کام کرے تو پاکستان میں بھی کامیاب ہو سکتا ہے، باہر تو بعض اوقات کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چند روز بعد محمد عمران اپنے ہمسایہ محمد منظور کے ہمراہ شرقپور شریف جمعہ کی نماز پڑھنے چلے گئے، جمعہ کی نماز کے بعد صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے اس سے پہلے کہ عمران صاحب میاں خلیل احمد صاحب سے دعا کے عرض کرتے، میاں خلیل احمد صاحب نے فرمایا جو لوگ ملک سے باہر جانا چاہتے ہیں وہ اپنا ہاتھ کھڑا کریں لہذا دو سے تین افراد نے ہاتھ کھڑا کیا عمران صاحب بھی ان میں شامل تھے۔ میاں خلیل احمد صاحب نے فرمایا باہر تو مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے بہتر ہے پاکستان میں رہ کر محنت کی جائے۔ خیر عمران صاحب پھر بھی اپنی ضد سے باز نہ آئے ملک سے باہر جانے کا بندوبست کر لیا اور ان کے جانے سے دو روز قبل قبلہ میاں صاحب روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لائے آپ اپنے ساتھ شرقپور شریف سے لنگر شریف بھی لائے تھے تمام بیلوں کو لنگر شریف کھلایا، اس وقت عمران صاحب اور منظور صاحب بھی موجود تھے، عمران صاحب نے لنگر شریف کھانے کے بعد میاں صاحب سے پھر دعا کے لیے درخواست کی۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا تمہیں جو بندے باہر لے جا رہے ہیں وہ فراڈیے ہیں۔ یہ سننے کے باوجود عمران صاحب پھر بھی باز نہ آئے اور دو روز بعد ان کے افراد کے ساتھ آسٹریا کے لیے روانہ ہو گئے۔ یونان پہنچ کر ان میں سے اشتیاق نامی شخص ایک لڑکی کے ہمراہ آسٹریا روانہ ہو گیا اور عمران صاحب یونان کے شہر ”ایتھنز“ میں ہی رہ گئے۔ ایک سال نو مہینے تک ادھر ہی رہے۔ بالآخر کامیاب نہ ہوئے اور واپس آ کر اپنا پرانا بورنگ والا کام شروع کر دیا۔

## میاں صاحب کی ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی سے ملاقات

29 اپریل 2009ء: آج آپ جامعہ نعیمیہ میں ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گئے۔ میں بھی ادھر آ گیا، کافی دیر

شیرربانی ڈائجسٹ کی تیاری اور اولیاء کرام کی گفتگو کے بعد آپ پروفیسر علیم تفضل صاحب کے گھر ویسٹ ووڈ کالونی ٹھوکر نیاں بیک چلے گئے۔ بابا ظفر اور محمد اکرام ہمراہ تھے۔ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے پروفیسر علیم صاحب کافی کمزور ہو گئے تھے، بہر حال ان کے والد گرامی نے بڑی گرم جوشی سے قبلہ میاں صاحب کا استقبال کیا۔ آپ تقریباً ایک گھنٹہ علیم صاحب کے گھر رہے، اس دوران قبلہ میاں صاحب نے پروفیسر منور حسین صاحب کا پہلی مرتبہ شرچپور شریف میں حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ شرچپوریؒ کی ملاقات اور شہد والا واقعہ سنایا۔ پروفیسر علیم تفضل صاحب کی عیادت کے بعد آپ بیت النور تشریف لے گئے۔ آج ہائی کورٹ میں محمد اکرام کی پیشی تھی، لہذا وہ میاں صاحب سے اجازت لے کر چلا گیا اور آپ حسن ڈرائیور کے ہمراہ شرچپور شریف روانہ ہو گئے۔

## میاں صاحب کی شیخ ذوالقرنین کی والدہ کے گھر آمد

02 مئی 2009ء: آج صبح آپ شیخ ذوالقرنین صاحب کی والدہ کے گھر ٹاؤن شپ چلے گئے۔ آپ نے شیخ انوار حسین صاحب کو بھی ادھر ہی بلوایا مگر ان کے آنے میں کچھ تاخیر ہو گئی اس لیے ان کی میاں صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی، صاحبزادہ میاں ولید احمد جو اپنی تعلیم مکمل کرنے تک اسی گھر میں قیام پذیر رہے، بہر حال کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ قدر آفاقی صاحب کے گھر روانہ ہو گئے۔

## میاں صاحب کی مولانا غلام محمد سیالوی سے ملاقات

03 مئی 2009ء: آج صبح آپ کا فون آیا کہ میں جامعہ نعیمیہ آرہا ہوں تم بھی ادھر آ جاؤ۔ میرے پہنچنے سے پہلے قبلہ میاں صاحب جامعہ میں پہنچ چکے تھے۔ اس وقت مولانا غلام محمد سیالوی صاحب آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ان کو ماہنامہ نور اسلام کی شروعات اور اس کے شائع ہونے والے نمبرز اور حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کی علمی کاوشوں کے حوالے سے آگاہ کرتے رہے۔ گفتگو کے دوران ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے بھی بڑے انہماک سے قبلہ میاں صاحب کی گفتگو سنی۔ میاں صاحب نے دونوں حضرات کو روزنامہ شیرربانی



اور شیرربانی ڈائجسٹ دکھایا۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب نے میاں صاحب سے کہا کہ میں شرچہ پور شریف آنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پہلے اطلاع ضرور کر دینا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہم حاضری کے لیے آنا چاہتے ہیں اس لیے اطلاع دینا مناسب نہیں تاکہ آپ تکلفات میں نہ پڑیں۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد آپ شیخ ذوالقرنین صاحب کے پٹرول پمپ پر چلے گئے، شیخ ذوالقرنین صاحب بھی اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے اپنے سارے عملے کو ایک طرف بلا کر ہدایات دیں کہ میاں صاحب کی خدمت میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کوئی شکایت آئی تو میں برداشت نہیں کروں گا۔ بہر حال آپ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد واپس شرچہ پور شریف چلے گئے اور میں روزنامہ شیرربانی کے دفتر آ گیا۔

## چوہدری محمد حنیف صاحب کی ترقی

04 مئی 2009ء: صبح سات بجے شیراز بھٹی صاحب، سعید احمد صدیقی صاحب اور یہ خادم پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر آ گئے۔ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے دفاع میں لکھی جانے والی وکیل احمد سکندر پوری کی تینوں کتابوں کی عکسی نقول ہمارے حوالے کیں، یہ کتابیں فارسی میں ہیں۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے اس کتاب کے حوالے سے چند ایک ہدایات لینے کے بعد ہم تینوں محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر آ گئے۔ محمد عالم صاحب نے اس کتاب کا ٹائٹل ہاتھ سے لکھ کر دیا، ہم نے وکیل احمد سکندر پوری کی کتاب کی عکسی نقل محمد عالم صاحب کو دکھائی، اس کتاب کے حوالے سے چند ایک مشورے کرنے کے بعد شیراز فیض بھٹی صاحب ہائی کورٹ روانہ ہو گئے۔ میں سعید صدیقی صاحب کے ہمراہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری چوہدری محمد حنیف صاحب کے پاس چلا گیا۔ چوہدری حنیف صاحب کو اس کتاب کا مقدمہ فارسی میں کروانے کو کہا جس کو پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے مرتب کیا تھا، ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ قبلہ میاں صاحب بھی پنجاب یونیورسٹی لائبریری تشریف لے آئے، بابا احمد حسن، بابا ظفر اور محمد اکرام ہمراہ تھے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب کی بیسویں سکیل میں ترقی ہو گئی تھی انہوں نے میاں صاحب سے کہا کہ میں مٹھائی لے کر شرچہ پور شریف آنا چاہتا ہوں۔ آپ نے شرچہ پور شریف مٹھائی کے بغیر آنے کو فرمایا اور مزید فرمایا حنیف صاحب آپ علمی تعاون جاری رکھیں وہ مٹھائی سے

بہتر ہے۔ میاں صاحب پنجاب یونیورسٹی سے فارغ ہو کر شیخ ذوالقرنین صاحب کے پمپ پر چلے گئے، میں تھوڑا سا لیٹ پہنچا۔ آپ شیخ ذوالقرنین صاحب کے ہمراہ ان کے دوسرے پٹرول پمپ چدھڑ جا چکے تھے۔ تھوڑی دیر بعد آپ واپس آ گئے۔ وکیل احمد سکندر پوری کی تینوں کتابوں کی عکسی نقول کی مزید کاپیاں تیار کروائیں۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گئے۔ میں نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ وکیل احمد سکندر پوری کی تینوں کتابیں فارسی میں ہیں جو چھ سو صفحات پر مشتمل ہیں مقدمہ اس کے علاوہ ہے۔ میرے خیال سے فارسی متن شائع کرنا ضروری نہیں۔ فارسی کتابوں کے دو نسخے ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل شرقپوری مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں رکھوا دیتے ہیں۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے مرتب کیے ہوئے ترجمہ میں ایک نوٹ شائع کر دیتے ہیں کہ جس نے اس کا فارسی متن دیکھا ہو وہ پنجاب یونیورسٹی میں دیکھ سکتا ہے۔ آپ نے میرے مشورے کو سن کر فرمایا تم ابھی اس کی پانچ عدد کاپیاں بنوا کر جلد بندی کرو تمہاری تجویز کے بارے میں دیکھتے ہیں کہ کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہے۔ آپ نے آج کاروز نامہ شیر ربانی منگوا یا تھوڑی دیر مطالعہ کیا اور پھر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

## میاں صاحب سے اردو بازار میں ملاقات

05 مئی 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب ساڑھے نو بجے پروفیسر منور حسین صاحب

کے گھر آ گئے۔ شیراز فیض بھٹی صاحب بھی ادھر پہلے سے موجود تھے، محمد بلال کے ہمراہ میں بھی پروفیسر صاحب کے گھر آ گیا۔ شیر ربانی ڈائجسٹ کے مضامین کی درستی اور انگریزی زبان سیکھنے کے متعلق کافی دیر علمی گفتگو ہوتی رہی۔ پروفیسر صاحب سے فارغ ہو کر میں میاں صاحب سے اجازت لے کر شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں اردو بازار آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ کا فون آیا کہ آپ اردو بازار لاٹانی بک پلس کے پاس ہیں۔ میں وہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ شفیق صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں جلد کی ہوئی کتابیں پیش کیں جو قبلہ میاں صاحب نے چند روز قبل انہیں جلد کروانے کے لیے دی تھیں۔ آپ نے اردو بازار سے چند ایک کتابیں خرید فرمائیں اور واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے، میں اردو بازار سے فارغ ہو کر شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا۔

## پروفیسر منور صاحب کی حضرت ثانی صاحب سے عقیدت

06 مئی 2009ء: قبلہ میاں صاحب کے پہنچنے کے کچھ دیر بعد میں پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر پہنچ گیا، تھوڑی دیر بعد شیخ انوار حسین صاحب بھی تشریف لے آئے۔ قبلہ میاں صاحب نے پروفیسر صاحب کو حضرت ثانی صاحب والا واقعہ سنانے کو فرمایا۔ پروفیسر صاحب کا انداز گفتگو بہت اعلیٰ ہے۔ سب نے بڑی محبت اور ذوق سے اس واقعہ کو سنا۔ تقریباً دوپہر بارہ بجے تک یہ نشست جاری رہی۔ اس کے بعد میاں صاحب انوار صاحب کو ساتھ لے کر پروفیسر صاحب کے گھر سے چلے گئے، جبکہ میں اخبار کے دفتر آ گیا۔

## طالبان کیسے بنے

08 مئی 2009ء: گزشتہ رات پروفیسر خالد بشیر صاحب اور شیراز بھٹی صاحب رات ساڑھے دس بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گئے۔ رات ایک بجے تک ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں مصروف رہے۔ ایک بجے شیراز صاحب واپس چلے اور پروفیسر خالد بشیر صاحب روزنامہ کے دفتر ہی آرام کے لیے لیٹ گئے۔ جمعہ المبارک صبح فجر کی نماز کے بعد قبلہ میاں صاحب کا فون آیا اور حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آنے کو فرمایا۔ میں پروفیسر خالد بشیر صاحب کو ساتھ لے کر ساڑھے نو بجے میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ قبلہ میاں صاحب نے قرآن پاک مع اردو ترجمہ از مولانا غلام سرور قادری صاحب (ماڈل ٹاؤن، لاہور) کا ایک مطبوعہ نسخہ دکھایا۔ آپ نے اس کی بہت تعریف کی اور غلام سرور قادری صاحب سے ملاقات کرنے کے بارے میں فرمایا۔ قرآن پاک پر ان کا ایڈریس لکھا ہوا تھا لہذا میاں صاحب نے ابھی ملنے کا پروگرام بنایا، ماڈل ٹاؤن پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ ساؤتھ افریقہ گئے ہوئے ہیں اور 4 جون کو پاکستان تشریف لائیں گے۔ میاں صاحب وہاں سے محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس تشریف لے آئے۔ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب اپنے بیٹے صاحبزادہ آصف صاحب کے ہمراہ ادھر موجود تھے۔ قبلہ میاں صاحب نے تمام حضرات کو شوق پور شریف سے لایا ہوا لنگر شریف کھلایا، طالبان کیسے بنے اور ان کے اطوار پر بڑی دیر گفتگو ہوئی۔ ملک میں شریعت کے نفاذ پر سب

کا اتفاق تھا مگر طالبان کے طریقہ کار پر تنقید ہوئی۔ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے خیال میں طالبان کا مسئلہ مذاکرات سے حل ہونا چاہیے۔ ان کے خیال میں مزارات کے ارد گرد ہونے والی غیر قانونی حرکات پر روشنی ڈالی۔ ان غیر قانونی حرکات کا قلع قمع کرنے کے لیے انتظامیہ کو اپنا مثبت کردار ادا کرنے کے بارے میں اتفاق ہوا۔ قبلہ میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور پیر جماعت علی شاہ صاحب کے حوالے سے چند ایک واقعات سنائے، یہ نشست تقریباً اڑھائی گھنٹے جاری رہی۔ قبلہ میاں صاحب دوپہر ڈیڑھ بجے پروفیسر خالد بشیر صاحب کو ساتھ لے کر شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔

## -/200 روپے کا تبرک

09 مئی 2009ء: آج صبح آٹھ بجے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے اخبار کے بجٹ کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کی دعاؤں سے چل رہا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اتنی رقم نہیں کہ تمہیں دے دوں اور تم اخبار میں لگا دو۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ بیس منٹ بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ چند لمحوں بعد میاں صاحب کا فون آیا کہ میں بابو صابو انٹر چینج پر ہوں تم ادھر آؤ۔ میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے تمام حضرات کو گاڑی سے اتار کر مجھے بٹھایا اور کافی زیادہ نوٹ مجھے دے کر فرمانے لگے تم چند ہفتوں سے مختلف جگہوں پر رقم خرچ کرتے رہے ہو لہذا تم یہ اپنے پاس رکھ لو۔ میں نے تبرک مبلغ -/200 روپے رکھ لیے اور باقی آپ کو واپس کر دیے کہ حضور مجھے صرف آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ آپ نے مجھے دعائیں دیں اور شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ میں چونگی امر سدھو چلا گیا جہاں میاں غلام رسول صاحب (شیر ربانی کلاتھ ہاؤس) کو 600 عدد شیر ربانی اخبار دیا جس میں ان کا اشتہار لگا ہوا تھا۔

## میاں صاحب سے شرقپور شریف میں ملاقات

10 مئی 2009ء: آج میاں صاحب نے جامعہ نعیمیہ میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب سے ملاقات کے لیے آنا تھا مگر مجھے میاں صاحب کا صبح فون آ گیا کہ میں آج لاہور نہیں آسکوں گا

لہذا تم آج شرقپور شریف آ جاؤ۔ میں صبح نو بجے کے قریب قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

## میاں صاحب کے ساتھ ملتان روانگی

11 مئی 2009ء: آج صبح نو بجے میاں صاحب کے حکم کے مطابق بیکری کا سامان لے کر شرقپور شریف آ گیا۔ شیراز فیض بھٹی صاحب پہلے سے ہی میاں صاحب کی خدمت میں موجود تھے، ماسٹر عظمت اور ماسٹر شہزاد صاحب بیعت ہونے والے لوگوں کے ایڈریسز کو ترتیب دے رہے تھے۔ مجھے میاں صاحب نے صاحبزادگان کے لیے غباروں میں ہوا بھرنے کے لیے فرمایا۔ دس بجے شیخ فیروز دین اپنے بیٹوں کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ میاں صاحب نے ان کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی۔ شیخ فیروز صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا حضور میں اپنے بیٹے سے بہت تنگ ہوں اس کو حکم دیں کہ یہ گھر چھوڑ دے، بہر حال میاں صاحب نے سب کے لیے دعاء فرمائی۔ کچھ دیر بعد شیخ محمد حنیف صاحب گوجرانوالہ سے دس سے بارہ ساتھیوں سمیت تشریف لائے۔ آپ نے ان سب کو چائے اور بسکٹ کا لنگر شریف کھلایا۔ بعد میں ان سب کو روزنامہ شیرربانی اخبار اور شیرربانی ڈائجسٹ کی ایک ایک کاپی دی۔ قبلہ میاں صاحب نے آج ملتان جانا تھا اس سلسلہ میں آپ نے شیراز بھٹی صاحب، ماسٹر عظمت صاحب اور ماسٹر شہزاد صاحب سے ان کی مصروفیت کے بارے میں پوچھا تو فراغت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی میاں صاحب کے ساتھ نہ جاسکا، میں نے میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اگر آپ ملتان جانے سے قبل مجھے روزنامہ شیرربانی کے دفتر سے لے لیں تو میرے لیے آسانی ہو جائے گی، اور میں اخبار کا کام لڑکوں کو سمجھا بھی دوں گا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تم اخبار کے دفتر چلے جاؤ میں تم کو ادھر سے ہی لے لوں گا۔ قبلہ میاں صاحب سہ پہر چار بجے روزنامہ شیرربانی کے دفتر آ گئے۔ میں تمام لڑکوں کو کام سمجھا کر میاں صاحب کے ساتھ ملتان چلا گیا۔ اس وقت آپ کے ساتھ محمد اکرام، بابا عبدالغفور، نوید طالب علم اور حاجی صابر انصاری صاحب کا ڈرائیور محمد ارشد تھا۔ ہم رات دس بجے حاجی آصف صاحب کے گھر پہنچ گئے، ادھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ آپ کی ادویات شرقپور شریف میں ہی رہ گئی ہیں۔ فقیر حسین صاحب

سے فون پر ادویات لکھوا کر بازار سے خریدیں اور آپ کی دو دن کے خوراک میں نے ادھر ہی تیار کر کے چھوٹے چھوٹے لفافوں میں پیک کر دیں۔ حاجی آصف صاحب کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا قبلہ میاں صاحب نے فاتحہ خوانی فرمائی۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ آرام کے لیے لیٹ گئے۔ اگلی صبح ناشتہ کرنے کے بعد آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے میں لیٹ ہو جاؤں لہذا تم بس پر بیٹھ کر لاہور چلے جاؤ، شیخ حاجی آصف صاحب کا بیٹا شیخ عامر مجھے بس پر بٹھا آیا۔ میں شام چار بجے کے قریب روزنامہ شیرربانی کے دفتر پہنچ گیا۔ قبلہ میاں صاحب سے فون پر رابطہ رہا آپ بھی شام سات بجے لاہور حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر آ گئے، رات آپ نے ادھر ہی قیام کیا۔

## محمد یوسف (آرائیاں) کی والدہ کا انتقال

13 مئی 2009ء: آج آپ محمد ارشاد (علاقہ نواب صاحب) کے ہمراہ روزنامہ شیرربانی کے دفتر آئے۔ محمد اکرام اپنے عدالتی معاملات کی وجہ سے مصروف تھا اس لیے آج محمد ارشاد قبلہ میاں صاحب کے ساتھ ڈرائیوری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ محمد ارشاد صاحب ٹریکٹروں کے سامان کی خرید و فروخت کا کام کرتے تھے۔ قبلہ میاں صاحب اخبار کے دفتر زیادہ دیر نہ رکے اور واپس چلے گئے۔ شام پانچ بجے دوبارہ روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لے آئے۔ اخبار کے متعلق معلومات لینے کے بعد آپ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر چلے گئے۔ آج اطلاع ملی کہ جناب میاں محمد یوسف صاحب (آرائیاں) کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، عشاء کے بعد جنازہ تھا، اخبار کی تیاری کی وجہ سے میں شرکت نہ کر سکا۔ اگلے روز آرائیاں میں یوسف صاحب سے تعزیت کی اور اس واقعہ کی خبر اخبار شیرربانی میں بھی شائع کر دی گئی۔

## میاں صاحب کی اتفاق سے رہنے کی نصیحت

14 مئی 2009ء: فجر کی نماز کے بعد میاں محمد یوسف صاحب کی والدہ کے قتل کا ختم تھا، قتل شریف میں شرکت کے لیے میں آرائیاں، رائے ونڈ روڈ چلا گیا۔ فاتحہ خوانی کے بعد میاں صاحب کے پاس حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر آ گیا، آپ آرام فرما رہے تھے۔ آپ نے آج پھر مجھے اپنے بھائیوں کے ساتھ اتفاق سے رہنے کی تلقین کی، اور ساتھ فرمایا تمام صاحبزادگان آپس

میں اتفاق سے رہیں گے تو ان کا گزارا ہوگا ورنہ معلوم نہیں کیا حالات ہوں گے۔ آپ نے اپنی زمینوں کے بارے میں بات کی تو میں نے عرض کیا کہ آپ شرقپور شریف اور اس کے نواح میں جو بھی جائیداد ہے اس کو فروخت نہ کریں اور جو قبو شرقپور شریف سے باہر ہے اس کو چاہے بیچ دیں۔ آپ نے فرمایا میں نے جائیداد تقسیم کر دی ہے اب صاحبزادگان کی مرضی ہے اور ان کو بھی چاہیے کہ وہ جائیداد نہ بیچیں اور اگر وہ جائیداد بیچتے ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ ایک گھنٹہ بعد آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ میں شیرربانی ڈائجسٹ اور اوراد فتحیہ جو ملک محمد اشرف صاحب چھپوارہ ہے تھے کی تیاری کے لیے اردو بازار چلا گیا۔ میری طبیعت خراب تھی، 102 کے قریب بخار تھا، بڑی مشکل سے آج کا اخبار تیار کرنے کی کوشش کرتا رہا، ایڈیٹر محمد ظہیر آج چھٹی پر تھا مگر انامحس نے فون کر کے اس کو بلا لیا۔ رات ساڑھے بارہ بجے کاپی بھجوائی اور دوئی کھانے کے بعد آرام کے لیے لیٹ گیا۔

## میاں صاحب کا زیادہ وقت قرآن کی تلاوت میں گذرتا

18 مئی 2009ء: قبلہ میاں صاحب روزانہ روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لاتے تھوڑی دیر ٹھہرتے یا مولانا منصب کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پاک کا مطالعہ فرماتے، اس کے بعد شرقپور شریف یا حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر واپس چلے جاتے۔

## میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت ناساز

26 مئی 2009ء: قبلہ میاں صاحب روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لائے، شیراز بھٹی صاحب آپ کے آنے سے پہلے دفتر آچکے تھے، ناشتہ کرنے کے بعد آپ نے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کا مرتب کیا ہوا وکیل احمد سکندر پوری کی کتاب کا مقدمہ شائع کرنے کے متعلق میاں صاحب سے صلاح و مشورے ہوئے۔ اس مقدمے کو فی الوقت حوزہ نقشبندیہ کے تحت شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ آپ نے فرمایا اس کو حوزہ نقشبندیہ کے تحت شائع کرنے سے پہلے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کا اس پر متفق ہونا ضروری ہے۔ اگلے روز میاں صاحب نے تمام یونیورسٹی لائبریری سٹاف کی ایک پر تکلف دعوت کا انتظام کیا ہوا تھا اس سلسلہ میں آپ نے مجھے

تمام معاملات کے متعلق سمجھایا، ظہر کی نماز کے بعد آپ واپس شرچپور شریف تشریف لے گئے۔ رات نو بجے آپ کا فون آیا کہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرچپوری کی طبیعت بہت خراب ہے لہذا صبح دعوت میں نہیں آسکتا۔ میں نے عرض کیا حضور دعوت کسی اور دن رکھ لیتے ہیں۔ آپ نے میری اس تجویز کو ناپسند کیا اور فرمایا اب چونکہ سارا انتظام ہو چکا ہے اس لیے دعوت کو کنسل کرنا مناسب نہیں، تم سب لوگ مل کر اس کا انتظام کرو۔

## یونیورسٹی لائبریری سٹاف کی پر تکلف دعوت

27 مئی 2009ء: آج پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے تمام سٹاف کی دعوت میں میاں صاحب نے قورمے کی تین، بریانی کی دو، زردہ کی دو دیکھیں اور تین سو عدد نان کا انتظام کیا ہوا تھا، کیشنگ کا تمام سامان حاجی محمد حیات صاحب لے کر پونے بارہ بجے پنجاب یونیورسٹی لائبریری آگئے۔ کھانا دوپہر ایک بجے شروع ہوا اور اڑھائی بجے تک جاری رہا، تقریباً آدھا کھانا بچ گیا تھا جس کو بعد میں سٹاف میں ہی تقسیم کر دیا گیا۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے حاضر ڈیوٹی سٹاف کے علاوہ لمز (Lums) یونیورسٹی کے چیف لائبریرین ڈاکٹر محمد رمضان، سید جمیل رضوی صاحب (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری)، محمد صدیق صاحب (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، لائبریری)، پروفیسر اقبال مجددی صاحب، علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب، محبوب عالم صاحب، پروفیسر علیم تفضل صاحب، حامد علی انصاری، محمد آصف (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے صاحبزادے) شامل تھے۔ اس دعوت کی انتظامیہ میں حاجی محمد حیات، شیراز فیض بھٹی، سعید احمد صدیقی، قاضی نور اللہ، صوفی اللہ رکھا، حاجی خادم حسین (باورچی)، اشفاق پٹواری، ذوالفقار علی، امام علی، اعجاز احمد، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد اور دیگر افراد نے اپنی خدمات سرانجام دیں۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے لائبریری کے اندر تمام سٹاف کو متحرک رکھا اور خود سارے انتظامات کی نگرانی کرتے رہے۔ آج صبح سے قبلہ میاں صاحب کا وقتاً فوقتاً فون آتا رہا دعوت کے بارے میں لمحہ بہ لمحہ تفصیلات سے آگاہی لیتے رہے۔ رات نو بجے آپ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، آپ کے ساتھ محمد اکرام اور بابا ظفر تھے۔ میں نے آپ سے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرچپوری کے احوال دریافت کیے۔ میاں صاحب نے



فرمایا میاں خلیل کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ میں نے انہیں شالیمار لنک روڈ پر واقع محمد علی ہسپتال داخل کر دیا ہے۔ میرے خیال میں یہاں دماغ کے امراض کے بہت قابل ڈاکٹر ہیں۔ میں نے آج پنجاب یونیورسٹی میں ہونے والی دعوت کی تمام تفصیلات سے میاں صاحب کو آگاہ کیا۔ میں نے عرض کیا آپ صبح سے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کے ساتھ ہیں میں آپ کے لیے کھانے کا انتظام کیے دیتا ہوں۔ مگر آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا ابھی تو میں بھٹی کے ڈیرے پر جا رہا ہوں صبح تم سے بات ہوگی۔ آپ کے جانے کے بعد میں نے بھائی فاروق سے رابطہ کیا اور انہیں علی ہسپتال صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی خدمت میں بھیج دیا اور خود روزنامہ شیر ربانی اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

## میاں صاحب کا ملتان سے رابطہ

27 مئی 2009ء: سعید احمد صدیقی، شیراز فیض بھٹی کے ہمراہ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے کالج جا کر وکیل احمد سکندر پوری کی کتاب کی ترتیب درست کرواتے رہے، اسی دوران قبلہ میاں صاحب کا ملتان سے فون آیا۔ آپ نے میاں غلام رسول اور دیگر افراد سے رابطہ کرنے کے لیے فرمایا۔

## شرقپور شریف میں صفوں والے کمرہ میں آگ لگ گئی

02 جون 2009ء: رات آپ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ہی رہے، صبح فجر کی نماز کے بعد شرقپور شریف جا کر درس بچے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گئے۔ شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں تیاری ہوتی رہی، ساڑھے گیارہ بجے پروفیسر منور صاحب کے گھر سے نکل کر ملتان روانہ ہو گئے، دوپہر بارہ بجے شرقپور شریف میں ایک حادثہ پیش آ گیا، جمعہ کی نماز میں استعمال ہونے والی صفیں جس سٹور میں رکھی جاتی تھیں اس سٹور کے باہر کسی نے آگ لگا دی، آگ پھیلتی پھیلتی اس سٹور تک جا پہنچی جس کی وجہ تمام کی تمام صفیں جل کر خاکستر ہو گئیں۔ بابا عبدالغفور نے قبلہ میاں صاحب کو اس کی اطلاع کر دی۔ یہ سن کر آپ ملتان جانے کی بجائے واپس شرقپور شریف آ گئے۔ میں نے میاں صاحب کی اجازت سے اس کی خبر روزنامہ شیر ربانی

اخبار میں لگادی۔ روزنامہ شیرربانی اخبار میں خبر پڑھ کر گجرات سے فیاض احمد سیٹھی صاحب اور دیگر افراد نے اگلے جمعہ سے قبل ہی نماز کے لیے نئی صفوں کا بندوبست کر دیا تھا۔ قبلہ میاں صاحب نے تعاون کرنے والے تمام ساتھیوں کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

## حوزہ نقشبندیہ کے حوالے سے عالم صاحب کا اہم کردار

03 جون 2009ء: صبح سات بجے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ مجددی صاحب سے عرض کیا کہ وکیل احمد سکندر پوری کی کتاب کا ایک صفحہ کاپی ہونے سے رہ گیا ہے۔ مہربانی فرما کر اس کی بھی کاپی کروادیں مجددی صاحب نے دوبارہ کاپی کروانے کا وعدہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب مجددی صاحب کو چھوڑنے ان کے کالج چلے گئے۔ میں میاں صاحب کے حکم کے مطابق بابا ظفر اور ایک طالب علم کو ساتھ لے کر محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر چلا گیا، تھوڑی دیر بعد میاں صاحب بھی مختار حق صاحب کے گھر آ گئے۔ میاں صاحب نے مختار حق صاحب سے فرمایا کہ حوزہ نقشبندیہ کے تحت جتنی بھی میٹنگ ہو چکی ہیں ان کی روداد تیار کر دیں اور اقبال مجددی صاحب کا مرتب کیا ہوا وکیل احمد سکندر پوری والا مقدمہ بھی اس میں شائع کر دیا جائے۔ روداد کے حوالے سے مختار حق صاحب نے کافی کام کر لیا تھا اور باقی کام بھی ایک ہفتہ میں تیار کر دیا۔ میاں صاحب مختار حق صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے (ملتان روڈ) پر آ گئے۔ میں شیراز بھٹی صاحب کے دفتر سیالکوٹ میں روزنامہ شیرربانی کے بیورو چیف عشرت بھٹی صاحب سے مل کر واپس روزنامہ شیرربانی دفتر آ گیا۔

## میاں صاحب کی عزیز بٹ صاحب کے گھر آمد

04 جون 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب کا صبح فون آیا، مجھ سے جناب عزیز بٹ صاحب کے گھر ایڈریس پوچھا۔ میں نے (161، زیڈ بلاک، ڈیفنس، لاہور) بتایا۔ آپ نے مجھے ادھر پہنچنے کے بارے میں فرمایا۔ بہر حال میرے پہنچنے سے پہلے قبلہ میاں صاحب عزیز بٹ صاحب کے گھر پہنچ چکے تھے۔ آپ نے ان کو شترچور شریف سے لایا ہوا کچھ تبرک دیا۔ تھوڑی دیر

ٹھہرنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف تشریف لے گئے۔

## میاں صاحب کی آنکھ کا آپریشن

آج کل میاں صاحب کی بینائی میں کمی محسوس ہو رہی تھی اس سلسلہ میں پروفیسر منور حسین صاحب کی معرفت ان کے گھر کے نزدیک ایک آنکھوں کے ڈاکٹر محمد طیب صاحب کو چارج کے قریب چیک کرایا۔ ڈاکٹر صاحب کے مطابق آنکھ کے پردے پر ایک باریک جھلی آگئی ہے اس سلسلہ میں ایک آپریشن کا مشورہ دیا۔ اس آپریشن پر خرچ مبلغ پندرہ ہزار روپے آنا تھا۔ میں روزنامہ شیرربانی کے دفتر مصروف تھا اس وجہ سے ڈاکٹر کو چیک کراتے وقت میں میاں صاحب کے پاس موجود نہ تھا۔ پروفیسر منور حسین صاحب اور شیراز فیض بھٹی میاں صاحب کے ہمراہ تھے، لہذا 6 جون بروز ہفتہ صبح نو بجے آپریشن کا وقت طے پایا۔

## ڈاکٹر کا غیر ذمہ دارانہ رویہ

06 جون 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب کی آنکھ کا آپریشن تھا جو ڈاکٹر طیب صاحب نے اپنے کلینک واقع گارڈن ٹاؤن میں ہی کرنا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ آپریشن لیزر شعاعوں کے ذریعے کرنا تھا۔ شیراز بھٹی صاحب اور یہ خادم آٹھ بجے کلینک پر پہنچ گئے، ڈاکٹر صاحب نے پروفیسر منور صاحب کو صبح نو بجے کا وقت دیا تھا۔ جب کلینک کھلا تو ان کے سٹاف نے شیراز بھٹی صاحب کو ساڑھے گیارہ بجے کا وقت دیا۔ گیارہ بجے رابطہ کیا تو سٹاف نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب ڈیڑھ بجے تشریف لائیں گے۔ اس دوران شیراز بھٹی صاحب کسی کیس کے سلسلہ میں عدالت چلے گئے، ابھی میاں صاحب تشریف نہیں لائے تھے۔ میں کافی دیر کلینک پر بیٹھا ڈاکٹر صاحب کا انتظار کرتا رہا کہ جیسے ہی ڈاکٹر صاحب آئیں گے میاں صاحب کو اطلاع کر دوں گا۔ خیر ایک بجے کے قریب میاں صاحب ڈاکٹر طیب صاحب کے کلینک پر آگئے۔ میں نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ آپ اس ڈاکٹر سے آپریشن نہ کروائیں۔ آپ نے فرمایا اس کی کیا وجہ ہے۔ میں نے عرض کیا حضور اس کا طریقہ کار مجھے پسند نہیں آیا۔ آپ پہلے ڈاکٹر محسن نذیر صاحب سے مشورہ کریں وہ جو ڈاکٹر بتائیں ان سے آپریشن کروالیں۔ کافی دیر سوچنے کے بعد آپ نے

فرمایا پروفیسر منور صاحب سے کیا کہیں گے۔ میں نے عرض کیا اس سلسلہ میں میں نے پروفیسر صاحب سے بات کر لی ہے۔ خیر میاں صاحب ڈاکٹر صاحب سے ملنے کی بجائے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ نے پروفیسر منور صاحب سے ڈاکٹر کے متعلق بات کی تو انہوں نے بھی احتیاط برتنے کا مشورہ دیا۔ آپ دو گھنٹے پروفیسر منور صاحب کے گھر پر ہی رہے۔ اس دوران پروفیسر صاحب میاں صاحب کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے حوالے سے واقعات سناتے رہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے بھانجے میاں محمد سلطان صاحب کے ہمراہ پیر اسماعیل شاہ صاحب (کرمانوالہ) کے پاس چلا گیا۔ شاہ صاحب میاں سلطان صاحب کو دیکھ کر چارپائی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میاں سلطان صاحب چارپائی پر بیٹھ گئے۔ شاہ صاحب بڑے مودب انداز میں کھڑے رہے انہوں نے ہمیں کھانا کھلایا، پھر چائے میاں سلطان بغیر بتلائے کہیں چلے گئے۔ کافی دیر انتظار کے بعد وہ نہ آئے تو میں شاہ صاحب سے اجازت لے کر واپس لاہور آ گیا۔ پروفیسر منور صاحب بے شمار واقعات سناتے تھے لہذا کوشش کی گئی ہے ایک واقعہ صرف ایک مرتبہ ہی اس میں تحریر ہو۔ پروفیسر منور صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر آپ ابوالبقاء قدر آفاقی صاحب کے گھر آ گئے۔ آفاقی صاحب اس وقت ہفت روزہ اخبار مجدد الف ثانی کی پروف ریڈنگ میں مصروف تھے۔ آپ نے اپنی نگرانی میں اخبار مجدد الف ثانی کی غلطیاں لگوائیں۔

## علیل طبیعت کے باوجود میاں صاحب کے سفر

07 جون 2009ء: آج صبح فجر کی نماز کے بعد آپ فیصل آباد روانہ ہو گئے۔ دس بجے

آپ کا فون آیا محمد منشاء تائبش قصوری صاحب، ماسٹر احمد علی صاحب، سعید احمد صدیقی صاحب سے رابطہ کرنے کو فرمایا۔ تمام حضرات سے رابطہ کر کے انہیں ایک بجے بھٹی صاحب کے ڈیرے پر پہنچنے کے متعلق کہا۔ میاں صاحب فیصل آباد سے واپس آ رہے تھے۔ آپ نے ان تمام حضرات سے ملاقات کر کے دو بجے واپس شرقپور شریف پہنچنا تھا۔ دوپہر دو بجے تک آپ تمام حضرات سے ملاقات کرنے کے بعد واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ مغرب کے بعد آپ شرقپور شریف سے ہو کر واپس لاہور بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گئے۔

## ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی بم دھماکے میں شہید

12 جون 2009ء: آج آپ کے ساتھ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر چلا گیا۔ مجددی صاحب گھر پر موجود نہ تھے، اس کے بعد آپ محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر چلے گئے۔ مختار حق صاحب نے میاں صاحب کو حوزہ نقشبندیہ کے حوالے سے تیار کی گئی روداد دکھائی، محمد عالم صاحب نے کافی حد تک کام کھل کر لیا تھا، انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ باقی کام بھی جلد کھل ہو جائے گا۔ اسی دوران علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی بذریعہ فون میاں صاحب سے کچھ دیر گفتگو ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد محمد عالم صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر پنجاب یونیورسٹی چوہدری محمد حنیف صاحب سے ملاقات کے لیے آگئے۔ ملاقات میں آپ نے حنیف صاحب سے ماہنامہ ”معارف“ 1960ء تا 1962ء اور ماہنامہ ”زندگی“ 1973ء کے بارے پوچھا۔ محمد حنیف صاحب نے جلد ہی ان کو میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے بارے میں کہا۔ یونیورسٹی سے فارغ ہو کر آپ گارڈن ٹاؤن حاجی محمد اسلم صاحب کے گھر آگئے۔ یہاں سے کچھ ادویات لیں ان کے نام میں اپنی ڈائری میں نوٹ نہ کر سکا۔ یہاں سے روانہ ہو کر آپ نے مجھے بھٹی صاحب کے ڈیرے پر اتارا اور خود صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرچپوری کی عیادت کے لیے گلشن راوی تشریف لے گئے۔ میں شیراز بھٹی صاحب اور ملک محمد اشرف صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا۔ تین بجے سہ پہر معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کے بعد جامعہ نعیمیہ میں بم دھماکہ ہوا ہے۔ اس دھماکے میں ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب اور ڈاکٹر خلیل احمد صاحب کے علاوہ دیگر افراد بھی شہید ہو گئے ہیں۔ دھماکے کے بعد لاہور شہر کی سیکورٹی بہت سخت کر دی گئی۔ تمام علماء کرام نے مال روڈ پر چند دن احتجاج بھی کیا۔

## شرچپور شریف بولو گے تو گاڑی میں بیٹھوں گا

15 جون 2009ء: آج صبح آٹھ بجے پروفیسر منور صاحب کے گھر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ پروفیسر منور صاحب نے میاں صاحب کو ایک عدد ڈکشنری کا تحفہ دیا اور انگریزی سیکھنے کے حوالے سے چند ایک کتابیں دینے کا بھی وعدہ کیا۔ پروفیسر منور حسین

صاحب آستانہ عالیہ شیر ربانی کے بہت بڑے عقیدت مند تھے۔ آنکھوں کی کمزوری کے باوجود شیر ربانی ڈائجسٹ کے ایک ایک مضمون کو تین سے چار مرتبہ چیک کرتے۔ انہوں نے میاں صاحب سے کہا کہ میں شیر ربانی ڈائجسٹ دینے کے لیے دو روز قبل پروفیسر طاہر القادری صاحب کے مدرسے منہاج القرآن گیا ان کے سٹاف کو شیر ربانی ڈائجسٹ دکھایا، ڈائجسٹ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اس کی بہت تعریف کی۔ انہوں نے مجھے اپنا رسالہ بھی دیا جو شیر ربانی ڈائجسٹ سے آدھا ہے اور اس میں صرف چھ صفحے انگریزی کے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے اجازت لی ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم کبھی کبھار شیر ربانی ڈائجسٹ میں شائع ہونے والے مضمون اپنے رسالے میں شائع کر لیں۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ میں نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر ایک واقعہ سنایا ایک مرتبہ میں حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ صاحب کی زیارت کے لیے شر قپور شریف جانے کے لیے سٹاپ پر کھڑا تھا۔ ویگن کا کنڈیکٹر شر قپور شر قپور کی آوازیں لگا رہا تھا، اس نے مجھ سے پوچھا آپ نے کہاں جانا ہے، میں نے کہا کہ میں نے شر قپور شریف جانا ہے۔ کنڈیکٹر کہنے لگا تو پھر آپ گاڑی میں کیوں نہیں بیٹھتے، گاڑی میں سیٹیں بھی خالی ہیں۔ میں نے کہا تم جب تک شر قپور شریف کی آواز نہیں لگاؤ گے میں تمہاری گاڑی میں نہیں بیٹھوں گا۔ کنڈیکٹر نے پھر شر قپور شریف کی ہی آواز لگائی۔ پروفیسر منور صاحب کے گھر سے نکل کر کلمہ چوک زسری کے پاس شفیق صاحب (لاٹانی بک پبلس) سے ملاقات کی، آپ نے انہیں قدرت اللہ کمپنی کا شائع کیا ہوا تجویدی قرآن پاک کا نسخہ خریدنے کو فرمایا۔ شفیق صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب کی تعزیت کرنے کے لیے جامعہ نعیمیہ تشریف لے گئے، مولانا محمد منشاء تائبش قصوری صاحب پہلے سے ہی ادھر موجود تھے۔ آپ نے مولانا راغب نعیمی صاحب سے تعزیت فرمائی اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعاء بھی کی۔ آپ نے راغب نعیمی صاحب سے فرمایا میری طبیعت کافی کمزور ہو گئی ہے اور چلنے پھرنے سے عاری ہوں۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر چلے گئے اور میں لاٹانی بک پبلس سے قرآن پاک کا نسخہ لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ قرآن پاک کا یہ نسخہ واقعی بہت خوبصورت تھا اور اس کو بڑی محبت سے شائع کیا گیا تھا۔ آپ نے لنگر شریف کھلایا، نماز ادا کی اور نور اسلام دفتر سے حضرت بابا امیر الدین کوٹلہ شریف کے بارے میں کتاب کا کمپوز شدہ مسودہ لے

کر روزنامہ شیرربانی کے دفتر آگیا۔ جامعہ نعیمیہ میں دھماکے کی وجہ سے لاہور کی اکثر سڑکیں بند تھیں اور ہر طرف خوف کا عالم تھا۔

## نذیر حق صاحب کو نوکری جاری رکھنے کا مشورہ

16 جون 2009ء: صبح سات بجے جناب نذیر حق صاحب کے پاس تشریف لائے۔ میں بھی ادھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے نذیر حق صاحب سے گاڑی میں ہی ملاقات کی باقی تمام افراد گاڑی سے باہر نکل آئے۔ میاں صاحب پندرہ منٹ نذیر حق صاحب سے محو گفتگو رہے۔ نذیر حق صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لے آئے۔ آپ کی باتوں سے محسوس ہو رہا تھا کہ روزنامہ پاکستان اخبار والے نذیر حق صاحب کو نوکری سے فارغ کرنا چاہتے تھے، بہر حال میاں صاحب نے انہیں مشورہ دیا اگر وہ تنخواہ کم بھی دیں تو تب بھی آپ اس عمر میں نوکری نہ چھوڑیں۔ کچھ دیر رکنے کے بعد آپ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔

## حضرت صدیق اکبرؓ کے جلسہ میں ٹیلی فونک خطاب

19 جون 2009ء: آج صبح نو بجے روزنامہ شیرربانی کے دفتر تشریف لائے، تمام حضرات نے شرقپور شریف سے آیا ہوا میاں صاحب کا لنگر شریف کھایا۔ کافی دیر گھریلو اور اخبار کے حوالے سے معلومات لیتے رہے۔ عصر کی نماز کے بعد فیصل آباد میں حضرت صدیق اکبرؓ کے جلسہ میں ٹیلی فونک خطاب فرمایا، اس خطاب کی تفصیل 20 جون روزنامہ شیرربانی میں شائع کر دی گئی۔

## میاں صاحب کی تسلی

20 جون 2009ء: آج آپ اخبار کے دفتر تشریف لائے، اخبار کے متعلق پوچھا۔ تو میں نے عرض کیا اخبار کا بل بہت زیادہ بن گیا ہے، اب روزنامہ مساوات والوں نے اخبار شائع کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔ اس پر میاں صاحب نے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ بہتر کرے

گاتم اخبار کے حوالے سے اپنی کوششیں جاری رکھو۔

## وقت کی پابندی اور شاہ صاحب

06 جولائی 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب سوانو بچے روزنامہ شیرربانی کے دفتر

تشریف لائے۔ مجھے حاجی اسلم صاحب سے رابطہ کرنے اور اطلاع کرنے کو فرمایا کہ میاں صاحب ان کے گھر آ رہے ہیں۔ میں نے حاجی اسلم صاحب کو اطلاع کر دی مگر آپ سے عرض کیا آج صبح دس بجے سید جمیل رضوی صاحب سے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ملاقات ہے اور مجھے لائبریری پہنچنا ہے۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا تم لائبریری پہنچو اور میں حاجی اسلم صاحب سے ملاقات کر کے لائبریری آتا ہوں۔ میں ٹھیک دس بجے لائبریری پہنچ گیا۔ شاہ صاحب دس بج کر دس منٹ پر پہنچے، لائبریری پہنچ کر فرمانے لگے، مجھے ایک دو ٹیلی فون آگئے تھے ان سے بات کرنے میں وقت لگ گیا۔ اس وجہ سے دس منٹ لیٹ ہو گیا۔ سید جمیل احمد رضوی صاحب وقت کی پابندی کے بارے میں بہت محتاط تھے، میری جب قبلہ میاں صاحب نے فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی تیاری کے سلسلہ میں ڈیوٹی لگائی کہ صبح دس بجے شاہ صاحب کو گھر سے لے کر پنجاب یونیورسٹی لائبریری چھوڑتا اور دوپہر ایک بجے کام ختم کرنے کے بعد شاہ صاحب کو واپس گھر لے کر آتا۔ ابھی یہ ڈیوٹی دیتے ہوئے مجھے چند روز ہوئے تھے کہ ایک روز میں ساڑھے دس بجے شاہ صاحب کے گھر پہنچا انہوں نے مجھے پیار سے کہا کہ معروف صاحب میں آدھ گھنٹے سے آپ کا انتظار کر رہا تھا، آپ نے میرا آدھا گھنٹہ ضائع کر دیا۔ میں نے معذرت کی اور اگلے روز میں دس بجے پہلے آ گیا۔ شاہ صاحب فرمانے لگے معروف صاحب ابھی تقریباً ساڑھے نو بجے ہیں اور میں نے ایک دو لیٹر لکھنا تھے اور آپ بغیر اطلاع کے ساڑھے نو بجے آگئے ہیں۔ مجھے کافی شرمندگی ہوئی، اس کے بعد میں نے کوشش کی کہ شاہ صاحب کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

چند روز قبل شاہ صاحب کو بابا امیر الدین کے حوالے سے تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر

مشمتمل مسودہ پڑھنے کے لیے دیا تھا۔ شاہ صاحب نے بڑی محبت اور باریک بینی سے اس مسودے

کا مطالعہ کیا اور اسی کے حوالے سے پانچ سے چھ صفحات پر مشتمل ایک مضمون بھی لکھا تھا جو اس



کتاب میں شائع ہونا تھا، ابھی اس مسودے کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی کہ قبلہ میاں صاحب کا فون آ گیا کہ میں لاہریری کے باہر گاڑی میں ہوں۔ چوہدری حنیف صاحب، شاہ صاحب اور لاہریری کا دیگر سٹاف میاں صاحب کو لینے باہر گاڑی کے پاس آئے، آپ گاڑی سے اتر کر ڈپٹی لاہریرین جناب شیخ عبدالعزیز صاحب کے کمرہ میں بیٹھے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے میاں صاحب کو وکیل احمد سکندر پوری کی کتاب کا مسودہ اور اس کا فارسی ترجمہ جو انہوں نے لاہور میں موجود ایرانی کونسل کے دفتر سے کرایا تھا دکھایا۔ قبلہ میاں صاحب نے ان کو کمپوز کروانے کے بارے میں بھی کہا۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں ماہنامہ ”معارف“ اعظم گڑھ 1960ء تا 1962ء کی دو جلدیں بھی پیش کیں۔ میاں صاحب نے یہ دونوں رسالے میرے نام سے جاری کروائے۔ سید جمیل احمد رضوی صاحب نے قبلہ میاں صاحب کو حضرت بابا امیر الدین کی کتاب کا مسودہ بھی دکھایا۔ آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے، چند منٹ رکنے کے بعد آپ لاہریری سے روانہ ہو گئے۔ جاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ تمام حضرات ادھر ہی بیٹھیں معروف ابھی آپ کے پاس واپس آ رہا ہے۔ لاہریری سے باہر نکل کر آپ نے ماہنامہ معارف کی دونوں جلدیں میرے حوالے کر کے فرمایا اس میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے چھپے ہوئے مضامین کی فہرست چاہیے۔ میں نے قبلہ میاں صاحب کو ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب کے بارے میں میاں صاحب کی طرف سے شائع ہونے والی کمپوز شدہ تعزیت دکھائی۔ اس میں چند ایک اغلاط کی آپ نے نشاندہی کی اور غلطیاں لگوا کر دوبارہ دکھانے کو فرمایا۔ میاں صاحب خود حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر چلے گئے اور میں واپس لاہریری چلا گیا۔ لاہریری پہنچ کر میں نے شاہ صاحب سے عرض کیا۔ مجھے رسالہ معارف میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے چھپے ہوئے مضامین چاہئیں وہ میں نے میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنا ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں رات تک اس کی فہرست تیار کر لوں گا۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد میں میاں صاحب کی خدمت میں حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گیا۔ اس وقت قدر آفاقی صاحب آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ قبلہ میاں صاحب نے مجھے فرمایا میں مختار حق صاحب کے پاس گیا تھا انہوں نے مجھے بابا امیر الدین کا مسودہ دکھایا ہے اس میں بہت اغلاط ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور ابھی تو یہ پہلا پروف ہے۔ اس کے بعد ابھی دواور پروف نکلنے ہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے

لوگوں سے ملاقات کرنے کے شیڈول میں تبدیلی فرما کر اس کو دوبارہ شائع کرنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد محمد وحید صاحب (سرتاج فلور ملز، داروغہ والا) میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے، وحید صاحب نے ڈینٹس میں اپنے لیے ایک گھر بنایا تھا، وہ میاں صاحب کو اپنے ساتھ اس نئے گھر میں لے جانا چاہتے تھے۔ میاں صاحب وحید صاحب کے ساتھ ان کے گھر جانے کے لیے روانہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ محمد اکرام، بابا ظفر، محمد مصطفیٰ اور یہ خادم اپنی موٹر سائیکل پر تھا۔ محمد وحید صاحب نے بڑے وسیع لنگر شریف کا انتظام کیا ہوا تھا۔ کھانا کھانے اور ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ ساڑھے تین بجے شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ میں کمانڈر ظفر صاحب کی طرف سے بھیجی جانے والی کتابیں لینے کے لیے ایئر پورٹ پر جناب عزیز بٹ صاحب کے پاس چلا گیا۔ عزیز بٹ صاحب نے خود ہی تمام کتابوں کو کلیئر کروا کر میرے حوالے کیا۔ میں ان کتابوں کو لے کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا اور اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ عشاء کی نماز کے بعد سید جمیل احمد رضوی صاحب کا فون آیا۔ انہوں نے ماہنامہ معارف میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے چھپے ہوئے مضامین کی تفصیل لکھوائی۔ جو اس طرح سے ہے۔

۱۔ خواجہ خورد اور ان کی فارسی رباعیات (نومبر، 1960ء)

۲۔ حضرت غمگین اور مرزا غالب کے جواب میں ان کا، ہم اور ایک غیر مطبوعہ مکتوب (مئی، 1961ء)

۳۔ شیخ احمد سرہندی، حضرت مجدد الف ثانی (جون، 1961ء)

۴۔ شیخ احمد سرہندی، حضرت مجدد الف ثانی، قسط دوم (جولائی، 1961ء)

۵۔ شیخ احمد سرہندی، حضرت مجدد الف ثانی، قسط سوم (اگست، 1961ء)

۶۔ شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے، قسط اول (ستمبر، 1961ء)

۷۔ شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے، قسط دوم (اکتوبر، 1961ء)

۸۔ شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے، قسط سوم (نومبر، 1961ء)

۹۔ شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے، قسط چہارم (دسمبر، 1961ء)

۱۰۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (جنوری، 1962ء)

۱۱۔ شاہ محمد غوث گوالیاری قسط اول (جولائی، 1962ء)

۱۲۔ شاہ محمد غوث گوالیاری قسط دوم (اگست، 1962ء)

۱۳۔ شاہ محمد غوث گوالیاری قسط سوم (ستمبر، 1962ء)

۱۴۔ شاہ محمد غوث گوالیاری قسط چہارم (نومبر، 1962ء)

۱۵۔ شاہ محمد غوث گوالیاری قسط پنجم (دسمبر، 1962ء)

اگلے روزان مندرجہ بالا مضامین کی تفصیل میاں صاحب کے حوالے کردی اور ماہنامہ معارف 1938ء کی دونوں جلدیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں جمع کرا دیں۔

## میاں شیر محمد شرقپوری کے مزار اقدس کی توسیع

09 جولائی 2009ء: میاں صاحب کے حکم کے مطابق کچھ سامان شرقپور شریف سے لاہور لانا تھا۔ اعجاز احمد کے ہمراہ لاہور سے ہی پک اپ لے کر چلا گیا، پک اپ پر سامان ابھی لوڈ ہو رہا تھا میں حاضری کے لیے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے مزار اقدس پر چلا گیا۔ اعلیٰ حضرت کے مزار کی توسیع کا کام جاری تھا۔ میں حاضری کے بعد پک اپ پر سامان لے کر لاہور آ گیا جبکہ اعجاز احمد کو اخبار کے اشتہارات کے لیے وہیں سے گوجرانوالہ اور علی پور چھٹہ کے لیے روانہ کر دیا۔

## میاں صاحب کی روزنامہ شیر ربانی دفتر آمد

10 جولائی 2009ء: آج آپ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، محمد اکرام، بابا ظفر، غلام حیدر (طالب علم) اور بابا احمد حسن ہمراہ تھے۔ میں نے قبلہ میاں صاحب کو شرقپور شریف سے لائے ہوئے سامان کی تفصیلات بتائیں، چند منٹ رکنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔

## میاں صاحب کی پریشانی

13 جولائی 2009ء: قبلہ میاں صاحب اپنے گھریلو معاملات کی وجہ سے کافی پریشان تھے۔ میاں صاحب بھٹی صاحب کے ڈیرے پر تھے۔ آپ نے مجھ سے اپنے معاملات کا ذکر کیا، گھریلو پریشانی کی وجہ سے آپ کی طبیعت بھی کافی خراب تھی، ظہر کی نماز کے بعد مانچسٹر سے محمد

وسیم صاحب آئے انہوں نے مانچسٹر میں شیر ربانی ڈائجسٹ کے فروغ کے لیے چند ایک مفید مشورے دیے اور ڈائجسٹ میں لگنے والے اشتہاروں کے سلسلہ میں میاں صاحب کے ساتھ مالی تعاون بھی کیا۔ عصر کی نماز سے پہلے میں میاں صاحب سے اجازت لے کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔ مغرب سے پہلے میاں صاحب کا فون آیا کہ اخبار کے دفتر نعمان بھائی، وقاص بھائی اور قادر بھائی کراچی سے آرہے ہیں۔ سات بجے اخبار کے دفتر پہنچے۔ میں نے ان کو اخبار کی تیاری کے تمام مراحل دکھائے۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے، تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد تینوں مہمان واپس چلے گئے روانگی سے قبل ان کو قرآن پاک کی آیات کی خطاطی کے تین عدد کتبے بھی تحفہً دے دیے۔ مہمان شرقپور شریف سے میاں صاحب کی گاڑی میں تشریف لائے تھے۔ لاہور سے رات کو انہوں نے ملتان روانہ ہونا تھا اور اگلے روز لاہور سے کراچی کے لیے ان کی فلائٹ تھی۔

## ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی کا تعزیت نامہ اور اس کی تقسیم

16 جولائی 2009ء: ساڑھے آٹھ بجے بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا، آپ نے پھل منڈی راجہ وقار صاحب سے چار عدد پٹی ایلچی لانے کو فرمایا، ایک پٹی پروفیسر منور حسین صاحب، دوسری ڈاکٹر محسن نذیر صاحب، تیسری ڈاکٹر منیر احمد مغل صاحب اور چوتھی پٹی آپ نے اپنے کمرہ میں رکھوائی۔ پھل تقسیم کرنے کے بعد میں گیارہ بجے دوبارہ آپ کی خدمت میں آ گیا۔ آپ نے مجھے ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب کے حوالے سے میاں صاحب کی طرف سے تعزیت نامے کی کاپی دی اور فرمایا اس کو اتوار کے اخبار میں شائع کر کے ایک ہزار پیپر جامعہ نعیمیہ میں تقسیم کر دینا۔ یہی تعزیت نامہ آپ نے ہفت روزہ اخبار مجدد الف ثانی اور ”آواز نقشبند“ میں بھی شائع کروایا جو تین تین ہزار شائع ہوا۔ اس مرتبہ اخبار مجدد الف ثانی اور آواز نقشبند کا پیپر محمد علیم تفضل اور محمد شیراز فیض بھٹی صاحب نے لے کر دیا تھا۔

## شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری مکمل نہ ہو سکی

18 جولائی 2009ء: صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت روز بروز بگڑتی جا رہی تھی انہیں فاطمہ میموریل ہسپتال سے ڈاکٹر ہسپتال منتقل کر دیا گیا تھا۔ قبلہ میاں

صاحب صاحبزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری صاحب کے بارے میں بھی بہت متفکر تھے۔  
26 جولائی کو مانچسٹر میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شر قپوری نقشبندی مجددیؒ کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا۔ میری کوشش تھی کہ 26 جولائی سے قبل رسالہ چھپ کر مانچسٹر روانہ کر دیا جائے۔ مگر پروفیسر منور حسین صاحب کی طبیعت کافی خراب تھی۔ اس وجہ سے رسالہ کا کام مکمل ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا۔

## ماموں جان انتقال کر گئے

21 جولائی 2009ء: آج صبح آٹھ بجے میاں صاحب کی خدمت میں شر قپور شریف حاضر ہو گیا، ظہر کی نماز سے قبل ہی اخبار کے دفتر آ گیا۔ آج صبح فجر کی نماز پڑھتے ہوئے میرے ماموں جان (محمد رفیق صاحب) کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کے جنازے میں شرکت کے لیے ٹاؤن شپ چلا گیا، اخبار کی تیاری محمد ظہیر نے کروائی۔

## آصف اشرف جلالی سے ان کے مدرسہ میں ملاقات

28 جولائی 2009ء: آج صبح بابا ظفر کو روزنامہ شیر ربانی کے دفتر بٹھا کر آپ کے ساتھ ڈاکٹر آصف اشرف جلالی صاحب کے پاس (جامعہ جلالیہ رضویہ داروغہ والا) چلا گیا۔ آصف جلالی صاحب اس وقت آرام کر رہے تھے۔ میاں صاحب کا سن کرفورامیاں صاحب کے پاس آگئے۔ انہوں نے میاں صاحب کو اپنے دفتر کے ساتھ والے کمرہ میں بٹھا دیا۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر آصف جلالی صاحب کو حضرت امیر معاویہؓ پر لکھی جانے والی ایک کتاب (عمدة المقامات) دکھائی، اس میں ایک واقعہ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کا حوالہ بھی پوچھا۔ ڈاکٹر آصف جلالی صاحب اٹھ کر میاں صاحب کے کمرہ سے باہر چلے گئے اور دس منٹ بعد ایک کتاب لائے میاں صاحب کو حوالہ دکھایا اور واقعہ بھی سنایا: ایک سیدزادہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ کی احمد فاروقی سرہندیؒ کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس نے مکتوبات میں حضرت امیر معاویہؓ کی شان کے متعلق پڑھ کر غصے میں آ کر مکتوبات کو پھینک دیا۔ رات کو خواب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اس سید زادے کے پاس تشریف لاتے ہیں اس کو کانوں سے پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

لے جاتے ہیں، حضرت مجددِ پاکؒ نے حضرت علیؑ کو تمام واقعہ سنایا۔ جس پر حضرت علیؑ اس سید زادے سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ”تم ہماری وجہ سے حضرت امیر معاویہ کو برا سمجھتے ہو، تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے کتنی اچھی نیتوں سے اختلاف کیا تھا“۔ (اس واقعہ کو روزنامہ شیرِ ربانی 29 جولائی 2009ء کے شمارے میں بھی شائع کیا گیا) ڈاکٹر آصف جلالی صاحب نے کتاب ”عمدۃ المقامات“ میاں صاحب کو پیش کر دی۔ میں نے میاں صاحب کے حکم کے مطابق اس کتاب کی عکسی نقل بنوا کر ڈاکٹر آصف جلالی صاحب کو واپس کر دی۔ یہ کتاب فارسی زبان میں تھی۔ قبلہ میاں صاحب ڈاکٹر آصف جلالی صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد روزنامہ شیرِ ربانی دفتر آئے۔ چند منٹ رکنے کے بعد حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گئے۔ مجھے آپ نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں چوہدری محمد حنیف صاحب کے پاس بھیج دیا۔ میں نے وہ کتاب چوہدری محمد حنیف صاحب کو دی اور اس کا فارسی ترجمہ کروانے کے بارے میں کہا۔ چوہدری حنیف صاحب نے اس کتاب کی ایک اور نقل بنا کر اپنے پاس رکھ لی اور میں عمدۃ المقامات کی عکسی نقل لے کر میاں صاحب کی خدمت میں بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گیا۔ میاں صاحب نے فارسی کتاب کے ترجمہ کے متعلق پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ چوہدری حنیف صاحب نے عمدة المقامات کا ترجمہ کروا کر جلد میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے بارے میں کہا ہے۔ آپ کافی دیر تک چوہدری حنیف صاحب کو دعائیں دیتے رہے۔

## میاں صاحب قرضے سے پریشان

29 جولائی 2009ء: آج صبح میاں صاحب کی خدمت میں بیت النور آ گیا۔ آپ گھریلو معاملات کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ مجھے فرمایا کہ میں نے پانچ سے چھ لاکھ تک کا قرضہ دینا ہے، زندگی کا کوئی پتہ نہیں میں جلد از جلد اس قرضے کو اتارنا چاہتا ہوں۔ اپنی کتاب ”جدید عربی گرامر اور بول چال“ دی۔ اس کتاب میں اغلاط لگی ہوئی تھیں۔ آپ نے وہ کتاب مجھے مولانا غلام محمد سیالوی صاحب (مدرس جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو) کو دینے کے متعلق فرمایا۔ میں نے یہ کتاب مولانا غلام محمد سیالوی صاحب کے حوالے کی، سیالوی صاحب اس وقت جامعہ نعیمیہ کے قریب تنظیم المدارس کے دفتر میں تشریف فرما تھے۔ میں نے غلام محمد سیالوی صاحب کی قبلہ

میاں صاحب سے فون پر بات کروائی۔ میاں صاحب سے فون پر بات کرنے کے بعد سیالوی صاحب نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا۔ انہوں نے مجھے فرمایا ہمارے ادارے کو اس وقت ایک عدد کمپیوٹر آپریٹر کی ضرورت ہے اگر تمہاری نظر میں کوئی ہو تو بتاؤ۔ میں نے ان سے وعدہ کیا تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد میں شیخ محمد اعجاز صاحب (مجاہد آباد، مغلوپورہ) کی فیکٹری سے ہو کر روزنامہ شیر ربانی دفتر آ گیا۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ میاں صاحب تشریف لائے تھے اور واپس چلے گئے ہیں۔ میں نے میاں صاحب سے فون پر رابطہ کیا تو میاں صاحب نے فرمایا میں تھوڑی دیر تک واپس آ رہا ہوں۔ مغرب سے تھوڑی دیر پہلے اخبار کے دفتر تشریف لائے، ظہور احمد مستری کے اوزار لے کر واپس شرقپور تشریف چلے گئے۔ مغرب کی نماز کے بعد کراچی سے یعقوب بھائی کا فون آیا کہ میں میاں صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے میاں صاحب سے رابطہ کر کے یعقوب بھائی کو بتایا کہ کل آپ صبح گیارہ بجے شرقپور تشریف چلے جائیں، ان شاء اللہ آپ کی ملاقات ہو جائے گی۔

## میاں خلیل احمد ہسپتال سے اقبال ٹاؤن کوٹھی میں شفٹ

05 اگست 2009ء: آج صبح بیت النور قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت سنبھل نہیں رہی تھی، وہ ڈاکٹر ہسپتال سے اب شیخ محمد ریاض صاحب (شاہ عالم مارکیٹ میں فانوس اور لائٹوں کا کاروبار کرتے ہیں) کے گھر چلے گئے تھے۔ علامہ اقبال ٹاؤن میں ان کی ایک کوٹھی تھی جو فی الوقت خالی تھی، صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب اب ادھر ہی رہ رہے تھے، ان کی دیکھ بھال کے لیے محمد مقصود اور ایک خادم ادھر ہی تھے۔ فقیر حسین صاحب بھی گا ہے بگا ہے چکر لگاتے رہتے۔ چند منٹ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کے پاس ٹھہرنے کے بعد قبلہ میاں صاحب ڈاکٹر آصف اشرف جلالی صاحب کے پاس جامعہ جلالیہ رضویہ داروغہ والا آ گئے۔ قبلہ میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو ایک صفحہ دکھاتے ہوئے فرمایا کہ اس صفحے کے آخر میں درود شریف لکھا ہوا ہے جو اس مضمون کا حصہ ہے اگر اس درود شریف کو علیحدہ پڑھا جائے تو کیسے پڑھیں گے۔ ڈاکٹر آصف جلالی صاحب نے ایک الگ صفحے پر اس درود شریف کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تھوڑی دیر

رکنے کے بعد آپ واپس بیت النور چلے گئے، کچھ دیر آپ کی خدمت میں رہنے اور لنگر شریف کھانے کے بعد واپس روزنامہ شیر ربانی دفتر آ گیا، قبلہ میاں صاحب کی جن حضرات سے ملاقات ہوتی اس کی تفصیل اگلے روز اخبار میں شائع ہو جاتی۔

## مانچسٹر میں میاں شیر محمد شرقپوری کا عرس مبارک

06 اگست 2009ء: عصر کی نماز کے بعد قبلہ میاں صاحب کا فون آیا کہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب پاکستان تشریف لائے ہیں۔ تم ان سے اور شفیق احمد شاہ صاحب سے رابطہ کرو۔ میں نے شفیق صاحب کو فون کر کے میاں صاحب کا پیغام دیا اور پھر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب سے سلام دعاء ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا شیر ربانی ڈائجسٹ مانچسٹر پہنچ گیا تھا اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے عرس مبارک کے موقع پر تقسیم بھی کر دیا گیا ہے۔ میں نے عرض کیا قبلہ میاں صاحب آپ کی غیر موجودگی میں بھی آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا یہ سب کچھ میاں صاحب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اور میں اپنے ساتھ عرس شریف کی روداد بھی لایا ہوں، تم آؤ گے تو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ مختصر سی گفتگو کے بعد فون بند ہو گیا۔

## اکرام میاں صاحب سے اجازت لے کر واپس چلا گیا

13 اگست 2009ء: آج صبح آپ نے مولانا غلام محمد سیالوی صاحب کے پاس آنے کو فرمایا۔ میں لیٹ ہو گیا، آپ کا دوبارہ فون آیا کہ اب تم بیت النور آ جاؤ۔ لہذا میں بیت النور آپ کی خدمت میں چلا گیا۔ آپ نے فرمایا محمد اکرام کو کچھ کام ہیں لہذا اب وہ جانا چاہتا ہے۔ میاں غلام رسول اور میں نے محمد اکرام سے معلومات لیں تو اپنے کیس کے سلسلہ میں بہت پریشان تھا اور وہ معاملہ ٹکلتا چلا جا رہا تھا۔ اس وجہ سے ہم میں سے کوئی بھی اس کو روک نہ سکا۔ اس دوران فیاض احمد سیٹھی صاحب کا سبب سے فون آیا۔ میں نے ان سے ڈرائیور کے لیے کہا تو انہوں نے ایک ڈرائیور کو بھی شرقپور شریف بھجوا دیا۔ گیارہ بجے کے قریب صداقت بھائی (اکبری منڈی) آ گئے۔ وہ میاں صاحب کو مبلغ ساٹھ ہزار روپے دے کر چلے گئے۔ میاں صاحب کو جب کبھی



پیسوں کی ضرورت ہوتی تھی، صداقت بھائی سے منگوا لیتے اور پھر بعد میں واپس کر دیتے، اصل رقم اشرف بھائی کی ہوتی مگر صداقت بھائی کی معرفت میاں صاحب تک پہنچتی۔ صداقت صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے گھر چلے گئے۔ میاں صاحب نے انہیں اعتکاف کا اشتہار پڑھنے کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے چند ایک اغلاط کی نشاندہی کی۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے اور میں حاجی مبارک علی صاحب کے گھر آراہیاں، رائے ونڈ روڈ چلا گیا۔ ان کے گھر کے ایک پتھر پر قدرتی طور پر اسم محمد ﷺ لکھا ہوا تھا، میں نے اس کی تصاویر بنوائیں اور اگلے روز اخبار میں شائع کر دیں۔ اگلے روز فیاض احمد سیٹھی صاحب کا بھیجا ہوا ڈرائیور بغیر بتلائے چلا گیا۔

## مفتی نور حسین کی کتاب

19 اگست 2009ء: مفتی نور حسین صاحب (مدرس جامعہ شیر ربانی، شرقپور شریف) نے قبلہ میاں صاحب کے بارے میں ایک کتاب لکھی تھی، یہ کتاب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے چیک کی۔ میاں صاحب یہاں سے شرقپور شریف اور میں شیراز فیض بھٹی صاحب کے دفتر سے ہو کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔

## بابا فیروز کی وفات

22 اگست 2009ء: آج صبح قبلہ میاں صاحب روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، آجکل میاں صاحب کی گاڑی محمد ارشد (گن مین صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب) چلا رہا تھا۔ بابا فقیر حسین گاڑی کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ پروفیسر منور حسین صاحب کی آنکھوں کی تکلیف بڑھتی جا رہی ہے اس سلسلہ میں انہوں نے ٹیکے بھی لگوائے ہیں جو شاید مزید لگیں۔ ڈاکٹروں نے پروفیسر منور صاحب کو پڑھنے لکھنے سے منع کر دیا تھا۔ میاں صاحب دو گھنٹے دفتر میں رہنے کے بعد چوہدری محمد حنیف صاحب کے پاس پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلے گئے۔ رمضان شریف کے حوالے سے شرقپور شریف کی طرف سے کیلنڈر چھپ چکے تھے، ان کو لینے کے لیے لاٹانی بک پبلش چلا گیا، کراچی، حیدرآباد،

ملتان، پشاور اور دیگر شہروں کے الگ الگ بنڈل بنوا کر ان کو شہروں کی طرف کارگو کر دیا۔ لاہور کے کیلنڈر محمد اسحاق (لوہاری)، سعید احمد صدیقی، شیراز فیض بھٹی، نور الحسن (داروغہ والا) اور دیگر ساتھیوں میں تقسیم کر دیے تاکہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں آویزاں کر دیں۔ شام کے وقت طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ شدید بخار کی وجہ سے اخبار کا کام کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ آج کی کاپی حافظ محمد ظہیر نے تیار کروائی۔ مغرب کے بعد قبلہ میاں صاحب کا فون آیا کہ بابا فیروز فوت ہو گیا ہے اس کی خبر اخبار میں شائع کر دینا، بابا فیروز قبلہ میاں صاحب کا بہت پرانا خدمت گار تھا اس کی ساری زندگی میاں صاحب کے مویشیوں کی دیکھ بھال میں ہی گزری۔ دیگر اخباروں میں وفات کی خبر لگوانے کے لیے شیراز بھٹی صاحب نے اہم کردار ادا کیا۔ بابا فیروز کا جنازہ اگلے روز یکم رمضان کو صبح نو بجے شرقپور شریف میں پڑھایا گیا۔

## اس کتاب کی تیاری بارے میاں صاحب کا فرمان

23 اگست 2009ء: آج میاں صاحب کا فون آیا تو میں شیراز بھٹی صاحب کے ساتھ محمد اشرف صاحب (ایڈووکیٹ) کے دفتر تھا۔ آپ نے حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر آنے کو فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد شیراز بھٹی صاحب کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، اور روزنامہ شیر ربانی کے علاوہ وہ تمام اخبار پیش کیے جن میں بابا فیروز کی وفات کی خبر شائع ہوئی تھی۔ میاں صاحب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور شیراز فیض بھٹی صاحب کو بہت دعائیں دیں۔ آپ نے فرمایا بھٹی صاحب بہت اچھے انسان ہیں اور وکیلوں کے لباس میں بھی کس قدر ادب سے بیٹھے ہیں۔ کچھ دیر رکنے کے بعد آپ نے اجازت دے دی، میں وہاں سے سید جمیل احمد رضوی صاحب کے گھر آ گیا۔ ان سے شیر ربانی ڈائجسٹ کے حوالے سے ان کا لکھا ہوا مضمون لیا، ڈائری لکھنے کے حوالے سے کچھ باتیں ہوئیں۔ رضوی صاحب نے فرمایا میں بھی ڈائری لکھ رہا ہوں، میری تو جب میاں صاحب سے ملاقات ہوتی ہے میں تو وہی واقعہ لکھ سکتا ہوں۔ میں نے عرض کیا اس وقت میں پانچ کے قریب ڈائریاں لکھ چکا ہوں اور ان کو ترتیب دینے کے لیے بھی مجھے بہت وقت درکار ہے، اس سلسلہ میں میں نے قبلہ میاں صاحب سے گزارش کی تھی کہ ان ڈائیریوں کو ترتیب دینے کے لیے مجھے شاید کئی سال لگ جائیں۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا تھا، گھبراؤ نہیں یہ کام بھی کسی

وقت مکمل ہو جائے گا۔ سید جمیل احمد رضوی صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب کا کام رکتا نہیں بلکہ وہ اپنے مناسب وقت پر ہو جاتا ہے۔ میاں صاحب کے بارے میں کافی دیر گفتگو ہوتی رہی، میں ظہر کی نماز سے قبل روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔

## شیراز بھٹی کے والد انتقال کر گئے

31 اگست 2009ء: آج صبح شیراز بھٹی صاحب نے فون پر اطلاع دی کہ ان کے والد گرامی جناب چوہدری محمد فیض بھٹی (ایڈووکیٹ) قضائے الہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ میں نے فوراً اس خبر کی اطلاع قبلہ میاں صاحب کو کر دی۔ آپ نے لاہور سے پروفیسر علیم تفضل صاحب، سعید احمد صدیقی صاحب اور میاں غلام رسول صاحب کو اپنی طرف سے جنازے میں شرکت کے لیے روانہ کیا۔ ایک دو روز قبل شیراز بھٹی صاحب نے میاں صاحب سے عرض کیا تھا کہ ان کے والد کی طبیعت خراب ہے۔ شیراز بھٹی صاحب فوراً گجرات کے لیے روانہ ہو گئے۔ شیراز بھٹی صاحب کے والد صاحب کا جنازہ کھمپڑ انوالہ اور قل شریف کا ختم 2 ستمبر کو صبح گیارہ بجے ہوا۔ آجکل مغلوپورہ کا انڈر پاس زیر تعمیر تھا اس سلسلہ میں ٹریفک بڑی مشکل سے گزرتی اور میاں صاحب انہی مشکلات کا سامنا کر کے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لاتے۔ اس وقت ہفت مجالس علمیہ، حضرت بابا امیر الدین اور منبع انوار کی کتابیں تکمیل کے مراحل میں تھیں۔ ان کتابوں کی تیاری کا کام شیر ربانی دفتر میں ہی ہو رہا تھا۔ ان تمام کتابوں کی پروف ریڈنگ کا کام محمد عالم مختار حق صاحب ہی کر رہے تھے، محمد عالم صاحب بڑی محنت اور محبت سے یہ کام کرتے۔ بیماری کے باوجود وہ میاں صاحب کے علمی کام میں کبھی کوتاہی نہ کرتے بلکہ میری جب ان سے ملاقات ہوتی وہ باقی علمی حضرات کو میاں صاحب کے شانہ بشانہ کام کرنے کا درس دیتے۔

## میاں صاحب کے کپڑے خون آلود

04 ستمبر 2009ء: آج صبح آٹھ بجے بابا عبدالغفور صاحب کا فون آیا کہ میاں صاحب کی طبیعت بہت خراب ہے لہذا صبح سات بجے لاہور کے لیے روانہ ہو گئے ہیں۔ اگلے لمحے میاں غلام رسول صاحب کا فون آیا کہ میاں صاحب بیت النور آ گئے ہیں اور ان کے کپڑے خون

سے بھرے ہوئے ہیں۔ آج صبح فجر کی نماز کے بعد میری آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی مجھے پتھر سے مار رہا ہے مگر میں ہر مرتبہ اس سے بچ جاتا ہوں، اچانک مجھے ایک بس نظر آتی ہے میں اس شخص سے بچنے کے لیے اس بس میں سوار ہو جاتا ہوں وہ شخص بس کے پیچھے پتھر مارتا ہے، پتھر بڑی زور سے بس کے پچھلی طرف لگتا ہے جس سے بہت زیادہ آواز آتی ہے، بس اپنی منزل پر رواں دواں رہتی ہے اور کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اس خواب کے بعد بابا عبدالغفور کا فون آ جاتا ہے اور میاں صاحب کے بارے میں اطلاع دی۔ میں جتنی جلدی ممکن ہو سکا بیت النور چلا گیا، میاں صاحب کی طبیعت واقعی بہت خراب تھی۔ آپ کے تمام کپڑے خون آلود تھے، ماسٹر احمد علی صاحب کے بیٹے محمد خالد صاحب کی معرفت شیخ زید ہسپتال میں ڈاکٹر شفیع غوری صاحب کو چیک کرایا۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کو پھل کا استعمال زیادہ کرنے کا مشورہ دیا۔ ایک عدد گولی بھی لکھ کر دی اور رات سونے سے پہلے اسبغول کا چھلکا کھانے کو کہا۔ میاں صاحب ڈاکٹر شفیع غوری صاحب کو چیک کرانے کے بعد فقیر حسین صاحب کو ساتھ لے کر شرقپور شریف روانہ ہو گئے اور مجھے ڈاکٹر خالد صاحب نے بیت النور اتار دیا۔

## افطار پارٹی کینسل ہو گئی

06 ستمبر 2009ء: آج حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر عرس شریف پر کام کرنے والی انتظامیہ کی افطار پارٹی رکھی گئی تھی۔ قبلہ میاں صاحب کی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے آج کے پروگرام کو منسوخ کرنا پڑا۔ چونگی دو گچ ٹاؤن کی ٹیم کے سوا تمام لوگوں کو اطلاع کر دی گئی، بابا امانت علی کی سرپرستی میں بزم جمیل دو گچ ٹاؤن بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آگئی، میں روزنامہ شیر ربانی میں لکھنے والے اشتہارات کے سلسلہ میں گوجرانوالہ چلا گیا، بہر حال مجھے بزم جمیل دو گچ ٹاؤن سے معذرت کرنا پڑی۔

## زیر طباعت کتابوں کے بارے میں معلومات

07 ستمبر 2009ء: آج میاں صاحب پروفیسر علیم تفضل اور سعید احمد صدیقی صاحب کے ہمراہ روزنامہ شیر ربانی دفتر تشریف لائے، کتابیں جو چھپائی کے مراحل میں تھیں ان کے

بارے میں معلومات لیں اور کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

## حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر افطار پارٹی

08 ستمبر 2009ء: آج آپ نے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر افطار پارٹی کا انتظام کیا ہوا تھا اس افطار پارٹی میں صوفی اللہ رکھا، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد، نور حسن، محمد ارشاد، محمد شبیر، محمد اسحاق، بابا امانت علی، بابا نیامت علی، محمد یوسف بھٹی، ماسٹر احمد علی، بابا محمد حیات، محمد محبوب کے علاوہ تقریباً چالیس افراد شامل تھے، اخبار کی تیاری کے سلسلہ میں اس افطار پارٹی میں شامل نہ ہو سکا۔

## بیت النور میں افطار پارٹی

12 ستمبر 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب نے بیت النور ہوٹل میں افطار پارٹی کا انتظام کیا ہوا تھا اس افطار پارٹی میں شفیق احمد شاہر، پروفیسر اقبال مجددی، جسٹس منیر احمد مغل، سید جمیل احمد رضوی، ڈاکٹر سعید احمد نیازی، چوہدری محمد حنیف، محمد عالم مختار حق، محبوب عالم تھابٹ، امتیاز (ویب سول)، میاں غلام رسول، شیراز فیض بھٹی، سعید احمد صدیقی، پروفیسر علیم تفضل، محمد عادل، بابا محمد ظفر (باورچی)، فقیر حسین، محمد ارشد (گن مین) اور اس خادم نے شرکت کی۔ افطاری کے بعد مغرب کی نماز کی امامت محمد عالم مختار حق صاحب نے کرائی۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے میاں صاحب کی طرف سے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ ان کے بعد جسٹس منیر احمد مغل صاحب نے اولیاء کرام کی شان میں تقریباً پندرہ منٹ کا وعظ کیا۔ جسٹس منیر احمد مغل صاحب حضرت مجدد پاک کے مکتوبات کا انگریزی ترجمہ کر رہے تھے۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے انہیں فارسی متن کو دیکھ کر انگریزی ترجمہ کرنے کا مشورہ دیا۔ ان کے خیال میں بعض مصنفین نے ترجمہ کرتے وقت اصل حقائق کو مسخ کیا ہے۔ عشاء سے پہلے تمام حضرات قبلہ میاں صاحب سے اجازت لے کر واپس چلے گئے۔ میں بھی روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا، اگلے روز اس افطار پارٹی کی تفصیلات کو اخبار میں شائع کیا۔ قبلہ میاں صاحب شیر ربانی اخبار میں افطار پارٹی کی روداد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

## حاجی اسلم کے گھر افطار پارٹی

13 ستمبر 2009ء: آج حاجی اسلم صاحب کے گھر قبلہ میاں صاحب کی افطاری تھی۔ آپ یہاں سے فارغ ہو کر بیت النور چلے گئے، رات ساڑھے نو بجے کے قریب جناب عزیز بٹ صاحب اپنی اہلیہ اور بیٹی کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تقریباً پون گھنٹہ میاں صاحب کے پاس ہی رہے۔ جاتے وقت میاں صاحب نے جناب عزیز بٹ صاحب کو آم کی ایک پٹی تحفہً پیش کی۔

## جمعۃ الوداع

18 ستمبر 2009ء: آج جمعۃ الوداع تھا اس لیے میں صبح ساڑھے دس بجے ہی شرفیور شریف پہنچ گیا، جمعہ کی نماز کے وقت ایک مجمع کثیر تھا، نماز کی ادائیگی کے بعد میں واپس اخبار کے دفتر آ گیا۔

## شیر ربانی اخبار کے آخری چند دن

19 ستمبر 2009ء: آج صبح چھ بجے کے قریب میاں صاحب روزنامہ اخبار کے دفتر تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا آج کا شیر ربانی اخبار لاؤ۔ میں نے عرض کیا ابھی ہا کر دے کر نہیں گیا تھوڑی دیر تک آجائے گا۔ میاں صاحب خاموش رہے اور واپس بیت النور روانہ ہو گئے۔ دس بجے کے قریب آپ کا فون آیا اور اخبار کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کیا جی حضور اخبار آچکا ہے۔ آپ نے اس کی دو عدد کاپیاں لانے کو فرمایا۔ میں نے بیت النور پہنچ کر آپ کو روزنامہ شیر ربانی اخبار کی کاپیاں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا اخبار کب بند ہو رہا ہے۔ میں نے عرض کیا آج یا کل یہ بند ہو جائے گا۔ میاں صاحب نے فرمایا جتنا میں کر سکتا تھا کر دیا۔ اب اس سے آگے میں کیا کروں۔ روزنامہ شیر ربانی اخبار کی مالی حالت بہت کمزور ہو چکی تھی، اخبار ABC ہو چکا تھا اور اشتہارات کے لیے میڈیا لسٹ میں آنے کے لیے چند روز درکار تھے مگر اس کو چلانا بہت مشکل نظر آ رہا تھا۔ تقریباً دو لاکھ اس پر قرضہ آچکا تھا۔

## دل خون کے آنسو رو رہا تھا

21 ستمبر 2009ء: آج صبح سات بجے بیت النور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے آٹھ پیکٹ اندر سے اور نو پیکٹ پھینچیاں کے تیار کروا کر میرے حوالے کیے، اس میں سے چار پیکٹ پروفیسر منور حسین صاحب، چار پیکٹ ڈاکٹر محسن نذیر، ایک ایک پیکٹ محمد عالم مختار حق، پروفیسر اقبال مجددی، اور چوہدری حنیف صاحب اور دو پیکٹ مجھے لے جانے کو فرمایا۔ اس کے بعد اخبار کے متعلق پوچھا کہ صرف اخبار ہی بند کرنا ہے یا اس کا ڈیکلریشن بھی۔ میں نے عرض کیا ابھی کسی فیصلے تک نہیں پہنچ سکا، سوچ سوچ کر دماغ ماؤف اور دل خون کے آنسو رو رہا تھا کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کروں لہذا بڑی مشکل سے عید تک چار صفحات پر مشتمل اخبار کو شائع کیا اور اخبار کے تمام سٹاف کو عید کے بعد تک دس دن کی چھٹیاں دے دیں۔ ان کو ابھی یہ نہ بتلایا کہ اخبار اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے۔

## چوہدری محمد حنیف صاحب کے اعزاز میں دعوت

02 نومبر 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب نے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرہ پر چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ چند روز قبل چوہدری حنیف صاحب پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے برطانیہ کے دورے سے واپس آئے تھے۔ اس دعوت میں چوہدری محمد حنیف صاحب، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب، محبوب عالم تھابل صاحب، سید جمیل احمد رضوی صاحب، محمد ہارون عثمانی صاحب (ڈپٹی چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور)، شیخ عبدالعزیز صاحب (ریٹائرڈ ڈپٹی چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور) حامد علی انصاری صاحب (لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)، پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب، جاوید اقبال صدیقی صاحب (لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)، رفاقت علی صاحب (کلرک، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)، محمد عادل صاحب، شیخ محمد اعجاز صاحب، فلک شیر صاحب، بابا عبدالغفور، محمد شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ اور اس خادم نے شرکت

کی۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے اس مجلس میں اپنے برطانیہ کے دورے کے مختصر حالات بیان کیے انہوں نے وہاں کی لائبریریوں کے متعلق بھی بتایا۔ چوہدری محمد حنیف صاحب کی دی ہوئی تمام انفارمیشن کو 3 نومبر کے روزنامہ شیرربانی میں شائع کر دیا گیا، اس کی تفصیلات اس شمارے میں دیکھی جاسکتی ہے۔

## ”یادداشتیں“ کا پہلا پروف میاں صاحب کو دکھایا

جولائی 2013ء: ظہر کی نماز کے بعد جناب شیراز فیض بھٹی صاحب کا فون آیا کہ قبلہ میاں صاحب یاد کر رہے ہیں۔ میں میاں صاحب کے خدمت میں ایمان افروز یادداشتیں کا پہلا پروف 2001ء تک لے کر حاضر ہوا، محمد بشارت ایڈووکیٹ آپ کی خدمت میں یہ پروف پڑھ کر سناتے اور میاں صاحب ساتھ ساتھ اس کی تصدیق کرتے جاتے۔ آپ کے آخری ایام میں بھی یہ یادداشتیں آپ کے زیر مطالعہ رہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں 2004ء تک کا پروف پڑھ لیا تھا، طبیعت بہت خراب ہونے کی وجہ سے آخری ایام میں ڈاکٹر ہسپتال داخل ہو گئے۔ ہسپتال میں بھی آپ سے ملاقات ہوتی رہی۔ پنجاب یونیورسٹی میں موجود ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی حفاظت کے بارے میں متفکر رہے۔

## میاں صاحب غنودگی کی حالت میں

ستمبر 2013ء: یکم ستمبر بروز اتوار قبلہ میاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی طبیعت کافی علیل تھی، زیادہ وقت غنودگی میں ہی گذرا۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھولتے مگر پھر غنودگی چھا جاتی۔ آج سید جمیل احمد رضوی صاحب، چوہدری محمد حنیف صاحب اور محمد عالم مختار حق صاحب بھی آپ سے ملاقات کے لیے آئے مگر میں قبلہ میاں صاحب سے ملاقات کر کے واپس لاہور آچکا تھا اس لیے میری ان حضرات سے ملاقات نہ ہو سکی۔ یہ میری میاں صاحب سے آخری ملاقات تھی۔

## میاں صاحب اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے

11 ستمبر 2013ء: بروز بدھ قبلہ میاں صاحب سہ پہر ساڑھے چار بجے اس دنیا فانی



سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی نماز جنازہ 13 ستمبر بروز جمعہ المبارک جمعہ کی نماز کے بعد شرقپور شریف میں پڑھائی گئی۔ صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت علیل تھی، انہوں نے اور صاحبزادہ میاں محمد ابو بکر صاحب نے صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کہا مگر صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کے بڑے بیٹے صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری کو مصلے پر کھڑا کر دیا۔ اس طرح نماز جنازہ صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی نے پڑھائی۔ آپ کے قل شریف کی رسم 14 ستمبر 2013 بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر ادا کی گئی۔ جنازہ میں لوگوں کی تعداد کا اندازہ لگانا بہت مشکل تھا کیونکہ جس طرف نگاہ جاتی ہر طرف سفید ٹوپی یا رومال سر پر باندھے لوگوں کا جم غفیر نظر آتا۔ نماز جنازہ سپیکر کے ذریعے پڑھائی گئی اور مختلف جگہوں پر چار ایل سی ڈیز بھی لگائی گئی تھیں تاکہ ہر جگہ پر کھڑے افراد قبلہ میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کا آخری دیدار کر سکیں۔ میاں صاحب کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے مزار اقدس کے بیرونی دروازے کے سامنے سالانہ منعقد ہونے والے عرس مبارک کی جگہ پر صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی قبر مبارک کے ساتھ دفن کیا گیا۔

## میاں صاحب کی وصیت

مارچ 2016ء کو قبلہ میاں صاحب نے افتخار علی باورچی (سیکھانوالہ) کو وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا وقت قریب آجائے تو تم اونچی آواز میں کلمہ طیبہ کا ورد کرنا، میرا منہ قبلہ کی طرف کر کے آنکھیں بند کر دینا اور میرے سر سے منہ تک کوئی کپڑا لپیٹ دینا، افتخار علی کے مطابق 11 ستمبر کو سہ پہر چار بجے کے قریب مجھے ڈاکٹر خالد صاحب کا فون آیا۔ انہوں نے پوچھا تم کدھر ہو۔ میں نے کہا کہ میں شرقپور شریف کے بڑے اڈے پر کھڑا ہوں۔ ڈاکٹر خالد نے مجھے وہیں رکنے کو کہا اور چند لمحوں بعد اپنی گاڑی میں ادھر ہی آگئے۔ انہوں نے بتایا کہ میاں صاحب کی طبیعت بہت خراب ہے، مڈل سکول کے پاس ڈاکٹر رؤف گجر صاحب کا کلینک تھا۔ کلینک سے ڈاکٹر صاحب کو لے کر ہم جلدی سے میاں صاحب کے پاس پہنچے تو میاں صاحب کا دائیاں بازو ایک لمحے کے لیے دو سے تین فٹ تک اوپر اٹھا پھر خود ہی نیچے آ گیا، آپ نے اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد کر دی۔ چیک

کرنے کے بعد ڈاکٹر رؤف صاحب نے بھی آپ کے انتقال کی تصدیق کر دی۔ افتخار علی نے میاں صاحب کی وصیت کے مطابق دونوں ٹانگیں سیدھی کر کے انگوٹھے آپس میں باندھ دیے، چہرہ مبارک کو قبلہ شریف کی طرف کر کے حاجی اللہ دتہ شرقی پوری کے رومال کے ساتھ میاں صاحب کے سر مبارک کو باندھ دیا، آنکھیں میاں صاحب کی خود بخود بند ہو گئی تھیں۔ میاں صاحب کے انتقال کے وقت کمرہ میں ڈاکٹر رؤف صاحب، ڈاکٹر خالد، حاجی اللہ دتہ صاحب، بابا عبدالغفور صاحب اور افتخار علی باورچی موجود تھے۔ کچھ دیر بعد آپ کو صابزادہ میاں جلیل احمد شرقی پوری میوہسپتال کے مردہ خانہ میں داخل کروا آئے۔ شرقی پور شریف کے سرکاری ہسپتال کے ایم ایس شیخ شوکت صاحب نے اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کیا۔ میاں الیاس صاحب جو شرقی پور شریف کے سرکاری ہسپتال کے ملازم تھے وہ دو دن تک ایمبولنس کے ساتھ ہی رہے۔

# اشاریہ اشخاص

- ۔ یہ کتاب فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی کے متعلق ہے۔ اس لیے آپ کا اسم گرامی اس اشاریہ میں شامل نہیں کیا گیا۔
- ۔ راقم السطور (محمد معروف احمد شرقی پوری) کا نام بھی اس اشاریہ میں شامل نہیں ہے۔
- ۔ اگر کوئی نام ایک صفحہ پر ایک سے زیادہ بار آیا ہے، تو اس کا اندراج ایک ہی بار کیا گیا ہے۔
- ۔ جہاں ضروری سمجھا گیا ہے وہاں وضاحت کے لیے نام کے ساتھ جائے اقامت، منصب یا دوسرے وضاحتی الفاظ کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ اس کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

احسان اللہ قادری (کوئٹہ) 410	آ
احمد حسن (خادم میاں صاحب) 466'289	آدم بنوری، شیخ 411'183
489'471	آزاد سبحانی، مولانا 220
احمد حیات (جلیانہ) 262	آصف جلالی، ڈاکٹر محمد اشرف 129'123
احمد رضا خان بریلوی، شاہ 320'305'173	493-491'463'430-429'179'174
417'414	آغا ابوبکر، حضرت پیر 308
احمد شاہ، نئی سید 196	آفتاب احمد، میاں 168-169'319-
احمد شہزاد (کھیوڑہ) 268	351'320
احمد علی سندھلوی، مولوی 362	آمنہ، حضرت 366-365
احمد علی لاہور، مولانا 362	ا
احمد علی شر قپوری، ماسٹر 118-119'123	ابراہیم بن ادہم، حضرت 196
'151-150'144'134'131'129	ابراہیم سلیمی، پیر 324
'170-171'185'198'257'259	ابراہیم علیہ السلام 430
'265-280'290'297'344-345	ابن اسروم 397
'349-348'353'364'377'422	ابن جوزی، محدث 200
442'458'460'482'498-499	ابن سقہ 397
احمد فاروقی سرہندی، مجدد الف ثانی 136-	ابن عربی، شیخ محی الدین 221
'137'141'159'183'189-192	ابوبکر آغا 326
'213-216'229'236'248'280	ابوبکر، ڈاکٹر 310
'284'290'297'302-303'313	ابوبکر شر قپوری، صاحبزادہ میاں محمد 131'147
'324'326'336-337'348-350	430-429'389'351'323'310'241
'360-361'364-366'369'374-	ابوبکر صدیق، حضرت 461
'376'388'395-397'403-404	ابو جہل 430
'407-408'412-415'421'423-	ابوسعید نقشبندی مجددی دہلوی، شاہ 210
'424-429'434'449'488'491-	ابوالفضل 189
492'499	
احمد یاز صونی 152	

اقبال حسین شاہ سید 381'384'387	احمد یار عابد ماسٹر 173
اقبال علامہ محمد 135'350	ارشاد بن احمد (سیکرٹری وزیر صحت) 319
اکبر ابن عربی شیخ 223	اسامہ بن لادن 130
اکبر علی شرقپوری مولانا 287	اسحق قریشی ڈاکٹر محمد 183
اللہ دتہ شرقپوری حاجی 123'130'239	اسد ولی شاہ سید 387
256'268-269'272'297'304	اسلم ساقی مولانا 294'329'337
307'314'402'467'504	اسماعیل شاہ بخاری پیر سید 136'175
اللہ رکھا، صوفی 110'170'349'353	284'306'369'379'392
478'499	اشفاق احمد ڈاکٹر 249
امام دین شرقپوری (گلگلے) 375	اشفاق پٹواری محمد 151-152'171
امام علی میاں 141'143'167'217	239'267
264-268'273'275'278-279	اصغر علی روحی مولانا 131
283'285'300'307'331'333	اظہر اقبال (طالب علم) 161
337'340'353'367'372'374	اعجاز احمد (روزنامہ شیر ربانی) 445'447
377'405'478	449-451'478'489
امانت علی (دو گچ) 427'442'498-499	اعجاز احمد ہاشمی پیر 174'179
امانت علی رضوی (طالب علم) 101	افتخار محمد (بادرچی) 132'134'139
امی جان (زوجہ قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوری)	503-504
160-161'240'337	افضل شاہ سید 214
امیر حسین پیر 195	اقبال احمد فاروقی علامہ 185'200-201
امیر خورد سید محمد مبارک علوی کرمانی 251	205'207-210'224-225'227
امیر الدین کوٹلوی بابا 464'484'486	236'261-362'368'373'390
487'497	402'406-412'422'451'454
امیر شاہ گیلانی مولانا شاہ محمد 251'257-	473-474'478'483'501
258'287	اقبال بٹ پروفیسر 156
امیر معاویہ حضرت 491	

باقی باللہ، حضرت خواجہ 183، 190-191	امین شر قپوری، محمد 396
431، 287	انجم رحمانی، ڈاکٹر 202، 320
بہادر شاہ ظفر 389	انعام اللہ باورچی، حاجی 151، 353، 448
بہاء الدین نقشبند بخاری، خواجہ 182، 226	انعام الحق نقشبندی مجددی 373
433، 413	انوار حسین، شیخ 240، 320، 473
بیدار بخت، آقا 401	انور قمر شر قپوری، ماسٹر محمد 130، 138، 153
	انور شاہ کشمیری 285، 286
پ	اورنگ زیب عالمگیر 192-193، 201
پرویز الہی، چوہدری 322-324	432، 423، 254
پیر بخش، میاں 131	ایوب جانی، محمد 381، 387
پیر محمد بھٹی 138-139	ب
پرویز مشرف، جنرل 298	بابر سعید سہول، انجینئر 403
ت	بابر ضمیر 436، 444
تابلش قصوری، مولانا منشاء 158، 175	بدرالاسلام صدیقی، صاحبزادہ 408-409
179، 181، 218-220، 224، 236	بدرالدین سرہندی، شیخ 411
303، 327-329، 377-381، 394	برکت علی، حافظ 138
484، 482، 432، 400	برکت علی (سیکھانوالہ) 461
تاج الدین سنہلی، شیخ 287	بروہی، اے۔ کے 129، 145
تشبیہی کاشی (شاعر) 221	بشارت گوندل ایڈووکیٹ، محمد 162، 502
نکریم الرسول، صاحبزادہ 329	بشیر احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر 254-256
تنویر احمد شر قپوری، صاحبزادہ میاں 126-127	264-265، 300-304، 319-320
169، 174، 243، 323، 340	325، 328، 330، 353، 361، 365
تنویر خان (نعت خواں) 432	367، 373-374، 403، 418، 425
توکل شاہ انبالوی، مولانا 285	426، 433، 451، 456-458، 460
ث	463، 494-495
ٹی۔ اے۔ شاہ، ڈاکٹر 133-135، 139	بشیر حسین (بھائی پروفیسر منور حسین) 339

جیلانی میاں صدیقی 177	ٹیپو سلطان شہید 283
جمیل اطہر (روزنامہ جرات) 438'428-	ث
441'439	ثناء اللہ 136
جمیل احمد رضوی سید 117'119'123'	ثناء اللہ حاجی 247
'127'144-147'157-158'194'	ثناء اللہ (سرگودھا) 377'370
'200'210'238'241'245'250-	ثناء اللہ پانی پتی قاضی 361'310'282
'251'253'263'277'289'327'	ج
329'331-334'347-348'352'	جان محمد شیخ (یکی گیٹ) 388-387
'355'359-360'363'389'	جامی مولانا عبدالرحمن 397'183
'406'411-412'415'416'424'	جاوید اقبال صدیقی (لابریرین) 501
'445'451'453-455'478'486-	جاوید اقبال مظہری 427-421'388
488'497'499'501-502'	جاوید باجوہ (فیصل آباد) 274'267'155'128
جہانزیب صابری محمد 387'385'382'	جاوید صدیقی (NCA) 282'279-276
جہانگیر نور الدین 192-191'	جاوید صدیقی محمد 245
ح	جاوید علوی (سیکرٹری) 466
حاکم علی شاہ پیر 175	جاوید ملک (لندن) 281
حامد علی انصاری (لابریرین) 501'478'	جلال دین 296
حامد رضا (وزیر اوقاف) 352	جلیل احمد شرچوری صاحبزادہ میاں 241'24'2
حامد نواز (ڈی سی او) 215	'260-261'267-268'274-275'
حبیب اللہ بھٹی 447'449'456-463'	'288'290'294'300'304'307'
'473-476'480'485'487'492'	'310-316'317-320'325-331-
498-499'501'	'332'336'339'351-352'366'
حبیب اللہ (جلیانہ) 271-270'	'381'402'439-440'462-463'
حبیب اللہ خان شاہ کابلی امیر 213	495'503-504'
حسام الدین احمد مرزا 190	جماعت علی شاہ سید 474'357
حسن دہلوی خواجه (المعروف امیر حسن علاجزی)	جشید علی ڈاکٹر 376

476'473'461'457'448-444	251
خالد سیف اللہ پروفیسر 195-196'271'329	حسن علی (ڈرائیور) 115'171'204'
خان اعظم 190	470'441'439'436'289'269-267
خالده اختر (لابریئرین) 117	حسن علی شرقپوری ملک 213'366'
خلیل احمد شرقپوری صاحبزادہ میاں 117'124'	حسن نظامی 129'
'130'133'140'147'153'161-	حسین بخش (خادم میاں صاحب) 304'
'162'170'172'174'185'197'203'	حسین جاوید (کالم نگار) 164'
'215'242-244'280'297'299'	حسین حلیمی - شفیق 211'413'
'301'319'322'328-332'342'	حق نواز محمد (جلیانہ) 141'
'351-352'395'398-402'456-	حماد سبحانی 177'
'457'469'478-479'483'490-	حمید اللہ ڈاکٹر محمد 210'
503'493'491	حمید اختر مولانا حافظ 174'
خلیل احمد ملک 256	حمید شاعر قلندر 251'
خلیق احمد نظامی پروفیسر 355	حنان احمد شرقپوری صاحبزادہ میاں 126-127'
خضر علیہ السلام حضرت 411	351'297'
خضر نوشاہی ڈاکٹر 183'203'	حنان علی عباسی 381'
خوشی محمد حاجی 128'131-132'134'	حیدر قرار 395'
'147'184'188'198'200'202'212'	حیدر حسین شاہ علی پوری پیر سید 178'
218-219'238'249'280'393'	حیدر علی (طالب علم) 404'
د	خ
داراہ شکوہ 192-193'254-255'	خادم حسین حاجی (باورچی) 215'461'478'
داؤد بندگی حضرت 148	خادم حسین پیر 195'
دوست محمد پٹھان حافظ پیر (بالی شمالی) 370-	خالد بشیر پروفیسر 169-170'185'204'
404'377'371	'273'275'320'327'329'
دوست محمد تکمیلی حکیم 343	'334'353'368'373'404'424'
دیدار علی شاہ محدث الوری مولانا سید محمد 400	



روف ڈوگر (طالب علم) 297'165	دین محمد 140
روف گجر ڈاکٹر 504-503	دین محمد جسٹس (لاہور) 387
ریاض الاسلام ڈاکٹر 183	دین محمد (جلیانہ) 262
ریاض الدین چغتائی (بہنوئی پروفیسر منور حسین) 339	دین محمد (کاتب) 188-185
	ذ
ز	ذکی تمام 130
زاہد حسین فخری (کراچی) 312	ذوالفقار علی (فتح گڑھ) 147-148'151
زاہد ملک 264	164-166'167-171'172-171'166'266'478
زوار بہادر قاری مولانا 174	ذوالفقار علی بھٹو 129
زید فاروقی، شیخ ابوالحسن 428'302'258	ذوالفقار علی پروفیسر ملک 366
س	ذوالقرنین حسین، شیخ 240'248-249
ساجدہ علوی پروفیسر ڈاکٹر 242'202-198	258'262-262'465-466'470-472
'337-331'329'284-283'250	ر
455-451'359-352'347	راجیو گاندھی 260
سجاد میر 137	راغب نعیمی، مولانا 484
سراج دین 296	رحمت علی میاں (گھنگ شریف) 175
سردار احمد محمد 461	رحمت کریم پیر (ڈاگ اسماعیل خان) 386
سردار محمد چوہدری 133	رضوان احمد خان نقشبندی علامہ محمد 424-423
سرفراز احمد نعیمی ڈاکٹر 471'469'185	رفاقت علی (کلرک) 501
490'484-483'474	رفیق شاہد محمد 274'267-266'258
سعدی شیرازی، شیخ 305	291-292'307'353'373'377
سعید آسی محمد 135	400'405-406'419'422'425
سعید احمد شرقپوری صاحبزادہ میاں 298'293	445'468
503'402'329'299-	رمیزہ نظامی 466
'348'326-325'319	رنگ الہی، شیخ 303'265'254'215
	368'404

شاہ عبدالعلیم میرٹھی، مولانا 177-178	'417' 406-405' 377' 373' 353
شاہ فہد 130	'468' 460' 458' 447' 422-421
شاہ محمد غوث گوالیاری، حضرت 198-488-499	499- 496' 482' 479-478' 471
شاہ محمد مظہر اللہ، مفتی 405' 416	سعید احمد نیازی، ڈاکٹر 341' 347' 400-
شاہ نقشبند، حضرت 372	499' 401
شاہ نواز شہید، میجر 270	سعید الحسن، سید (وزیر آزاد کشمیر) 352
شاہد صدیقی، ڈاکٹر 281	سعید شاہ گجراتی، صاحبزادہ 339
شاہد عمران (غازی آباد) 291-292-307	سعید مجاہد آبادی، ملک محمد 324-325'
شاہد قیوم، ڈاکٹر 288' 308	422' 420' 418' 342
شاہد مسعودی 422	سکندر شاہ قادری، چشتی، آغا 252
شجاع 254	سلمان منصور پوری، آغا 213
شرافت علی، ماسٹر 172	سلطان جاوید، ڈاکٹر 157-158' 160'
شریف آملی 189	246' 163
شفیع محمد، حاجی 256	سلیم مظہر، پروفیسر 211
شفیق احمد شاکر 129' 262' 294' 319'	سلیمان ندوی، علامہ سید 220-221-224'
340' 442' 484' 494' 499	سلیمان نوری، حضرت 195' 214'
شمس الدین احمد، پروفیسر ڈاکٹر 225	سمیع اللہ شیخ، ڈاکٹر 156
شمس الدین، مولانا 338	سمیع اللہ نوری 136
شمس الرحمن شمس، مولانا 386-387	سیدال ماسی (جوہر آباد) 377
شمشاد علی شاہ، پیر سید 382-383	سیدہ اشرف 452
شہاب الدین علی المعروف فرخ شاہ الفاروقی، شیخ 350	ش
شہباز شریف، میاں محمد 428	شاہ ابوالخیر 258
شہباز ملک، ڈاکٹر 253	شاہ احمد نورانی، مولانا 173-176-180-
شہریار، ڈاکٹر محمد 124	181' 209' 252' 261' 301' 314' 368'
	شاہ جہاں (بادشاہ) 192' 254'

'465-460'451-444'440'438	شہزاد گیلانی 291-292'307'437
'499'497-495'490'483-471	شہناز ماسی 316
502-501	شیر بادشاہ سید 383'387
ص	شیر بہادر چغتائی 327
صابر اللہ خان ولد میرا طللس (سرائے نورنگ) 370	شیخ محمد بن عبدالوہاب 210
صابر انصاری 256'300'305'307	شیر زمان ڈاکٹر محمد 157'183'216'269
475'317	شیر محمد بابا 132
صابر علوی ڈاکٹر 452'454	شیر محمد ڈاکٹر 388'342'421-422'427
صالح شر قپوری صاحبزادہ میاں محمد 126-	شیر محمد (مولفہ باز نامہ) 190
297'174'153'127	شیر محمد شر قپوری نقشبندی مجددی اعلیٰ حضرت 108
صبغۃ اللہ مجددی 409	'140'136-133'115-114'109-
صداقت علی حاجی 172	-175'173'168'165'146-143
صدیق اکبر حضرت 485	-215'195'187-186'183'177
صدیق حسن خان نواب محمد (والی بھوپال) 249	'258-255'241-237'219'216
صلاح الدین سعیدی 368	'284'279-277'273'271'262
صفدر اعوان ملک 215	-320'306'301'297-295'286
صفدر حسین فیصل آبادی 417	'364'336'333-332'325'321
صفدر علی ملک 268	'390-387'380-379'375'366
صمصام علی بخاری صاحبزادہ سید 114	'438-437'424'395-394'392
ض	'482'479'474'464'451-450
ضیاء الدین احمد مدنی قطب مدینہ الشیخ 173	501'494'491
ضیاء الدین شاہ سید (کنارہ شریف) 341	شیر محمد مولوی 203
ضیاء الدین مدنی مولانا (قطب مدینہ) 177-	شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ محمد 171'245
385'178	'327'320'302'296'283'250
ضیاء معصوم حضرت 213	'373'367'353'339'337'332
	'406'404'399'395'388'377
	'427-426'424'422-421'419

236' 352' 265-366' 375' 396-

398' 403' 420

ظہور احمد (مستری) 492

ظہور احمد، مولانا 329

ظہور الحسن، پیر 195

ع

عابد علی (طالب علم) 367' 382' 390-

394' 425-426

عارف نوری، علامہ محمد 174' 378' 381

عارف نوشاہی، پروفیسر ڈاکٹر 210-211

عاصم لطیف (بیچ میکر) 425

عامر رضا، ڈاکٹر (گلبرگ) 311

عامر لطیف 211' 217' 239' 245' 250'

254' 266' 298' 307' 353' 425' 437

عائشہ بنت حضرت ابو بکر صدیق، حضرت 347

عبدالاحد وحدت سرہندی، حضرت 350'

407' 450

عبدالباری، پروفیسر 408

عبدالباسط، قاری (تلہ گنگ) 130' 197'

218

عبدالجبار ولد منصب علی 272

عبدالحکیم سیالکوٹی، ملا 350

عبدالحکیم شرف قادری، مولانا 402' 411

عبدالحق محدث دہلوی، شیخ 190' 213'

222' 360

ط

طارق حسن قصوری 274' 279' 330

طاہر رضا بخاری 404

طاہر شاہ، بابا علمدار حسین (جوہر آباد) 247'

369-371' 377

طاہر شاہ، پیر سید 271' 288

طاہر شفیع، ڈاکٹر 128

طاہر شہزاد (طالب علم) 374

طاہر علی، قاری سید (اسلام آباد) 406

طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر 411

طاہر لاہوری، شیخ محمد 223

طاہر ہارون، ڈاکٹر 141

طالب حسین گردیزی، مولانا سید 316

طالب ہاشمی، پیر 183

طیب علی شاہ بخاری، پیر 114' 172' 429

ظ

ظاہر علی شاہ بخاری، سید (ایم پی اے) 385-387

ظہل حسنین (چیف لائبریرین پنجاب پبلک

لائبریری) 195' 352

ظریف خان (ساندہ) 265

ظہور احمد (خادم قبلہ میاں صاحب) 118'

160' 204' 244

ظہور احمد اختر، قاضی 170' 204' 244'

255' 258' 265' 273' 302' 343' 425

ظہور احمد ظہر، پروفیسر ڈاکٹر 193' 227'

403'330'321'306'180-179'174	عبدالحئی، مولانا 286'249
عبدالقصور، مولانا (سرگودھا) 370	عبدالحلق، میاں 125
عبدالغنی مجددی، مولانا شاہ 289	عبدالرحمن، جامی 140
عبدالقادر جیلانی، شیخ 216'199'196'188	عبدالرحمن، محمد (گھڑی ساز) 306'186
عبدالقیوم، حاجی 132	عبدالرحمن نقشبندی، قصوری، میاں 175
عبدالقیوم، محمد (شیرربانی پریس) 374'342	عبدالرحیم، شاہ 385-384
عبدالکریم، حاجی (کتاب فروش) 280	عبدالرحیم، شیخ (دہلی گیٹ لاہور) 388-387
عبدالکریم، ڈاکٹر (جنرل ہسپتال) 345	عبدالرسول، صاحبزادہ 372'205
عبدالکریم، صوبیدار 217	عبدالرشید، صوفی 164
عبداللہ بن عبدالمطلب، حضرت 366	عبدالرؤف، حاجی (آرزیڈ پریس) 152
عبداللہ کمانی (مانچسٹر) 266	442'377'330'172'170
عبدالمجید اولکھ، پروفیسر 375-374'368	عبدالرؤف، حاجی (موہنوال) 261
عبدالمجید، جنرل 269	عبدالستار خان نیازی، مولانا 261
عبدالمجید، ڈاکٹر 163-166'198'246	عبدالستار طاہر مسعودی، صوفی 324
275-272	عبدالستار عاصم 317
عبدالمجید، شیخ (فیصل آباد) 314	عبدالستار (کراچی) 393
عبدالمجید تقی، حکیم 145-144	عبدالستار مبین (خانانی اینڈ کالیا) 110-
عبدالوحید (چیف لائبریرین) 212'194	301'268-267'248'193'131'111
320'238	عبدالسلام آزاد 235
عبدالوحید، میاں (سرتاج فلورل) 125	عبدالسلام، مولانا 291
488'317'266'241'239'170	عبدالعزیز، شیخ 501'487
عبدالواہاب، سید 196	عبدالعظیم قادری، حافظ شیخ (شیخ الحدیث) 384
عبدالواہاب المعروف اخوند پنجو بابا، سید 383-382	عبدالقصور بابا (خادم میاں صاحب) 244'167
عبداللہ احراز، خواجہ 398-397'211'183	504'501'498-497'479'475'304
عثمان مجددی، صدر المشائخ 409	عبدالقصور شاہ، مولانا (گھوڑے شاہ) 152

366	عدنان شاہد ڈاکٹر 237' 341
علیم تفضل، پروفیسر 170' 185' 202243	عدیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں 126-
'347' 333-329' 320' 250' 245'	'323' 261-260' 174' 169' 127
-403' 399-298' 395' 373' 367	351' 329-328
'427-426' 422-421' 419' 406	عدیل احمد (طالب علم) 160
'470' 464' 455' 449-448' 436	عرفان مظہری 302
499- 497' 490' 478	عرفان نذیر (کالم نگار) 164
علیم الدین، مفتی 408	عزیز الرحمن بٹ 340-341' 392'
علی محمد خان (بسی شریف) 335	500' 480' 446' 442
عمر حیات (کراچی) 112	عسقلانی، ابن حجر 200
عمر دراز (ماڑی لک) 377' 369	عطاء اشرف، علامہ 451
عمر فاروقؓ، حضرت 196' 350' 409	عطاء اللہ (خادم میاں صاحب) 134' 160'
عمر فاروق (دو گچ ٹاؤن) 424' 427' 436' 438	'239' 217' 214' 195' 165' 163'
عنصر سیٹھی، قذافی 398' 444	-268' 260-257' 249' 247' 243
عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، حضرت 223	'297' 293' 290-289' 275' 269
ع	'382' 368' 353' 346-344' 305
غالب، اسد اللہ 488	439' 426' 400' 392-390
غفار خان 260	عطاء محمد بندیا لوی، مولانا 373
غلام احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں 164	عطاء المصطفیٰ راٹھور ڈاکٹر 429
غلام اللہ شرقپوری، میاں المعروف ثانی لاٹانی	عظمت علی شرقپوری، ماسٹر 128' 134' 134'
-164' 161' 146' 140' 133' 109	475' 268' 243' 197' 174' 167' 152-151
-238' 197' 177-175' 173' 165	علاؤ الدین صدیقی 187
'261' 247-246' 242-241' 239	علی احمد نیر واسطی، حکیم 146
'316' 295' 287' 278' 273' 264	علی اکبر اردستانی سرہندی 411
'441' 436' 391' 348' 343-342	علی بن طالبؓ، حضرت 244' 491-492
473' 470	علی بن عثمان ججویری، داتا گنج بخشؒ 187' 229'
غلام جیلانی، خواجہ 153' 167' 172' 248	

غلام محمد (شیر ربانی پریس) 316	غلام الحسنین قادری گیلانی، سید 251
غلام محمد حاجی 128	غلام حیدر (طالب علم) 489
غلام محمد سیالوی، مولا 470، 492-493	غلام خان، خان 138
غلام محمد، مولا 220	غلام دستگیر قصوری، مولا 357
غلام مرتضیٰ پیر بلوی، خواجہ 195	غلام ربانی (پاکپتن) 335
غلام مصطفیٰ ساجد ڈاکٹر محمد 403، 428-429	غلام رسول چکسواری، مولوی 151-152
436-439، 442، 478، 488، 499	218، 341، 374
غلام مصطفیٰ صفی نقشبندی (پھلرون) 352	غلام رسول شر قپوری، صاحبزادہ میاں 351
غلام مصطفیٰ مجددی، علامہ 201، 325، 337، 374	غلام رسول، مہر 238، 259، 304
غلام محی الدین (اسلام آباد) 215، 349	غلام رسول، میاں 124، 127، 136، 141
368، 404	204، 249-250، 256-257، 262
غلام محی الدین قصوری دائم الحضور 357	273-274، 280، 290، 333، 404-
غلام نقشبند شر قپوری، صاحبزادہ میاں 132	406، 426، 479، 497
162، 164	غلام رسول، میاں (چونگی امر سدھو) 276
عمگین، حضرت 488	345-346، 373-374
ف	غلام رسول، میاں (فتح گڑھ) 476
فاروق احمد نقشبندی، مولا 293-294	غلام سرور، صوفی 298-299، 402
فاروق الحسن 115، 245، 249-250	422-426، 428
282، 317، 330، 346، 353	غلام سرور قادری، مفتی 411
فاضل حسین گیلانی، پیر 195	غلام سرور قادری، مولا 473
فاطمہ الزہرہ 326	غلام علی دہلوی، شاہ 183
فائقہ مجددی، محترمہ 408	غلام قادر (کراچی) 113، 256-260
فتح شیر (طالب علم) 215، 283، 305	272، 311-312، 337، 393، 490
فتح محمد، حکیم 168	غلام محمد (اتراء) 196، 369
فدا، فدائین 164	غلام محمد اینڈ سنز 186

فرعون 430	فیاض احمد سیٹھی (گجرات) 327'113'
فرید الدین مسعود گنج شکر بابا 355'196'	339'368'372'393'398'438'
فضل احمد حبیبی (گجرات) 352	444'467'468'480'494'
فضل احمد مونگا حاجی 130	فیروز الدین رازی پروفیسر 452
فضل احمد میاں (بہاولنگر) 394	فیروز دین شیخ 475
فضل حسین پیر 195	فیروز شاہ تغلق 350
فضل الرحمن حاجی (شوماریٹ) 123'	فیروز گاڈی محمد 145
309'317'337'392'	ق
فضل الرحمن مجددی پیر 338	قاضی حسین احمد 130
فضل الرحمن مدنی مولانا 177'-173'	قدرا آفاتی ابوالبقاء 185'-184'-170'
302'179'	330'344'349'377'450'460'
فضل عثمان فاروقی مجددی مولانا 413'401'	470'482'487'
فضل کریم صاحبزادہ 461	ک
فضل کریم صوبیدار 249'-250'-263'	کاشف کامران 405'307'273'215'
270	406'418'-
فلک شیر (طالب علم) 501'165'	کرامت علی مولوی 268
فقیر حسین بابا (خادم میاں صاحب) 495	کرامت علی نقشبندی مولانا 337
فقیر حسین (جنرل ہسپتال) 310'-309'	کرم شاہ الازہری پیر 254
319'322'341'344'346'376'	کریم بھائی (کراچی) 337
391'398'399'401'457'468'	کمال الدین کشمیری علامہ 350
475'493'498'499'	کے۔ ایم۔ اظہر میجر جنرل 174
فقیر اللہ جلال آبادی ثم شکار پوری میاں 237	گ
فقیر محمد حکیم 393'306'284'	گلزار عشاق 250
فواد احمد (سندھ) 329	گل محمد پیر شیخ (پشاور) 308'125'-124'
فہیم عصمت (لندن) 327'290'	384'386'426'



محمد آصف حاجی (ملتان) 121'168'364	گل محمد (تلہ گھنگ) 218
476-475'441'402	گوہر قلم 158
محمد اجمل چشتی فاروقی پیر 355	م
محمد احمد 213	مبارک علی حاجی 495
محمد اختر (فیصل آباد) 272	مجید نظامی (چیف ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت)
محمد ارشاد (علاقہ نواب صاحب) 270'265	466-465
499'476'448	محبوب احمد (اعظم مارکیٹ) 265-264
محمد ارشد (ڈرائیور حاجی صابر انصاری) 474	محبوب احمد (موبلنوال) 364'279'256
محمد ارشد شیخ حاجی (پشاور) 170'135'127	499
171-202'265'287'381-382	محبوب الحسن گیلانی پیر سید 217
459'428'418'388-387'384	محبوب حسین شاہ مولانا (بیربل شریف) 329
محمد ارشد (گن ٹین) 204-205'268	محبوب الرسول قادری قاری (جوہر آباد) 369-
499'495'316	390'370
محمد اسحاق (لوہاری) 499'496	محبوب الرسول للہی پیر 364
محمد اسلم پروفیسر 213	محبوب عالم تھائل 501'499'478'353
محمد اسلم حاجی (اعظم مارکیٹ) 128'121	محسن رضا سید 461
151'163'166'170'198'259	محسن علی رانا (فتح گڑھ) 449'438'436
264-265'272-273'288'299	477
300'304'317'334'335'371	محسن منور یوسفی محمد 400
500'486'483'422'393	محسن نذیر ڈاکٹر 133'128'126'124
محمد اسلم حاجی (ٹھوکر نیاز بیگ) 381	156'168-169'203'242'262
محمد اسلم (سرگودھا) 172-173	264-265'276'281'285'307
محمد اسلم حاجی (ویب سول) 329'390	309'310'319'329'351'394'456
محمد اسماعیل صوفی (لندن) 331	501'481
محمد اسماعیل مولوی 316	محمد آصف (بیٹا اقبال احمد فاروقی) 478'473
محمد اشتیاق 469	

494'489-488'475'471-470'467	محمد اشرف ایڈووکیٹ ملک 483'477'464
محمد اکرم 297'291'264	محمد اشرف حاجی (کراچی) 311'298'163
محمد اکرم (ٹیکنیشن جنرل ہسپتال) 318	394-393'391'337'322'
محمد اکرم حاجی (فیصل آباد) 314'164	محمد اشرف حکیم 285
محمد اکرم حاجی (لندن) 289'264'242-	محمد اشرف (ڈرائیور) 134
290	محمد اشرف مجددی 388
محمد اکرم شیخ 251	محمد اشفاق پٹواری 296'293'271-270'
محمد اقبال حاجی (اسلام آباد) 368	478'442'425'371'364
محمد اقبال (SDO-واپڈا-پاکپتن) 334	محمد اشفاق ڈاکٹر 249
محمد اقبال (پاکپتن) 335	محمد اشفاق نقشبندی صوفی 427
محمد اقبال (رائل پارک) 170	محمد اصغر (بارہ کھو) 369
محمد اقبال مجددی پروفیسر 184'168'159-	محمد اصغر (علاقہ نواب صاحب) 297
'200-198'193'190-189'185	محمد اظہر ڈاکٹر کرل 448-447
'224'220'213-211'206-205	محمد اظہر میاں 166
'245'243-242'240'238'226	محمد اعجاز شیخ (مغلپورہ) 501'436
-258'255-253'251-250'248	محمد افتخار (باورچی) 167'165
-282'280'276'273'263'259	محمد افضل ملک (سیالکوٹ) 315
-309'303-302'289'287'284	محمد افضل ملک (نیب) 274'265-264
'355'352'340'333'325'310	محمد اکبر (بادشاہ) 222-221'190-189'
-415'410-406'363'360'358	382'337-336
-471'463'454-450'422'416	محمد اکبر حافظ (سدووال) 271-269
501'499'483'480-477'472	محمد اکرام شیخ (پشاور) 387
محمد اقبال (ملازم نرالا سویٹ) 402	محمد اکرام (کھیوڑہ) 268
محمد الطاف (لندن) 331	محمد اکرام عرف بلا (جلیانہ) 438'436'334
محمد الطاف مولانا (مدرس بھیرہ شریف) 340	-466'463'458'456'449-448'
محمد الیاس حاجی (کراچی) 265'214-213	
427'340'311'	

محمد جمیل (ڈھوک شیر ربانی) 269	محمد الیاس میاں 504
محمد جمیل (مستری) 166	محمد امین چوہدری 271' 257
محمد جہانگیر (بادشاہ) 389	محمد امین (کشمیر) 442
محمد حبیب پروفیسر 407	محمد انجم پروفیسر 170
محمد حسین بابا (جلیانہ) 266	محمد انعام قادری ڈاکٹر 387
محمد حسین نعیمی مولانا 450	محمد انیس (کراچی) 322
محمد حفیظ (گوجرانوالہ) 378	محمد اویس 297
محمد حنیف چوہدری 117' 144' 210' 332	محمد ایاز سیٹھی گجرات 467
342' 352' 353' 358' 360' 361	محمد باقر مرحوم ڈاکٹر 452
363' 399' 406' 415' 416' 447	محمد بلال (فتح گڑھ) 438' 438' 443
451' 471' 483' 487' 492' 499	445' 449
501-502	محمد بلال (کراچی) 338
محمد حنیف حاجی شیخ (گوجرانوالہ) 274' 281	محمد بخش میاں 141' 255' 320
288' 364' 378' 445	محمد بشیر (ڈھوک شیر ربانی) 267
محمد حنیف شیخ (افغانستان) 211	محمد بشیر (راولپنڈی) 215' 269' 296
محمد حنیف (مستری) 425	محمد بشیر (دال والے) 195-196
محمد حنیف میاں (فیصل آباد) 397' 420	محمد بشیر (طالب علم) 499
محمد حیات چوہدری حاجی 108-109' 118	محمد بوٹا (منڈی فیض آباد) 287
119' 131' 134' 141' 144' 151	محمد بوٹا نقشبندی (فیصل آباد) 314
154-155' 166' 172' 175' 185' 239' 257	محمد پارسا بخاری خواجہ 182
267-269' 271' 292' 294' 297	محمد جاوید (لوہاری) 374
334-335' 345' 353' 364' 367	محمد جاوید (مکینک) 273
368' 370' 371' 377' 393' 400' 401	محمد جاوید نقشبندی (دوگچ ٹاؤن) 427
406' 417' 436' 442' 460' 478' 499	محمد جمال ملتانی حافظ 453
محمد خالد (ڈرائیور) 445-446	محمد جمیل 213
محمد خالد (ڈیزائنر) 292	

محمد خالد (فتح گڑھ) 330	محمد ریاض (لائٹ والے) 433'459
محمد خالد (موہنوال) 126'128'134	محمد ریاض ملک 264
139'150'153'166'168'171	محمد زاہد ملک 195'242
202'242'245'247'257'265	محمد زبیر مسعودی 325
266'280'498'503	محمد زکریا 297
محمد دانش (سیالکوٹ) 315	محمد زمان خواجہ 265'335
محمد داؤد صادق (گوجرانوالہ) 378	محمد زین بابا (کوٹ عبدالملک) 297
محمد رشید (کھیوڑہ) 282	محمد ساجد بٹ (گجرات) 444
محمد رضا (لوہاری) 374	محمد مسرور احمد ابوسرور صاحبزادہ 335'388-
محمد رفیق پروفیسر 333	427'423'289
محمد رفیق راجہ 265	محمد سعید حکیم 457-458
محمد رفیق مغل 373	محمد سعید شیخ 254
محمد رفیق (ٹاؤن شپ) 491	محمد سہیل (ٹھوکر نیا بیک) 381
محمد رمضان ایڈووکیٹ (کراچی) 461	محمد سیف الدین شیخ 254
محمد رمضان حاجی (کھڈیاں) 272	محمد سلطان میاں 295'379'380'482
محمد رمضان ڈاکٹر 478	محمد سلیم (فتح گڑھ) 169'307
محمد رمضان میر 239	محمد سلیم حکیم (لوہاری) 342
محمد رمضان نقشبندی حاجی (پنجابی) 260'288	محمد سلیمان تونسوی حضرت 453
336'364	محمد شبیر صوفی (رائے وٹ) 446
محمد رمضان نقشبندی (فیصل آباد) 243'287	محمد شبیر (طالب علم) 215'269
313-314'467-468	محمد شبیر (کلمہ چوک) 276
محمد روحیل (فتح گڑھ) 436'438	محمد شبیر (گجرات) 444
محمد رؤف (طالب علم) 161	محمد شریف (کلمہ چوک) 126'157
محمد ریاض 373	محمد شریف مہر 132
محمد ریاض (کاتب) 276	محمد شعیب (کراچی) 213'265-266

محمد صدیق ملک 144-145	427'268
محمد رسول اللہ ﷺ 173'178'180	محمد شفیق 134
199-200'216'222-223'229	محمد شفیق (درزی) 465
234'285'298'326'348'365-	محمد شفیق مجددی (سیالکوٹ) 388
366'384'386'393'402'430	محمد شفیق نقشبندی (فیصل آباد) 313-314
433-434	محمد شفیق اوکاڑوی، مولانا 241'272
محمد طارق (پاکپتن) 335	محمد شفیق (ڈرائیور) 134'217'260
محمد طارق (پی۔ اے صاحبزادہ میاں جلیل احمد	محمد شفیق غوری ڈاکٹر 498
شرقی پوری) 270'310'353'368	محمد شفیق، مولوی 452
محمد طارق نقشبندی (دو گچ ٹاؤن) 427	محمد شفیق، میاں (باغبانپورہ) 284-285
محمد طارق (گھڑی ساز) 167	محمد شوکت، شیخ (ایم۔ ایس۔ شرقپور شریف
محمد طیب ڈاکٹر 481	ہسپتال) 504
محمد ظریف (ساندہ) 272	محمد شہباز نقشبندی، حافظ 427
محمد ظفر 143	محمد شہزاد (گجرات) 467-468
محمد ظفر (اتراء) 196'239	محمد شہزاد ماسٹر 427
محمد ظفر (باورچی) 151'195'214'247	محمد شہزاد مجددی 188
268'330'368'377'382'390'428	محمد صابر، پروفیسر (خاوند پروفیسر ساجدہ علوی
445-446'456'466'479-471	صاحبہ) 333
480'488'489'491	محمد صادق، خواجہ 223
محمد ظفر، کمانڈر (کراچی) 112-113'123	محمد صادق، مولانا (گوجرانوالہ) 378
163'313'338'393-394'396'447	محمد صداقت (اکبری منڈی) 494-495
محمد ظہیر (آر۔ زیڈ۔ پریس) 172-173	محمد صدیق، پروفیسر 416
محمد ظہیر، حافظ (روزنامہ شیر ربانی) 438'477	محمد صدیق، حافظ 297
491'496	محمد صدیق (سابق چیف لائبریرین) 478
محمد ظہیر دانش (سیالکوٹ) 314	محمد صدیق (ماناوالہ) 444
محمد عادل 499'501	
محمد عارف (طالب علم) 161	

محمد عمران (بورنگ والا) 469	محمد عارف میمن (کراچی) 393
محمد عمران (کراچی) 265	محمد عاقل، قاضی 250، 453
محمد عمران، ملک 464	محمد عالم مختار حق 168، 181، 184-185
محمد عمران (ویڈیو میکر) 271	188، 193، 200، 207، 210، 212
محمد غفار (کراچی) 340	225، 227، 236، 238، 240، 242-
محمد غفار (شیر ربانی سٹیل ورکس) 284	243، 245، 248، 250-251، 254
محمد فاروق، اے۔ کے (کراچی) 313	258، 263، 276، 282-283، 287
محمد فاروق (مالک نرالا سوئٹ) 402	289، 291، 302-303، 313، 315
محمد فاروق نقشبندی، مولانا 337	325، 333، 338، 348، 353، 357
محمد فقیر 285	364، 369، 401، 405-406، 414
محمد فیاض، قاری 152	422، 449-451، 457، 471، 473
محمد فیروز (خادم قبلہ میاں صاحب) 496	478، 480، 483، 487، 497، 499
محمد فیض، بھٹی، چوہدری 497	501-502
محمد کاشف (بھتیجا حاجی محمد اسلم) 393	محمد عدنان، ڈاکٹر 217
محمد کاشف شرقپوری 256	محمد عدیل (پنٹو) 245
محمد کامران (پشاور) 382	محمد عامر (پشاور) 265
محمد مبارک مدنی، چشتی، فاروقی، شیخ 282	محمد عبدالستار 113
محمد مراد تازانی 280	محمد عثمان، ڈاکٹر (جنرل ہسپتال) 345
محمد مسعود (داروغہ والا) 446	محمد عشرت بھٹی (سیالکوٹ) 480
محمد معصوم، خواجہ 192، 211-213، 254	محمد عظمت (علی پور چٹھہ) 445
303، 423	محمد علی جناح، قائد اعظم 339
محمد معظم، مفتی (انڈیا) 420-423	محمد علی (رائے وٹ) 446
محمد معین (کراچی) 312	محمد علی سومرو 427
محمد مقبول (آپرٹریٹس ایس پی) 260	محمد علی شاہ، پیر سید 114
محمد مقصود (خادم میاں خلیل احمد شرقپوری) 493	محمد عمر (بیٹا محمد اقبال مجددی) 245، 250
	محمد عمر بیر بلوی، صاحبزادہ 175، 195، 271

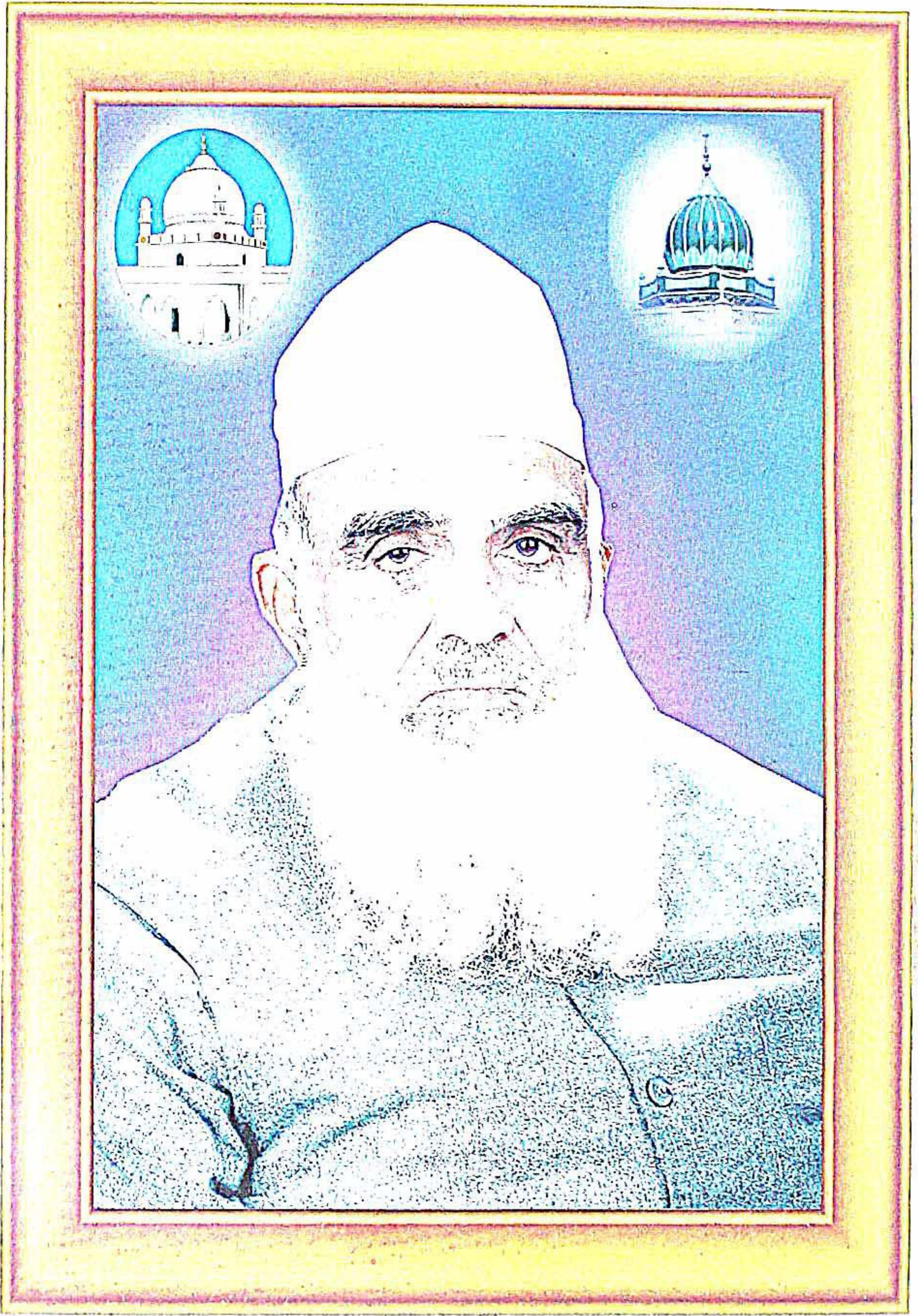
محمد نعمان (کراچی) 490	محمد مقصود عرف چاند (فتح گڑھ) 449'279
محمد نعیم، مولوی (امام مسجد) 276	محمد مکرم، مفتی 423'421-420'335'302
محمد نفیس، میاں (تاجپورہ) 420-419'307	محمد مشتاق، حاجی (فتح گڑھ) 167
محمد نواز (اٹاری سروہ) 340'301	محمد مشتاق عرف بلا (جلیانہ) 271-270
محمد نواز، چوہدری 258	404'395'390
محمد نواز، ملک 264	محمد مشتاق، قاری 428
محمد نور اللہ، قاضی 348'345'349-352	محمد منشاء عرف سوہنا (موہنوال) 300'267
478'438'377'353	442
محمد نوید صدیقی 198	محمد منصور، سید 427
محمد نوید (طالب علم) 475	محمد منظور (کینال بنک) 469
محمد وزیر (کراچی) 127	محمد منیر (ٹاٹ) 368'334'245
محمد وسیم (مانچسٹر) 489	محمد منیر (کاتب) 188
محمد وقار راجہ 272'264-275-278	محمد منیر (لابریرین) 342'250'238
459'292'286'279	محمد موسیٰ (اسلام آباد) 324
محمد وقاص (کراچی) 490	محمد موسیٰ امرتسری، حکیم 252'184'114
محمد ہارون 281-280	416-415'413'362'360'355
محمد ہاشم میمن، حاجی (کراچی) 111	470'447'445'424
محمد یسین 427	محمد مہدی، سید 223-222
محمد یسین (شہد والا) 293	محمد ناظم (طالب علم) 425'400
محمد یسین، صوفی 115-114	محمد ثار 264
محمد یسین، قاری 467	محمد ندیم (آر-زیڈ پریس) 173
محمد یعقوب (کراچی) 493	محمد نذیر بابا (تاجپورہ) 422'353'349
محمد یوسف (اسلام آباد) 324	459'456'442'427'425
محمد یوسف، ڈاکٹر (گکو، منڈی) 310'246	محمد نذیر، مفتی (آزاد کشمیر) 318
499	محمد نعمان، حافظ 128

مظہر اقبال (بھانجہ قبلہ میاں صاحب) 402	محمد یوسف، کرنل ڈاکٹر 379-380
مظہر جانان جانان شہید، مرزا 183	محمد یونس 427
مظہر شاہ بخاری، حکیم سید 136	مڈر حسین شاہ قاری 430
مظہر کبیر، صاحبزادہ 365	مرتضیٰ خان فرید بخاری، نواب 190-192
مظہر منیر، محمد (روزنامہ شیر ربانی) 436، 438	مراد 254
443، 449	مرید حسین شاہ شہید، حضرت 197، 214
معراج دین 238	محمود احمد، چوہدری 258
معراج دین ملاح 256	محمود احمد، حاجی (مدینہ منورہ) 246-247
معراج دین، میاں (فتح گڑھ) 291	283، 293، 294، 297، 299، 339
معروف شاہ سید 195-196، 214	340، 349
معین احمد (کراچی) 151، 301	محمود احمد، ڈاکٹر 304
معین باری (کالم نگار) 389	محمود احمد، میاں (الفیصل ٹاؤن) 264
معین الدین فیصل، پروفیسر ڈاکٹر 184	محمود حیات (جلیانہ) 262
مطلوب الرسول، صاحبزادہ 205، 270	محمود سعید، حاجی 267-268، 291، 307
مفتون دیوان سنگھ 169-170	353، 381، 405، 423، 425
مقبول احمد ملک، حکیم 147	محمود شاہ، نخی سید (کراچی) 196، 339
مقصود احمد قادری، مولانا محمد 339	محمود علی 427
مقصود احمد علامہ (خطیب داتا صاحب) 411	مرغوب احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں 130
مقصود حسین قادری، مولانا 312	مسرور احمد ابوسرور 462
مقصود الرسول للہی، صاحبزادہ 269	مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر محمد 291، 311-312
ملا شیری 221	324، 325، 335، 336، 342، 364
ملک احسن (ملازم بحریہ ٹاؤن لاہور) 292	369، 374، 376، 388، 396، 405، 410
ملک بلو 265	412، 414، 416، 418، 421، 424، 427
ملک ریاض (مالک بحریہ ٹاؤن) 292	مسلم بی۔ اے 131-132، 465
ملک زاہد 253	مشفق خواجہ 338
	مظاہر اشرفی، ڈاکٹر سید 137



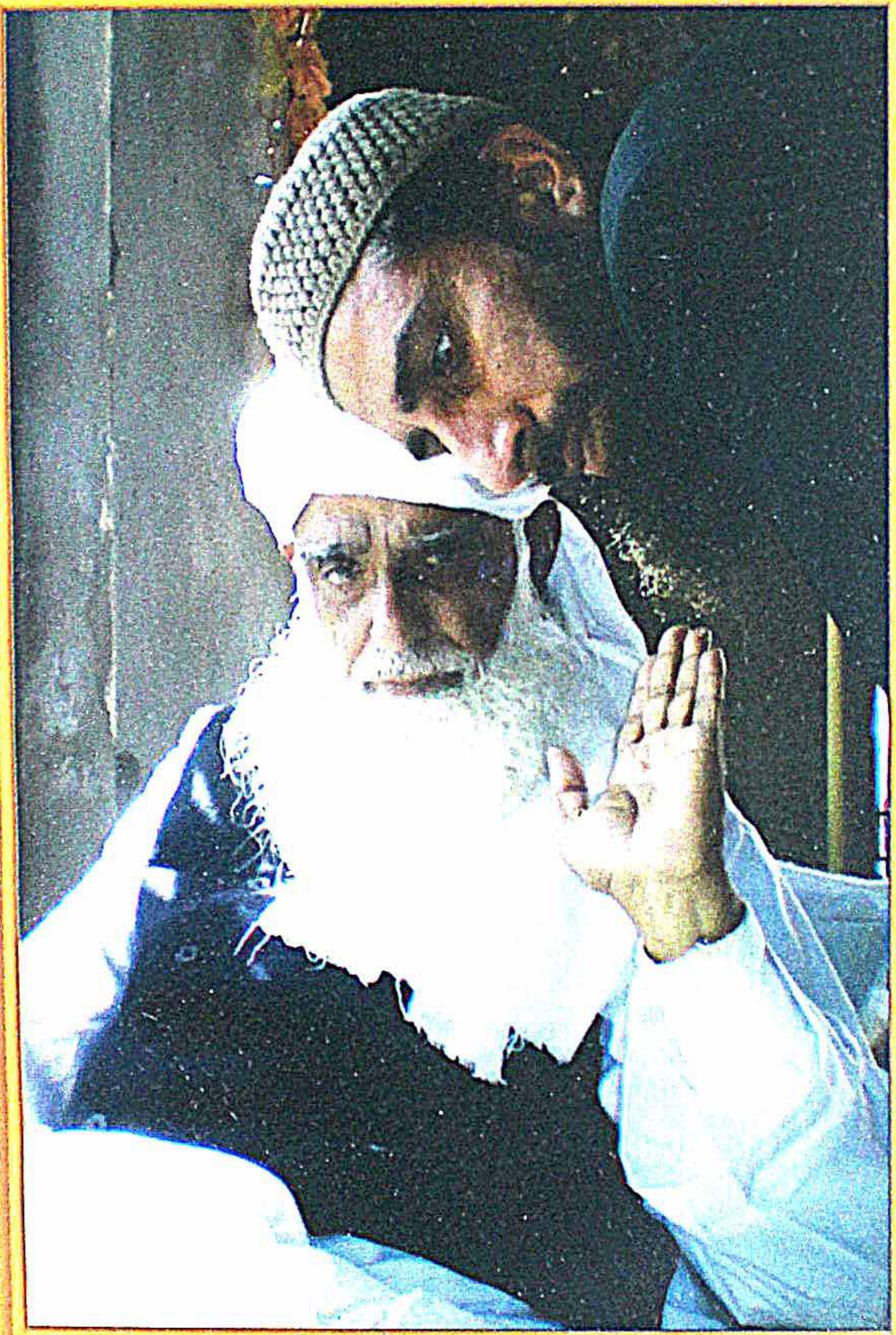
نثار احمد ڈاکٹر (جنرل ہسپتال) 345	منصب علی شرقپوری، مولا نا 293-294-297
نثار احمد (طالب علم) 161	منظور حسین (مانگا منڈی) 297
نثار احمد فاروقی 251	منور حسین، پروفیسر 214 '238-240-242
نثار کوثر ایڈووکیٹ 125	245 '253-254 '258-259 '261
ندیم الرسول، صاحبزادہ 204	263 '273-275 '279-283-288
ندیم شہزاد رانا 141 '143 '254 '266	295 '299 '306-307 '310 '314
274 '291 '298 '300 '307 '329	316 '324-328 '339 '342-343
336 '353 '370 '373 '405 '436-437	347 '352 '379-380 '390 '392
ندیم محمود مرزا ڈاکٹر 321-322	395 '400-401 '404 '425-427
نذیر احمد رانجھا، محمد 183	441 '447-448 '451 '456 '459
نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر 170 '185 '199	461 '464-466 '469 '470-472
نذیر احمد صدیقی 157 '170 '178 '205	473 '479 '481 '484-485 '491 '495 '501
215 '264 '302	منیر احمد 213
نذیر احمد، مفتی 129-130 '343	منیر احمد مغل، جسٹس 352 '368 '373-
نذیر حق (روزنامہ پاکستان) 171 '184	374 '395-396 '449 '499
253 '266 '318 '376 '434-435	موسیٰ علیہ السلام، حضرت 430
446-447 '485	مہجور رضوی، سید عارف محمود 416
نذیر محمود (شرقپور شریف) 394 '446-447	میر اشرف علی بن میر سلطان علی، مولا نا 283
نصر اللہ، محمد (جوہر آباد) 280 '377	میراں صدر جہاں 192
نصیر احمد صدیقی 319	میرانی، نواز خان 135
نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، خواجہ 251	میر حمزہ ولد بشارت علی 272
نظام دین 249	ن
نظام الدین اولیاء دہلوی، خواجہ 251	ناصر علی شاہ، سید (پشاور) 383-384
نظام الدین، میاں 378	ناظم حسین 462
نعرہ، مولوی شبیر احمد 137	نبی بخش حلوانی، مولوی 357
	نثار احمد 264

نیامت علی ڈوگر 300'364	نعیم احمد نوری 381
نیر واسطی، حکیم احمد علی 150	نعمان احمد صدیقی، حافظ 302'458'463
و	نعمان بن ثانت، ابوحنیفہ امام اعظم 284
وارث شاہ پیر 259	نعمان شاہ قادری، سید محمد 384
وجاہت رسول قادری، سید 311	نعیم ڈوگر 390
وجیہ السیما عرفانی 411	نعیم الرسول للہی، صاحبزادہ 269'328
وحید قریشی، پروفیسر 320	نعیم عصمت (لندن) 194'237'289-
وحید گل، محمد 428-429	291'327'338
وزیر احمد (تتال) 217	نگینہ حاجی محمد یوسف علی 400
وکیل احمد سکندر پوری، مولا 282-283	نفیس رقم 158
'468'463'457-456'450'310	نمرود 430
471-472'477'479-480'487	نواب دین مہر 132
وقار احمد حاجی 129	نواز شریف، میاں محمد 446
وقار احمد راجہ 137	نواز وڑائچ، ڈاکٹر 318'345-346
ولی اللہ حافظ (خطیب شاہی مسجد لاہور) 401	نور احمد امرتسری، مولا 210
ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ 384'407	نور حسن (داروغہ والا) 496'499
ولید احمد جواد شرقپوری، صاحبزادہ میاں 174	نور حسن شاہ، سید 285
503'466'429'391'352-351'195	نور الحسنین سلطان آغا، پیر 385-386
ونسک، ف۔ی (و) فسج، ی۔پ 248	نور حسنین، مفتی 304'495
و	نور الحق قادری، پیر 387
ہارون عثمانی، محمد (ڈپٹی چیف لائبریرین) 501	نور الحق، علامہ 386-387
ہمفرے 210	نور محمد، حاجی (ڈھوک شیر ربانی) 197'247'391
ی	نور محمد مہاروی، خواجہ 250'453'455
یاسین، مولا 166	نور محمد نارووالہ، حضرت 453
یحییٰ خان 297	نوشہ گنج بخش 195
یلین قصوری، محمد 342	نوید احمد سیٹھی (سجرات) 467
یعقوب چرخنی، حضرت 361	نوید اسلم، ڈاکٹر 247-249
یعقوب کشمیری، شیخ 350	نیامت علی (چوگی دوگچ) 442-443'427'499
یوسف ہمدانی، حضرت 396-397	

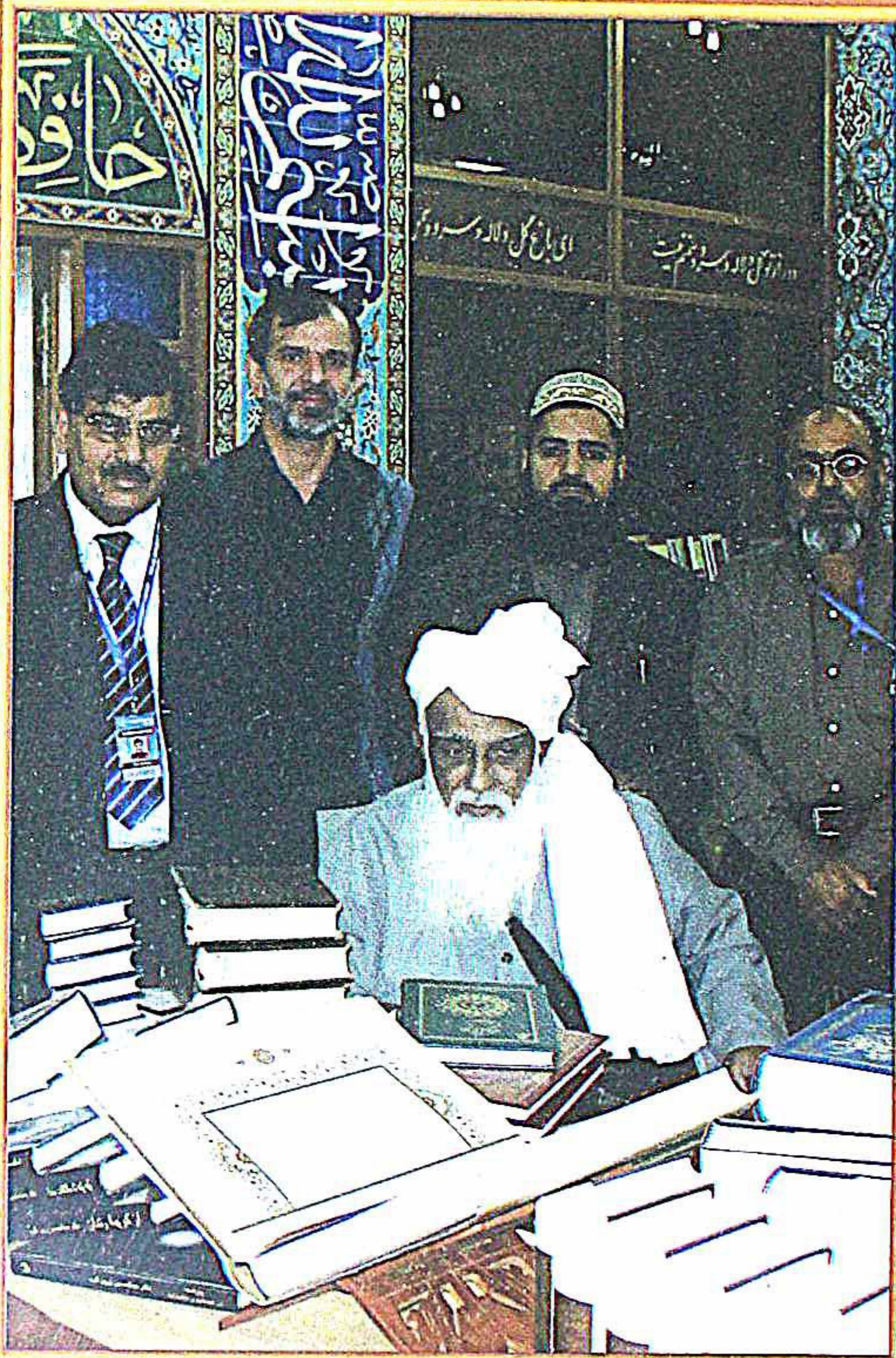


فخر المشائخ حضرت میرا جمیل احمد شرفی نقشبندی عسلی  
مجلدی رحمۃ اللہ علیہ

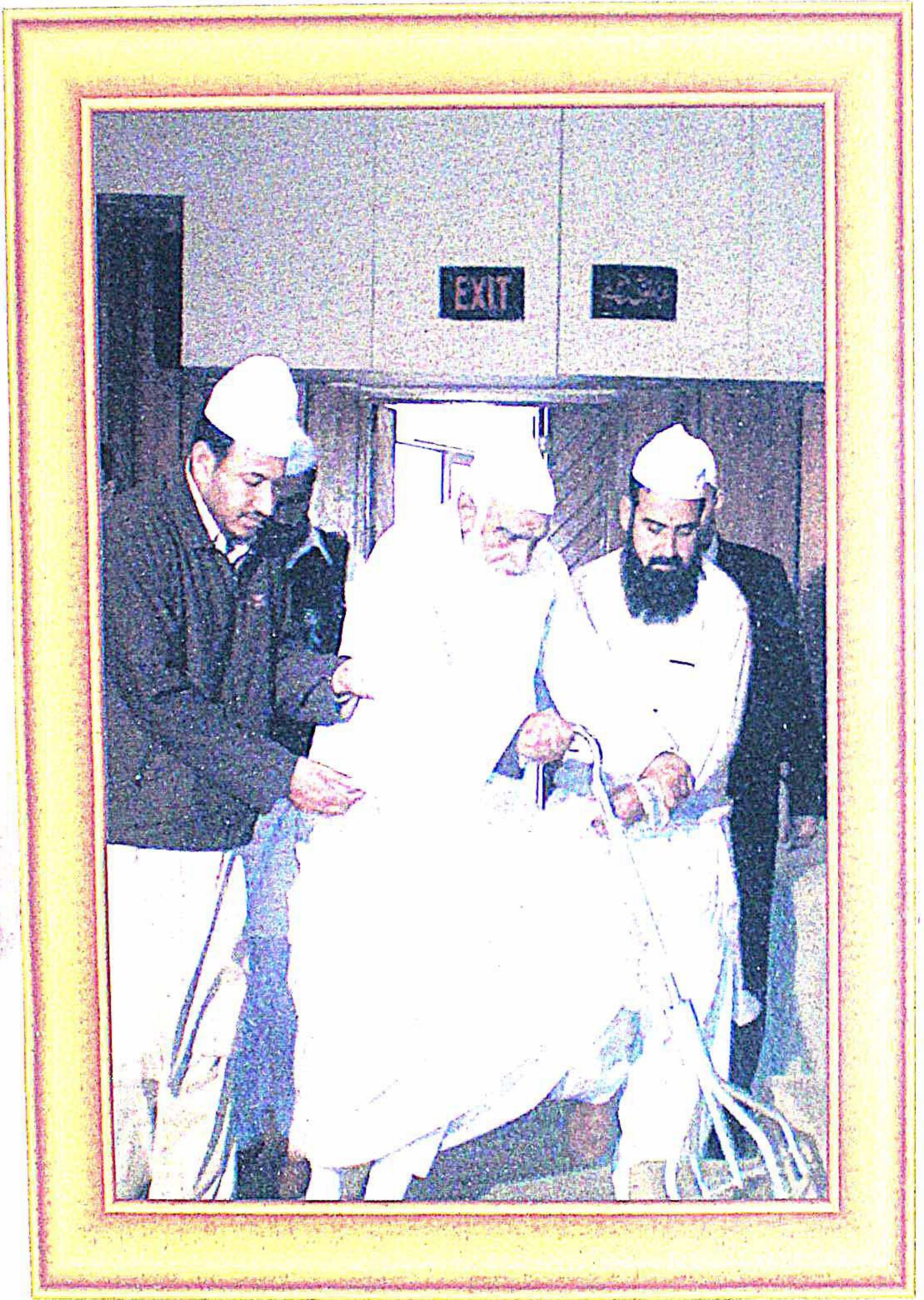
کی یادگار تصاویر اور تبرکات



عرس شریف کے موقع پر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس ناچیز (محمد معروف احمد شریقی پوری) کے ہمراہ ایک انداز



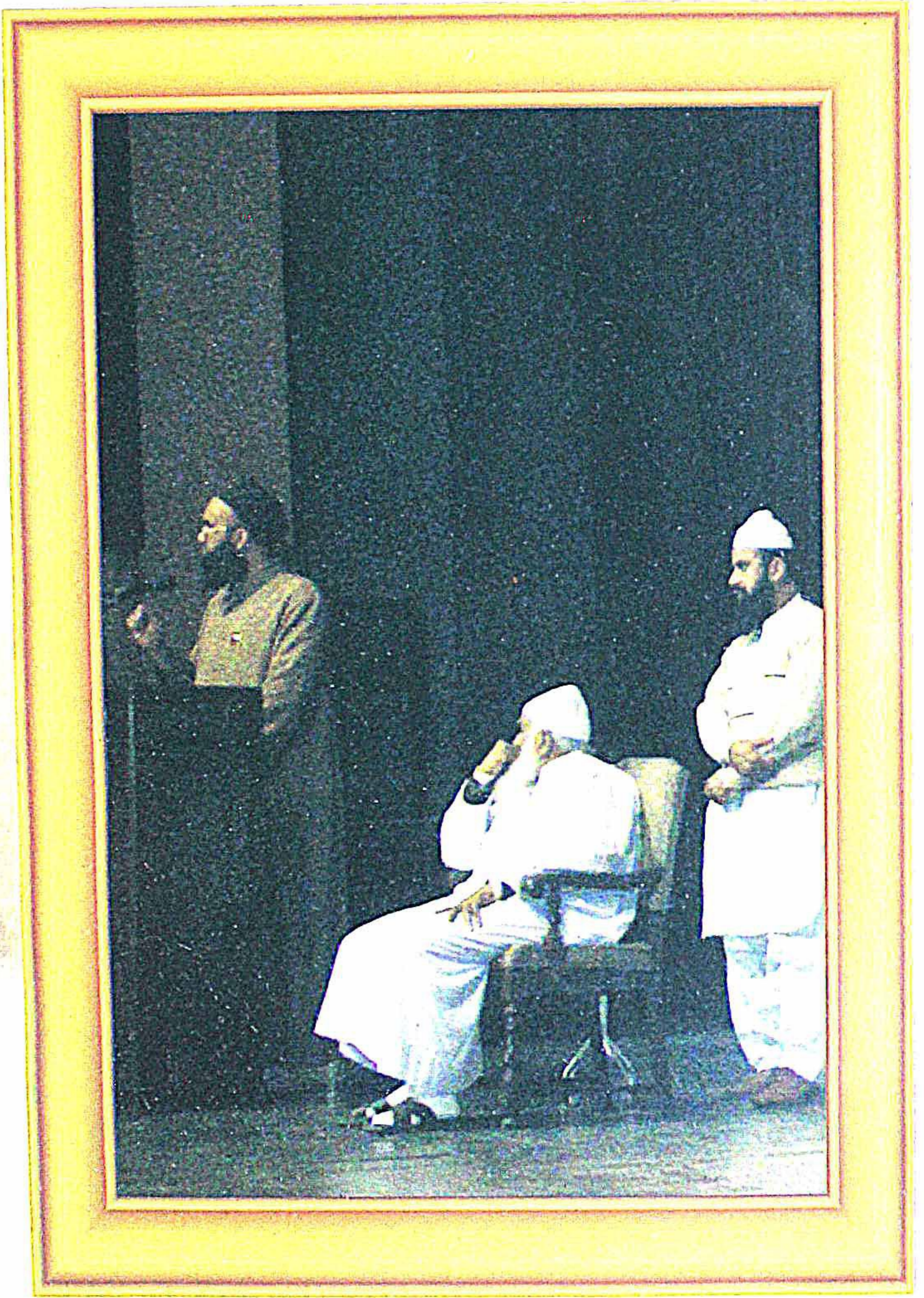
پنجاب یونیورسٹی لائبریری نیو کمپس میں میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لائبریری  
 کے عملے کیساتھ گروپ فوٹو



الحمراء ہال میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نفرنس میں شرکت کیلئے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
سٹیج پر تشریف لارہے ہیں۔



میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری تشریف لارہے ہیں،  
چیف لائبریرین چوہدری محمد حنیف صاحب ہمراہ ہیں۔



الحمراء ہال میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نفرنس میں علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب  
تقریر کرتے ہوئے۔

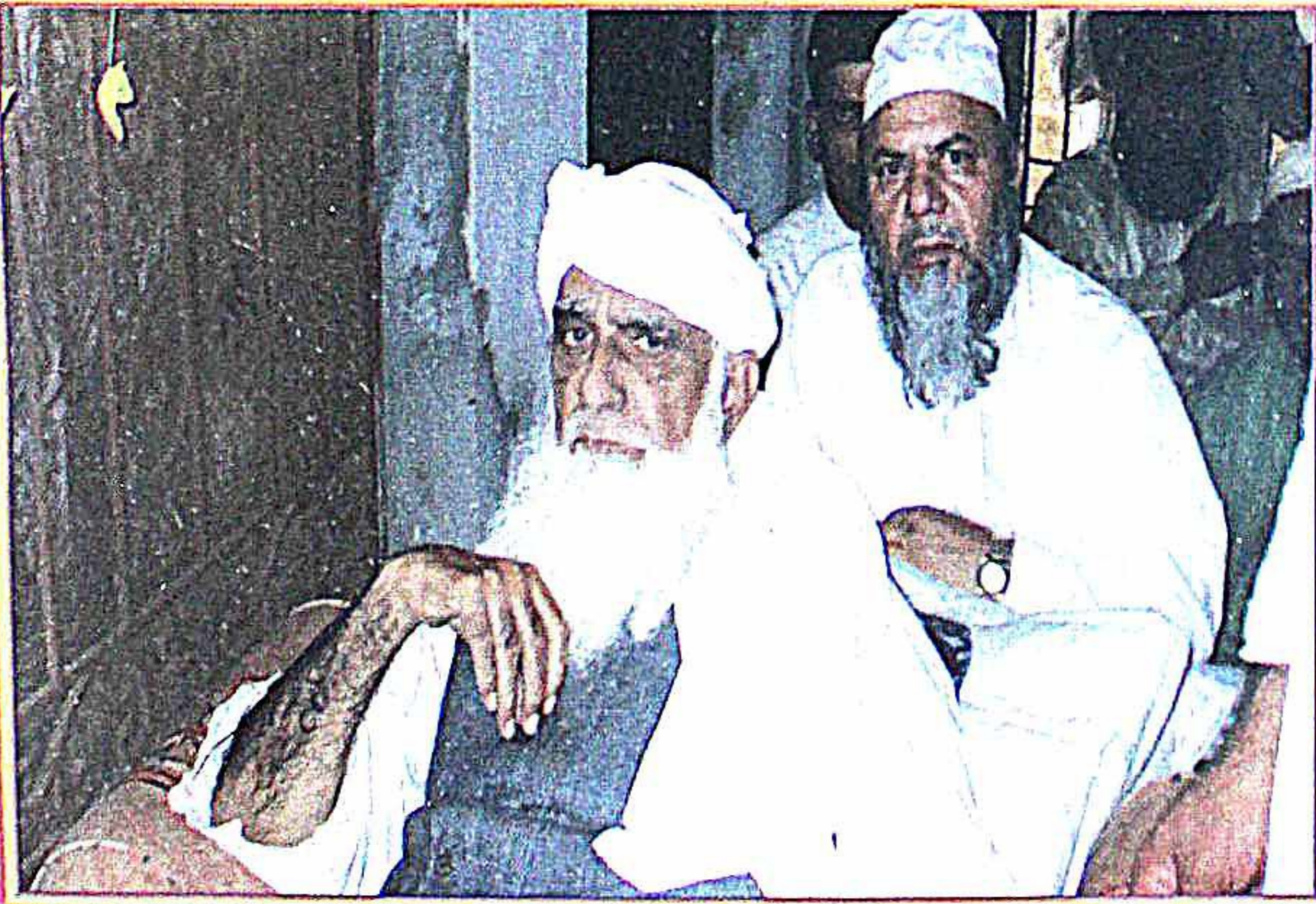


مولانا شاہ احمد نورانی کی شرقپور شریف آمد پر مولانا تابش قصوری میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
کی طرف سے سپاس نامہ پیش کر رہے ہیں۔



شرقپور شریف میں عرس شریف کے موقع پر فیاض احمد سیٹھی، محمد شہزاد، محمد ظفر باورچی  
اور محمد اشفاق پٹواری، میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

خالد سیف اللہ صاحب (پیر بل شریف) شیخ ذوالقرنین، فاروق الحسن اور عابد علی  
میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔



شرقیہ شریف میں عرس شریف کے موقع پر شیخ محمد ارشد صاحب (پشاور) کی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
کیساتھ ایک یادگار تصویر۔

ڈاکٹر آصف اشرف جلالی کے بھائی علامہ عابد جلالی شرقپور شریف میں عرس شریف  
کے موقع پر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے محو گفتگو ہیں۔

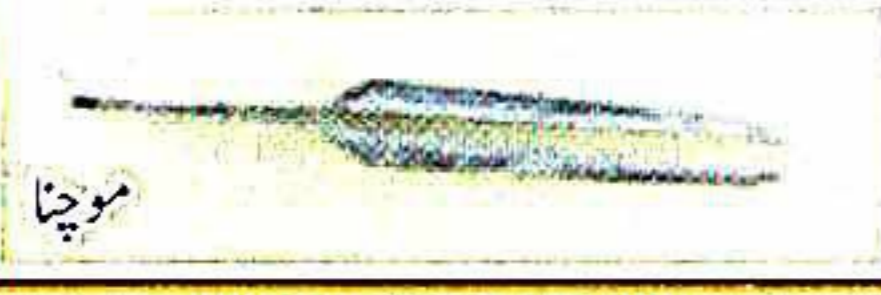


بیت النور ہوٹل میں پروفیسر اقبال مجددی، محمد عالم مختار حق، علامہ اقبال احمد فاروقی اور  
پروفیسر منور حسین، میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اجلاس میں موجود۔

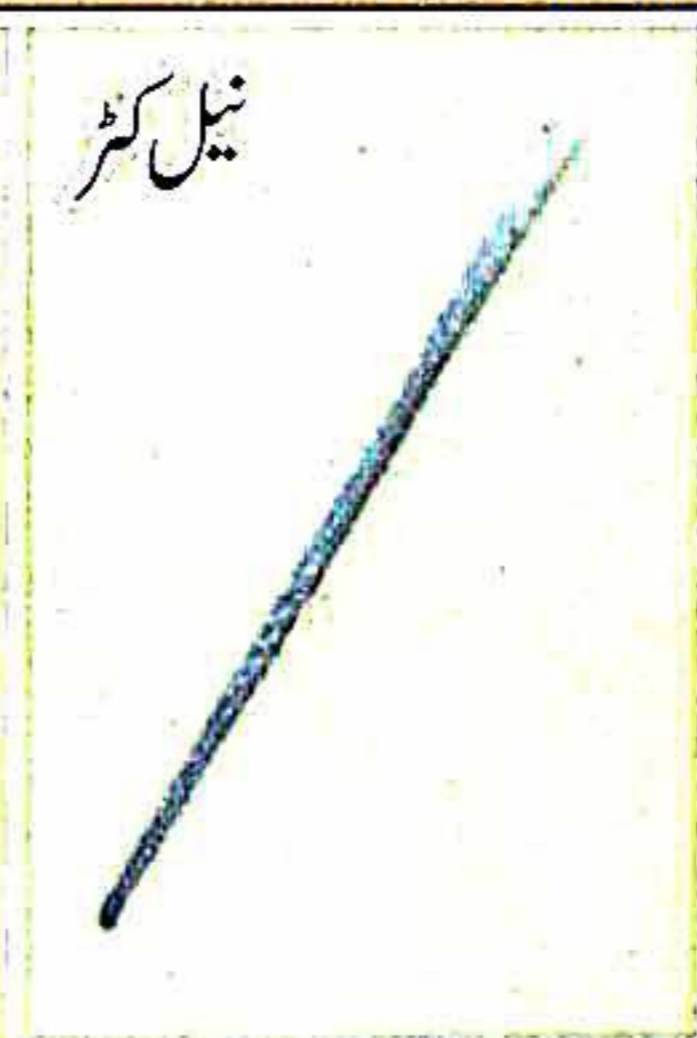
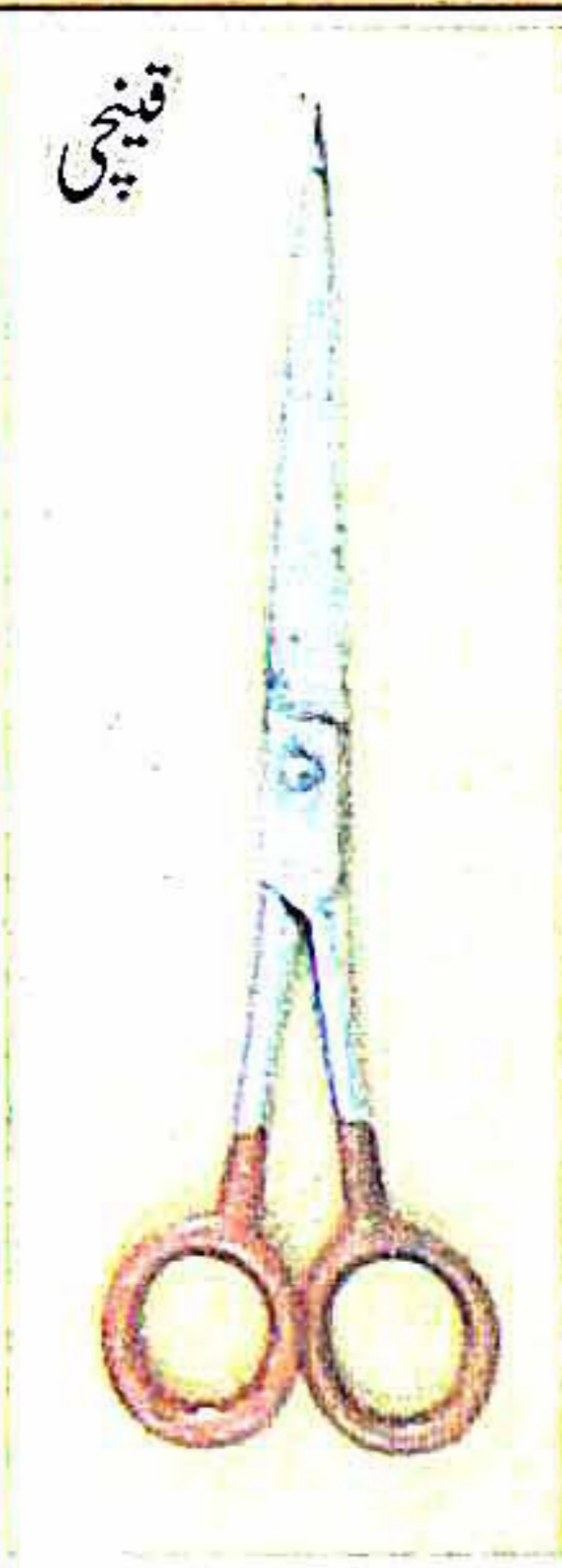
صاحبزادہ میاں غلام قدیر صاحب شرقپور شریف میں عرس کے  
موقع پر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔



حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر یوم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر  
صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری تقریر کر رہے ہیں۔



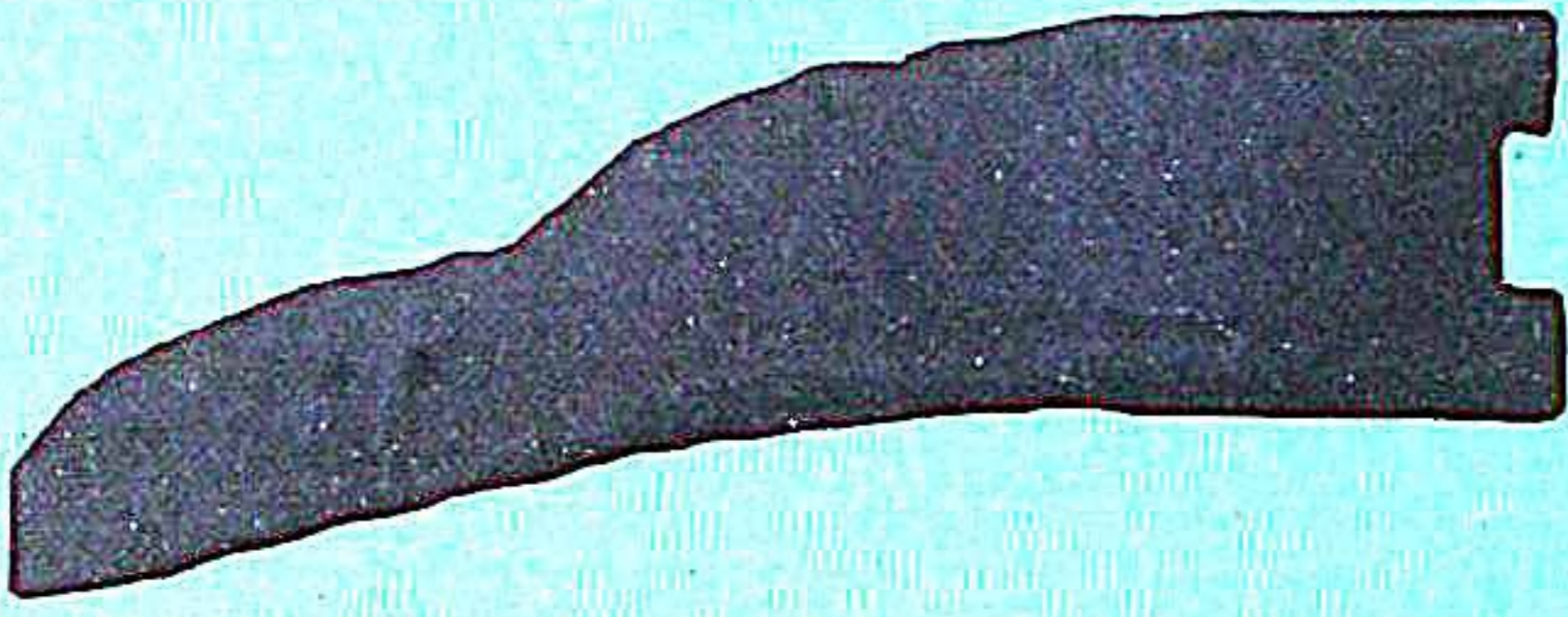
فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقی پوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے استعمال شدہ تبرکات



میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ٹوپی مبارک

لوٹا مبارک جن سے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیر ربانی اخبار کے دفتر و ضو فرماتے تھے





میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گھڑی کا سٹیپ جو ٹوٹنے کے بعد محفوظ کر لیا گیا



10 مئی 2005ء کو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دانت جو ڈاکٹر شاہد قیوم صاحب نے نکالا



خلال (tooth picks) جو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استعمال کرنے کے بعد محفوظ کر لی گئیں



ٹشو پیپر جن کو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے استعمال کیا



میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مصنوعی دانت اور دانتوں کا ایکسٹرا



دانت نکلنے کے بعد روکی (cotton)  
جس پر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خون لگا  
ان کو محفوظ کر لیا گیا



کھجور کی گٹھلیاں جو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نوش کرنے کے بعد محفوظ کر لی گئیں



ایمان افروز

# یا لاکھ شہین

اگست 1991ء سے ستمبر 2013ء تک

فخرالمنار حضرت میاں جمیل احمد شریقی نقشبندی مدظلہ العالی

کے ساتھ گزراے کلائے  
قیمتی لمحات

ذیونگرانی

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شریقی نقشبندی مجددی  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شریقی شریف ضلع شیخوپورہ

نظر ثانی

سید جمیل احمد رضوی  
(سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی نیوکیہس، لاہور)

ترتیب

محمد معروف احمد شریقی

